حیاتِ جاودانی

عربی سے اردو ترجمہ کتاب

فتح الربانی والفیض الرحمانی تحفہ سبحانی

یعنی

مجموعہ خطبات و وعظ حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی غوث صمدانی شیخ عبد القادر جیلانی

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

جس کو حضرت قبلہ کے خلیفہ اعظم حضرت شیخ عفیف الدین ابن مبارک قادری قدس سرہٗ نے تالیف کیا تھا اس کتاب پُرانوار میں حضرت غوث پاک رحؒ کے باسٹھ وعظ ہیں جو باسٹھ قبوں کے نام نامزد کئے گئے ہیں۔ ہر ایک وعظ نہایت موثر اور بابرکت ہے جس میں ہر ایک قسم کے نصائح درج ہیں۔ کیا بلحاظ سلاست اور کیا بلحاظ جامع ہونے کے نہایت پرلطف ہیں، شریعت طریقت اور حقیقت و معرفت کے دلچسپ کرشمے دکھلاتے ہیں۔ توحید الٰہی کے جلوے نظر آتے ہیں۔ راستی اور سلامت روی کے سبق دیتے ہیں غرضیکہ ہر ایک لفظ نورٌ علیٰ نور ہے۔ ان باسٹھ خطبوں اور وعظ کے علاوہ آخر میں حضرت اقدس نے بعض استفسارات کے نہایت دلچسپ اور پراز نصیحت جواب عطا فرمائے ہیں۔ جن کی نسبت بعض اکابر نے سوالات کئے ہیں۔ سوالات اسقدر دلفریب اور نصیحت بخش ہیں کہ جس سے ہر ایک طالب مولیٰ عمدہ سبق حاصل کر سکتا ہے۔ اس کتاب کی ضخامت ۴۵۴ صفحہ ہے۔ لکھائی چھپائی اور کاغذ کی عمدگی قابل دید ہے۔ چونکہ یہ گنجینہ اسرار عربی زبان میں ہے۔ لہذا ہم نے افادہ عام کی خاطر بصرف زر کثیر اردو ترجمہ کرا دیا ہے۔ تاکہ ہر ایک ذی علم اصحاب اور بالخصوص عاشقان دربار قادریہ مطالعہ کر کے ارشادات سے مفید ہوں، اس میں مواعظ حسنہ اس انداز سے بیان فرمائے گئے ہیں کہ ہر ایک معمولی استعداد والا بھی واعظ کامل بن سکتا ہے۔ قیمت سات روپے مجلد آٹھ روپے آٹھ آنے

المشتہر

اللہ والے کی قومی دکان رجسٹرڈ بازار کشمیری لاہور

فہرست مضامین اردو ترجمہ کتاب حیات جاودانی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد و نعت

اَلحَمدُ لِلّٰہِ الَّذِی فَتَحَ لِاَولِیَآئِہٖ طُرُقَ الھُدٰی وَاَجرٰی عَلٰی اَیدِیھِم اَنوَاعَ الخَیرَاتِ وَنَجَّاھُم مِنَ الرَّدٰی فَمَنِ اقتَدٰی بِھِمِ انتَصَرَ وَاھتَدٰی وَمَن عَرَجَ عَن طَرِیقِھِمِ انتَکَسَ وَتَرَدّٰی وَمَن اَمَّ حِمَاھُم اَفلَحَ وَسَلِکَ وَمَن اَعرَضَ عَنھُم بِالاِنکَارِ انقَطَعَ وَھَلَکَ اَحمَدُہٗ حَمدُہٗ حَمدَ عَلِمَ اَن لَّامَلجَأَ مِنہُ اِلَّا اِلَیہِ وَاَلَیہِ وَاَشکُرُہٗ شُکرَ مَنِ اعتَقَدَ اَنَّ النِّعَمَ وَالنِّقَمَ بِیَدَیہِ وَاُصَلِّی وَاُسَلِّمُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ عَدَدَ اِنعَامِ اللّٰہِ وَاَفضَالِہٖ +

ترجمہ۔ تمام تعریفیں اُس ذاتِ پاک کے لئے ہیں جس نے ہدائیت کے طریقے اپنے اولیاءؒ پر واضح اور منکشف کر کے ہر ایک قسم کی خیر و برکت اُن کے ہاتھوں پر رکھدی۔ اور ضلالت و گمراہی کی ہلاکت سے اُنہیں مامون و محفوظ رکھا۔ جو کوئی ان کی پیروی کرتا ہے نفسِ شیطان پر غالب ہو کر نیک راہ کی ہدایت پاتا ہے۔ اور جو اُن کی پیروی سے گریز کرتا ہے۔ وہ ٹھوکریں کھا کر اوندھے مُنہ گرتا اور گمراہ ہو کر اپنی جان کھوتا ہے۔ اور اُن کے زمرے میں داخل ہونے والا منزلِ مقصود کو پہنچکر فائز المرام ہوتا ہے۔ اور انہیں بُرا جان کر اُن سے بھاگنے والا راہِ راست سے دُور ہو کر ہلاک ہو جاتا ہے۔ مَیں اس بات کا یقین کر کے اُس کی حمد و ثنا کرتا ہوں۔ کہ اُس کے سوا اور کہیں میرا ٹھکانا نہیں۔ اور یہ اعتقاد کر کے مَیں اُسکی شکر گذاری کرتا ہوں۔ کہ دنیا کی نعمتیں دینا اور پھر اُن کا چھین لینا اُسی کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ اور جناب سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کی آل و اصحاب پر اللہ تعالےٰ کے کل انعام و احسانات کے برابر درود و سلام بھیجتا ہوں +

تمہید

حمد و صلوٰۃ کے بعد ضعیف و حقیر پُر تقصیر گنہگار امیدوارِ رحمتِ پروردگار محمد بن یحیٰی التادفی غفر اللّٰہ لہٗ و لوالدیہ و احسن الیہما و الیہ عرض کرتا ہے۔ کہ کتاب التاریخ المعتبر فی انباء من غبر قاضی القضاۃ مجیر الدین عبد الرحمٰن العلیمی العمری المقدسی الحنبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تالیفات سے ہے۔ میرے مطالعہ سے گذری۔ میں نے دیکھا کہ مؤلف ممدوح نے سیدنا حضرت شیخ عبد القادر جیلانی الحنبلی علیہ الرحمۃ کے سوانح بیان کرنے میں نہایت اختصار سے کام لیکر آپ کے صرف تھوڑے سے ہی مناقب[1] کو ذکر کیا ہے۔ جس سے بندے کو نہایت تعجب ہوا۔ بندے نے اپنے جی میں کہا کہ شاید مؤلف ممدوح نے باقی مناقب کو شہرت کی وجہ سے چھوڑ دیا ہے۔ اور علامہ ابن جوزی کی پیروی کر کے آپ کے حالات کو ایک مختصر طریقہ میں بیان کیا ہے۔ اور آپ کے مشہور واقعات کے لئے صرف شہرت کو کافی سمجھا ہے۔

سببِ تالیف

اس لئے حقیر کو یہ خیال پیدا ہوا۔ کہ آپ کے پورے حالات کو ایک جگہ جمع کر کے بندہ بھی سعادتِ دارین حاصل کرے۔ اور آپ کے اُن تمام مناقب کو جنہیں بندہ نے متفرق کتابوں میں دیکھا۔ یا ثقہ لوگوں سے سُنا۔ یا جو کچھ بندے کو یاد ہیں۔ ایک جگہ لکھے۔ اور اُس کے بعد آپ کا نسب بیان کر کے آپ کے اخلاق و عادات۔ آپ کے علم و عمل۔ آپ کے طریقۂ وعظ و نصیحت۔ آپ کے اقوال و افعال۔ آپ کی اولاد۔ آپ کی عظمت و بزرگی کا اعتراف کرتے ہوئے دیگر اولیائے عظام کی تعظیم کرنے کا حال لکھے۔ اور جن اولیائے عظام نے آپ کی عظمت و بزرگی کا اعتراف کر کے آپ کی مدح سرائی کی ہے۔ اُن کے اور جن لوگوں کو کہ آپ سے تعلق رہا ہے۔ یا جنہوں نے آپ کی خدمت سے فیض پایا ہے۔ اُن کے مناقب بھی ذکر کرے کیونکہ یہ بات ظاہر ہے کہ اتباع و پیروان کی عظمت و بزرگی بھی مقتدا و پیشوا کی عظمت و بزرگی سے ظاہر ہوا

[1] مناقب منقبت کی جمع ہے جس کے معنی بزرگی و مایۂ ناز اور فضیلت کے ہیں۔ اور مناقب سے فضائل اور اوصافِ حمیدہ مراد ہوتے ہیں۔

کرتی ہے۔ اور نہروں کی نفع یا بی چشمے کے زیادہ شیریں اور اُس کے بڑے ہونے پر مبنی ہے۔ اس کے بعد آپ کی پیدائش اور وفات کا حال لکھ کر خاتمہ میں بھی آپ ہی کے کچھ مناقب۔ نیز آپ کے مناقب اور آپ کے کشف و کرامات کے متعلق اولیائے عظام کے کچھ اقوال ہیں۔ مختصر طور سے بیان کرکے کتاب کو ختم کرے۔ تاکہ زیادہ طوالت ناظرین پر بارِ خاطر نہ گذرے۔ چنانچہ احقر نے بعونہٖ تعالےٰ اپنی اس تالیف کو شروع کیا۔ اور قلائد الجوھر فی مناقب شیخ عبدالقادرؒ اس کا نام رکھا۔ وَبِاللّٰہِ اَسْتَعِیْنُ وَھُوَ حَسْبِیْ وَنِعْمَ الْمُعِیْنُ ○

آپ کا سن و مقام پیدائش

قطب الدین یونینی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے۔ کہ آپ ۴۷۱ھ ہجری میں پیدا ہوئے۔ آپ کے صاحبزادے حضرت عبدالرزاق علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے اپنے والد ماجد سے آپ کا مقامِ پیدائش پوچھا۔ آپ نے فرمایا۔ مجھے اس کا حال ٹھیک طور سے معلوم نہیں۔ مگر ہاں مجھے اپنا بغداد آنا یاد ہے۔ کہ جس سال تمیمی کا انتقال ہوا اُسی سال میں بغداد آیا۔ اُس وقت میری اٹھارہ برس کی عمر تھی۔ اور تمیمی نے ۴۸۸ھ میں وفات پائی +

علامہ شیخ شمس بن ناصر الدین محدث دمشقی نے بیان کیا ہے کہ آپ کی ولادت باسعادت بمقام گیلان ۴۷۱ھ میں واقع ہوئی۔ اسکے بعد انہوں نے بیان کیا ہے کہ گیل دو مقام کا نام ہے:۔

اوّل۔ ایک وسیع ناحیہ کا جو بلادِ دیلم کے قریب واقع ہؤا ہے۔ در بہت سے شہروں پر مشتمل ہے۔ مگر ان میں کوئی بڑا شہر نہیں +

دوم۔ سیدنا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کے شہر کا نام ہے۔ جسے جیل بکسرۂ جیم اور کیل و گیل (بکاف عربی و فارسی) بھی کہتے ہیں +

اور حافظ ابو عبداللہ محمد بن سعد دبیثی رحمۃ اللہ علیہ نے اُسے قال کہا ہے۔ انہوں نے یہ لفظ ابن حاج شاعر کے اشعار سے اخذ کیا ہے۔ کیونکہ ابن حاج شاعر نے اپنے بعض اشعار میں گیل کو کال کہا ہے۔ جو بلادِ فارس کے مضافات میں سے ایک قصبہ کا نام ہے +

حافظ محب الدین محمد بن نجار نے اپنی تاریخ میں ابو الفضل احمد بن صالح حنبلی کا قول نقل کیا ہے

نوٹ۔ مؤلف ممدوح نے آپ کی ولادت و وفات کا حال کتاب کے آخر میں خاتمہ سے پہلے بیان کیا۔ مگر ہم نے مناسب خیال کرکے اسے شروع کتاب میں بیان کیا ہے۔ اور آگے بھی اگر ہمیں ضرورت محسوس ہوگی تو تقدیم و تاخیر کو عمل میں لائیں گے۔ ورنہ نہیں :

کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کی ولادت باسعادت ۴۷۱ھ میں واقعہ ہوئی۔ اور ابوعبداللہ محمد الذہبی نے بھی یہی بیان کیا ہے +

الترو من الظاہر کے مؤلف نے آپ کے حالات بیان کرتے ہوئے لکھا ہے۔ کہ آپ مقام جیل (بکسر جیم وسکون یائے تحتانی) کی طرف منسوب ہیں۔ جسے گیل و گیلان بھی کہتے ہیں +

مؤلف بہجۃ الاسرار نے شیخ ابوالفضل احمد بن شارع کا قول نقل کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کی ولادت باسعادت ۴۷۱ھ میں بمقام نیف جو بلاد جیلان سے متعلق ایک قصبہ کا نام ہے۔ اور جیلان طبرستان کے قریب ایک چھوٹے سے حصہ (مثلاً ہندوستان میں اودھ) کا نام ہے۔ جو شہروں اور بستیوں پر مشتمل ہے +

مقام و سن وفات

آپ نے اپنی عمر بے بہا کا ایک بہت بڑا حصہ شہر بغداد میں گذارا۔ اور وہیں پر شنبہ کی رات کو بتاریخ ہشتم ربیع الثانی ۵۶۱ھ آپنے وفات پائی۔ اور دوسری شام کو اپنے مدرسہ میں جو بغداد کے محلہ باب الازج میں واقع تھا۔ مدفون ہوئے +

ابن جوزی کے نواسے علامہ شمس الدین ابوالمظفر یوسف علیہ الرحمۃ نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ آپ نے ۵۶۱ھ میں وفات پائی۔ اور ہجوم خلائق کی وجہ سے آپ شب کو مدفون ہوئے گیونکہ بغداد میں ایسا کوئی شخص نہ تھا۔ جو آپ کے جنازے میں شریک نہ ہوا ہو۔ بغداد کے محلہ حلبہ کی تمام سڑکیں اور اُس کے مکانات لوگوں سے بھر گئے تھے۔ اسی لیئے آپ کو دن میں دفن نہیں کر سکے۔ ابن اثیر اور ابن کثیر نے بھی اپنی اپنی تاریخ میں بھی یہی بیان کیا ہے +

ابن نجار نے بیان کیا ہے۔ کہ شنبہ کی رات کو بتاریخ دہم ربیع الثانی ۵۶۱ھ میں آپنے وفات پائی۔ اور آپ کی تجہیز و تکفین سے شب کو فراغت ہوئی۔ آپ کے صاحبزادے حضرت عبدالوہاب نے ایک بڑی جماعت کے ساتھ جس میں آپ کے دیگر صاحبزادے اور آپ کے خاص احباب اور آپ کے تلامذہ وغیرہ سب موجود تھے۔ آپ کے جنازے کی نماز پڑھی۔ اور آپ ہی کے مدرسہ کے سائبان میں آپ کو دفن کرکے دن نکلنے تک مدرسہ کا دروازہ بند رکھا۔ پھر جب دروازہ کھلا۔ تو آپ کے مزار پر لوگ نماز پڑھنے اور زیارت کرنے کے لئے بکثرت آنے لگے۔ جس طرح سے جمعہ یا عید کو لوگ آیا کرتے ہیں +

اُس وقت بغداد کا خلیفہ المستنجد باللہ ابو المظفر یوسف بن المقتضی العباسی تھا۔ جو ۵۱۸ھ میں پیدا ہوا ۵۵۵ھ میں اپنے باپ المقتضی لامر اللہ کی وفات کے بعد مسند خلافت پر بیٹھا۔ اور اڑتالیس برس میں صرف گیارہ برس خلافت کر کے ۵۶۶ھ راہی ملک بقا ہوا۔ یہ خلیفہ عدل و انصاف سے موصوف۔ صائب الرائے تیز فہم تھا شعر و سخن کا مذاق اور اصطرلاب وغیرہ آلات فلک میں مہارت تمام رکھتا تھا ✝ مترجم

حافظ زین الدین بن رجب نے اپنے طبقات میں بیان کیا ہے۔ کہ نصیر التمیمی نے جس شب کو آپ دفن ہوئے۔ اس کی صبح کو آپ کے مرثیہ میں ایک قصیدہ لکھا۔ جس کا پہلا شعر یہ ہے :- ؎

مُشکِلُ الْاَمْرِ ذَا الصَّبَاحِ الْجَدِیْدِ	لَیْسَ لَہٗ الْاَمُوْمِنْ ذَالِکَ السَّنَا الْمَعْھُوْدِ
(ترجمہ) یہ صبح کا جدید واقعہ نہایت مشکل ہے	جس سے صبح کی مقررہ روشنی مطلق نہیں رہی۔

نیز بیان کیا ہے کہ نصیر التمیمی نے آپ کے مرثیہ میں اس کے سوا ایک اور بھی قصیدہ کہا تھا ✝

آپ کا نسب

القطب الربانی والفرد الجامع الصمدانی سیدنا حضرت شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ مقتدائے اولیائے عظام سے ہیں۔ جو کوئی آپ کی طرف رجوع کرتا۔ اُسے سعادت ابدی حاصل ہوتی محی الدین آپ کا لقب اور ابو محمد آپ کی کنیت اور عبد القادر آپ کا نام ہے ✝

آپ کا نسب اس طرح سے ہے محی الدین ابو محمد عبد القادر بن ابی صالح جنگی دوست یا بقول بعض جنگا دوست موسےٰ بن ابی عبد اللہ یحیےٰ الزاہد بن محمد بن داؤد بن موسےٰ بن عبد اللہ بن موسےٰ الجون بن عبد اللہ المحض (جنہیں عبد اللہ المجل بھی کہتے تھے) بن حسن المثنےٰ بن امیر المومنین علی بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد المناف بن قصیّ بن یاس کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر مالک بن نضر کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن یاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان القریشی الہاشمی العلوی الحسنی الجیلی الحنبلی ✝

آپ کے نانا حضرت عبداللہ صومعی کا ذکر

آپ سید حضرت عبداللہ الصومعی الزاہد کے نواسے تھے۔ حضرت عبداللہ صومعی جیلان کے مشائخ ذی رو سا میں سے ایک نہایت پرہیزگار و صاحب فضل و کمال شخص تھے۔ آپ کی کرامتیں لوگوں میں مشہور و معروف تھیں۔ عجم کے بڑے بڑے مشائخوں سے آپ نے ملاقات کی۔ شیخ ابو عبداللہ محمد قزوینی کہتے ہیں کہ شیخ عبداللہ صومعی مستجاب الدعوات شخص تھے۔ اگر آپ کسی پر غصہ ہوتے۔ تو اللہ تعالےٰ اُس سے آپ کا بدلہ لے لیتا۔ اور جسے آپ دوست رکھتے۔ خدا تعالےٰ اُس کے ساتھ اچھا معاملہ کرتا۔ آپ گو ضعیف و نحیف اور مُسن شخص تھے۔ لیکن آپ نوافل بکثرت پڑھا کرتے۔ ہمیشہ ذکر و اذکار میں مصروف رہتے۔ ہر ایک سے عاجزی و انکساری سے پیش آتے۔ اپنا حال کسی سے نہ کہتے۔ مصائب پر صبر اور اپنے اوقات کی حفاظت کیا کرتے۔ اکثر امور واقعہ ہونے سے پہلے آپ اُن کی خبر دے دیا کرتے۔ اور پھر جس طرح آپ اُن کی خبر دیتے۔ اُسی طرح وہ واقعات ہوتے +

ابو عبداللہ محمد قزوینی نے یہ بھی بیان کیا ہے۔ کہ ہمارے بعض احباب ایک قافلہ کے ساتھ تجارت کا مال لیکر سمرقند کی طرف گئے۔ جب وہاں ایک بیابان میں پہنچے۔ تو اُن پر بہت سے سوار ٹوٹ پڑے۔ قافلہ والے کہتے ہیں کہ ہم نے اُس وقت شیخ عبداللہ صومعی کو پکارا تو ہم نے دیکھا کہ آپ ہمارے درمیان کھڑے ہوئے سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّنَا اللّٰهُ تَفَرَّقِیْ یَا خَیْلُ عَنَّا پڑھ رہے ہیں۔ یعنی ہمارا پروردگار پاک اور بے عیب ہے۔ تم اے سوارو ہمارے پاس سے بھاگ کر منتشر ہوجاؤ۔ آپ کا یہ کہنا تھا کہ تمام سوار منتشر ہو کر کچھ تو پہاڑوں کی چوٹیوں پر چڑھ گئے۔ اور کچھ بھاگ کر جنگل کی طرف چلے گئے۔ اور ہم اُن کی دست برد سے مامون و محفوظ رہے۔ اس کے بعد ہم نے آپ کو تلاش کیا۔ تو ہم نے آپ کو نہیں پایا۔ اور نہ ہم نے یہ دیکھا۔ کہ آپ کہاں چلے گئے۔ جب ہم جیلان واپس آئے۔ تو ہم نے یہ واقعہ بیان کیا۔ تو انہوں نے ہم سے قسمیہ کہا۔ کہ شیخ صاحب موصوف اس اثنا میں ہم سے جدا نہیں ہوئے +

آپ کے والد ماجد

حافظ ذہبی و حافظ ابن رجب نے بیان کیا ہے۔ کہ آپ یعنی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی

علیہ الرحمۃ کے والد ماجد حضرت ابو صالح جنگی دوست تھے۔ مؤلف کہتا ہے۔ کہ جنگی دوست فارسی لفظ ہے۔ جس کے معنی جنگ سے انسیت رکھنے والے ہیں +

آپ کی والدہ ماجدہ

آپ کی والدہ ماجدہ کا کنیت اُمّ الخیر اور اَمَۃُ الجبار ان کا لقب اور فاطمہ نام تھا آپ حضرت عبداللہ الصومعی الزاہد الحسینی کی دُختر اور سراپا خیر و برکت تھیں +

آپ کا مدتِ شیرخواری میں رمضان کے ایام میں دودھ نہ پینا

آپ فرمایا کرتی تھیں۔ کہ میرے فرزند ارجمند عبدالقادر پیدا ہوئے۔ تو وہ رمضان کے دنوں میں دودھ نہیں پیتے تھے۔ پھر انتیس۲۹ ماہ رمضان کو جب مطلع صاف نہ تھا۔ اور بدلی کی وجہ سے لوگ چاند نہ دیکھ سکے۔ تو صبح کو لوگ میرے پاس پوچھنے آئے کہ آپ کے صاحبزادے عبدالقادر نے دودھ پیا۔ یا نہیں میں نے انہیں کہلا بھیجا کہ نہیں پیا۔ جس سے انہیں معلوم ہوا کہ آج رمضان کا دن ہے۔ جیلان کے تمام شہر میں اس بات کی شہرت ہوگئی تھی۔ کہ شرفائے جیلان میں ایک لڑکا پیدا ہوا ہے۔ جو رمضان میں دودھ نہیں پیتا۔ آپ کی والدہ ماجدہ جب حاملہ ہوئیں۔ تو کہتے ہیں کہ اُس وقت اُن کی ساٹھ برس کی عمر تھی۔ اور ساٹھ برس کی عمر میں کہتے ہیں۔ قریش کے سوا اور پچاس برس کی عمر میں عرب کے سوا اور کسی عورت کو حمل نہیں رہتا +

آپ کا بغداد جانا

جب آپ پیدا ہوئے۔ تو آپ نے اپنے بغداد جانے کے وقت تک ناز و نعمت میں پرورش پائی اور ہمیشہ آپ پر توفیقِ الٰہی شاملِ حال رہی پھر آپ اٹھارہ برس کی عمر میں جس سال تمیمی نے وفات پائی آپ بغداد تشریف لے گئے + اس بغداد کا خلیفہ المستظہر باللہ ابوالعباس احمد بن المقتدی بامر اللہ العباسی تھا۔ جو خلفائے عباسیہ میں سے تھا ۴۷۰ھ میں ہوا۔ اور سولہ برس کی عمر میں اپنے باپ کی وفات کے بعد مسندِ خلافت پر بیٹھا اور ۵۱۲ھ میں بعمر بیالیس سال راہیِ ملکِ بقا ہوا +

خضر علیہ السلام کا آپ کو بغداد میں داخل ہونے سے روکنا۔ اور آپ کا سات برس تک دجلہ کے کنارے پڑے رہنا۔ اور پھر بغداد میں جانا

شیخ تقی الدین محمد واعظ نبانی نے اپنی کتاب روضۃ الابرار و محاسن الاخیار میں لکھا ہے۔ کہ جب آپ بغداد کے قریب پہنچے۔ تو حضرت خضر علیہ السلام نے آپ کو اندر جانے سے روکا اور کہا کہ ابھی تمہیں سات برس تک اندر جانے کی اجازت نہیں۔ اس لئے آپ سات برس تک دجلہ کے کنارے ٹھہرے رہے۔ اور شہر میں داخل نہ ہوئے۔ اور صرف ساگ وغیرہ سے اپنی شکم پری کرتے رہے۔ یہاں تک کہ اس کی سبزی آپ کی گردن سے نمایاں ہونے لگی۔ پھر جب سات برس پورے ہو گئے۔ تو آپ نے شب کو کھڑے ہو کر یہ آواز سنی کہ عبد القادر! اب تم شہر کے اندر چلے جاؤ۔ گو شب کو بارش ہو رہی تھی۔ اور تمام شب اسی طرح ہوتی رہی۔ مگر آپ شہر کے اندر چلے گئے۔ اور شیخ حماد بن مسلم دباس کی خانقاہ پر اترے۔ شیخ موصوف نے اپنے خادم سے روشنی بجھوا کر خانقاہ کا دروازہ بند کرا دیا۔ اس لئے آپ دروازے پر ہی ٹھہر گئے۔ اور آپ کو نیند بھی آ گئی۔ اور احتلام ہو گیا تو آپ نے اٹھ کر غسل کیا۔ آپ کو پھر نیند آ گئی اور احتلام ہو گیا۔ آپ نے اٹھ کر پھر غسل کیا۔ اسی طرح آپ کو شب بھر میں سترہ دفعہ احتلام ہوا۔ اور سترہ ہی دفعہ آپ نے اٹھ کر غسل کیا۔ پھر جب صبح ہوئی۔ اور دروازہ کھلا۔ تو آپ اندر گئے۔ شیخ موصوف نے آپ سے اٹھ کر معانقہ کیا اور آپ کو سینہ سے لگا کر روئے۔ اور کہنے لگے کہ فرزند عبد القادر آج دولت ہمارے ہاتھ ہے اور کل تمہارے ہاتھ میں آئے گی۔ تو عدل کرنا ۔

بہجۃ الاسرار کے مؤلف شیخ ابو الحسن علی بن یوسف بن جریر الشافی اللخمی (منسوب بہ قبیلہ لخم) نے آپ کے بغداد جانیکا خیر مقدم لکھا ہے۔ وہ لکھتے ہیں۔ کہ اس سرزمین کے لئے ایسے مبارک آنے والے کا قدم رکھنا جہاں اس کے آنے سے سعادتمندی کے جملہ آثار نمایاں ہو گئے بڑی خوش قسمتی کی بات ہے۔ کہ اس کا قدم پہنچنے سے رحمت کی بدلیاں چھا گئیں۔ اور باران رحمت برسنے لگا جس سے اس سرزمین میں ہدایت کی روشنی دگنی ہو گئی۔ اور گھر گھر اجالا ہو گیا پے در پے قاصد

مُبارکبادی کے پیغام لانے لگے۔ جس سے وہاں کا ہر ایک وقت عید ہوگیا۔ اس زمین سے ہماری مراد عراقِ عرب ہے۔ جس کا دل (یعنی بغداد) محبتِ بُشرے کے نُور سے وجد میں ہوگیا اور جس کے شگوفہ دار درخت اُس آنے والے کا مُنہ دیکھ کر اپنے شگوفوں کی زبان سے خدائے تعالےٰ کی حمد وثناء کرنے لگے ۔

اشعار تہنیت آمیز

لَقَدْ مُرَّ انہلَّ السَّحَابُ وَ اَعْشَبَ الْعِرَاقُ ، وَ زَالَ الْغَیُّ وَ اتَّضَحَ الرُّشْدُ
آپ کے قدوم نے رحمت کی بدلیاں برسا کر عراق کو تروتازہ کر دیا ، جس سے گمراہی زائل۔ اور ہدایت واضح ہوگئی
فَصِیْدَ انُہٗ دَتٌّ وَ صَحْرَائُہٗ سِیَخٌ ، وَ حَصْبَائُہٗ دُرٌّ وَ مِیَاھُہٗ شَھْدٌ
اور وہاں کی لکڑیاں خوشبودار ہوگئیں اور جنگل بھڑ ہوگیا ، وہاں کی کنکریاں موتی ہوگئیں اور وہاں کا پانی شہد ہوگیا
یَمِیْسُ بِہٖ صَدْرُ الْعِرَاقِ صَبَابَۃً ، وَ فِیْ قَلْبِ نَجْدٍ مِّنْ مَّحَاسِنِہٖ وَجْدٌ
عراق کا سینہ اُس کی محبت سے بھر گیا ، اور آپ کے محاسن سے نجد کے دل میں وجد پیدا ہوگیا
وَ فِی الشَّرْقِ بَرْقٌ مِّنْ مَّحَاسِنِ ذِرْوَۃٍ ، وَ فِی الْغُرُوْبِ مِنْ ذِکْرِیْ جَلَالَتِہٖ رَعْدٌ
مشرق میں آپکے نورِ ہدایت کی روشنی سے بجلی چمکنے لگی ، اور مغرب میں آپ کی عظمت کے ذکر سے گرج پیدا ہوگئی

آپ کا علم حاصل کرنا

جب آپ نے دیکھا کہ علم کا حاصل کرنا ہر ایک مسلمان پر صرف فرض ہی نہیں۔ بلکہ وہ نفوسِ مریضہ کے لئے شفائے کلی ہے۔ وہ پرہیزگاری کا ایک سیدھا راستہ اور پرہیزگاری کی ایک حجت اور واضح دلیل ہے۔ وہ یقین کے تمام طریقوں میں سب سے اعلےٰ وانسب ہے۔ اور تقوائے و پرہیزگاری کا وہ ایک بڑا درجہ اور مناصب زمینی میں سب سے رافع۔ نیک لوگوں کا مایۂ فخر و ناز ہے۔ تو آپ نے اُس کے حاصل کرنے میں جلد کوشش کی۔ اور اُس نے تمام فروع و اصول کو دُور و نزدیک کے علمائے کرام ومشائخ عظام وائمہ اعلام سے نہایت جدوجہد سے حاصل کیا +

آپ کا قرآن مجید یاد کرنا

قرآن مجید آپ نے پہلے ہی یاد کر لیا تھا۔ اس کے بعد آپ نے علم فقہ حاصل کیا۔ اور

عرصۂ دراز تک آپ ابوالوفا علی بن عقیل حنبلیؒ ابوالخطاب محفوظ الکلوذانی الحنبلیؒ ابوالحسن محمد بن قاضی ابویعلیٰ رح محمد بن الحسین بن محمد الفراء الحنبلیؒ قاضی ابوسعید یا بقولِ بعضے ابوسعید المبارک بن علی المخرمی (منسوب بمخرم محلۂ بغداد) جو حنبلی مذہب رکھتے تھے۔ مگر اپنے مذہب سے اُنکے بعض اصولی و فروعی مسائل میں مخالف تھے +

علمِ ادب آپ نے ابو ذکریا بن یحییٰ بن علی التبریزی سے۔ اور علم حدیث بہت سے مشائخ سے پڑھا۔ جن میں محمد بن الحسن الباقلانیؒ۔ ابوسعید محمد بن عبدالکریم بن خشیشاؒ۔ ابوالغنائم محمد بن محمد علی بن میمون الفرسیؒ۔ ابوبکر احمد بن المظفر رح۔ ابوجعفر بن احمد بن الحسین القاری السراج رح ابوالقاسم علی بن احمد بن بنان الکرخیؒ ابوطالب عبدالقادر بن محمد یوسف رح۔ عبدالرحمٰن بن احمد ابوالبرکات ہبۃ اللہ بن المبارک رح۔ ابوالفر محمد بن المختار رح۔ ابو نصر محمد رح۔ ابو غالب احمد رح۔ ابو عبداللہ اولاد علی البنّا د رح۔ ابوالحسن بن المبارک بن الطیوری رح۔ ابومنصور عبدالرحمٰن القزاز رح۔ ابوالبرکات طلحۂ العالی رح وغیرہ مشائخ داخل ہیں +

آپ مدت العمر ابوالخیر حماد بن مسلم بن دردۃ الدباسؒ کی خدمت میں رہے۔ اور اُنہی سے آپ نے بیعت کر کے علم طریقہ و ادب حاصل کیا +

آپ کا خرقہ پہننا

خرقہ شریف آپ نے قاضی ابوسعید المبارک المخرمی موصوف الصدر سے پہنا۔ اور اُنہوں نے شیخ ابوالحسن علی بن محمد القرشی سے اُنہوں نے ابوالفرح الطرطوسی سے۔ انہوں نے ابوالفضل عبدالواحد التمیمی سے۔ اُنہوں نے اپنے شیخ شبلی سے۔ اُنہوں نے شیخ ابوالقاسم جُنید بغدادی سے اُنہوں نے اپنے ماموں سری سقطی سے۔ اُنہوں نے شیخ معروف کرخی سے۔ اُنہوں نے داؤد طائی سے۔ اُنہوں نے سید حبیب عجمی سے۔ اُنہوں نے حسن بصریؒ سے۔ اُنہوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے۔ آپنے جناب سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لیا۔ آپ نے جبرائیل علیہ السلام سے۔ اُنہوں نے حضرت جلّ وعلےٰ سے۔ تَقَدَّسَتْ اَسْمَائُہٗ +

آپ سے کسی نے پوچھا کہ آپ نے خدائے تعالےٰ سے کیا حاصل کیا؟ آپ نے فرمایا علم و ادب +

خرقہ کا ایک اور بھی طریقہ ہے۔ جس کی سند علی بن رضا تک پہنچتی ہے۔ لیکن حدیث

کی سند کی طرح وہ ثابت نہیں +

قاضی ابو سعید المخرمی موصوف الصدر لکھتے ہیں کہ ایک دوسرے سے تبرک حاصل کرنے کے لئے میں نے شیخ عبدالقادر جیلانی کو اور انھوں نے مجھ کو خرقہ پہنایا +

مؤلف مختصر الروض الزاہر علامہ ابراہیم الدیری الشافعی نے بیان کیا ہے کہ آپ نے تصوف شیخ ابو یعقوب یوسف بن ایوب الہمدانی الزاہد سے (جن کا ذکر آگے آئے گا) حاصل کیا +

بغداد جاکر آپ کا وہاں کے مشائخ عظام سے شرف ملاقات حاصل کرنا

آپ جب بغداد تشریف لے گئے۔ تو آپ نے وہاں جاکر اکابر علماء و صلحاء سے شرف ملاقات حاصل کیا۔ جن میں ابو سعید المخرمی موصوف الصدر بھی داخل ہیں۔ انہوں نے اپنا مدرسہ جو بغداد کے محلہ باب الازج میں واقع تھا۔ آپ کو تفویض کر دیا۔ تو آپ نے اس میں نہایت فصاحت اور بلاغت سے تقریر اور وعظ و نصیحت کرنا شروع کر دیا۔ جس سے بغداد میں آپ کی شہرت ہو گئی۔ اور آپ کو قبولیت عامہ حاصل ہوئی +

آپ کے مدرسہ کا وسیع کیا جانا

آپ کی مجلس وعظ میں اس کثرت سے لوگ آنے لگے کہ مدرسہ کی جگہ ان کے لئے کافی نہ ہوتی اور تنگی کی وجہ سے آنے والوں کو مدرسہ کے اندر جگہ نہیں مل سکتی تھی۔ تو لوگ باہر فصیل کے نزدیک سرائے کے دروازے سے لگ کر سڑک پر بیٹھ جاتے۔ اور ہر روز ان کی آمد زیادہ ہوتی جاتی تو قرب و جوار کے مکانات شامل کر کے مدرسہ کو وسیع کر دیا گیا۔ امراء نے اس وسیع عمارت بنوا دینے میں بہت سا مال صرف کیا۔ اور فقراء نے اس میں اپنے ہاتھوں سے کام کر کے اس کی عمارت کو بنایا۔ منجملہ ان کے ایک مسکین عورت اپنے شوہر (اس کا شوہر معماری کا کام جانتا تھا) کو ہمراہ لیکر آپ کے پاس آئی۔ اور کہنے لگی کہ یہ میرا شوہر ہے۔ اس پر بیس دینار میرا مہر ہے۔ اسے اپنا نصف معاف کرتی ہوں۔ بشرطیکہ نصف باقی کے عوض یہ آپ کے مدرسہ میں کام کرے۔ اس کے شوہر نے بھی اس بات کو منظور کر لیا۔ عورت نے مہر وصول پانے کی رسید لکھ کر آپ کے ہاتھ میں دیدی۔ اس کا شوہر مدرسہ میں کام کرنے کے لئے آنے لگا۔ آپ نے دیکھا کہ یہ شخص غریب ہے۔ تو آپ ایک روز نصف اس کے کام کی اجرت دیتے۔ اور ایک روز نہیں دیتے تھے۔ جب یہ شخص پانچ دینار کا کام کر چکا تو آپ نے

اُسے مُہر کی رسید نکال کر دیدی۔ اور فرمایا۔ کہ باقی پانچ دینار تمہیں مَیں نے معاف کئے ۔

۵۲۸ھ میں یہ مدرسہ ایک وسیع عمارت کی صورت میں بنکر تیار ہوگیا۔ اور اب آپ ہی کی طرف منسوب کیا گیا۔ اب آپ نے نہایت جدوجہد و اجتہاد کے ساتھ تدریس افتاء و وعظ کے کام کو شروع کیا۔ دور دور سے لوگ آپ سے مشرفِ ملاقات حاصل کرنے کے لئے آنے لگے اور نذرانے گذارنے لگے۔ چاروں طرف سے دور دراز کے لوگ آکر آپ کے پاس جمع ہو گئے۔ اور علماء و صُلحاء کی ایک بڑی جماعت آپ کے پاس تیار ہو گئی اور آپ سے علم حاصل کر کے پھر وہ اپنے اپنے شہروں کی طرف واپس چلے گئے۔ اور تمام عراق میں آپ کے مُرید پھیل گئے۔ اور آپ کے اوصافِ حمیدہ و خصائلِ برگزیدہ کے لئے لوگوں کی زبانیں مختلف ہو گئیں۔ کسی نے آپ کو ذوالبیانین۔ اور کسی نے آپ کو کرم الجدین و الطرفین۔ اور کسی نے صاحب البرہانین کہا۔ کسی نے آپ کا لقب امام الفریقین و الطریقین۔ اور کسی نے ذوالسراجین و المنہاجین رکھا۔ اسی لئے بہت سے علماء و فضلاء آپ کی طرف منسوب ہوئے ہیں۔ اور خلقِ کثیر نے آپ سے علوم حاصل کئے۔ جن کی تعداد شمار سے زائد ہے۔ منجملہ ان کے الامام القدوہ ابو عمرو عثمان بن مرزوق بن حمید ابن سلامۃ القرشی نزیل مصر تھے ۔

آپ کے صاحبزادے شیخ عبدالرزاق بیان کرتے ہیں کہ جب میرے والد نے حج بیت اللہ کیا۔ اور اس وقت میں بھی اُن کے ہمراہ تھا۔ تو مَیں نے دیکھا کہ عرفات کے میدان میں شیخ بن مرزوق اور شیخ ابو مدین کی آپ سے ملاقات ہوئی۔ تو ان دونوں حضرات نے والد ماجد سے تبرکاً خرقہ پہنا۔ اور آپ کے روبرو بیٹھ کر آپ سے کچھ حدیثیں سُنیں ۔

شیخ عثمان بن مرزوق موصوف الصدر کے صاحبزادے شیخ سعد بیان کرتے ہیں کہ میرے والد ماجد اکثر اُمور کی نسبت بیان کیا کرتے تھے۔ کہ ہم سے ہمارے شیخ شیخ عبدالقادر جیلانی نے ایسا بیان کیا۔ کبھی کہتے کہ ہم نے اپنے شیخ شیخ عبدالقادر جیلانی کو ایسا کرتے دیکھا۔ یا آپ کو میں نے ایسا کہتے سُنا کبھی اس طرح کہتے کہ ہمارے پیشوا و مقتدا شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ ایسا کیا کرتے تھے ۔

قاضی ابو یعلےٰ محمد بن الفراء الحنبلی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔ کہ ہم سے عبدالعزیز بن الاخضر نے بیان کیا۔ کہ مجھ سے ابو یعلےٰ کہتے تھے۔ کہ مَیں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کی مجلس میں اکثر بیٹھا کرتا تھا۔ اور شیخ فقیہہ ابوالفتح نصر المنی شیخ ابو محمد محمود بن عثمان البقال امام ابو حفص عمر بن ابو نصر بن علی الغزال رح شیخ ابو محمد الحسن الفارسی رح عبداللہ بن احمد الخشاب رح امام ابو عمرو عثمان

الملقب بشافعی زمانہؒ شیخ علی الکیزانیؒ شیخ فقیہ رسلان عبد اللہ بن شعبانؒ شیخ محمد بن قائد الاوانیؒ عبد اللہ بن سنان الردینیؒ حسن بن عبد اللہ بن رافع الانصاریؒ شیخ طلحہ منظفر بن غانم العلثمیؒ احمد بن سعد بن وہب بن علی الہرویؒ محمد بن ازہر نصیر فیؒ یحیی بن البرکہ محفوظ الدبیقیؒ علی بن احمد بن وہب الازجیؒ قاضی القضاۃ عبد الملک بن عیسٰی بن ہرباس المرانیؒ عبد الملک بن کالبانیؒ کے بھائی عثمان اور ان کے صاحبزادے عبد الرحمٰن عبد اللہ بن نصر بن حمزۃ البکریؒ عبد الجبار بن ابو الفضل القفصیؒ علی بن ابو طاہر الانصاریؒ عبد الغنی بن عبد الواحد المقدسی الحافظؒ امام موفق الدین عبد اللہ بن احمد محمد قدامۃ المقدسی الحنبلیؒ ابراہیم بن عبد الواحد المقدسی الحنبلی وغیرہ بھی آپ کی مجلس میں اکثر رہا کرتے تھے۔

شیخ شمس الدین عبد الرحمٰن بن ابو عمر المقدسی کہتے ہیں۔ کہ شیخ موفق الدین نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے اور حافظ عبد الغنی نے ایک ہی وقت میں حضرت شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ کے دستِ مبارک سے خرقہ پہنا۔ پھر آپ سے ہم نے علم فقہ اور حدیث پڑھی۔ اور آپ کی صحبتِ بابرکت سے مستفید ہوئے۔ مگر افسوس کہ ہم آپ کی حیاتِ مستعار سے صرف پچاس روز سے زیادہ فائدہ نہیں اٹھا سکے۔

آپ کے تلامذہ

محمد بن احمد بن بختیارؒ ابو محمد عبد اللہ بن ابی الحسن الجبائیؒ فرزند عباس المصریؒ عبد المنعم بن علی الحرانیؒ ابراہیم الحداد الیمنیؒ عبد اللہ الاسد الیمنیؒ عطیف بن زیاد الیمنیؒ عمر بن احمد الیمنی الہجریؒ مدافع بن احمدؒ ابراہیم بن بشارۃ العدلیؒ عمر بن مسعود البزازؒ استاد میر محمد الجیلانیؒ عبد اللہ بطائحی نزیل بعلبکؒ مکی بن ابو عثمان السعدیؒ و فرزندان عبد الرحمٰن و صالح ابو عثمان السعدیؒ عبد اللہ بن الحسین بن العکبریؒ ابو القاسم بن ابو بکر احمد و عتیق برادران ابو القاسم بن ابو بکرؒ عبد العزیز بن ابو نصر خبازیؒ و محمد بن ابو المکارم الحجۃ اللہ الیعقوبیؒ عبد الملک بن دیال و ابو الفرج فرزندانِ عبد الملک بن دیالؒ ابو احمد المفضل و عبد الرحمٰن بن نجم الخزرجیؒ یحیی التکریتیؒ ہلال بن امید العدلیؒ یوسف بن مظفر العاقولؒ احمد بن اسمٰعیل بن حمزہؒ عبد اللہ بن المنصوری سدونۃ العمیر یفیسیؒ عثمان الیاسریؒ محمد الواعظ الخیاطؒ تاج الدین بن بطہؒ عمر بن المدائنیؒ عبد الرحمٰن بن بقاءؒ محمد القتالؒ عبد العزیز بن کلفؒ عبد الکریم بن محمد المصریؒ

عبداللہ بن محمد بن الولید رح عبدالمحسن بن دویرہ رح محمد بن ابو الحسین رح دلف الحمیری رح احمد بن الدبیقی رح محمد بن احمد المیوذن رح یوسف ہبۃ اللہ الدمشقی رح احمد بن مطیع رح علی بن المنفیس المامونی محمد بن اللیث الضریر رح شریف احمد بن منصور بن علی بن ابوبکر بن ادریس رح محمد بن نصرہ رح عبداللطیف بن الحرانی وغیرہ بھی جن کے اسمائے گرامی بخوفِ طوالت نہیں لکھ سکتے ہمارے دورے میں شریک تھے +

آپ کا حلیۂ شریف

شیخ موفق الدین قدامۃ المقدسی علیہ الرحمۃ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے شیخ شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ نحیف البدن اور میانہ قد تھے۔ آپ کی بھنویں باریک اور ملی ہوئی تھیں۔ اور آپ کا سینہ چوڑا تھا۔ اور ریش مبارک بھی آپ کی بڑی چوڑی تھی۔ آپ کی آواز بلند تھی۔ آپ مرتبہ عالی اور علم وافر رکھتے تھے +

علامہ ابوالحسن علی المقری الشطوفی المصری نے اپنی کتاب بہجۃ الاسرار میں جس میں انہوں نے آپ کے حالات اور آپ کے مناقب اور آپ کے کرامات کو بیان کیا ہے۔ قاضی القضاۃ ابو عبداللہ محمد ابن الشیخ العماد ابراہیم عبدالواحد المقدسی سے منقول ہے۔ کہ ان کے شیخ شیخ موفق الدین نے ان سے بیان کیا۔ کہ جب وہ ۵۶۱ھ میں بغداد تشریف لے گئے۔ تو انہوں نے دیکھا کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ علمی و عملی ریاست کے مرکز بنے ہوئے تھے۔ جب طلبہ آپ کے پاس آجاتے۔ تو پھر انہیں اور کسی کے پاس جانے کی ضرورت نہ ہوتی۔ کیونکہ آپ مجمع علوم و فنون تھے۔ اور کثرت سے طلبہ کو پڑھایا کرتے تھے۔ اور نہایت عالی ہمت اور سیر چشم تھے +

آپ کے خصائلِ حمیدہ

آپ کی ذات مجمع البرکات میں صفاتِ جمیلہ وخصائلِ حمیدہ جمع تھے۔ حتیٰ کہ انہوں نے بیان کیا۔ کہ آپ جیسے اوصاف کا شیخ میں نے پھر نہیں دیکھا +

بعض لوگوں نے بیان کیا ہے۔ کہ بہ نسبت کلام کرنے کے آپ کا سکوت زیادہ ہوا کرتا تھا۔ آپ اپنے مدرسہ سے جمعہ کے دن کے سوا اور کبھی نہ نکلتے۔ اور اس دن صرف آپ جامع مسجد یا مسافرخانہ کو جاتے۔ آپ کے دستِ مبارک پر بغداد کے معزز لوگوں نے توبہ کی۔ اسی طرح سے

بڑے بڑے یہودی اور عیسائیوں نے آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ آپ حق بات کو منبر پر کھڑے ہو کر کہا کرتے تھے۔ اور اس کی تائید اور ظالموں کی مذمت کیا کرتے تھے۔

خلیفہ المقتفی لامر اللہ نے جب ابو الوفاء یحییٰ بن سعید کو جو ابن المرجم الظالم کے نام سے مشہور تھا۔ قاضی بنا دیا۔ تو آپ نے منبر پر چڑھ کر خلیفۃ المؤمنین سے کہدیا کہ تم نے ایک بہت بڑے ظالم شخص کو منصب قضا پر مامور کیا تم کل پروردگار عالم کو جو اپنی مخلوق پر نہایت مہربان ہے کیا جواب دو گے؟ خلیفہ موصوف یہ سن کر کانپ اٹھا۔ اور رونے لگا۔ اور اسی وقت اس نے ابو الوفاء یحییٰ بن سعید کو منصب قضا سے معزول کر دیا۔

حافظ ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان الذہبی اپنی تاریخ میں بیان کرتے ہیں۔ کہ ابو بکر بن طرخان نے بیان کیا۔ کہ شیخ موفق الدین سے حضرت شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ کا حال دریافت کیا گیا۔ تو انہوں نے کہا کہ ہم آپ سے صرف آپ کی اخیر عمر میں مستفید ہوئے ہیں۔ جب ہم آپ کی خدمت بابرکت میں گئے۔ تو آپ نے ہمیں مدرسہ میں ٹھہرایا۔ اور آپ بھی اکثر ہمارے پاس تشریف رکھا کرتے تھے۔ اکثر آپ اپنے صاحبزادے کو ہمارے پاس بھیج دیتے۔ وہ آکر ہمارا چراغ روشن کر جایا کرتے۔ اور اکثر اوقات آپ اپنے دولت خانہ سے ہمارے لئے کھانا بھی بھیجا کرتے ہم لوگ آپ ہی کے پیچھے نماز پڑھا کرتے۔ میں خود کتاب الخرقی پڑھا کرتا۔ اور حافظ عبد الغنی آپ سے کتاب الھدایہ فی الکتاب پڑھا کرتے۔ اور اس وقت ہمارے سوا آپ کے پاس اور کوئی نہیں پڑھتا تھا۔ ہم آپ کے زیر سایہ صرف ایک ماہ اور نو دن سے زیادہ قیام نہ کر سکے کیونکہ پھر آپ کا انتقال ہو گیا۔ اور شب کو ہم نے آپ ہی کے مدرسہ میں آپ کے جنازے کی نماز پڑھی۔ آپ کی کرامات سے زیادہ ... نے کسی کی کرامات نہیں سنیں۔ دینی بزرگی کی وجہ سے ہر کہ و مہ آپ کی نہایت عزت و تعظیم کرتا تھا۔

صاحب تاریخ الاسلام نے بیان کیا ہے۔ کہ شیخ محی الدین عبد القادر بن ابی صالح عبد اللہ جنکا دوست الجیلی الزاہد صاحب کرامات و مقامات تھے۔ فقہاء و فقراء کے شیخ و امام و قطب وقت اور شیخ المشائخ تھے۔ پھر اخیر میں انہوں نے بیان کیا ہے کہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ علم و عمل میں کامل تھے۔ آپ کی کرامات بکثرت متواتر طریقہ سے ثابت ہیں زمانہ نے آپ جیسا پھر نہیں پیدا کیا۔

سیرۃ النبلاء میں مذکور ہے۔ کہ شیخ الامام العالم الزاہد العارف شیخ الاسلام

علم الاولیا تاج الاصفیا محی الدین شیخ عبد القادر بن صالح الجیلی الحنبلی رحمۃ اللہ علیہ شیخ بغداد تھے۔ بدعت کو مٹاتے اور سنت کو جاری کرتے تھے۔ آپ حسیب و نسیب و نجیب الطرفین تھے۔ اپنے جد امجد سید المرسلین خاتم النبیین محمد مصطفیٰ احمد مجتبےٰ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حدیث کے حافظ تھے۔

کتاب العبر میں بیان کیا ہے۔ کہ شیخ عبد القادر بن ابی صالح عبد اللہ بن جنگی دوست الجیلی شیخ بغداد الزاہد شیخ وقت قدوۃ العارفین صاحب مقامات و کرامات تھے۔ اور مذہب حنبلی کے ایک بہت بڑے مدرس تھے۔ وعظ گوئی اور مافی الضمیر بیان کرنا آپ ہی کا حصہ تھا۔

حافظ ابو سعید عبد الکریم بن محمد بن منصور السمعانی نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے کہ ابو محمد شیخ عبد القادر علیہ الرحمۃ جیلان سے تھے۔ اور حنابلہ کے امام اور ان کے شیخ وقت و فقیہ و صالح اور نہایت ہی رقیق القلب تھے۔ ہمیشہ ذکر و فکر میں رہا کرتے تھے۔

محب الدین محمد بن نجار نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے۔ کہ شیخ عبد القادر بن ابی صالح جنگی دوست الزاہد اہل جیلان سے تھے۔ امام وقت اور صاحب کرامات ظاہرہ تھے۔ اس کے بعد انہوں نے بیان کیا ہے کہ آپ بعمر اٹھارہ سال ۴۸۸ھ میں بغداد تشریف لے گئے۔ اور وہاں جاکر آپ نے علم فقہ اور اس کے مجملا اصول و فروع اور خلافیات پر عبور کر کے علم حدیث حاصل کیا۔ اس کے بعد آپ وعظ و نصیحت میں مشغول ہوئے۔ اور آپ نے اس میں نمایاں ترقی حاصل کی۔ پھر آپ نے تنہائی خلوت۔ سیاحت۔ مجاہدہ۔ محنت و مشقت۔ مخالفتِ نفس۔ کم خوری و کم خوابی۔ جنگل و بیابان میں رہنا وغیرہ سخت سخت امور اختیار کئے۔ عرصہ تک شیخ حماد الدباس الزاہد کی خدمتِ بابرکت میں رہکر ان سے آپ نے علم طریقہ حاصل کیا۔ پھر اللہ تعالےٰ نے آپ کو اپنی مخلوق پر ظاہر کر کے اس کے دل میں آپ کی عزت اور عظمت اور بزرگی ڈال دی۔ جس سے آپ کو قبولیتِ عامہ حاصل ہوئی۔

حافظ زین الدین بن رجب نے اپنی کتاب طبقات میں بیان کیا ہے۔ کہ حضرت شیخ عبد القادر بن ابی صالح عبد اللہ بن جنگی دوست بن ابی عبد اللہ الجیلی ثم البغدادی الزاہد شیخ وقت علامہ زمانہ قدوۃ العارفین سلطان المشائخ اور سردار اہل طریقت تھے۔ آپ کو خلق اللہ میں قبول عام حاصل ہوا۔ اہلسنت نے آپ کی ذات بابرکات سے تقویت پائی۔ اور اہل بدعت و متبعانِ خواہش نے ذلت اٹھائی۔ آپ کے اقوال و افعال۔ آپ کے مکاشفات اور آپ کی کرامات کی لوگوں میں شہرت ہوگئی۔ اور قرب و جوار کے بلاد و امصار سے آپ کے پاس فتوے آنے لگے خلفاء و وزراء

امراء غربا غرض سب کے دل میں آپ کی عظمت و ہیبت بیٹھ گئی +

قاضی القضاۃ محب الدین العلیمی نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے۔ کہ سیدنا شیخ عبد القادر علیہ الرحمۃ حنبلی[1] تھے۔ کتاب غنیۃ الطالبین و کتاب فتوح الغیب آپ ہی کی تصنیفات سے ہیں۔ جو طالبان حق کے لئے ازبس مفید ہیں +

امام حافظ ابو عبد اللہ محمد بن یوسف بن محمد البرزالی الاشبلی رح نے اپنی کتاب المشیخۃ البغدادیہ میں بیان کیا ہے۔ کہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ بغداد میں حنابلہ و شافعیہ کے فقیہہ اور ان دونوں مذہب والوں کے شیخ تھے۔ آپ کو فقہا و فقیر خاص و عام غرض سب کے نزدیک قبولیت عامہ حاصل تھی۔ خاص و عام آپ سے مستفید ہوا کرتے تھے۔ آپ مستجاب الدعوات اور نہایت رقیق القلب۔ علم دوست۔ نہایت خلیق اور سخی تھے۔ آپ کا پسینہ خوشبودار تھا ہمیشہ آپ ذکر و فکر میں مشغول رہتے۔ عبادت کی محنت و مشقت برداشت کرنے میں آپ نہایت مستقل مزاج اور راسخ القدم تھے +

آپ کا وعظ و نصیحت

ابراہیم بن سعد الدین رح نے بیان کیا ہے۔ کہ ہمارے شیخ شیخ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ علماء کا لباس پہنتے۔ تخت پر بیٹھ کر کلام کرتے۔ آپ کا کلام بآواز بلند اور بسرعت ہوا کرتا تھا۔ جب آپ کلام کرتے۔ تو لوگ اسے بغور سنتے۔ اور جب آپ کسی بات کا حکم دیتے۔ تو لوگ فوراً آپ کے ارشاد کی تعمیل کرتے۔ جب کوئی سخت دل والا شخص آپ کو دیکھتا۔ تو وہ رحم دل ہو جاتا +

---

[1] یہ ترجمہ ہے اصل کتاب کے لفظ امام الحنابلہ کا۔ جس کا ترجمہ ہے کہ آپ حنبلیوں کے امام تھے۔ بس اس میں مترجم سے تسامح ہوا ہے۔ (فائدہ) کتاب غنیۃ الطالبین سرکار غوث پاک کی تصنیف ہے۔ اس کا منکر مائل برفض ہے۔ غنیۃ الطالبین کا حضور رضؓ کی تصنیفات سے ہونا اجلہ محدثین و اہل حق سے منقول ہے جیسا کہ متن کتاب ہذا سے ثابت ہے۔ اور اسی طرح لکھا ہے شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے انتباہ میں۔ اور صاحب شفاء العلیل نے۔ اور خواجہ نور محمد صاحب قبلہ عالم مہاروی رح کی سوانح کتاب شعاع نور میں۔ بہجۃ الاسرار اور قلائد الجواہر سے آپ کا حنبلی المذہب ہونا اظہر من الشمس ہے۔ اور غنیۃ الطالبین سے بھی آپ کا حنبلی المذہب ہونا ثابت ہے۔ جس سے ثابت ہے کہ غنیہ کا مصنف کوئی عبد القادر نہیں بلکہ غوث پاک ہی ہیں پس اس کا منکر مؤید روافض ہے فقط آثم نور محمد نقشبندی مجددی سجادہ نشین قلعہ لال سنگھ تحصیل شاہدرہ ضلع شیخوپورہ (پنجاب)

حافظ عماد الدین ابن کثیر نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے کہ محی الدین شیخ عبد القادر بن ابی صالح ابو محمد الحنبلی جب بغداد تشریف لے گئے۔ تو آپ نے وہاں جاکر علم حدیث پڑھا۔ اور اُس میں کمال حاصل کیا۔ ابن کثیر کہتے ہیں۔ کہ علم فقہ و حدیث و علوم حقائق و وعظ گوئی میں آپ ید طولےٰ رکھتے تھے۔ آپ نیک بات بتاتے۔ اور بُرائی سے روکنے کے سوا اور کسی امر میں نہ بولتے۔ خلفاء و وزراء۔ امراء و سلاطین۔ خاص و عام کو مجلسوں میں منبر پر چڑھ کر اُن کے روبرو نیک بات بتادیتے۔ اور بُرائی سے اُنہیں روکتے۔ جو کوئی ظالم کو حاکم بنا دیتا۔ تو آپ اُسے منع کرتے۔ غرض آپ کو راہِ خدا میں قدم رکھنے۔ خلق اللہ کو نیک بات بتانے اور بُرائی سے روکنے میں کسی سے کچھ خوف و عار نہ ہوتا تھا۔ آپ بہت بڑے زاہد و متقی تھے۔ آپ کی کرامتیں اور آپ کے مکاشفات بکثرت ہیں۔ خلاصہ کلام یہ کہ آپ ساداتِ مشائخ کبار سے تھے۔ قدس اللہ سرہٗ و نور ضریحہٗ ؛

روزانہ شب کو آپ کا دسترخوان وسیع کیا جاتا تھا۔ جس پر آپ اپنے مہمانوں کو ساتھ لیکر کھانا تناول فرماتے۔ غرباء و مساکین کے ساتھ آپ زیادہ بیٹھا کرتے۔ طالب علم آپ کے پاس ہمیشہ بکثرت موجود رہتے ؛

آپ کی مجلس میں سب کا یکساں ہونا

آپ کی مجلس میں کسی بیٹھنے والے کو یہ گمان کبھی نہ ہوتا تھا۔ کہ آپ کے نزدیک اس سے زیادہ اس مجلس میں اور کسی کی بھی وقعت و عزت ہے۔ جو لوگ آپ کے فیضِ صحبت سے دور ہو جاتے۔ تو آپ اُن کا حال دریافت فرماتے رہتے۔ اُنہیں یاد رکھتے۔ اور بھول نہ جاتے۔ اُن سے کوئی قصور سرزد ہوتا۔ تو آپ اُس سے درگذر فرماتے۔ جو کوئی آپ کے سامنے کسی بات پر قسم کھا لیتا۔ تو آپ اُس کی تصدیق کرتے۔ اور اُس کے متعلق اپنا حال مخفی رکھتے ؛

آپ کے واسطے غلہ علیحدہ بویا جانا

آپ کے واسطے غلہ علیحدہ آپ ہی کے پیسے سے بویا جاتا تھا۔ آپ کے دوستوں میں سے گاؤں میں ایک شخص تھے۔ وہ ہر سال آپ کے واسطے غلہ بویا کرتے۔ پھر آپ کے

دوستوں میں سے ہی ایک شخص اُسے پسوا تے ۔اور روزانہ چار پانچ روٹیاں پکوا کر مغرب سے پہلے آپ کے پاس لے آتے ۔ آپ انہیں توڑ کر جو غربا آپ کے پاس موجود ہوتے انہیں تقسیم کر دیتے ۔اور جو کچھ بچ رہتا ۔ اُسے آپ اپنے لئے رکھ لیتے ۔ پھر مغرب کے بعد آپ کا خادم مظفر نامی خوان میں روٹیاں لیکر کھڑا ہوتا ۔ اور پکار کر کہتا ۔ کہ کسی کو روٹی کی ضرورت ہے ؟ کوئی بھولا بھٹکا مسافر کھانا کھا کر شب کو یہاں رہنا چاہتا ہو ۔ تو آئے ۔ اور یہاں کھانا کھا کر رہ جائے ۔ اسی طرح آپ کے لئے تحفہ وتحائف وہدیہ وغیرہ آتے ۔ تو آپ اُسے قبول فرماتے ۔ اور اُس میں سے کچھ حاضرین کو بھی تقسیم کر دیتے ۔ اور ہدیہ بھیجنے والے سے بھی آپ اُس کے ہدیہ کی مکافات کیا کرتے ۔ آپ کے پاس نذرانے آتے ۔ تو آپ اُنہیں بھی لے لیتے ۔ اور اُن میں سے کھاتے بھی +

علامہ ابن نجار اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں ۔ کہ جبائی نے بیان کیا ہے ۔ کہ مجھ سے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ۔ کہ میں نے تمام اعمال کی تفتیش کی ۔ تو کھانا کھلانے اور حسنِ خلق سے افضل و بہتر میں نے کسی کو نہیں پایا ۔ اگر میرے ہاتھ میں دُنیا ہوتی تو میں یہی کام کرتا ۔ کہ بھوکوں کو کھانا کھلاتا رہتا +

علامہ ابن نجار بیان کرتے ہیں کہ آپ نے مجھ سے یہ بھی فرمایا کہ میرے ہاتھ میں پیسہ ذرا نہیں ٹھیرتا ۔ اگر صبح کو میرے پاس ہزار دینار آئیں ۔ تو شام تک ان میں سے ایک پیسہ بھی نہ بچے +

ایک کند ذہن طالب علم کی آپ سے پڑھنے کی حکایت

احمد بن المبارک المرفعانی بیان کرتے ہیں منجملہ اُن لوگوں کے جو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ سے علم فقہ پڑھتے تھے ۔ ایک عجمی شخص تھا ۔ اُس کا نام ابّی تھا ۔ یہ شخص نہایت غبی اور کند ذہن تھا ۔ نہایت دقت ۔ اور محنت سے سمجھائے ہوئے بھی یہ شخص کوئی بات نہیں سمجھ سکتا تھا ۔ ایک روز یہ شخص آپ سے پڑھ رہا تھا ۔ کہ اتنے میں آپ کی ملاقات کے لئے ابن سمحل آئے ۔ اُنہیں آپ کے اس شخص کے پڑھانے پر نہایت تعجب ہوا ۔ جب وہ شخص اپنے سبق سے فارغ ہو کر چلا گیا ۔ تو اُنہوں نے آپ سے کہا ۔ کہ مجھے آپ کے اس شخص کے پڑھانے پر نہایت تعجب ہے ۔ کہ آپ اس کے ساتھ حد درجہ مشقت اُٹھاتے ہیں ۔ آپ

نے اُن کے جواب میں فرمایا۔ کہ اُس کے ساتھ میری محنت و مشقت کے دن ایک ہفتہ سے کم رہ گئے ہیں۔ ہفتہ پُورا نہ ہونے پائے گا۔ کہ یہ بیچارہ رحمتِ الٰہی میں پہنچ جائے گا۔ ابن سحل کہتے ہیں۔ کہ ہم اس بات سے نہائت تعجب ہوئے۔ اور ہفتہ کے دن گننے لگے۔ یہاں تک کہ ہفتہ کے اخیر دن میں اُس کا انتقال ہوگیا۔ ابن سحل کہتے ہیں۔ کہ میں اُس کے جنازے کی نماز میں شریک ہؤا تھا۔ مجھے آپ کی اس پیشینگوئی سے جو آپ نے اُس کے انتقال سے پہلے سُنادی تھی۔ نہائت تعجب رہا +

آپ کی پھوپھی صاحبہ کی دُعا سے پانی برسنا

شیخ ابو العباس احمد ابو صالح مطبقی نے بیان کیا ہے۔ کہ ایک دفعہ جیلان میں خشک سالی ہوئی۔ لوگوں نے ہرچند دُعائیں مانگیں۔ نمازِ استسقا بھی پڑھی۔ مگر بارش نہ ہوئی۔ لوگ آپ کی پھوپھی صاحبہ کی خدمت میں حاضر ہوکر آپ سے دُعائے استسقاء کے خواستگار ہوئے آپ نیک بخت اور صالح بی بی تھیں۔ اور آپ کی کرامات سب پر ظاہر تھیں۔ آپ کی کنیت اُم محمدؐ تھی۔ آپ کا نام عائشہ اور آپ کے والدِ ماجد کا نام عبد اللہ تھا۔ آپ نے لوگوں کی حسبِ خواہش اپنے دروازے کی چوکھٹ سے باہر ہوکر زمین جھاڑی۔ اور جناب باری کی درگاہ میں عرض کرنے لگیں۔ کہ اے پروردگار! میں نے زمین کو جھاڑ کر صاف کر دیا۔ تو اس پر چھڑکاؤ کردے آپ کے اس کہنے کو تھوڑی بھی دیر نہیں گذری تھی۔ کہ آسمان سے موسلا دھار پانی گرنے لگا۔ اور یہ لوگ پانی میں بھیگتے ہوئے اپنے گھروں کو واپس گئے +

آپ کی راست گوئی کا بیان

شیخ محمد قائد دوانی بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ میں حضرت عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ کے پاس تھا۔ اُس روز میں نے آپ سے کئی باتیں پوچھیں۔ میں نے آپ سے یہ بھی پُوچھا کہ آپ کی عظمت و بزرگی کا دارو مدار کس بات پر ہے۔ آپ نے فرمایا راست گوئی پر۔ میں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ حتیٰ کہ جب میں مکتب میں پڑھتا تھا۔ تب بھی کبھی جھوٹ نہیں بولا +

آپ کے بغداد تشریف لے جانے کا سبب

پھر آپ نے فرمایا۔ جب کہ میں اپنے شہر میں صغیر سن تھا۔ تو میں ایک روز عرفہ کے دن دیہات کی طرف نکلا۔ اور کھیتی کے بیل کے پیچھے ہو لیا۔ اُس نے میری طرف دیکھا۔ اور کہا۔ عبدالقادر! تم اس لئے پیدا نہیں ہوئے ہو۔ میں گھبرا کر اپنے گھر لوٹ آیا۔ اور اپنے گھر کی چھت پر چڑھ گیا۔ اور لوگوں کو میں نے عرفات کے میدان میں کھڑے ہوئے دیکھا۔ پھر میں اپنی والدہ ماجدہ کے پاس آیا۔ اور میں نے اُن سے عرض کیا کہ آپ مجھے خدا کی راہ میں وقف کر دیں۔ اور مجھے بغداد جانے کی اجازت دیں۔ کہ میں وہاں جا کر علم حاصل کروں آپ نے مجھ سے اس کا سبب دریافت کیا۔ تو میں نے انہیں یہی واقعہ سنا دیا۔ آپ چشم بگریہ ہوئیں۔ اور ۸۰ دینار جو والد ماجد نے آپ کے پاس چھوڑ دیئے تھے۔ میرے پاس لیکر آئیں۔ میں نے اُن سے چالیس دینار لے لئے اور چالیس دینار اپنے بھائی کے لئے چھوڑ دیئے۔ آپ نے میرے چالیس دینار میری گدڑی میں سی دیئے۔ اور مجھے بغداد جانے کی اجازت دی۔ اور آپ نے مجھے خواہ میں کسی حال میں ہوں۔ راست گوئی کی تاکید کی۔ میں چلا۔ اور آپ باہر تک مجھے رخصت کرنے آئیں۔ اور فرمایا اے فرزند! میں محض بوجہ اللہ تمہیں اپنے پاس سے جدا کرتی ہوں۔ اور اب مجھے تمہارا منہ قیامت ہی کو دیکھنا نصیب ہوگا۔

آپ کا بغداد رخصت ہونا۔ اور راستے میں قافلہ کا لوٹا جانا۔ اور پھر قطاع الطریق کا آپ کے دست مبارک پر توبہ کرنا

پھر میں آپ سے رخصت ہو کر ایک چھوٹے سے قافلہ کے ساتھ جو بغداد جاتا تھا ہو لیا ہم ہمدان سے گذر کر ایک ایسے مقام میں پہنچے جہاں کیچڑ بکثرت تھی۔ تو ہم پر ساٹھ سوار ٹوٹ پڑے سو انہوں نے قافلہ کو لوٹ لیا۔ اور مجھ سے کسی نے بھی تعرض نہ کیا۔ مگر تھوڑی دور سے ایک شخص میری طرف

کو لُوٹا۔ کہنے لگا۔ کیوں تیرے پاس بھی کچھ ہے؟ مَیں نے کہا۔ ہاں میرے پاس چالیس دینار ہیں۔ اُس نے کہا۔ پھر وہ کہاں ہیں؟ مَیں نے کہا میری گُدڑی میں میری بغل کے نیچے سلے ہوئے ہیں۔ اُس نے جانا۔ مَیں اُس کے ساتھ ہنسی کر رہا ہوں۔ اِس لئے وہ چھوڑ کر مجھے چلا گیا۔ اِس کے بعد میرے پاس دُوسرا شخص آیا۔ اور جو کچھ مجھ سے پہلے شخص نے پوچھا تھا۔ وہی اُس نے بھی پوچھا۔ مَیں نے جو پہلے شخص کو جواب دیا تھا۔ وُہی اُس سے بھی کہا۔ اُس نے بھی مجھے چھوڑ دیا۔ اُن دونوں نے جا کر اپنے سردار کو یہ خبر سُنائی۔ تو اُس نے کہا کہ اُسے میرے پاس لاؤ۔ وہ آکر مجھے اُس کے پاس لے گئے اُس وقت یہ لوگ ایک ٹیلے پر بیٹھے ہوئے قافلہ کا مال آپس میں تقسیم کر رہے تھے۔ اُن کے سردار نے مجھ سے پُوچھا کیوں تیرے پاس کیا ہے؟ مَیں نے کہا چالیس دینار۔ اُس نے کہا کہ وہ کہاں ہیں؟ مَیں نے کہا میری بغل کے نیچے گُدڑی میں سلے ہوئے ہیں۔ اُس نے میری گُدڑی کے ادھیڑنے کا حکم دیا۔ تو میری گُدڑی ادھیڑی گئی۔ اور اُس میں سے چالیس دینار نکلے۔ اُس نے مجھ سے پوچھا کہ تمہیں اِن کا اقرار کرنے پر کس چیز نے مجبور کیا؟ مَیں نے کہا میری والدہ ماجدہ نے مجھے راست گوئی کی تاکید کی ہے۔ مَیں اُن سے عہد شکنی نہیں کر سکتا +

راہزنوں کا سردار میری یہ گفتگو سُن کر رونے لگا۔ اور کہنے لگا کہ تم اپنی والدہ ماجدہ سے عہد شکنی نہیں کر سکتے۔ اور میری عُمر گذر گئی۔ کہ مَیں اِس وقت تک اپنے پروردگار سے عہد شکنی کر رہا ہوں۔ پھر اُس نے میرے ہاتھ پر توبہ کی۔ پھر اُس کے سب ہمراہی اُس سے کہنے لگے۔ کہ تُو لُوٹ مار میں ہم سب کا سردار تھا۔ اور اب تو توبہ کرنے میں بھی ہمارا سردار ہے۔ اُن سب نے بھی میرے ہاتھ پر توبہ کر لی۔ اور سب نے قافلہ کا سارا مال واپس کر دیا۔ یہ پہلا واقعہ تھا۔ کہ لوگوں نے میرے ہاتھ پر توبہ کر لی +

آپ کو اپنی ولایت کا حال صغیر سنی ہی سے معلوم ہو جانا

آپ سے کسی نے پُوچھا کہ آپ کو یہ بات کب سے معلوم ہے۔ کہ آپ اولیاء اللہ سے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ جب کہ میں اپنے شہر میں بارہ برس کے سن میں تھا۔ اور پڑھنے کے لئے مکتب جایا کرتا تھا۔ تو مَیں اپنے ارد گرد فرشتوں کو چلتے دیکھتا تھا۔ اور جب مَیں مکتب میں پہنچتا۔ تو مَیں اُنہیں کہتے سُنتا۔ کہ ولی اللہ کو بیٹھنے کے لئے جگہ دو +

ایک روز میرے پاس سے ایک شخص گذرا۔ جسے میں مطلق نہیں جانتا تھا۔ اُس نے جب فرشتوں

کو یہ کہتے سُنا کر کشادہ ہو جاؤ۔ اور ولی اللہ کے بیٹھنے کے لئے جگہ کر دو۔ تو اُس شخص نے فرشتوں سے پوچھا۔ کہ یہ کس کا لڑکا ہے؟ ایک فرشتہ نے اُن سے کہا۔ کہ یہ ایک شریف گھرانے کا لڑکا ہے اُنہوں نے کہا۔ کہ یہ عظیم الشان شخص ہوگا۔ پھر چالیس برس کے بعد میں نے اُس شخص کو پہچانا کہ ابدالِ[1] وقت سے تھے۔

آپ کا بچوں کے ساتھ کھیلنے سے باز رہنا اور کبھی کئی روز تک آپ کا کھانا نہ کھانا

آپ نے یہ بھی فرمایا۔ کہ جب میں اپنے گھر پر صغیر سن تھا۔ اور کبھی بچوں کے ساتھ کھیلنے کا قصد کرتا۔ تو مجھے کوئی پکار کر کہتا۔ کہ آؤ تم میرے پاس آ جاؤ۔ تو میں گھبرا کر بھاگ جاتا۔ اور والدہ ماجدہ کی آغوش میں چھُپ رہتا۔ اور اب میں یہ آواز خلوت میں بھی نہیں سُنتا۔

اثنائے تنگدستی میں آپ کا کسی سے سوال نہ کرنا

شیخ طلحہ بن مظفر علثمی بیان کرتے ہیں۔ کہ شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ نے بیان فرمایا۔ کہ جب بغداد میں میں نے قیام کیا۔ تو بیس روز تک مجھے کوئی چیز کھانے کو نہیں ملی۔ اس لئے میں ایوانِ[2] کسریٰ کی طرف گیا۔ کہ شائد وہاں سے کوئی چیز مجھے دستیاب ہو۔ مگر میں نے جا کر دیکھا کہ میرے سوا ستر اولیاء اللہ اور بھی اپنے کھانے کے لئے کوئی مباح چیز تلاش کر رہے ہیں۔ میں نے اس حال میں اُنہیں تکلیف دینا خلافِ مروّت جانا۔ اس لئے میں بغداد لوٹ آیا یہاں مجھے ایک شخص میرے شہر کا ملا۔ جسے میں نہیں جانتا تھا۔ اُس شخص نے مجھے کچھ سونا

---

[1] ابدال سے اولیاء اللہ کا وہ گروہ مراد ہے۔ جن کی برکت سے زمین قائم ہے۔ اُنکی کل تعداد ۷۰ بیان کی گئی ہے۔ ۴۰ ملک شام میں اور ۳۰ دیگر ممالک میں موجود رہتے ہیں۔ جب ان میں سے کسی کا انتقال ہو جاتا۔ تو اللہ تعالیٰ بجائے اُس کے اپنے برگزیدہ بندوں میں سے اور کسی کو اُس کا قائم مقام کر دیتا ہے۔ مترجم

[2] ایوان ایک بہت بڑی عمارت کو کہتے ہیں۔ مثلاً شاہی محل۔ اور ایوان کسریٰ سے اس قسم کی ایک بہت بڑی عمارت یا شاہی محل مراد ہے۔ جو اس وقت کے مشہور مقامات میں سے اور شہر بغداد سے کچھ فاصلہ پر واقع تھا۔ اور ویران پڑا ہوا تھا۔ مترجم

چاندی کے ریزے دیئے۔ اور کہا کہ یہ تمہارے لئے تمہاری والدہ نے بھیجے ہیں۔ میں فوراً اُس ویران محل کی طرف گیا۔ اور ان ریزوں میں سے ایک ریزہ میں نے رکھ لیا۔ اور باقی اُنہی اولیائے کرام کو جو میری طرح وہ بھی قوت لا یموت تلاش کر رہے تھے۔ تقسیم کر دیئے۔ اُنہوں نے مجھ سے پوچھا کہ یہ کہاں سے لائے۔ میں نے کہا یہ میرے لئے میری والدہ ماجدہ نے بھیجے ہیں۔ میں نے نامناسب جانا کہ میں اپنے اس حصہ میں آپ لوگوں کو شریک نہ کروں۔ پھر میں بغداد لوٹ آیا۔ اور اس ایک ریزے کا جسے میں نے اپنے لئے رکھ لیا تھا۔ کھانا خریدا۔ اور فقراء کو بلا کر یہ کھانا ہم سب نے مل کر کھا لیا۔

بغداد کی قحط سالی کے متعلق آپ کی کئی حکایتیں

ابوبکر التیمی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ سے سُنا۔ آپ نے بیان کیا کہ جب بغداد میں قحط سالی ہوئی تو مجھے اس وقت نہائت تنگدستی پہنچی۔ کئی روز تک میں نے کھانا مطلق نہیں کھایا۔ بلکہ اسی اثناء میں کوئی پھینکی ہوئی چیز تلاش کرتا۔ اور اسے کھا لیتا۔ ایک روز بھوک نے مجھے بہت ستایا۔ اس لئے میں دجلہ کی طرف چلا گیا۔ کہ شاید مجھ کو وہاں سے کچھ بھاجی ترکاری کے پتے جو پھینک دیئے جاتے ہیں مل سکیں۔ تاکہ میں اس سے بھوک کی آگ بجھاؤں۔ مگر جب اُس طرف گیا۔ تو میں جدھر جاتا۔ وہیں پر اور لوگ مجھ سے پہلے موجود ہوتے اور جو کچھ ملتا۔ اسے وہ اُٹھا لیتے۔ اگر مجھے کوئی چیز ملتی بھی۔ تو اس وقت بھی بہت سے فقراء میرے ساتھ موجود ہوتے۔ اور ان سے میں مزاحمت اور پیشقدمی کر کے اُس چیز کو لے لینا اچھا نہیں جانتا تھا۔ آخر کو میں شہر میں لوٹ آیا۔ یہاں مجھے کوئی ایسا موقعہ نہیں ملا کہ جہاں کوئی پھینکی ہوئی چیز لوگوں نے مجھ سے پہلے نہ اُٹھا لی ہو۔

ایک دفعہ اثنائے قحط سالی میں آپ کا بھوک سے نہائت عاجز آنا

غرضیکہ میں پھرتے پھرتے سوق الریحانین (بغداد کی ایک مشہور منڈی) کی مسجد کے قریب پہنچا۔ اُسوقت مجھ کو بھوک کا ایسا غلبہ ہوا۔ کہ جسے میں کسی طرح روک نہیں سکتا تھا۔ اب میں تھک کر اُس مسجد کے اندر گیا۔ اور اُس کے ایک گوشہ میں جا کر بیٹھ رہا۔ اُسوقت گویا میں موت سے ہاتھ ملا رہا تھا۔ کہ

اِس اثناء میں ایک فارسی جوان مسجد میں نان اور بھنا ہوا گوشت لیکر آیا۔ اور کھانے لگا۔ غلبۂ بھوک کی وجہ سے یہ کیفیت تھی کہ جب کھانے کیلئے وہ لقمہ اُٹھاتا۔ تو مَیں اپنا مُنہ کھول دیتا حتیٰ کہ مَیں نے اپنے نفس کو اس حرکت سے ملامت کی۔ اور دِل میں کہا کہ یہ کیا نازیبا حرکت ہے۔ یہاں بھی آخر خدا ہی موجود ہے۔ اور ایک دن مرنا بھی ضروری ہے۔ پھر اتنی بے صبری کیوں ہے۔ اتنے میں اُس شخص نے میری طرف دیکھا۔ اور اُس نے مجھ سے صلاح کی۔ کہ بھائی آؤ تم بھی شریک ہو جاؤ۔ میں نے اِنکار کیا۔ اُس نے مجھے قسم دلائی۔ اور کہا نہیں نہیں۔ آؤ۔ شریک ہو جاؤ۔ میرے نفس نے فوراً اُس کی دعوت کو قبول کر لیا۔ مَیں نے کچھ تھوڑا سا ہی کھایا تھا۔ کہ مجھ سے میرے حالات دریافت کرنے لگا۔ آپ کون اور کہاں کے باشندے ہیں اور کیا مشغلہ رکھتے ہیں؟ مَیں نے کہا۔ کہ مَیں جیلان کا رہنے والا ہوں۔ اور طالب علم مشغلہ رکھتا ہوں۔ اُس نے کہا۔ مَیں بھی جیلان کا ہوں۔ اچھا آپ جیلان کے ایک نوجوان کو جس کا نام عبدالقادر ہے۔ پہچانتے ہیں۔ مَیں نے کہا یہ وُہی خاکسار ہے۔ یہ جوان اتنا سُن کر بیچین ہو گیا۔ اور اُس کے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا۔ اور کہنے لگا بھائی۔ خدا کی قسم مَیں کئی روز سے تمہیں تلاش کر رہا ہوں۔ جب مَیں بغدا داخل ہُؤا۔ تو اُس وقت میرے پاس اپنا ذاتی خرچ بھی موجود تھا۔ مگر جب مَیں نے تمہیں تلاش کیا۔ تو مجھے کسی نے تمہارا پتہ نہیں بتلایا۔ اور میرے پاس کا اپنا خرچ پورا ہو چکا تھا۔ آخر کو مَیں تین روز تک اپنے کھانے کو سوائے اِس کے کہ تمہارا خرچ میرے پاس موجود تھا۔ کچھ بندوبست نہ کر سکا۔ جب مَیں نے دیکھا کہ مجھے تیسرا فاقہ گذرنے کو ہے۔ اور شارع نے پے در پے فاقہ ہونیکی حالت میں تیسرے روز مردار کھانے کی اجازت دیدی ہے اِس لئے مَیں آج تمہاری امانت میں سے ایک وقت کے کھانے کے دام نکال کر یہ کھانا خرید لایا ہوں۔ اب آپ خوشی سے یہ کھانا تناول کیجئے۔ یہ آپ ہی کا کھانا ہے۔ اور مَیں آپ کا مہمان ہوں۔ گو بظاہر یہ میرا کھانا تھا۔ اور آپ میرے مہمان تھے۔ مَیں نے کہا۔ تو پھر اس کی تفصیل بھی بتلائیے۔ اُس نے کہا۔ آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کے لئے میرے ہاتھ آٹھ دینار بھیجے ہیں۔ مَیں نے کھانا اِس میں سے خریدا ہے۔ اور مَیں آپ سے اپنی اس خیانت کی معافی چاہتا ہوں۔ کہ شارع نے مجھے اس کی اجازت دی تھی۔ مَیں نے کہا۔ یہ کوئی خیانت نہیں۔ آپ کیا کہتے ہیں۔ پھر مَیں نے اُسے تسکین دی۔ اور اطمینان دلاکر اِس بات پر اپنی خوشنودی ظاہر کی۔ پھر ہم دونوں سے کچھ بچ رہا۔ وہ میں نے اُسی نوجوان کو واپس کر دیا۔ اور کچھ نقدی بھی دی۔ اُس نے قبول بھی کر لیا۔ اور مجھ سے رُخصت ہؤا۔

حتی الامکان آپ کا بھوک کو ضبط کرنا

شیخ عبداللہ سلمی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ سے سُنا۔ آپ نے بیان کیا۔ کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ کہ میں نے کئی روز تک کھانا نہیں کھایا۔ اتفاق سے میں محلہ قطیعہ شرقیہ میں چلا گیا۔ وہاں مجھے ایک شخص نے ایک چٹھی دی۔ جسے میں نے لے لیا۔ اور ایک حلوائی کو دے کر حلوا پوریں لے لیں۔ اور اپنی اُس سنسان مسجد میں گیا۔ جہاں میں تنہا بیٹھ کر اپنے اسباق کو دُہرایا کرتا تھا۔ میں نے یہ حلوا پوری لیجا کر محراب میں اپنے سامنے رکھ دیا۔ اور اب یہ سوچنے لگا۔ کہ یہ حلوا پوری میں کھاؤں یا نہیں۔ اتنے میں میری نظر ایک پرچہ پر پڑی۔ جو دیوار کے سایہ میں پڑا ہؤا تھا۔ میں نے اس کاغذ کو اٹھا لیا۔ اس میں لکھا ہؤا تھا۔ کہ اللہ تعالٰے نے اپنی بعض اگلی کتابوں میں سے کسی کتاب میں فرمایا ہے۔ کہ خدا کے شیروں کو خواہشوں اور لذتوں سے کیا مطلب خواہشیں اور لذتیں تو ضعیف اور کمزور لوگوں کے لیئے ہیں۔ تاکہ وہ اپنی خواہشوں اور لذتوں کے ذریعہ سے طاعت و عبادت الٰہی کرنے میں تقویت حاصل کریں۔ میں نے یہ کاغذ پڑھ کر اپنا رومال خالی کر لیا۔ اور حلوا پوری کو محراب پر رکھ دیا +

شیخ ابو عبداللہ نجار نے بیان کیا ہے۔ کہ مجھ سے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔ کہ مجھ پر بڑی بڑی سختیاں گذرا کرتی تھیں۔ اگر وہ سختیاں پہاڑ پر گذرتیں۔ تو پہاڑ بھی پھٹ جاتا +

آپ کا صبر و استقلال

جب وہ مجھ پر بہت ہی زیادہ گذرنے لگتیں۔ تو میں زمین پر لیٹ جاتا۔ اور یہ آیہ کریمہ فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا پڑھتا۔ یعنی بیشک ہر ایک سختی کے ساتھ آسانی ہے۔ بیشک ہر ایک سختی کے ساتھ آسانی ہے“ پھر میں آسانی سے سر اُٹھاتا۔ تو میری ساری کلفتیں دور ہو جاتیں۔ پھر آپ نے فرمایا۔ جب کہ میں طالب علمی کرتے ہوئے مشائخ و اساتذہ سے علم فقہ پڑھتا تھا۔ تو میں سبق پڑھ کر جنگل کی طرف نکل جاتا۔ اور بغداد میں نہ رہتا۔ اور جنگل کے ویران اور خراب مقامات میں خواہ دن ہوتا۔ یا رات ہوتی رہا کرتا۔ اس وقت میں صوف کا جبہ پہنا کرتا تھا۔ اور سر پر ایک چھوٹا سا عمامہ باندھتا تھا۔ ننگے پیر۔ کانٹوں اور بے کانٹوں کی جگہوں میں پھرتا رہتا۔ کاہو کا ساگ اور دیگر ترکاریوں کی کونپلیں اور خرنوب بَری جب مجھے نہر اور دجلہ کے کنارے ملجایا کرتیں۔ کھا لیا کرتا تھا +

آپ کا بڑی بڑی ریاضتیں اور مجاہدے کرنا

کوئی مصیبت بھی مجھ پر گذرتی مگر یہ کہ میں اُسے ہر تنہا دیتا۔ اور اپنے نفس کو بڑی بڑی ریاضتوں اور مجاہدوں میں ڈالتا۔ یہاں تک کہ مجھے دن کو یا رات کو غیب سے آواز آتی۔ میں جنگلوں میں نکل جایا کرتا اور شور و غل مچاتا۔ لوگ مجھے مجنوں دیوانہ بناتے۔ اور شفاخانے میں لے جاتے۔ اور میری حالت اس سے بھی زیادہ ابتر ہوتی۔ یہاں تک کہ مجھ میں اور مردے میں کوئی تمیز نہ رہتی لوگ کفن لے آتے۔ اور غسال بلوا کر مجھے نہلانے کے لئے تخت پر رکھ دیتے۔ اور میری حالت درست ہو جاتی ؂

عراق کے بیابانوں میں آپ کا سیاحت کرنا

شیخ ابو السعود الحریمی نے بیان کیا ہے۔ کہ میں نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ سے سُنا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ میں پچیس ۲۵ برس تک عراق کے بیابانوں میں تنہا پھرتا رہا۔ اس اثناء میں نہ خلق مجھے جانتی تھی۔ اور نہ میں خلق کو۔ البتہ اس وقت میرے پاس جن آیا کرتے تھے۔ میں انہیں علم طریقت و وصول الی اللہ کی تعلیم دیا کرتا تھا۔ جب میں عراق کے بیابانوں میں سیاحت کی غرض سے نکلا۔ تو حضرت خضر علیہ السلام میرے ہمراہ ہوئے۔ مگر میں آپ کو پہچان نہیں سکتا تھا۔ پہلے آپ نے مجھ سے عہد لے لیا۔ کہ میں آپ کی مخالفت ہرگز نہ کروں گا۔ اس کے بعد آپ نے مجھ سے فرمایا۔ کہ یہاں بیٹھ جاؤ۔ میں بیٹھ گیا۔ اور تین سال تک اُس جگہ جہاں آپ مجھے بٹھا گئے۔ بیٹھا رہا۔ آپ ہر سال میرے پاس آتے۔ اور فرما جاتے۔ میرے آنے تک یہیں بیٹھے رہنا۔ اسی اثناء میں دُنیا اور دنیا کی خواہشیں اپنی اپنی شکلوں میں میرے پاس آیا کرتیں۔ مگر اللہ تعالےٰ مجھے اُن کی طرف التفات کرنے سے محفوظ رکھتا۔ اسی طرح مختلف صورتوں اور شکلوں میں میرے پاس شیاطین بھی آیا کرتے۔ جو مجھے تکلیف دیتے۔ اور مجھے مار ڈالنے کی غرض سے لڑا کرتے۔ مگر اللہ تعالےٰ مجھے ان پر غالب رکھتا۔ کبھی یہ اور دوسری صورتوں اور شکلوں میں آکر اپنے مقصد میں کامیاب ہونے کی غرض سے مجھ سے عاجزی کیا کرتے۔ تب بھی اللہ تعالےٰ میری مدد کرتا۔ اور مجھے اُن کے شر سے محفوظ رکھتا۔ میں نے اپنے نفس کے لئے ریاضت و مجاہدہ کا کوئی طریقہ اختیار نہیں کیا۔ جسے میں نے اپنے لئے لازم نہ کر لیا ہو۔ اور جس پر ہمیشہ قائم نہ رہا ہوں۔ مدت دراز تک میں شہروں کے ویران اور خراب مقامات میں زندگی بسر کرتا رہا۔ اور نفس کو طرح طرح کی ریاضت اور مشقت میں ڈالا گیا

چنانچہ ایک سال تک میں ساگ وغیرہ اور پھینکی ہوئی چیزوں سے زندگی بسر کرتا رہا۔ اور اس اثناء میں سال بھر تک میں نے پانی مطلق نہیں پیا۔ پھر ایک سال تک پانی بھی پیتا رہا۔ پھر تیسرے سال میں صرف پانی ہی پیا کرتا تھا۔ اور کھانا کچھ نہیں تھا۔ پھر ایک سال تک کھانا۔ پانی اور سونا مطلق چھوڑ دیا۔ ایک وقت میں شدت سردی کی وجہ سے شب کو ایوانِ کسریٰ میں جاکر سو رہا۔ وہاں مجھے احتلام ہو گیا۔ میں اسی وقت اٹھا اور دجلہ پر جاکر میں نے غسل کیا۔ اس کے بعد جب میں واپس آیا۔ تو مجھے احتلام ہو گیا۔ میں اسی وقت اٹھا۔ اور دجلہ کے کنارے جاکر میں نے غسل کیا اس کے بعد جب میں واپس آیا۔ تو مجھے احتلام ہو گیا۔ میں نے جاکر پھر غسل کیا۔ اس مرتبہ نیند آجانے کے خوف سے چھت پر چڑھ گیا۔ برسوں تک میں (بغداد کے) محلہ کرخ کے ویران مکانوں میں رہا کیا۔ اس اثناء میں سوائے کوندلوں کے میں کچھ نہ کھاتا تھا۔ اس اثناء میں ہر شروع سال میں میرے پاس ایک شخص آیا کرتا تھا۔ جو صوف کا جبہ پہنے ہوتا۔ میں نے ہزار کی تعداد تک علوم وفنون میں قدم رکھا۔ اور انہیں میں نے حاصل کیا۔ تاکہ دنیا کے تمام جھگڑوں اور مخصوص سے نجات اور راحت حقیقی مجھے میسر ہو + مجھے لوگ دیوانہ مجنوں بتاتے۔ میں کانٹوں اور بے کانٹوں کی زمین میں ننگے پیر پھرا کرتا اور جو کچھ بھی تکلیف و سختی مجھ پر گذرتی۔ میں اسے نبھا جاتا۔ اور نفس کو اپنے اوپر کبھی غالب نہ ہونے دیتا۔ مجھے دنیاوی زیب و زینت کبھی نہ بھاتی +

آپ پر عجیب حالات کا طاری ہونا

شیخ عمر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ سے سنا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ ابتدائے سیاحت میں (جو میں نے عراق کے بیابانوں میں کی تھی) مجھ پر بہت سے حالات طاری ہوتے تھے۔ جن میں میں اپنے وجود سے غائب ہو جاتا تھا۔ میں اکثر اوقات دوڑا کرتا تھا۔ اور مجھے خبر بھی نہ ہوتی تھی۔ جب مجھ پر وہ حالت طاری ہوتی تھی۔ تو میں اس وقت اپنے آپ کو ایک دور دراز مقام میں پاتا۔ ایک دفعہ مجھے ایک حالت طاری ہوئی۔ میں اس وقت بغداد

لہ پانی میں جو چیز کہ پیاز کے پتوں کی طرح گول مگر اس سے بہت بڑی اور اندر سے ٹھوس بکثرت اُگتی ہے اُسے عربی میں جودی اور فارسی میں لوح اور اردو میں کوندل کہتے ہیں۔ کسی قدر خصوصاً اس کے نیچے کے حصہ میں مٹھاس ہوتی ہے۔ اس لئے دیہات کے بچے اُسے گنے کی طرح چوستے ہیں۔ ملک مالوے میں اور کہتے ہیں۔ کہ مصر میں بکثرت ہوتی ہے + مترجم

کے ایک دن ویران مقام میں تھا۔ یہاں سے میں تھوڑی دُور دوڑ کر آگے گیا۔ اور مجھے کچھ خبر نہ ہوئی۔ پھر جب مجھ سے یہ حالت جاتی رہی۔ تو میں نے اپنے آپ کو بلاد ششتر میں پایا۔ جہاں مجھے بغداد سے بارہ روز کا فاصلہ ہوگیا۔ میں اپنی اس حالت پر غور کر رہا تھا۔ کہ ایک عورت نے مجھ سے کہا۔ تم اپنی اس حالت پر تعجب کر رہے ہو۔ حالانکہ تم شیخ عبدالقادر ہو۔ رضی اللہ تعالےٰ عنہ +

لڑنے کی غرض سے شیاطین کا آپکے پاس مسلح ہوکر آنا

شیخ عثمان صیرفی نے بیان کیا ہے۔ کہ میں نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ سے سُنا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ میں شب و روز ویران اور خراب مقامات میں رہا کرتا تھا۔ اور بغداد میں نہیں آتا تھا۔ میرے پاس شیاطین مسلح ہو کر ہیبت ناک صورتوں میں صف بصف آتے۔ اور مجھ سے لڑتے۔ اور مجھے آگ پھینک کر مارتے۔ مگر میں اپنے دل میں وہ ہمت اور اولوالعزمی پاتا۔ جسے میں بیان نہیں کر سکتا اور غیب سے کوئی پکار کر کہتا۔ کہ عبدالقادر! اُٹھو۔ اُن کی طرف آؤ۔ ہم اُن کے مقابلہ میں تمہیں ثابت قدم رکھیں گے۔ اور تمہاری مدد کرینگے۔ پھر جب میں ان کی طرف اُٹھتا۔ تو وہ دائیں بائیں یا جدھر سے آتے۔ اس طرف بھاگ جاتے۔ کبھی ان میں سے میرے پاس صرف ایک ہی شخص آتا۔ اور مجھے طرح طرح سے ڈراتا۔ اور کہتا کہ یہاں سے چلے جاؤ۔ میں اسے ایک طمانچہ مارتا۔ تو وہ بھاگتا نظر آتا۔ پھر میں لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ پڑھتا۔ تو وہ جل کر خاک ہو جاتا۔ ایک وقت میرے پاس ایک کریہہ منظر اور بدبودار شخص آیا۔ اور کہنے لگا کہ میں ابلیس ہوں۔ مجھے اور میرے گروہ کو آپ نے عاجز کر دیا ہے۔ اس لئے اب میں آپ کی خدمت میں رہنا چاہتا ہوں۔ میں نے کہا۔ جا یہاں سے چلا جا۔ مجھے تجھ پر اطمینان نہیں ہے۔ میرا یہ کہنا تھا کہ اوپر سے ایک ہاتھ ظاہر ہوا۔ اور اُس کے تالوں میں اس زور سے مارا کہ وہ زمین میں دھنس گیا۔ اس کے بعد یہ میرے پاس پھر دوبارہ آیا۔ اسوقت اس کے پاس آگ کے شُعلے تھے۔ جن سے یہ مجھ سے لڑنا چاہتا تھا۔ کہ ایک سبزے[1] پر سوار تھا۔ اس نے آن کر مجھے ایک تلوار دی۔ تو ابلیس اپنے پچھلے پاؤں لَوٹ گیا۔ تیسری دفعہ میں نے اُس کو پھر دیکھا۔ اس وقت یہ مجھ سے دور بیٹھا ہوا رو رہا تھا۔ اور اپنے سر پر خاک ڈالتا جاتا تھا۔ اور کہہ رہا تھا۔ عبدالقادر! اب میں تم سے نا اُمید ہو گیا ہوں۔ میں نے کہا ملعون! یہاں سے دور ہو۔ میں تیری جانب سے کسی حالت میں مطمئن نہیں۔ تو اُس نے کہا

[1] سبزہ گھوڑوں کے اقسام میں سے ایک قسم کا نام ہے جو سفید رنگ مگر کسی قدر سبزی مائل ہوتا ہے ۱۲

کہ یہ بات میرے لئے عذاب دوزخ سے بھی بڑھ کر ہے۔ پھر اُس نے مجھ پر بہت سے شرک اور وساوس شیطانی کے جال بچھا دیئے۔ میں نے پوچھا کہ شرک اور وساوس کے جال کیسے ہیں؟ تو مجھے بتلایا گیا۔ کہ دُنیاوی وساوس کے دو جال ہیں۔ جن سے شیطان تم جیسے لوگوں کا شکار کیا کرتا ہے۔ تو میں نے اُس ملعون کو ڈانٹا۔ تو وہ بھاگ گیا۔ اور سال بھر تک میں ان باتوں کی طرف توجہ کرتا رہا۔ یہاں تک کہ اُس کے وہ دونوں جال ٹوٹ گئے۔ پھر اُس نے بہت سے اسباب مجھ پر ظاہر کئے۔ جو ہر جانب سے مجھ سے ملے ہوئے تھے۔ میں نے جب پوچھا کہ یہ کس طرح کے اسباب ہیں؟ تو مجھے بتلایا گیا۔ کہ یہ خلق کے اسباب ہیں۔ جو تم سے ملے ہوئے ہیں۔ تو سال بھر تک میں انکی طرف توجہ کرتا رہا۔ یہاں تک کہ مجھ سے یہ اسباب منقطع ہو گئے۔ اور میں ان سے جدا ہو گیا۔ پھر مجھ پر میرے باطن کا انکشاف کیا گیا۔ تو میں نے اپنے دل کو بہت سے علائق سے ملوث دیکھا۔ میں نے دریافت کیا کہ یہ علائق کیا ہیں؟ تو مجھے بتلایا گیا۔ کہ یہ علائق تمہارے ارادے اور تمہارے اختیارات ہیں۔ پھر ایک سال تک میں ان کی طرف متوجہ رہا۔ یہاں تک کہ وہ سب علائق منقطع ہو کر میرے دل کو ان سے خلاصی ہوئی ✣

پھر مجھ پر میرا نفس ظاہر کیا گیا۔ تو میں نے دیکھا۔ کہ اُس کے امراض بھی باقی ہیں۔ اور اُس کی خواہش ابھی زندہ ہے۔ اور اُس کا شیطان سرکش ہے۔ تو سال بھر تک میں نے اُس کی طرف توجہ کی۔ یہاں تک کہ نفس کے کُل امراض جڑ سے جاتے رہے۔ اور اُس کی خواہش مر گئی۔ اور اُس کا شیطان مسلمان ہو گیا۔ اور اب اُس میں امرِ الٰہی کے سوا اور کچھ باقی نہیں رہا۔ اب میں تنہا ہو کر اور اپنی ہستی سے جدا ہو گیا۔ اور میری ہستی مجھ سے الگ ہو گئی۔ تب بھی میں اپنے مقصود کو نہیں پہنچا۔ تو میں توکل کے دروازے پر آیا۔ تاکہ میں توکل کے دروازے سے اپنے مقصود کو پہنچوں۔ میں نے دیکھا کہ توکل کے دروازے پر بہت بڑا ہجوم ہے۔ اس ہجوم کو پھاڑ کر نکل گیا۔ پھر میں شکر کے دروازے پر آیا۔ اور مجھے اس دروازے پر بھی ایک بڑا ہجوم ملا۔ میں اُس کو بھی پھاڑ کر اندر چلا گیا۔ اس کے بعد میں غنا کے دروازے پر آیا۔ یہاں بھی بہت بڑا ہجوم مجھے ملا۔ جسے میں پھاڑتا ہوا اندر چلا گیا۔ اس کے بعد میں مشاہدے کے دروازے پر آیا۔ تاکہ میں اس دروازے سے داخل ہو کر اپنا مقصود حاصل کروں۔ اس دروازے پر بھی مجھے بہت بڑا ہجوم ملا۔ اُسے بھی پھاڑ کر میں اندر چلا گیا ✣

پھر میں فقر کے دروازے پر آیا۔ تو اُس کے دروازے کو میں نے خالی پایا۔ میں اُس میں

داخل ہؤا۔ اور اندر جاکر دیکھا۔ تو جن جن چیزوں کو مَیں نے ترک کیا تھا۔ وہ سب کی سب یہاں موجود تھیں۔ یہاں سے مجھے ایک بہت بڑے روحانی خزانے کی فتوحات ہوئیں۔ روحانی عزت غنائے حقیقی اور سچی آزادی مجھے یہاں ملی۔ مَیں نے یہاں آکر اپنی زیست کو مٹا دیا۔ اور اپنے اوصاف کو چھوڑ دیا۔ جس سے میری ہستی میں ایک دُوسری حالت پیدا ہوگئی +

شیخ ابو محمد عبد اللہ جبائی کہتے ہیں۔ کہ مجھ سے حضرت شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔ ایک وقت جنگل میں بیٹھا ہؤا مَیں اپنا سبق دُھرا رہا تھا۔ اور اُس وقت حد درجہ کی تنگی مجھے دامن گیر تھی۔ مجھے اُس وقت کسی کہنے والے نے جسے مَیں نہیں دیکھ سکتا تھا یہ کہا کہ تم کسی سے قرض لے لو۔ جس سے تمہیں تحصیل علم میں مدد ملے۔ مَیں نے کہا۔ کہ مَیں تو فقیر آدمی ہوں مَیں کس سے اور کس اُمید پر قرض لوں۔ اُس نے کہا۔ نہیں تم کسی سے قرض لے لو۔ اُس کا ادا کرنا ہمارے ذمہ ہے۔ بعد ازاں سبزی فروش کے پاس آیا۔ مَیں نے اُس سے کہا۔ کہ بھائی اگر تم ایک شرط پر میرے ساتھ کچھ سلوک کر لو۔ تو مجھ پر تمہاری از حد مہربانی ہوگی۔ وہ شرط یہ ہے کہ جب کچھ ہاتھ آئیگا۔ تو مَیں اس کا معاوضہ ادا کر دوں گا۔ اگر مَیں اپنا وعدہ پُورا نہ کر سکا۔ تو تم اپنا حق مجھے معاف کر دینا۔ مَیں چاہتا ہوں۔ کہ تم مجھ پر مہربانی کر کے روزانہ مجھے ڈیڑھ روٹی دیدیا کرو۔ سبزی فروش میری یہ بات سُنکر رو دیا۔ اور کہنے لگا۔ کہ حضرت مَیں نے آپ کو اجازت دی۔ جو کچھ آپ کا جی چاہے مجھ سے لے جایا کریں۔ چنانچہ مَیں اُس سے ڈیڑھ روٹی لے آیا کرتا۔ پھر جب مجھے اُس شخص کی روزانہ ڈیڑھ روٹی لیتے ہوئے ایک مُدت گذر گئی۔ تو میں ایک روز بہت فکر مند ہؤا۔ کہ اُسے مَیں اب تک کچھ بھی نہیں دے سکا۔ تو مجھ سے کسی نے اُس وقت کہا۔ کہ تم فلانی دُکان پر جاؤ اور اُس دُکان تمہیں جو کچھ ملے اُسے اُٹھا کر سبزی فروش کو دے دو۔ جب مَیں اُس دکان پر آیا۔ تو اُس پر مَیں نے سونے کا ایک بڑا ٹکڑا پڑا دیکھا۔ اُسے مَیں نے اُٹھا لیا۔ اور جاکر سبزی فروش کو دے دیا +

شیخ ابو محمد عبد اللہ جبائی کہتے ہیں۔ کہ آپ نے مجھ سے یہ بھی بیان فرمایا۔ بغداد میں جس جگہ کہ مَیں فقہ پڑھتا تھا۔ وہیں پر اہل بغداد سے ایک اور بھی بہت بڑی جماعت فقہ پڑھتی تھی۔ جب غلہ کی فصل قریب ہوتی۔ تو یہ لوگ ایک گاؤں میں۔ جو یعقوبا کے نام سے مشہور ہے جایا کرتے۔ اور وہاں سے کچھ غلہ وغیرہ وصول کر لاتے۔ ایک وقت اُنہوں نے مجھ سے بھی کہا کہ آؤ تم بھی ہمارے ساتھ یعقوبا چلو۔ ہم وہاں سے غلہ وغیرہ لائیں گے۔ چونکہ مَیں اُس وقت کم سن تھا۔ اس لئے

مَیں بھی اُن کے ہمراہ گیا۔ اُس وقت یعقوبا میں ایک نہایت ہی بزرگ، اور نیک بخت شخص تھے جو شریف یعقوبی کے لقب سے پکارے جاتے تھے۔ مَیں ان بزرگ سے شرفِ نیاز حاصل کرنے کیلئے اُن کی خدمت میں گیا۔ تو انہوں نے اثنائے کلام میں مجھ سے فرمایا۔ کہ طالبِ حق اور نیک بخت لوگ کسی سے کبھی سوالی نہیں کرتے۔ پھر انہوں نے خصوصیت کے ساتھ مجھے اِس بات سے منع فرمایا۔ کہ میں آئندہ کبھی کسی سے سوال نہ کروں۔ پھر اس کے بعد کہیں نہیں گیا۔ نہ کسی سے پھر مَیں نے سوال کیا +

شیخ عبداللہ بن جبائی کہتے ہیں۔ کہ مجھ سے آپ نے یہ بیان کیا۔ کہ ایک وقت شب کو مجھے حالت طاری ہوئی۔ اُس وقت مَیں نے ایک بڑی چیخ ماری۔ جس سے ڈکیتی لوگ گھبرا اُٹھے۔ اُنہوں نے جانا کہ شاید پولیس آن پہنچی۔ یہ لوگ نکلے۔ اور میرے پاس آئے۔ میں زمین پر پڑا ہوا تھا۔ یہ میرے پاس آکر کھڑے ہو گئے۔ اور کہنے لگے۔ یہ تو عبدالقادر مجنون ہے۔ اِس بھلے آدمی نے ہمیں ڈرا دیا +

نیز وہ بیان کرتے ہیں۔ کہ مجھ سے آپنے بیان کیا کہ بغداد میں بکثرت فتنہ و فساد کی وجہ سے ایک دفعہ مَیں نے قصد کیا۔ کہ مَیں یہاں سے چلا جاؤں۔ چنانچہ جنگل کی طرف نکل جانیکی غرض سے مَیں اُٹھا۔ اور اپنا قرآن مجید کندھے میں ڈال کر (بغداد کے) محلہ حلبہ کے دروازے کی طرف کو چلا تھا۔ کہ کسی نے مجھ سے کہا۔ کہ کہاں جاتے ہو؟ اور ایک دھکا دیا۔ کہ مَیں گر پڑا۔ مجھے ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ میری پیٹھ پیچھے سے کوئی کہہ رہا ہے۔ کہ عبدالقادر! لوٹ جاؤ۔ تمہارے سے خلق کو نفع پہنچیگا۔ مَیں نے کہا خلق کا مجھ پر کیا حق ہے؟ مَیں اپنے دین کی حفاظت کرنے کے لئے جاتا ہوں اُس نے کہا۔ نہیں تم یہیں رہو۔ تمہارا دین سلامت رہیگا۔ مَیں اُس کہنے والے کو دیکھ نہیں سکتا تھا اس کے بعد مجھ پر چند ایسے حالات طاری ہوئے۔ جو مجھ پر بہت ہی دشوار گذرے۔ اور مَیں نے اُن کے لئے خدائے تعالےٰ سے آرزو کی۔ کہ مجھے کسی ایسے آدمی سے ملائے۔ جو اِن حالات کو مجھ پر کشف کردے۔ اس لئے مَیں صبح کو اپنے اس مقصد میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے نکلا اور ایک شخص نے دروازہ کھول کر مجھ سے کہا۔ کہ کیوں عبدالقادر! تم نے خدا تعالےٰ سے کل کس بات کی خواہش کی تھی؟ مَیں خاموش رہا اور کچھ بول نہ سکا۔ پھر اس شخص نے غضبناک ہو کر زور سے دروازہ بند کر لیا۔ کہ اُس کی گرد و غبار میرے منہ تک آئی۔ میں اُس دروازے سے واپس ہوا تھا۔ کہ مجھے یاد آیا۔ کہ مَیں نے خدائے تعالےٰ سے کیا خواہش ظاہر کی تھی۔ اور میرے دل میں یہ امر واقع ہوا کہ یہ شخص اولیاء اللہ سے تھے

لہٰذا میں نے لوٹ کر ہر چند اُن کا دروازہ تلاش کیا۔ لیکن میں اُن کے دروازے کو پہچان نہ سکا۔ میرے دل پر اور بھی یہ بات گراں گذری۔ پھر میں نے بہت دیر کے بعد انہیں پہچانا۔ اور اُن کی خدمت میں آمد رفت کرتا رہا۔ یہ بزرگ شیخ حماد الدّباس تھے۔ آپ مجھ پر میرے ان مشکل حالات کو منکشف کرتے رہے۔ میں جب پڑھنے پڑھانے کے لئے آپ کے پاس سے چلا جاتا۔ اور پھر واپس آتا۔ تو آپ فرماتے۔ کیوں عبد القادر یہاں کیسے آئے ہو؟ تم تو فقیہہ ہو۔ فقہاء میں جاؤ۔ یہاں تمہارا کیا کام ہے؟ میں خاموش رہتا۔ آپ مجھے سخت سخت اذیت پہنچاتے۔ حتیٰ کہ آپ مجھے مارا بھی کرتے۔ اسی طرح سے جب میں آپ کی خدمت میں جاتا۔ تو کبھی کبھی آپ مجھ سے فرماتے کہ آج ہمارے پاس بہت کھانا وغیرہ آیا تھا۔ ہم نے کھالیا۔ اور تمہارے واسطے ہم نے کچھ نہیں رکھا۔ میرے ساتھ آپ کا یہ معاملہ دیکھ کر آپ کی مجلس کے اور لوگ بھی مجھے ایذا و تکلیف دینے لگے۔ اور مجھ سے کہنے لگے۔ کہ تم تو فقیہہ ہو۔ تم ہمارے پاس آکر کیا کرتے ہو؟ تمہارا یہاں کیا کام ہے؟ یہ سنکر آپ کو حمیت غالب ہوئی۔ اور آپ نے اُن سے فرمایا۔ کہ نامعقولو تم لوگ اسے کیوں تکلیف دیا کرتے ہو۔ تم میں تو کوئی بھی اس جیسا نہیں۔ میں اگر اُسے تکلیف دیتا ہوں۔ تو صرف امتحان کے لئے اُسے تکلیف دیتا ہوں۔ مگر میں دیکھتا ہوں۔ کہ وہ نہایت مستقل مزاج شخص ہے۔ اور پہاڑ کی طرح ہے۔ کہ کسی طرح سے بھی جنبش نہیں کھا سکتا۔ رضی اللہ عنہ ؎

شیخ عبداللہ جبائی بیان کرتے ہیں۔ کہ مجھ سے آپنے یہ بھی بیان کیا۔ کہ میں خواب اور بیداری دونوں حالتوں میں نیک بات بتاتا۔ اور برائی سے منع کرتا تھا۔ طاقت لسانی مجھ پر غالب تھی۔ میرے دل میں پے در پے ہر وقت اس امر کا وقوع ہوتا تھا۔ کہ اگر میں اپنی زبان کو روکوں گا تو ابھی میرا گلا گھونٹ دیا جائیگا۔ مجھے اپنی زبان بند کرنے پر مطلق قدرت نہیں ہوتی تھی۔ ابتداً میں میرے پاس دو یا تین آدمی بیٹھا کرتے تھے۔ پھر جب لوگوں میں شہرت ہوئی۔ تو اب میرے پاس خلقت کا ہجوم ہونے لگا۔ اُس وقت میں وعظ کے لئے عیدگاہ میں جو کہ (بغداد کے محلہ حلبہ میں واقع تھی بیٹھا کرتا تھا۔ اور کثرتِ ہجوم کی وجہ سے جب تمام لوگوں کو آواز نہیں پہنچتی تھی۔ تو میرا تخت وسط میں لایا گیا۔ لوگ شب کو روشنی اور مشعلیں لیکر آتے۔ اور اپنے بیٹھنے کے لئے جگہ مقرر کر جاتے۔ اور اب اس کثرت سے لوگ آنے لگے۔ کہ یہ عیدگاہ لوگوں کے لئے کافی نہیں ہوتی تھی۔ اس لئے میرا تخت شہر سے باہر بڑی عیدگاہ میں رکھا گیا۔ اور اب اس کثرت سے لوگ آنے لگے

؎ انہیں سے آپ نے بیعت کی۔ اور علم طریقہ حاصل کیا جیسا کہ اوپر مذکور ہوا +

کہ بہت سے لوگ گھوڑوں، خچروں اور سواری کے گدھوں اور اونٹوں پر سوار ہو کر آتے۔ اور مجلس کے چاروں طرف کھڑے رہتے۔ اس وقت مجلس میں قریباً ستر ہزار آدمی ہوا کرتے تھے۔ رضی اللہ تعالےٰ عنہ +

نیز آپ نے فرمایا۔ کہ ایک دن میں نے ظہر کے وقت سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپ نے مجھ سے فرمایا۔ میرے فرزند تم وعظ ونصیحت کیوں نہیں کرتے؟ میں نے عرض کیا۔ میرے بزرگوار والد ماجد! میں ایک عجمی شخص ہوں۔ فصحاے بغداد کے سامنے کس طرح سے زبان کھولوں۔ آپ نے فرمایا۔ اپنا منہ کھولو۔ میں نے منہ کھولا۔ آپ نے سات دفعہ میرے منہ میں تھتکارا[۱]۔ پھر آپ نے فرمایا۔ جاؤ تم وعظ ونصیحت کرو۔ اور حکمت سے لوگوں کو نیک بات کی طرف بلاؤ۔ پھر میں ظہر کی نماز پڑھکر بیٹھا۔ تو خلقت میرے پاس جمع ہو گئی۔ اور میں کچھ مرعوب سا ہو گیا۔ اس کے بعد میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو دیکھا۔ آپ نے فرمایا۔ اپنا منہ کھولو۔ میں نے منہ کھولا۔ آپ نے چھ دفعہ اس میں تھتکارا۔ میں نے عرض کیا۔ آپ پوری سات دفعہ کیوں نہیں تھتکارتے؟ آپ نے فرمایا۔ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا ادب کرتا ہوں۔ پھر آپ مجھ سے پوشیدہ ہو گئے۔ پھر میں نے دیکھا کہ غواص فکر دل کے دریا میں غوطے لگا لگا کر حقائق ومعارف کے موتی نکالنے لگا۔ اور ساحل سینہ پر ڈال کر زبان مترجم وفسانہ گو کو پکارنے لگا۔ لوگ آ کر طاعت وعبادات کے لئے بے بہا گرانمایہ قیمتیں گذران کر انہیں خریدتے۔ اور خدا کے گھروں کو ذکر الٰہی سے آباد کرتے اور یہ شعر پڑھتے:۔

عَلٰی مِثْلِ لَیْلٰی یَقْتُلُ الْمَرْءُ نَفْسَہٗ
وَیَحْلُوْلَہٗ مُرُّ الْمَنَایَا وَالْعَذَبُ

لیلیٰ جیسے معشوق پر انسان اپنی جان قربان کر دیتا ہے ۔ اور اسکی ساری سختیاں حلاوت سے بدلکر شیر ہو جاتی ہیں +

بعض نسخوں میں اس طرح پر ہے۔ کہ آپ نے فرمایا۔ مجھے باطنی طور کہا گیا۔ کہ عبد القادر! بغداد میں جاؤ۔ اور لوگوں کو وعظ ونصیحت کرو۔ آپ فرماتے ہیں۔ میں بغداد کے اندر گیا۔ اور لوگوں کو میں نے ایسی حالت میں دیکھا۔ کہ وہاں رہنا مجھے ناپسند معلوم ہوا۔ اس لئے میں یہاں سے چلا گیا[۲]۔ پھر مجھے دوبارہ کہا گیا۔ کہ عبد القادر! بغداد میں جاؤ۔ اور لوگوں کو وعظ نصیحت کرو۔ تم سے انہیں نفع

---

[۱] تھوکنے اور تھتکارنے میں یہ فرق ہے۔ تھتکارنے میں تھوک زیادہ نہیں نکلتا۔ مگر صرف اسکے چھینٹے نکلتے ہیں +

[۲] اوپر بیان ہو چکا ہے۔ کہ آپ جنگل وبیابان میں رہا کرتے تھے ۔ شہر کے اندر بہت کم تشریف لاتے تھے +

پہنچے گا۔ مَیں نے کہا۔ مجھے لوگوں سے کیا واسطہ۔ مجھے اپنے دین کی حفاظت کرنی ضروری ہے۔ تو مجھ سے کہا گیا کہ نہیں تم جاؤ۔ تمہارا دین سلامت رہے گا۔ اُس وقت مَیں نے اپنے پروردگار سے ستّر دفعہ عہد لیا کہ وہ میرے دین کی حفاظت کرے گا۔ اور کہ میرا کوئی مُرید بے توبہ کے نہ مریگا۔ مَیں بغداد میں آیا۔ اور لوگوں کو وعظ و نصیحت کرنے لگا +

اس کے بعد مَیں نے دیکھا کہ میری طرف کو انوار چلے آرہے ہیں۔ مَیں نے پُوچھا کہ یہ انوار کیا ہیں؟ تو مجھے کہا گیا۔ کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے جو کچھ فتوحات ہوئی ہیں۔ رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم تمہیں اُن کی مُبارکباد دینے تشریف لا رہے ہیں۔ پھر یہ انوار زیادہ ہو گئے۔ اور مجھے ایک حالت طاری ہو گئی۔ کہ مَیں جِس میں خوشی سے پھولا نہ سماتا تھا۔ پھر مَیں نے ہوا میں ممبر کے سامنے رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو دیکھا۔ اور مَیں بھی ہوا میں فرطِ خوشی سے چھ سات قدم آگے بڑھا۔ تو جناب نے میرے مُنہ میں سات دفعہ تھتکارا۔ اس کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ تشریف لائے۔ اور آپ نے میرے مُنہ میں چھ دفعہ تھتکارا۔ مَیں نے عرض کیا آپ بھی تعداد کو پُوری کیوں نہیں کرتے؟ آپ نے فرمایا۔ کہ آنجناب کی گستاخی نہ ہو۔ پھر مجھے جناب سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خلعت عطا فرمایا۔ مَیں نے عرض کیا۔ کہ یہ کیسا خلعت ہے؟ آپ نے فرمایا۔ یہ اُس ولایت کا خلعت ہے جو اقطاب اولیا سے مخصوص ہے +

اِن فتوحات کے بعد میری زبان میں گویائی پیدا ہو گئی۔ اور مَیں لوگوں کو وعظ و نصیحت کرنے لگا۔ اِس کے بعد میرے پاس حضرت خِضر علیہ السلام تشریف لائے۔ تاکہ جس طرح سے آپ اولیائے کِرام کا امتحان لیا کرتے تھے۔ اب میرا بھی امتحان لیں۔ مجھ پر آپ کے راز و نیاز کا اور جو کچھ اُس وقت آپ سے میری گفتگو ہوئی تھی۔ اُس کا کشف کر دیا گیا۔ پھر جبکہ آپ ایک سکوت کے عالم میں تھے۔ مَیں نے آپ سے کہا۔ کہ آپ نے حضرت موسےٰ علیہ السلام سے فرمایا تھا۔ کہ تُم میرے ہمراہ نہ رہ سکو گے۔ مَیں کہتا ہوں۔ کہ آپ میرے ساتھ نہ رہ سکیں گے۔ اگر آپ اسرائیلی ہیں۔ تو آپ اسرائیلی ہوں گے۔ اور مَیں محمدی ہوں۔ کہ آپ میرے ساتھ رہنا چاہیں تو مَیں حاضر ہوں۔ اور آپ بھی موجود ہیں۔ اور یہ معرفت کی گیند اور یہ میدان ہے۔ اور یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ہیں۔ اور یہ خدائے تعالےٰ ہے۔ اور میرا یہ کسا ہوا گھوڑا۔ اور یہ میرا تیر و کمان۔ اور یہ میری تلوار ہے۔ رضی اللہ تعالےٰ عنہ +

آپ کے خادم خطاب نے بیان کیا ہے۔ کہ آپ ایک روز لوگوں سے ہمکلام تھے۔ آپ اثنائے کلام

میں اُٹھ کر ہوا میں چند قدم چلے۔ اور آپ نے فرمایا کہ آپ اسرائیلی ہیں۔ اور میں محمدی ہوں۔ آپ ذرا ٹھہر کر محمدی کا کلام بھی سُنیں۔ آپ سے دریافت کیا گیا۔ کہ یہ کیسا واقعہ تھا؟ آپ نے فرمایا کہ حضرت خضر علیہ السلام یہاں سے گذر رہے تھے۔ تو میں اُنہیں اپنا کلام سنانے کے لئے انہیں ٹھیرانے گیا تھا۔ تو آپ ٹھیر گئے۔ رضی اللہ تعالےٰ عنہ +

نیز آپ فرمایا کرتے تھے۔ کہ جس شخص میں تاوقتیکہ بارہ[۱۲] خصلتیں نہ پائی جائیں۔ ولائیت کی مسند پر اُسے سجادہ نشین ہونا ہرگز جائز نہیں۔ وہ بارہ[۱۲] خصلتیں کہ جن کا ولایت کی مسند پر بیٹھنے والے کے لئے ضروری ہیں:-

اوّل دو[۲] خصلتیں خدا تعالےٰ سے سیکھے۔ عیب پوشی[۱] و رحم دلی۔ اور دو[۲] خصلتیں جناب سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سیکھے۔ شفقت[۳] و رفاقت[۴]۔ اور دو خصلتیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے سیکھے۔ راستی[۵] اور راستگوئی[۶]۔ اور دو[۲] خصلتیں حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے سیکھے۔ ہر ایک کو نیک بات[۷] بتلانا۔ اور بُرائی سے[۸] روکنا۔ اور دو خصلتیں حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے سیکھے۔ کھانا[۹] کھلانا۔ اور شب[۱۰] بیداری کر کے عبادت الٰہی کرتے رہنا۔ اور دو خصلتیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے سیکھے عالم[۱۱] بننا۔ اور شجاعت[۱۲] وجوانمردی اختیار کرنا +

پھر آپ نے فرمایا کہ مقتدا بننے کے لائق وہ شخص ہے۔ جو علوم شرعیہ و طبیہ سے ماہر اور اصطلاحات صوفیہ سے واقف ہو۔ بدوں اس کے کوئی شخص مقتدا بننے کے لائق نہیں شیخ الصوفیہ حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ ہمارا علم قرآن و حدیث میں دائر ہے۔ جس شخص نے کہ کتاب اللہ و حدیث رسول اللہ کو ضبط نہ کیا ہو۔ فقاہت (دینی فہم) نہ رکھتا ہو۔ اصطلاحاتِ صوفیہ سے ناواقف ہو۔ وہ مقتدا بننے کے لائق نہیں +

مؤلف کہتا ہے کہ شیخ کو مریدوں کی تربیت کے لئے جو طریقہ اختیار کرنا چاہئے۔ وہ یہ ہے کہ جب کسی مرید کی تربیت کرے۔ تو محض لوجہ اللہ اُس کی تربیت کرے نہ کہ کسی دنیاوی غرض سے۔ یا اپنے نفس کو خوش کرنے کے لئے چاہئے کہ اُسے ہمیشہ نصیحت کرتا رہے۔ اور اسے نہایت شفقت و مہربانی سے پیش آئے۔ جب وہ عاجز ہو جائے۔ تو اُس سے نرمی کرے۔ اور زیادہ ریاضت میں نہ ڈالے۔ اُس کے ماں باپ کی طرح اُس پر مہربان رہے۔ اُسے محنتِ شاقہ میں جس کی وہ برداشت نہ کر سکے۔ نہ ڈالے۔ بلکہ حکمتِ عملی سے کام لے۔ ابتدا میں آسانی سے کام لے۔ اور سہل سہل باتیں بتائے۔ اور ہر گناہ و معصیت اور والدین کی نافرمانی سے بچنے کا اُس سے

عہد لے۔ اور پھر مشکلات کو اس پر پیش کرے۔ کیونکہ گناہ مصیبت سے بچنے کا عہد لینا احادیثِ نبوی سے ثابت ہے۔ جن کے ذکر کرنے کی ہم یہاں ضرورت نہیں سمجھتے۔

نیز شیخ کو چاہیئے۔ کہ وہ اپنے مرید کو سلسلے کے ساتھ ذکر کی تلقین کرے۔ جیسا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جناب سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دریافت کیا۔ کہ یا رسول اللہ! بندے کے لئے زیادہ آسان اور تمام طریقوں میں سب سے زیادہ افضل اور خدا تعالےٰ سے زیادہ نزدیک کونسا طریقہ ہے؟ آپ نے فرمایا۔ اے علی رضؓ! تم تنہائی میں ذکر اللہ تعالیٰ کیا کرو۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! ذکر اللہ کی فضیلت ہے۔ حالانکہ تمام لوگ ذکر اللہ کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ اے علی! جب تک کہ زمین پر کوئی اللہ اللہ کہنے والا ہے۔ اس وقت تک قیامت نہ ہوگی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! میں ذکر کس طرح سے کیا کروں؟ آپ نے فرمایا۔ اے علی! تم تین دفعہ مجھ سے سن لو۔ اور پھر جو تین دفعہ میرے سامنے کہو پھر آپ نے تین دفعہ آنکھیں بند کر کے بلند آواز سے فرمایا۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور حضرت علی سنا کئے۔ پھر تین دفعہ آنکھیں بند کر کے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے باآوازِ بلند کہا۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سنتے رہے۔ یہی تلقین ذکر اللہ کی اصل ہے۔ جو کہ کلمہ توحید ہے خدائے تعالےٰ سب کو اسی کی توفیق دے۔

نیز آپ فرمایا کرتے تھے۔ کہ جو شخص کسی ایسے شیخ سے کہ جسے رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے نسبتِ متصلہ حاصل ہو ذکر شریف کی تلقین حاصل نہ کرے۔ تو اُسے یہ نسبتِ متصلہ ضرورت یعنے موت کے وقت حاصل ہونا بہت دشوار ہے۔ اس لئے آپ اکثر اوقات اس شعر کو پڑھا کرتے تھے۔ ؎

مَلِيْحَةُ التَّكْرَارِ وَالتَّثَنِّيْ
لَا تَغْفِلِيْنَ فِي الْوَدَاعِ عَنِّيْ

(اے صورتِ زیبا اور اے وردِ زبان! کوچ کے وقت تو مجھ سے بے توجہی نہ کرنا)

مشائخ عظام آپ نہایت تعظیم اور آپ کا بہت ہی ادب کیا کرتے تھے۔ آپ کے مریدوں کی تعداد شمار سے زائد ہے۔ اور وہ سب کے سب دنیا و آخرت میں فائز المرام ہوئے ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی بے توبہ کے نہیں مرا۔ سات درجہ تک آپ کے مریدوں کے مرید بھی جنت میں جائیں گے۔

شیخ علی الغرثینی بیان کرتے ہیں۔ کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔ کہ میں نے دوزخ کے داروغہ مالک سے پوچھا کہ تمہارے پاس میرے اصحاب میں سے بھی کوئی ہے تو اُس نے کہا۔ نہیں۔ پھر آپ نے فرمایا۔ مجھے خدا تعالیٰ کی عزت وجلال کی قسم ہے۔ میرا ہاتھ اپنی مریدوں پر اس طرح سے ہے۔ جس طرح کہ آسمان زمین پر۔ اگر میرے مرید عالی مرتبہ نہ ہوں۔ تو کوئی مضائقہ نہیں خدائے تعالےٰ کے نزدیک مجھے تو عالی رُتبہ حاصل ہے۔ میں اُس کی عزت وجلال کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ جب تک خدائے تعالےٰ میرے اور تمہارے ساتھ جنت تک نہ جائے گا۔ میں اس کے سامنے سے قدم نہ اُٹھاؤں گا +

کسی نے آپ سے پُوچھا کہ ایسے شخص کی نسبت آپ کیا فرماتے ہیں۔ جو آپ کا نام لے۔ مگر درحقیقت نہ تو اُس نے آپ سے بیعت کی ہو۔ اور نہ آپ سے خرقہ پہنا ہو۔ تو کیا یہ شخص آپ کے مُریدوں میں سے شمار کیا جائے گا۔ یا نہیں؟ آپ نے فرمایا۔ جو شخص بھی میرا نام لے۔ اور اپنے آپ کو میری طرف منسوب کرے۔ گو ایک ناپسندیدہ طریقہ سے ہی سہی۔ تو بھی اللہ تعالےٰ اُسے قبول فرمائیگا وہ شخص میرے مریدوں میں شمار ہوگا +

نیز آپ نے فرمایا۔ کہ جو شخص میرے مدرسے کے دروازے پر سے گذرے گا۔ تو قیامت کے دن اُسے عذاب میں تخفیف ہوگی +

ایک روز اہل بغداد سے ایک شخص آپ کے پاس آیا۔ اور کہنے لگا۔ کہ حضرت میرے والد کا انتقال ہوگیا ہے۔ آج صبح کو میں نے انہیں خواب میں دیکھا۔ کہ وہ مجھے کہہ رہے ہیں۔ کہ قبر میں مجھے عذاب ہو رہا ہے۔ تم حضرت شیخ عبدالقادر کی خدمت میں جاؤ۔ اور ان سے عرض کرو۔ کہ وہ میرے لئے دُعا فرمائیں۔ آپ نے پُوچھا۔ کیا تمہارے والد میرے مدرسہ کے دروازہ پر سے گذرے ہیں؟ اُس شخص نے کہا۔ ہاں۔ آپ یہ سن کر خاموش ہوگئے۔ یہ شخص دوسرے روز آپ کی خدمت میں پھر آیا۔ اور کہنے لگا۔ کہ حضرت آج میں نے اپنے والد کو خوشنود اور سبز لباس پہنے ہوئے دیکھا۔ اُنہوں نے مجھ سے کہا۔ کہ اب مجھ سے حضرت شیخ عبدالقادر کی دُعا کی برکت سے عذاب اُٹھا دیا گیا۔ اور یہ سبز لباس جسے تم دیکھ رہے ہو۔ مجھے پہنایا گیا۔ سو میرے فرزند! تم اُن کی خدمت سے جُدا نہ ہونا

پھر آپ نے فرمایا۔ کہ میرے پروردگار نے مجھ سے وعدہ کیا ہے۔ کہ جو مسلمان میرے مدرسہ کے دروازہ سے گذرے گا۔ میں اُس کے عذاب میں تخفیف کر دوں گا +

آپ سے ایک دفعہ بیان کیا گیا۔ کہ (بغداد کے) محلہ باب الازج کے مقبرے میں ایک مردے کے چیخنے کی آواز سنائی دیتی ہے۔ آپ نے لوگوں سے پُوچھا۔ کہ کیا اُس شخص نے مجھ سے خرقہ پہنا ہے؟ لوگوں نے کہا۔ ہمیں علم نہیں۔ آپ نے پوچھا۔ اچھا کبھی یہ میری مجلس میں بھی آیا ہے؟ انہوں نے کہا ہمیں علم نہیں۔ آپ نے پُوچھا۔ اُنہوں نے کبھی میرے پیچھے نماز بھی پڑھی ہے؟ انہوں نے کہا ہمیں علم نہیں آپ نے فرمایا۔ المفرط اولی بالخسارۃ (بھولا ہُوا شخص ہی نقصان میں پڑتا ہے) آپ سر جُھکا کر تھوڑی دیر خاموش ہو گئے۔ اور آپ کے چہرے سے جلال و ہیبت اور وقار ظاہر ہونے لگا۔ پھر آپ نے اپنا سر اُٹھایا۔ اور فرمایا۔ فرشتے کہنے لگے۔ کہ اس نے آپ کو دیکھا ہے۔ اور آپ سے حُسنِ ظن رکھا ہے۔ اور اب خدا تعالٰے نے صرف اسی سبب سے اُس پر رحم کیا۔ پھر اس کے بعد اُس قبر سے آواز نہیں سُنائی دی۔ رضی اللہ عنہ،

شیخ ابو نجیب عبد القاہر سہروردی نے بیان کیا ہے۔ کہ آپ کے شیخ شیخ حماد الدباس رح کے پاس سے ہر شب کو کچھ کچھ گنگناہٹ سی سُنائی دیتی تھی۔ آپ کے اصحاب نے حضرت شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ سے کہا۔ کہ آپ حضرت سے اس کی وجہ دریافت کیجئے۔ آپ اُس وقت شیخ موصوف کی خدمت میں رہتے۔ اور اُن کی صحبتِ بابرکت سے مُستفید ہُوا کرتے تھے۔ یہ واقعہ ۵۰۸ھ ہجری کا ہے۔ آپ نے شیخ موصوف سے اس گنگناہٹ کا حال دریافت کیا۔ تو شیخ موصوف نے فرمایا۔ کہ میرے کل بارہ ہزار مُرید ہیں۔ میں سب کو محض ازراہِ شفقت اُن کے نام لیکر ہر ایک کے لئے خدائے تعالٰے سے دُعا مانگتا ہوں۔ کہ وہ اُن کی حاجتوں کو پُورا کرے اور اگر وہ گناہ کرنے کے قریب ہوں۔ تو انہیں اُس میں کامیابی حاصل نہ ہو۔ تاکہ وہ اُس سے تائب ہو جائیں +

پھر آپ نے فرمایا۔ کہ اگر خدائے تعالٰے مجھے یہ مراتب و مناصب عطا فرمائیگا۔ تو میں قیامت تک کے اپنے مریدوں کے لئے خدائے تعالٰے سے عہد لے لُونگا۔ کہ اُن میں سے کوئی بھی بے توبہ کے نہ مرے۔ اور کہ میں اُن کا ضامن ہونگا۔ تو اس پر آپ کے شیخ شیخ حماد نے آپ کی تائید کی۔ اور فرمایا۔ کہ اللہ تعالٰے انہیں یہ مرتبہ عطا فرمائیگا۔ اور اُن کا سایہ اُن کے مُریدوں پر دراز کرے گا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین +

شیخ عبد اللہ جبائی کہتے ہیں کہ حضرت شیخ عبد القادر علیہ الرحمۃ کا ایک شاگرد تھا جسے عمر الحادی کہتے تھے۔ یہ شخص بغداد سے چلا گیا۔ اور کئی برسوں تک غائب رہا۔ جب بغداد واپس آیا۔ تو میں نے

اُس سے کہا کہ اِتنے عرصہ تک تُم کہاں رہے؟ اُس نے کہا۔ کہ مَیں اِس وقت بلادِ شام و مصر و بلادِ مغرب میں پھرتا رہا۔ شیخ موصوف کہتے ہیں۔ کہ مجھے خیال ہے۔ کہ اُس نے بلادِ عجم کا بھی نام لیا۔ پھر اُس نے بیان کیا۔ کہ مَیں نے اِس اثناء میں تین سَو ساٹھ ۳۶۰ مشائخ کرام سے شرفِ ملاقات حاصل کیا۔ اِن سب کو مَیں نے یہی کہتے سُنا۔ کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی ہمارے شیخ و پیشوا ہیں

ابن نجار نے اپنی تاریخ کے شروع میں بیان کیا ہے۔ کہ میں نے ابو شجاع کی تاریخ میں دیکھا ہے وہ لکھتے ہیں کہ ۵۲۶ھ میں بغداد کی شہر پناہ بنائی گئی۔ تو اس وقت کوئی عالم اور کوئی واعظ ایسا نہ تھا۔ جو اپنی اپنی جمعیت کو ساتھ لیکر اس کے تعمیر کرنے میں شریک نہ ہُوا ہو۔ پھر اس اثناء میں محلہ باب الازج کے بارے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کی ہمراہی میں مَیں نے ایک شخص کو دیکھا۔ کہ وہ سواری پر بیٹھے ہوئے اپنے سر پر اپنے سر پہ دو اینٹیں لئے جا رہے تھے۔ مؤلف۔

اس واقعہ سے یہ بات واضح ہے۔ کہ اُس وقت بغداد میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ سے زیادہ بزرگ اور کوئی شخص نہ تھا۔ اور شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ اس وقت انہیں کی صحبتِ بابرکت سے مُستفید ہوتے تھے۔ آپ آئے۔ اور حضرت شیخ حماد کے روبرو مؤدب ہو کر بیٹھ گئے پھر تھوڑی دیر کے بعد اُٹھ گئے۔ تو آپ کے شیخ شیخ حمادؒ فرمانے لگے۔ کہ عجمی کا مرتبہ بہت عالی ہوگا حتیٰ کہ اس کا قدم اولیائے زمانہ کی گردن پر رکھا جائے گا +

ایک وقت آپ کے شیخ شیخ حماد سے آپ کا ذکر آیا۔ آپ اُس وقت عالمِ شباب میں تھے۔ تو حضرت شیخ حماد نے آپ کی نسبت فرمایا۔ کہ مَیں نے اُن کے سر پر دو جھنڈے دیکھے۔ جو زمین سے لیکر ملکوتِ اعلیٰ تک پہنچے ہیں۔ اور اُفقِ اعلیٰ میں نے اُنکے نام کی دھوم دھام سُنی۔ رضی اللہ عنہ ٭

محمود التحال نے بیان کیا ہے کہ مَیں نے اپنے والد کو کہتے سُنا۔ کہ مَیں شیخ حماد کی خدمت میں حاضر تھا۔ اِتنے میں شیخ عبدالقادر جیلانی آئے۔ اُس وقت آپ عالمِ شباب میں تھے۔ شیخ حماد آپ کی تعظیم کے لئے

۵۱ اِس واقعہ کے بیان میں دو تین غلطیاں واقع ہو گئی ہیں۔ مگر ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ غلطیاں کس طرح واقع ہوئی ہیں ہم نے اِس کے تصحیح کرنے کی بابت بہت کوشش کی۔ مگر ہمیں اس کا موقعہ نہیں ملا۔ اوّل یہ کہ اس واقعہ میں شیخ حماد کی شرکت بیان کی گئی ہے۔ اور ان کا انتقال ۵۲۵ھ میں ہوا ہے اور یہ واقعہ ۵۲۶ھ کا ہے۔ دوم یہ کہ اس واقعہ میں جو کہا گیا ہے کہ وہ آپ کی ہمراہی میں ایک شخص کو دیکھا کہ وہ جانور پر سوار تھے۔ اور اپنے سر پر دو اینٹیں لئے ہوئے تھے۔ اب یہ شخص معلوم نہیں کہ کون تھا۔ مگر عبارت کا سیاق و سباق بتلاتا ہے کہ یہ شخص شیخ حماد ہونا چاہیئے۔ مگر اُن کو ایک سے تعبیر کرنا بالکل بے معنی کیونکہ یہ کوئی اجنبی شخص نہ تھے۔ بلکہ بغداد کے ایک مشہور و معروف اور بہت بڑے مشائخ تھے۔ غرضکہ واقعات صحیح ہیں۔ مگر سنہ اور نام وغیرہ میں کچھ غلطی واقع ہوئی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

اُٹھے۔ اور فرمانے لگے۔ مَرْحَبًا بِالْجَبَلِ الرَّاسِخِ وَالطَّوْدِ الْمُنِيْفِ لَا يَتَحَرَّكُ اور اپنے بازو پر آپ کو بٹھالیا۔ جب آپ بیٹھ گئے۔ آپ سے شیخ حماد نے پوچھا۔ کہ حدیث اور کلام میں کیا فرق ہی۔ آپ نے بیان کیا۔ کہ حدیث وہ ہے جس کی خواہش کی جائے۔ جیسا کہ سوال و جواب میں ہوتا ہے۔ اور کلام وہ ہے جو دل پر چوٹ کرے (یعنی دل پر اپنا گہرا اثر ڈالے) اور دل کا بیدار ہونے کی خواہش سے بیقرار ہونا تمام اعمال سے افضل ہے۔ یہ سن کر شیخ موصوف نے فرمایا۔ تم سید العارفین ہو۔ تمہارا عدل و انصاف مشرق سے مغرب تک پہنچے گا۔ تمہارے پیر کے نیچے اولیائے زمانہ اپنی گردنیں بچھائینگے تمہارا درجہ عالی ہوگا۔ تم اپنے اقران و امثال سے فائق و ممتاز ہوگے۔ رضی اللہ عنہما +

شیخ ابو النجیب سہروردی بیان کرتے ہیں کہ ۵۲۳ھ کا واقعہ ہے۔ کہ میں ایک وقت بغداد میں حضرت شیخ حماد کی خدمت میں حاضر تھا۔ اس وقت حضرت شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ نے ایک طول طویل اور عجیب تقریر کی۔ تو شیخ حماد نے فرمایا۔ عبد القادر! تم عجیب عجیب تقریریں کرتے ہو۔ تمہیں اس بات کا خوف نہیں۔ کہ خدا تعالیٰ تمہاری کسی بات پر تم سے مواخذہ کرنے لگے۔ تو شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ نے اپنا ہاتھ آپ کے سینہ پر رکھدیا۔ اور کہا۔ کہ آپ نور قلب سے ملاحظہ فرمایئے۔ کہ میری ہتھیلی میں کیا لکھا ہوا ہے؟ پھر تھوڑی دیر کے بعد آپ نے اپنا ہاتھ اٹھالیا۔ شیخ حماد نے فرمایا۔ کہ میں نے ان کی ہتھیلی میں لکھا دیکھا۔ کہ انہوں نے اپنے پروردگار سے ستر دفعہ عہد لیا ہے۔ کہ وہ ان سے مواخذہ نہ کرے گا۔ پھر شیخ موصوف نے فرمایا۔ اب کوئی مضائقہ نہیں۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ۔ یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے۔ جسے چاہے دے۔ وہ اپنے فضل کرم کا مالک ہے رضی اللہ عنہم اجمعین +

آپ کا اپنے مریدوں کی شفاعت کرنا اور انکا ضامن بننا

شیخ ابو سعود عبد اللہ رح و محمد الاوانی رح و عمر البزار رح بیان کرتے ہیں۔ کہ ہمارے شیخ عبد القادر

---

۵۱ ایسے مضبوط اور بلند پہاڑ کا آنا جو کسی طرح سے بھی جنبش نہیں کر سکتا (یعنی آپ کا آنا) مبارک ہو۔ نہایت عالی ہمتی اور اعلےٰ درجہ کے لحاظ سے آپ کو ایک عظیم الشان پہاڑ سے تشبیہ دی ہے۔ جب کوئی آتا ہے۔ تو عرب اپنے محاورہ میں اس وقت مرحبا بك بولتے ہیں۔ جس سے اعلےٰ درجہ کی خوشنودی کا اظہار مد نظر ہوتا ہے +

۵۲ عربی میں حدیث اور کلام دونوں کے بحیثیت لغت ایک ہی معنی ہیں۔ مگر اصطلاح علمی اور عرفی کے لحاظ سے اس میں تفریق کی گئی ہے۔ اور اس مقام پر بحیثیت عرفی ان دونوں میں بیان کیا گیا ہے +

جیلانی قیامت تک اپنے مریدوں کے اِس بات کے ضامن ہیں۔ کہ اُن میں سے کوئی بھی بے توبہ کے نہ مرے گا۔ اور کہ سات درجہ آپ کے مرید اور آپ کے مریدوں کے مرید جنّت میں جائیں گے۔ کیونکہ آپ نے فرمایا ہے کہ میں سات درجہ تک اپنے مریدوں کے مرید کا کفیل ہوں۔ اگر میرا مرید مغرب میں ہو۔ اور اُس کا ستر کھُل جائے۔ اور میں اس وقت مشرق میں ہووں۔ تو میں اُس کے ستر کو ڈھانک دوں گا +

مشائخ موصوف بیان کرتے ہیں۔ کہ ہمیں آپ نے حکم دیا۔ کہ ہم اپنی بقدرِ ہمت اپنے مریدوں کی نگہداشت کرتے ہیں +

پھر آپ نے فرمایا۔ جس نے مجھے دیکھا بڑا خوش نصیب ہے۔ اور جس نے مجھے نہیں دیکھا۔ اُس پر نہائیت افسوس ہے +

شیخ علی قرشی نے بیان کیا ہے۔ کہ ہمارے شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے۔ کہ مجھُ ایک نامہ دیا گیا ہے۔ جس میں میرے احباب اور قیامت تک کے مریدوں کے نام درج ہیں۔ پھر فرمایا گیا۔ کہ یہ لوگ تمہیں دیئے گئے۔ رضی اللہ تعالےٰ عنہ +

آپ کا پانی پر چلنا

سہیل بن عبداللہ تستری نے بیان کیا ہے۔ کہ ایک مرتبہ اہل بغداد کی نظر سے آپ عرصہ تک غائب رہے۔ لوگوں نے آپ کو تلاش کیا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ آپ کو دجلہ کی طرف جاتے دیکھا تھا۔ لوگ آپ کو تلاش کرتے ہوئے دجلہ کی طرف گئے۔ تو ہم نے دیکھا۔ کہ آپ پانی پر سے ہماری طرف چلے آرہے ہیں۔ اور مچھلیاں بکثرت آپ کی طرف آن آن کر آپ کو سلام علیک کرتی جاتی ہیں۔ ہم آپ کو اور مچھلیوں کو آپ کا ہاتھ چومتے دیکھتے تھے۔ اُس وقت نماز ظہر کا وقت ہو گیا تھا۔ اسی اثناء میں ہمیں ایک بڑی بھاری جائے نماز دکھائی دی۔ اور تخت سلیمانی کی طرح ہوا میں معلق ہو کر بچھ گئی۔ یہ جائے نماز سبز رنگ اور سونے چاندی سے مرصع تھی۔ اس کے اوپر دو سطریں لکھی ہوئی تھیں۔ پہلی سطر میں اَلَآ اِنَّ اَولِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ۵ اور دوسری سطر میں سَلَامٌ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الْبَیْتِ اِنَّہٗ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۵ لکھا ہوا تھا۔ جب یہ جائے نماز بچھ چکی۔ تو ہم نے دیکھا۔ کہ بہت لوگ آئے۔ اور جائے نماز کے برابر کھڑے ہو گئے۔ ان لوگوں کے چہروں سے بہادری اور شجاعت عیاں تھی۔ یہ لوگ سب کے سب سرنگوں اور اُن آنکھوں سے آنسوں جاری تھے۔ یہ لوگ ایسے خاموش تھے۔ کہ گویا قدرت نے انہیں ایسا ہی بنایا ہے۔

اِن کے آگے ایک ایسے شخص تھے۔جس کے چہرے سے ہیبت۔وقار اور عظمت ظاہر تھی۔جب تکبیر کہی گئی۔تو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ نماز پڑھانے کے لئے آگے بڑھے۔اُس وقت ایک نہایت عظمت و ہیبت کا وقت تھا۔غرض کہ اُس وقت اُن سب لوگوں نے اور اُن کے سرداروں اور اہل بغداد نے آپ کے پیچھے ظہر کی نماز پڑھی۔جب آپ تکبیر کہتے تو حاملانِ عرش بھی آپ کے ساتھ تکبیر کہتے جاتے۔اور جب آپ تسبیح پڑھتے۔تو ساتوں آسمانوں کے فرشتے بھی آپ کے ساتھ ساتھ تسبیح پڑھتے جاتے۔اور جب آپ سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہتے۔تو آپکے لبوں سے سبز رنگ کا نور نکل کر آسمان کی طرف جاتا۔جب آپ نماز سے فارغ ہوئے۔تو آپ نے یہ دُعا پڑھی:۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ حَبِیْبِكَ وَخَیْرِكَ مِنْ خَلْقِكَ وَ٢ بَائِیْ اِنْتَكَ لَا تَقْبِضُ رُوْحَ مُرِیْدِیْ اَوْ مُرِیْدِ مُرِیْدِیْ ٭ لَا ذُرِّی اِلَّا تَوْبَۃً۔

ترجمہ۔اے پروردگار! میں تیری درگاہ میں تیرے حبیب اور بہترین خلائق حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو وسیلہ بنا کر دُعا مانگتا ہوں۔کہ تو میرے مریدوں کی اور میرے مریدوں کے مریدوں کی جو کہ میری طرف منسوب ہوں روح قبض نہ کر۔مگر توبہ پر٭

سہیل بن عبداللہ بیان کرتے ہیں۔کہ ہم نے آپ کی دُعا پر فرشتوں کے ایک بہت بڑے گروہ کو آمین کہتے سُنا۔جب آپ دُعا ختم کر چکے۔تو پھر ہم نے یہ ندا سُنی۔اَبْشِرُوْا فَاِنِّیْ قَدِ اسْتَجَبْتُ لَكَ۔تم خوش ہو جاؤ۔میں نے تمہاری دُعا قبول کر لی٭

شیخ حلاج منصور علیہ الرحمۃ کے حق میں آپکا قول

حافظ محمد بن رافع نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے۔کہ میں نے دسویں ذیقعد ۶۳۹ھ کو ابراہیم بن سعد بن محمد بن غانم بن عبداللہ ثعلبی دومی سے قاہرہ کے دارالحدیث میں سُنا۔کہ اُنہوں نے بیان کیا۔کہ جب کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ سے شیخ منصور حلاج علیہ الرحمۃ کی نسبت دریافت کیا گیا۔تو آپ نے فرمایا۔کہ ان کے دعویٰ کا بازو چونکہ دراز ہو گیا تھا۔اس لئے شریعت کی مقراض سے تراش دیا گیا٭

شیخ عمر بزاز نے بیان کیا ہے کہ میں نے اپنے شیخ شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ سے سُنا۔آپ نے فرمایا۔کہ حسین حلاج نے ٹھوکر کھائی۔اُن کے زمانہ میں کوئی ایسا شخص نہ تھا۔کہ اُن کا ہاتھ پکڑ لیتا۔اگر میں ان کے زمانہ میں ہوتا۔تو میں ضرور اُن کا ہاتھ پکڑ لیتا٭

پھر آپ نے فرمایا۔ کہ قیامت تک میرے دوستوں اور میرے مریدوں میں سے جو کوئی ٹھوکر کھائیگا۔ تو میں اُس کا ہاتھ پکڑ لوں گا +

شیخ منصور حلاج علیہ الرحمۃ کی نسبت آپ کے اور بھی بہت سے اقوال ہیں۔ اور کتاب والجواہر میں جو کہ حافظ ابو سفرج علامہ ابن جوزی کی تالیفات سے ہے۔ اور کتاب بہجۃ الاسرار میں جو کہ شیخ امام نور الدین ابو الحسن علی اللخمی کی تالیفات سے ہے۔ مذکور ہیں۔ اگر ناظرین ان اقوال کو تفصیل سے دیکھنا چاہیں۔ تو ان دونوں کتابوں میں اُنہیں دیکھ سکتے ہیں +

شیخ ابو الفتح ہروی نے بیان کیا ہے۔ کہ میں نے شیخ علی بن ہیتی سے سنا ہے۔ کہ وہ کہا کرتے تھے۔ کہ کسی مرید کا شیخ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کے مرید کے شیخ سے زیادہ افضل نہیں ہو سکتا +

شیخ علی بن ہیتی یہ بھی بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے شیخ ابو سعید قیلوی یا بقول بعض ابو سعد سے سُنا۔ کہ وہ کہا کرتے تھے۔ کہ ہمارے شیخ شیخ عبدالقادر جیلانی دُنیا کی طرف نہیں لوٹے۔ مگر اس شرط پر کہ جو کوئی آپ کا دامن پکڑے۔ وہ نجات پائے +

شیخ بقا بن بطو بیان کرتے ہیں۔ کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کے اصحاب و مریدین کو میں نے صلحا کے ایک بڑے گروہ کے ساتھ دیکھا۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ کسی نے آپ سے پوچھا کہ حضرت آپ کے مریدوں میں پرہیزگار اور گنہگار دونوں ہی ہوں گے۔ آپ نے فرمایا۔ پرہیزگار میرے لئے ہیں۔ اور گنہگاروں کے لئے میں ہوں +

شیخ عدی بن ابی البرکات صخر بن صخر بن مسافر نے بیان کیا ہے۔ کہ میں نے اپنے والد سے سُنا۔ اُنہوں نے بیان کیا۔ کہ میں نے ۵۵۴ھ ہجری میں اپنے چچا شیخ عدی بن مسافر سے اُنکی خانقاہ میں (جو بلاد جیل[1] میں واقع تھی) سُنا۔ انہوں نے بیان کیا۔ کہ اگر کسی مشائخ کے مریدوں میں سے کوئی شخص مجھ سے خرقہ پہننا چاہیئے۔ تو میں اُسے خرقہ پہنا دوں۔ مگر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کے مریدوں کو میں خرقہ نہیں پہنا سکتا۔ کیونکہ وہ سب کے رب رحمت میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ وہ لوگ دریا کو چھوڑ کر نہر میں کیوں آنے لگے تھے +

شیخ علی بن ادریس یعقوبی نے بیان کیا ہے کہ ۵۵۸ھ ہجری میں میرے شیخ شیخ علی بن ہیتی مجھے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں لے گئے۔ اور فرمایا کہ یہ میرا مرید ہے۔

[1] بلادِ جیل سے وہ شہر مراد ہیں جو آذربائیجان و عراق عرب خوزستان و فارس اور بلاد دیلم کے درمیان واقع ہوئے ہیں

آپ کے جسمِ مبارک پر ایک کپڑا تھا۔ آپ نے اُسے اُتار کر مجھے پہنا دیا۔ اور فرمایا۔ علی تم نے تندرستی کا قمیض پہن لیا۔ یہ بیان کرتے ہیں۔ کہ جب سے مَیں نے اِس کپڑے کو پہنا۔ پینسٹھ ۶۵ سال تک مجھے کسی قسم کی بیماری نہیں ہوئی +

انہیں نے بیان کیا ہے۔ کہ میرے شیخ مجھے ایک دفعہ اور ۵۶۰ھ ہجری میں آپ کی خدمت میں لے گئے۔ آپ تھوڑی دیر خاموش رہے۔ اس کے بعد مَیں نے دیکھا۔ کہ آپ کے جسمِ مبارک سے روشنی ظاہر ہو ہو کر میرے جسم میں مِل گئی۔ اُس وقت مَیں نے اہلِ قبور کو اور اُن کے حالات اور اُن کے مراتب و مناصب کو اور فرشتوں کو دیکھا۔ اور مختلف آوازوں میں مَیں نے اُن تسبیحیں سُنیں۔ اور ہر ایک انسان کی پیشانی پر جو کچھ لکھا تھا۔ اُس کو مَیں نے پڑھا۔ اور بہت سے واقعات اور امورِ غریبہ مجھ پر منکشف ہوئے۔ پھر آپ نے مجھ سے فرمایا۔ تم انہیں پکڑلو۔ ڈرو مت۔ تو میرے شیخ نے فرمایا۔ حضرت! مجھے اس کی عقل زائل ہونے کا ڈر ہے۔ تو آپ نے میرے سینے پر ہاتھ مارا۔ جس سے مجھے باطن میں ہتھوڑے کی طرح ایک چیز محسوس ہوئی۔ پھر جو کچھ مَیں نے دیکھا۔ مَیں اُس سے نہیں گھبرایا۔ اور فرشتوں کی تسبیحوں کو مَیں نے پھر سُنا۔ اور اب تک مَیں عالمِ ملکوت میں اِس روشنی سے مستفید ہوتا ہوں +

نیز اُنہوں نے بیان کیا ہے۔ کہ جب مَیں بغداد میں داخل ہوا تو مَیں اُس وقت یہاں پر کسی کو نہیں پہچانتا تھا۔ اور نہ یہاں کے کسی مقام سے اچھی طرح سے واقف تھا۔ مَیں اس وقت آپ کے مدرسہ میں آیا۔ تو مَیں نے مکان کے اندر سے ایک آواز سُنی۔ کہ عبدالرزاق (آپ کے صاحبزادے کا نام ہے) دیکھو۔ باہر کون آیا ہے؟ یہ باہر آئے۔ اور چلے گئے۔ اور کہا۔ کہ کوئی نہیں۔ ایک لڑکا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ یہ لڑکا صاحب فضل وذی شان وعظمت ہوگا۔ پھر آپ میرے پاس کھانا لے کر آئے۔ اِس سے پہلے آپ کو مَیں نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ آپ نے فرمایا۔ علی یہاں بیٹھو۔ پھر وہ کھانا میرے سامنے رکھ دیا۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا نفع پاؤگے (لوگ تم سے نفع اُٹھائیں گے) پھر آپ نے فرمایا۔ عنقریب زمانہ آئے گا۔ کہ لوگوں کو تمہاری ضرورت ہوگی۔ اور تمہاری شان عالی ہوگی۔ یہ کہتے ہیں۔ مَیں اب تک حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کی دُعا کی برکت سے مستفید ہو رہا ہوں +

آپ کی کُل مُدّتِ وعظ و نصیحت اور اُسکے اوقات اور چار سو دواتوں کا آپ کی مجلس میں ہونا

آپ کے صاحبزادے حضرت عبدالوہاب بیان فرماتے ہیں۔ کہ احقر کے والدِ ماجد ہفتہ میں تین دفعہ واعظ فرمایا کرتے تھے۔ دو دفعہ اپنے مدرسہ میں جمعہ کی صبح۔ اور منگل کی شب کو۔ اور ایک دفعہ اپنے مہمان خانہ میں بدھ کی صبح کو۔ آپ کی مجلسِ وعظ میں علماء و فقہا و مشائخ وغیرہ بھی بکثرت ہوتے تھے۔ آپ کے وعظ و نصیحت کی کل مُدّت چالیس سال ہے۔ جس کی ابتدا ۵۲۱ھ اور انتہا ۵۶۱ھ ہے۔ اور آپ کے درس و تدریس اور افتاء کی کل مُدّت تنتیس ۳۳ سال ہے جس کی ابتدا ۵۲۸ھ اور انتہا ۵۶۱ھ ہجری ہے۔ دو شخص بھائی بھائی تھے۔ وہ آپ کی مجلس میں بدوں الحان کے بلند آواز سے قرات کیا کرتے تھے۔ اور کبھی کبھی مسعود ہاشمی بھی قرأت کرتے تھے۔ اکثر آپ کی مجلس میں دو تین آدمی مر بھی جایا کرتے تھے۔ آپ کی مجلس میں آپ کی تقریر لکھنے کے لئے چار سو دواتیں ہوا کرتی تھیں۔ اکثر آپ اپنی مجلس میں تخت پر سے اُٹھ کر لوگوں کے سروں پر سے ہوا میں چلکر جاتے۔ اور پھر اپنے تخت پر واپس آجاتے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

آپ کی مجلس میں یہود و نصاریٰ کا اسلام قبول کرنا اور قطّاع الطریق وغیرہ کا آپ کے ہاتھ پر توبہ کرنا۔

شیخ عمر کیمانی نے بیان کیا ہے کہ آپ کی کوئی مجلس ایسی نہ ہوتی تھی۔ کہ جس میں یہود و نصاریٰ اسلام قبول نہ کرتے ہوں۔ یا قطّاع الطریق۔ قاتل اور بد اعتقاد لوگ آکر توبہ نہ کرتے ہوں۔ ایک دفعہ آپکی مجلس میں ایک راہب (جس کا نام سنان تھا) آیا۔ اور آن کر اُس نے اسلام قبول کیا۔ مجمع عام میں کھڑے ہو کر اُس نے بیان کیا۔ کہ میں یمن کا رہنے والا ہوں۔ میرے دل میں یہ بات پیدا ہوئی۔ کہ میں اسلام قبول کر لوں۔ پھر اِس بات کا مستحکم ارادہ کر لیا کہ یمن میں جو شخص کہ سب سے زیادہ افضل ہوگا۔ میں اُس کے ہاتھ پر اسلام قبول کروں گا۔ میں اِس بات کی فکر میں تھا۔ کہ مجھے نیند آگئی۔ میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خواب میں دیکھا۔ آپ نے فرمایا۔ سنان اِتم بغداد

جاؤ۔ اور شیخ عبدالقادر جیلانی کے ہاتھ پر اسلام قبول کرو۔ کیونکہ وہ اس وقت روئے زمین کے تمام لوگوں سے افضل ہیں +

شیخ موصوف بیان کرتے ہیں۔ کہ اسی طرح سے ایک دفعہ آپ کے پاس تیرہ ۱۳ شخص آئے اور انہوں نے بھی اسلام قبول کر کے انہوں نے بیان کیا۔ کہ ہم لوگ نصارائے عرب سے ہیں۔ ہم نے اسلام قبول کرنے کا قصد کیا تھا۔ لیکن ہم فکر میں تھے۔ کہ کس کے ہاتھ پر اسلام قبول کریں۔ اس اثناء میں ہمیں ہاتف نے پکار کر کہا۔ کہ تم لوگ بغداد جاؤ۔ اور شیخ عبدالقادر جیلانی کے ہاتھ پر اسلام قبول کرو۔ کیونکہ اس وقت جس قدر ایمان تمہارے دلوں میں اُن کی برکت سے بھرا جائیگا۔ اس قدر ایمان تمہارے دلوں میں بھرا جانا اور کسی جگہ ممکن نہیں +

آپ کا مجاہدہ

آپ نے ایک دفعہ ۵۸۰ھ ہجری میں اثنائے وعظ میں بیان فرمایا۔ کہ پچیس ۲۵ سال تک میں بالکل تنہا رہ کر عراق کے بیابانوں اور ویران مقامات میں سیاحت کرتا رہا۔ اور چالیس ۴۰ سال تک میں عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھتا رہا۔ میں عشاء کے بعد ایک پیر سے کھڑا ہو کر قرآن مجید شروع کرتا۔ اور نیند کے خوف سے اپنا ایک ہاتھ کھونٹی سے باندھ دیتا۔ اور اخیر رات تک قرآن مجید کو ختم کر دیتا۔ ایک روز میں شب کو ایک ویران عمارت کی سیڑھیوں پر چڑھ رہا تھا۔ کہ اس وقت میرے جی میں آیا۔ کہ اگر میں تھوڑی دیر کہیں سو رہتا۔ تو اچھا تھا۔ جس سیڑھی پر کہ مجھے یہ خیال گذرا تھا۔ اسی سیڑھی پر میں ایک پیر سے کھڑا ہو گیا۔ اور میں نے قرآن مجید پڑھنا شروع کیا۔ اور تا اختتام قرآن مجید اسی طرح کھڑا رہا۔ اور گیارہ برس تک میں اُس برج میں جو کہ اب برج عجمی کے نام سے مشہور ہے رہا کیا۔ اور اسی سبب سے وہ سے برج عجمی کہنے لگے۔ آپ نے فرمایا میں نے اُس برج میں خدائے تعالیٰ سے عہد کیا تھا۔ کہ جب تک میرے منہ میں لقمہ دیکر مجھے کھانا نہ کھلایا جائے گا۔ اُس وقت تک میں کھانا نہ کھاؤں گا۔ اور جب تک مجھے پانی نہ پلایا جائے گا۔ تب تک پانی نہ پیوں گا۔ چنانچہ میں چالیس ۴۰ دن تک اسی برج میں بیٹھا رہا۔ اس اثناء میں میں نے کھانا نہ کھایا۔ اور نہ پانی پیا۔ جب چالیس روز پورے ہو چکے۔ تو میرے سامنے ایک شخص کھانا رکھ گیا۔ میرا نفس کھانے پر گرنے دگا۔ میں نے کہا خدا کی قسم! میں نے جو خدائے تعالیٰ سے معاہدہ کیا ہے۔ وہ ابھی پورا نہیں ہوا پھر میں نے باطن میں ایک چیخ سنی۔ کہ کوئی چلا کر بھوک بھوک کہہ رہا ہے۔ میں نے اس کا مطلق خیال نہیں کیا

اتنے میں شیخ ابو سعید مخزمی کا میرے قریب سے گذر ہوا۔ انہوں نے بھی یہ آواز سُنی۔ اور مجھ سے آن کر کہا۔ عبدالقادر! یہ کیا شور ہے؟ میں نے کہا۔ یہ نفس کی بیقراری ہے۔ اور روح مطمئن ہے۔ وہ اپنے مولا کی طرف کو لگتے ہوئے ہے۔ پھر آپ نے مجھ سے یہ فرما کر چلے گئے کہ اچھا تم باب الازج میں چلے آؤ۔ میں نے اپنے جی میں کہا۔ تاوقتیکہ مجھے اطمینان نہ ہوگا۔ میں اس جگہ سے باہر قدم نہ رکھونگا اس کے بعد حضرت خضر علیہ السلام نے مجھے آکر کہا کہ تم ابو سعید مخزمی کے پاس چلے جاؤ۔ میں آپ کے پاس آیا۔ تو آپ دروازے پر کھڑے ہوئے میرا انتظار کر رہے تھے۔ آپ نے فرمایا۔ عبدالقادر؟ تمہیں میرا کہنا کافی نہ ہوا۔ پھر آپ نے دستِ مبارک سے خرقہ پہنایا۔ اس کے بعد میں آپ ہی کی خدمت میں رہنے لگا +

آپ کے ہاتھ پر پانچ ہزار یہود و نصاریٰ کا اسلام قبول کرنا

شیخ عبدالقادر جبائی بیان کرتے ہیں۔ کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمتہ نے مجھ سے بیان فرمایا کہ میں بہت چاہتا ہوں۔ کہ پہلے کی طرح بیابانوں میں رہا کروں۔ نہ مخلوق مجھے دیکھے۔ نہ میں مخلوق کو دیکھوں مگر خدائے تعالیٰ کو مجھ سے خلق کو نفع پہنچانا منظور تھا۔ کیونکہ میرے ہاتھ پر پانچ ہزار یہود و نصاریٰ نے اسلام قبول کیا۔ اور ایک لاکھ سے زیادہ قطّاعُ الطریق اور مُفسد لوگوں نے توبہ کی۔ رضی اللہ تعالےٰ عنہ +

ابراہیم الطاری نے بیان کیا ہے۔ کہ آپ جمعہ کے روز جامع مسجد کو تشریف لے جاتے۔ تو لوگ سڑکوں پر آپ سے دُعا کرانے یا آپ کی برکت سے دُعا مانگنے کے لئے کھڑے رہتے۔ آپ کو قبولیت عامہ اور نہایت ہی شہرت حاصل تھی۔ ایک روز جامع مسجد میں آپ کو چھینک آئی۔ لوگوں نے آپ کی چھینک کا جواب دیتے ہوئے یَرْحَمُکَ اللہُ وَ یَرْحَمُ بِکَ۔ کہا۔ تو لوگوں کی آواز سے تمام مسجد گونج اٹھی۔ حتیٰ کہ مسجد میں جس جگہ خلیفہ المُستنجد باللہ بیٹھا کرتا تھا۔ وہاں تک اس کی آواز پہنچی۔ خلیفہ نے پوچھا یہ کاہے کی آواز ہے؟ لوگوں نے کہا۔ شیخ عبدالقادر جیلانی کو چھینک آئی ہے۔ یہ سُن کر خلیفہ موصوف کو خوف طاری ہو گیا +

ابو نقطہ ماسیر یفینی نے بیان کیا ہے۔ کہ شیخ بقا بن بطو اور شیخ علی بن الہیتی اور شیخ قیلوی آپ کے مدرسہ کا دروازہ جھاڑتے اور اس پر چھڑکاؤ کیا کرتے تھے۔ اور آپ کی بدوں اجازت آپ کے پاس اندر نہیں جاتے تھے۔ اور جب اجازت لے کر یہ لوگ اندر جاتے۔ تو آپ ان سے

فرماتے بیٹھو۔ تو یہ لوگ آپ سے پوچھتے۔ ہمیں امن ہے۔ آپ فرماتے ہاں تمہیں امن ہے پھر یہ لوگ مؤدب ہو کر بیٹھ جاتے۔ اور جب آپ سواری پر سوار ہوتے۔ اور یہ لوگ اُس وقت موجود ہو جاتے۔ تو یہ لوگ زین پر ہاتھ رکھ کر دس پانچ قدم آپ کے ساتھ ہو جاتے۔ آپ ہر چند اُنہیں منع کرتے۔ مگر یہ لوگ کہتے اسی طرح سے خدائے تعالےٰ سے تقرب حاصل کیا جاتا ہے +

نیز شیخ موصوف بیان کرتے ہیں۔ کہ مَیں نے عراق کے بہت سے مشائخوں کو جو آپکے ہمعصر تھے دیکھا کہ جب آپ کے مدرسہ میں آتے۔ تو مدرسہ کی چوکھٹ کو چوما کرتے۔

تَزَاحَمَ تِیْجَانُ الْمُلُوْکِ بِبَابِهٖ	وَيَكْثُرُ وَقْتَ السَّلَامِ اِزْدِحَامُهَا
آپکے دروازے پر بادشاہوں کے تاج ٹکراتے تھے	جبکہ آپ کو سلام کرنے کے لئے اُن کا ہجوم ہوتا تھا
اِذَا عَايَنَتْهُ مِنْ بَعِيْدٍ تَرَجَّلَتْ	وَاِنْ هِيَ لَمْ تَفْعَلْ تَرَجَّلَ هَامُهَا
جب وہ تاج آپ کو دور سے دیکھتے تو چلنے لگتے	خود وہ نہیں بلکہ اُن کے سردار چلنے لگتے

بقیۃ السلف الشیخ ابو الغنائم مقدام البطائحی نے بیان کیا ہے۔ کہ آپ کے مریدوں میں سے ایک شخص عثمان بن مرزوق البطائحی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو شیخ موصوف نے اُن سے فرمایا۔ کہ اے میرے فرزند شیخ عبد القادر! اس وقت روئے زمین میں سب سے بہتر و افضل ہیں +

شیخ معمر جرادہ نے بیان کیا ہے۔ کہ میری آنکھوں نے شیخ عبد القادر جیسا خلیق وسیع حوصلہ۔ رحمدل۔ پابندِ قول و قرار۔ بامروت و وفا کسی کو نہیں دیکھا۔ باوجود آپ اپنی عظمت و بزرگی و فضیلت علمی کے چھوٹوں کے ساتھ کھڑے ہو جاتے۔ اور بڑوں کی تعظیم کرتے۔ اور آپ انہیں سلام کیا کرتے۔ غربا و فقراء کو آپ اپنے پاس بٹھاتے۔ اُن سے عاجزی سے پیش آتے۔ امراء و روساء کی تعظیم کے لئے آپ کبھی کھڑے نہیں ہوئے۔ اور نہ کبھی آپ وزراء و سلاطین کے دروازے پر گئے +

شیخ ابو الغنائم بطائحی بیان کرتے ہیں۔ کہ میں ایک وقت آپ کے دولت خانہ پر حاضر ہوا تو میں نے دیکھا۔ کہ چار شخص آپ کے پاس بیٹھے ہوئے ہیں۔ جنہیں میں نے اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ میں اپنی جگہ پر کھڑا رہا۔ جب یہ لوگ اُٹھ کر چلے گئے۔ تو آپ نے مجھ سے فرمایا۔ کہ جاؤ تم ان سے اپنے لئے کچھ دعائے خیر وغیرہ کراؤ۔ میں مدرسہ کے صحن میں اُن سے آن کر ملا۔ اور ان سے اپنے لئے دعا کرانے کا خواستگار ہوا۔ تو اُن میں سے ایک بزرگ نے مجھ سے فرمایا۔ تمہارے لئے بڑی خوش قسمتی کی بات ہے۔ کہ تم ایسے شخص کی خدمت میں ہو جس کی برکت سے خدائے تعالیٰ زمین کو قائم رکھے گا۔ اور جس کی دعا کی برکت سے تمام خلائق پر رحم کرے گا۔ دیگر اولیاء کی طرح ہم لوگ بھی

اُن کے سایۂ عاطفت میں رہ کر اِن کے حکم کے تابعدار ہیں۔ یہ کہہ کر وہ چاروں بزرگ چلے گئے۔ پھر میں نے اُنہیں دیکھا میں آپ کے پاس متعجب ہو کر واپس آیا۔ تو قبل اس کے کہ میں آپ سے کچھ کہوں۔ آپ نے مجھ سے فرمایا۔ کہ جو کچھ اُنہوں نے تم سے کہا ہے۔ میری حیات میں تم اس کی کسی کو خبر نہ کرنا۔ میں نے پوچھا۔ حضرت یہ کون لوگ تھے؟ آپ نے فرمایا۔ یہ لوگ کوہ قاف کے رؤسا تھے۔ اور اب یہ اپنی اپنی جگہ پر پہنچ گئے۔ رضی اللہ تعالےٰ عنہم +

محمد بن خضر اپنے باپ سے نقل کرتے ہیں۔ اُنہوں نے کہا۔ کہ میں تیرہ سال تک حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں رہا۔ اس اثناء میں میں نے دیکھا۔ کہ نہ تو آپ کا ریٹھ نکلا اور نہ کبھی آپ کا بلغم نکلا۔ اور نہ کبھی آپ کے جسم پر مکھی بیٹھی۔ نہ کبھی آپ امراء و رؤساء کی تعظیم کے لئے اُٹھے۔ اور نہ کبھی آپ وزراء و سلاطین کے دروازے پر گئے۔ اور نہ کبھی اُن کے فرش و فروش پر بیٹھے۔ اور نہ آپنے بجز ایک دفعہ کے اُن کے یہاں کا کھانا کھایا۔ آپ اُن کے فرش و فروش پر بیٹھنے کو اپنے لئے بلائے ناگہانی خیال کرتے تھے۔ امراء و رؤسا اور وزراء و سلاطین آپ کے در دولت پر آتے۔ اور آپ اُس وقت اگر باہر ہوتے۔ تو آپ اُٹھ کر اندر چلے جاتے۔ اور جب یہ لوگ آکر بیٹھ جاتے۔ تو اس کے بعد آپ اندر سے تشریف لاتے۔ اور ان کی آمد کے وقت باہر بیٹھے رہتے۔ تاکہ اُن کی تعظیم کے لئے آپ کو اُٹھنا نہ پڑے پھر جب آپ اُن لوگوں کے پاس آتے۔ تو اِن پر آپ سختی کرتے۔ اور نصیحت فرماتے۔ یہ لوگ آپ کا دستِ مبارک چومتے اور مؤدب ہو کر آپ کے سامنے بیٹھ جاتے۔ اگر آپ خلیفہ کو نامہ وغیرہ لکھتے۔ تو اِسے مندرجہ ذیل الفاظ میں لکھا کرتے "عبدالقادر تمہیں اس بات کا حکم دیتا ہے" یا "تم پر اس کا حکم نافذ اور اس کی اطاعت واجب ہے۔ وہ تمہارا پیشوا اور تم پر حجت ہے" جب خلیفہ کے پاس یہ نامہ پہنچا۔ تو وہ اُسے چومتا اور آنکھوں سے لگاتا۔ اور کہتا کہ بیشک شیخ سچ فرماتے ہیں +

شیخ فقیہہ ابوالحسن نے بیان کیا ہے۔ کہ وزیر ابن ہبیرہ سے خلیفہ المقتضی لامر اللہ نے شکائت کی۔ کہ شیخ عبدالقادر میری ہتک اور توہین کیا کرتے ہیں۔ آپکے مہمان خانے میں جو کھجور کا درخت ہے۔ اُسے آپ میری طرف اشارہ کر کے فرماتے ہیں۔ کھجور کے درخت تو سرکشی نہ کر۔ ورنہ میں سر تیرا اُڑا دونگا۔ "لہذا تم میری طرف سے تنہائی میں آپ سے جا کر کہو۔ کہ خلیفہ سے آپ کا تعرض کرنا نامناسب ہے۔ خصوصاً جبکہ آپ کو خلافت کے حقوق معلوم ہیں۔ ابن ہبیرا کہتے ہیں۔ کہ میں آپ خدمت میں گیا۔ میں نے دیکھا۔ کہ آپ کے پاس بہت سے لوگ بیٹھے ہیں۔ اس لئے میں آپ سے

تنہائی ہونے کے انتظار میں بیٹھ گیا۔ اور آپ کی گفتگو سُننے لگا۔ آپ نے اثنائے گفتگو میں فرمایا۔ بیشک میں اُس کا سر کاٹوں گا۔ میں نے سمجھ لیا۔ کہ یہ آپ نے میری طرف اشارہ کیا ہے۔ اس کے بعد میں اُٹھ کر چلا۔ اور جو کچھ میں نے سُنا تھا۔ وہ آن کر خلیفہ موصوف کو سُنا دیا۔ اور میں نے رو کر کہا۔ کہ واقعی شیخ کی نیک نیتی میں کوئی شک نہیں ہے۔ پھر خلیفہ موصوف خود آپ کی خدمت میں گیا۔ اور مودّب ہو کر بیٹھ گیا۔ آپ نے خلیفہ موصوف کو نصیحت کی۔ اور نہایت مبالغہ کے ساتھ نصیحت کی۔ یہاں تک کہ آپ نے اُسے رولا دیا۔ اس کے بعد اس سے شفقت اور مہربانی سے پیش آئے +

مفتی عراق محی الدین ابو عبد اللہ محمد بن حامد بغدادی نے بیان کیا ہے کہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ رقیق القلب اور نہایت درجہ کے خدا ترس اور عبد اللہ اور مجیب الدعوات تھے۔ آپ کے رُو سے مکارم اخلاق عیاں تھے۔ آپ کا پسینہ خوشبودار تھا۔ آپ بُرائی سے دُور تھے۔ آپ مقبولِ بارگاہِ الٰہی تھے۔ جب کوئی محارمِ الٰہی کی بیحرمتی کرتا۔ تو آپ نہایت سختی سے اس پر گرفت کرتے۔ آپ اپنے نفس کے لئے کبھی غصہ نہ کرتے۔ اور نہ کبھی رضائے الٰہی کے سوا آپ کسی کی مدد کرتے۔ سائل کو آپ اپنا کوئی کپڑا ہی کیوں نہ دیدیتے۔ مگر اُسے آپ کبھی خالی ہاتھ نہ جانے دیتے۔ توفیق و تائید الٰہی آپ کے ساتھ تھی۔ علم آپ کا مربّی و مہذب۔ اور قرب الٰہی آپ کا اتالیق اور حضور آپ کا خزانہ اور معرفت کا تعویذ اور کلام آپ کا شیر اور نظر آپ کا سفیر اور اُنس آپ کا مصاحب اور بسط آپ کی جان اور راستی آپ کا علم اور فتوحات روحانی آپ کی پونجی۔ اور حلم آپ کا پیشہ۔ اور ذکر آپ کا وزیر اور فکر آپ کا فسانہ گو۔ اور مکاشفہ آپ کی غذا۔ اور مشاہدہ آپ کی شفا اور آداب شریعت آپ کا ظاہر۔ اور اوصاف و اسرارِ حقیقت آپ کا باطن تھا +

آپ کا شیطان کو دیکھنا اور اُس کے مکر سے آپ کا محفوظ رہنا

آپ کے صاحبزادے حضرت شیخ موسیٰ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں۔ کہ میں نے اپنے والد ماجد کو کہتے سُنا کہ آپ اپنی بعض سیاحت میں ایک روز کسی ایسے جنگل کی طرف نکل گئے۔

جہاں آب و دانہ کا نام نشان نہ تھا۔ آپ کئی روز تک وہیں رہے۔ حتیٰ کہ آپ پر پیاس کا از حد غلبہ ہُوا پھر آپ کے سر پر ایک بدلی کا ٹکڑا آیا۔ اس سے آپ پر کچھ تری ٹپکی جس سے آپ سیراب ہو گئے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا۔ پھر مجھے ایک روشنی دار صورت دکھائی دی۔ جس سے آسمان کے کنارے روشن ہو گئے۔ اُس صورت سے مجھے یہ آواز سنائی دی۔ کہ عبدالقادر! میں تمہارا رب ہوں۔ میں نے تمام حرام باتیں تم پر حلال کر دیں۔ میں نے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پڑھکر اسے دھتکارا تو اُس کی روشنی معدوم ہو گئی۔ اور وہ صورت دھوئیں کی شبیہ دکھائی دینے لگی۔ پھر اس صورت سے مَیں نے یہ آواز سُنی۔ کہ عبدالقادر! تم نے اپنے علم اور خدا تعالیٰ کے حُکم سے میرے مکر سے نجات پائی۔ ورنہ مَیں اپنے اس مکر سے ستّر صاحب طریقت کو گمراہ کر چکا ہوں۔ مَیں نے کہا۔ بیشک میرے پروردگار کا فضل و کرم میرے شامل حال ہے۔ اس کے بعد مجھ سے کہا گیا۔ کہ تم نے شیطان کو کس طرح پہچانا۔ میں نے کہا۔ کہ مَیں نے اُس کے قول سے پہچانا۔ کہ عبدالقادر! مَیں نے تم پر تمام حرام باتیں حلال کر دیں"۔ اور مجھے معلوم تھا۔ کہ خدائے تعالےٰ فحش کی باتوں کا کسی کو بھی حکم نہیں دیتا ہے۔

آپ کا طریقہ

شیخ علی بن ادریس یعقوبی بیان کرتے ہیں۔ کہ شیخ علی بن ہیتی سے آپکا طریقہ دریافت کیا گیا مَیں اُس وقت آپ کے پاس موجود تھا۔ انہوں نے بیان کیا۔ کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کا قدم تفویض اور موافقت پر تھا اور اپنی قوت و طاقت پر بھروسہ نہ کرتے۔ تجرید و توحید تفرید با حضورِ وقت عبودیت با سرِ قائم مقام عبدیت نہ بشئے و نہ برائے شئے آپ کا طریقہ تھا۔ آپ کی عبودیت محض کمال ربوبیت سے مؤید تھی۔ آپ مصاحبت تفرقہ سے نکل کر معہ احکام شریعت مطالعہ جمع میں پہنچ گئے تھے۔

شیخ عدی بن ابو البرکات صخر بن مسافر بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے اپنے والد ماجد سے سُنا۔ انہوں نے بیان کیا۔ کہ میرے عم بزرگوار سے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کا طریقہ دریافت کیا گیا۔ تو مَیں اُس وقت آپ کی خدمت میں حاضر تھا۔ آپ نے فرمایا۔ اَلذُّبُوْلُ تَحْتَ مَجَارِی الْاَقْدَامِ بِمُوَافِقَۃِ الْقَلْبِ وَالرُّوْحِ وَاِتِّحَادِ الْبَاطِنِ وَالظَّاہِرِ وَنِسْیَانًا عَنْہُ عَنْ صِفَاتِ النَّفْسِ مَعَ الْغَیْبَۃِ عَنْ رُؤْیَۃِ النَّفْعِ وَالضُّرِّ وَالْقُرْبِ وَالْبُعْدِ یعنی آپ کا طریقہ

ہر مقام پر فروتنی اور آپ کا قلب و روح اور ظاہر و باطن ایک تھا۔ آپ صفاتِ نفس و نفع و ضرر اور قرب و بعد سے نکل کر مقام غیبت میں پہنچے ہوئے تھے +

خلیل بن احمد المصری بیان کرتے ہیں۔ کہ مَیں نے شیخ بقاس بن بطو سے سُنا۔ وہ بیان کرتے تھے۔ کہ قول و فعل کا۔ نفس و وقت کا متحد رہنا۔ اخلاص و تسلیم (رضا) اختیار کرنا۔ کتاب اللہ و سُنّت رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ہر وقت و ہر لحظہ و ہر حال میں موافق رہنا۔ اور تقرب الی اللہ میں زیادہ ہونا۔ آپ کا طریقہ تھا +

شیخ ابو سعید قیلوی نے بیان کیا ہے۔ کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کا مقام مَعَ اللّٰہِ وفی اللّٰہِ و باللّٰہِ جس کے سامنے بڑی بڑی قوتیں بیکار تھیں۔ آپ بہت سے متقدمین میں سے سبقت لے کر ایسے مقام میں پہنچے تھے۔ کہ جہاں تنزّل ممکن نہیں۔ خدائے تعالیٰ نے آپ کی تحقیق و تدقیق کی وجہ سے آپ کو ایک بہت بڑے زبردست مقام پر پہنچایا تھا +

شیخ مظفر بن منصور بن مبارک واسطی معروف بہ حداد بیان کرتے ہیں۔ کہ جب میں عالم شباب میں تھا۔ تو مَیں اُس وقت ایک بہت بڑی جماعت کے ساتھ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کی خدمت گیا۔ میرے ساتھ اس وقت ایک کتاب تھی۔ جو کہ علوم روحانیہ اور مسائلِ فلسفہ پر مشتمل تھی۔ جب ہم لوگ آپ کے پاس جاکر بیٹھ گئے۔ تو قبل اس کے کہ آپ میری کتاب دیکھیں۔ یا اُس کی نسبت مجھ سے کچھ دریافت کیا ہو۔ آپ نے فرمایا۔ تمہاری یہ کتاب تمہارے لئے اچھا رفیق نہیں ہے۔ تم اُٹھ کر اسے دھو ڈالو۔ مَیں نے قصد کیا۔ کہ مَیں آپ کے پاس جاکر کہیں ڈال دوں۔ اور پھر اسے اپنے پاس نہ رکھوں۔ تاکہ کہیں آپ کی خفگی کا باعث نہ ہو۔ اس سے محبت کی وجہ سے میرا اُسے دھونے کو جی نہ چاہا۔ اِس کے بعض بعض مسائل اور احکام میرے ذہن نشین بھی تھے۔ مَیں اسی نیت سے اُٹھنا چاہتا تھا۔ کہ آپ نے میری طرف تعجب کی نگاہ سے دیکھا۔ اور مَیں اُٹھ نہ سکا۔ گویا مَیں کسی چیز سے بندھ رہا تھا۔ پھر آپ نے فرمایا۔ کہاں ہے۔ وہ تمہاری کتاب؟ لاؤ مجھے دو۔ مَیں نے اُس کتاب کو نکالا۔ اور اسے کھول کر دیکھا۔ تو وہ صرف سادے کاغذ تھے۔ مَیں نے اُسے آپ کو دے دیا۔ آپ نے اُس پر اپنا دستِ مبارک پھیر کر فرمایا۔ یہ ابن ضریس محمد کی کتاب فضائل القرآن ہے۔ اور مجھے واپس دے دی۔ مَیں نے دیکھا۔ تو وہ ابن ضریس کی کتاب فضائل القرآن ہے۔ اور ایک نہایت عمدہ خط میں لکھی ہوئی ہے۔ اس کے بعد آپ نے مجھ سے فرمایا۔ جو بات کہ تمہاری زبان پر نہیں۔ مگر دل میں ہے تم اُس سے

توبہ کرنی چاہیئے ہو۔ میں نے کہا۔ بیشک۔ حضرت۔ میں اس سے توبہ کرنا چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا اچھا اٹھو۔ میں اٹھا۔ تو جو کچھ مسائل فلسفہ احکام روحانیات مجھے یاد تھے۔ وہ سب میرے ذہن میں سے نکل گئے۔ اور میرا باطن ایسا ہو گیا۔ کہ گویا کبھی میں نے اُنکا خیال تک نہیں کیا تھا ؛

انہیں نے بیان کیا ہے۔ کہ میں ایک وقت اَور آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ اس وقت تکیہ لگائے بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ سے اس وقت ایک بزرگ کا جو اُس وقت کراماتِ عبادات میں مشہور و معروف تھے۔ نام لے کر بیان کیا گیا۔ کہ وہ کہتے ہیں۔ کہ میں حضرت یونس نبی اللہ علیہ السّلام کے مقام سے بھی گذر چکا ہوں۔ تو یہ سُن کر آپ کا چہرہ مبارک سُرخ ہو گیا۔ اور اُٹھکر بیٹھ گئے۔ اور تکیہ ہاتھ میں لیکر اُسے سامنے ڈال دیا۔ اور فرمایا۔ مجھے معلوم ہے۔ عنقریب اُن کی رُوح پرواز ہونے والی ہے۔ ہم لوگ جلدی سے اُن کی طرف روانہ ہوئے۔ جب وہاں پہنچے تو اُن کی روح پرواز ہو چکی تھی۔ اس سے پہلے یہ بزرگ بالکل صحیح و تندرست تھے۔ کوئی بیماری اَور دُکھ درد لاحق نہیں ہوا تھا۔ اس کے بعد میں نے انہیں خواب میں دیکھا کہ وہ اچھی حالت میں ہیں۔ میں نے اُن سے پُوچھا کہ خدائے تعالےٰ نے تم سے کیا معاملہ کیا؟ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالےٰ نے مجھے بخش دیا۔ اور اپنے نبی حضرت یونس علیہ السلام سے میرا کلمہ مجھے دلا دیا۔ اس بات میں خدائے تعالےٰ کے نزدیک حضرت یونس علیہ السّلام میرے شفیع بنے۔ غرض آپکی برکت سے میں نے بہت فائدہ اُٹھایا ؛

شیخ عبد الرحمٰن بن ابو الحسن علی بطائحی الرفاعی بیان کرتے ہیں۔ کہ جب میں بغداد گیا تو حضرت شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ کی خدمتِ اقدس میں بھی حاضر ہوا۔ اور جب آپکے حال اَور آپ کی فراغتِ قلبی وغیرہ کے علاوہ آپ کے اور دیگر حالات کو میں نے دیکھا۔ تو میں حیران رہ گیا۔ جب واپس آیا۔ اور اپنے ماموں بزرگوار کو اسکی اطلاع دی۔ تو وہ فرمانے لگے کہ اے میرے فرزند حضرت شیخ عبد القادر جیسی قوت کس کو نصیب ہے۔ اور جس حال پر کہ وہ ہیں کون رہ سکتا ہے اور جہاں تک کہ وہ پہنچے ہیں۔ کون پہنچ سکتا ہے ؛

ابو محمد حسن نے بیان کیا ہے۔ کہ میں نے شیخ علی قرشی کو بیان کرتے سُنا۔ کہ وہ ایک شخص سے کہہ رہے تھے۔ کہ اگر تم حضرت شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ کو دیکھتے۔ تو گویا تم ایک ایسے شخص کو دیکھتے۔ کہ جسنے اپنے پروردگار کی راہ میں اپنی ساری قوت مٹا دی۔ اور اہلِ طریقت کو قوی کر دیا ہے۔ آپ کا وصفاً و حکماً و حالاً توحید تھا۔ اور آپ کی تحقیق ظاہراً و باطناً شریعت تھی

اور فراغتِ قلبی اور ہستی فانی و مشاہدہ الٰہی آپ کا وصف تھا۔ آپ ایسے مقام پر تھے۔ کہ جہاں شک و شبہ کو مطلقاً گنجائش نہ تھی۔ اور نہ آپ کے مقام سر میں اغیار کو جھگڑنے کا موقعہ مل سکتا تھا۔ اور نہ قلب میں کسی قسم کی پریشانی ممکن تھی۔ ملکوت اکبر آپ کے پیچھے رہ گیا تھا۔ اور ملکِ اعظم آپ کے قدموں میں تھا +

شیخ محمد شبنکی بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے اپنے شیخ شیخ ابو بکر بن ہورا سے سنا۔ کہ اوتادِ عراق آٹھ ہیں۔ معروف الکرخیؒ۔ حضرت امام احمد بن حنبلؒ۔ بشر الحافیؒ۔ منصور بن عمارؒ۔ حضرت جنید بغدادیؒ۔ سری السقطیؒ۔ سہل بن عبداللہ تستریؒ۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلیؒ میں نے عرض کیا۔ کون عبدالقادر۔ آپ نے فرمایا۔ شرفائے عجم سے ایک شخص بغداد میں آکر رہے گا۔ اُس شخص کا ظہور پانچویں صدی میں ہوگا۔ یہ شخص صدیقین اور اوتاد و اقطابِ زمانہ سے ہوگا +

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ۔ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے بغداد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ میں اُس وقت تخت پر بیٹھا ہوا تھا۔ اور آپ سوار تھے۔ اور آپ کی ایک جانب میں دوسری جانب حضرت موسیٰ علیہ السلام تھے۔ آپ نے فرمایا۔ موسیٰ تمہاری اُمت میں بھی کوئی ایسا شخص ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں۔ پھر جناب سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھ سے فرمایا۔ عبدالقادر میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ اُس وقت ہوا میں تھے۔ آپ نے مجھ سے معانقہ کیا۔ اس کے بعد آپ نے مجھے خلعت پہنایا۔ اور فرمایا۔ یہ میں نے تمہیں خلعتِ قطبیت پہنایا ہے۔ پھر آپ نے میرے منہ میں تین دفعہ تھتکارا۔ اور مجھے اپنی جگہ واپس کردیا۔ اس کے بعد منبر پر بیٹھ کر میں مندرجہ ذیل اشعار پڑھنے لگا:۔

سَاَشْرَبُ بِهَا فِیْ کُلِّ دَیْرٍ وَبِیْعَۃٍ	وَاُظْهِرُ لِلْعُشَّاقِ دِیْنِیْ وَمَذْهَبِیْ
ہر ایک دیر و کنیسہ میں جاکر میں عشقِ الٰہی کا جام پیوں گا	اور تمام عشاق کو اپنا دین و مذہب ظاہر کردوں گا۔
وَاَضْرِبُ فَوْقَ السَّطْحِ بِالدَّفِّ خَلْوَۃً	لَکَاسَاتِهَا لَا فِی الزَّوَایَاتِ مُخْتَبِیْ
میں سب کے سامنے بالاخانہ پر بیٹھ کر نوبت بجا کر	اسکا اعلان کروں گا اور کونوں میں بیٹھ کر خود ہی پی لونگا

خضر الحسینی الموصلی نے بیان کیا ہے کہ میں نے شیخ قضیب البان موصلی سے سنا کہ آپ فرمایا کرتے تھے۔ کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ اس وقت اہلِ طریقت و محبت کے پیشوا سالکوں کے مقتدا۔ امام صدیقین۔ حجۃ العارفین و صدر المقربین ہیں +

آپ کا قَدَمِی ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللہِ کہنا

حافظ ابو الفر عبد المغیث بن حرب البغدادی وغیرہ نے بیان کیا ہے۔ کہ ہم لوگ شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ کی اُس مجلس میں کہ جس میں آپ نے قَدَمِی ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللہِ فرمایا ہے حاضر تھے۔ آپ کی یہ مجلس آپ کے مہمان خانے میں جو کہ بغداد کے محلہ حلبہ میں واقع تھا۔ منعقد ہوئی تھی۔ اس مجلس میں ہمارے سوا عراق کے عموماً تمام مشائخ موجود تھے۔ جن میں سے بعض مشائخین کے اسماۓ گرامی ہم ذیل میں درج کرتے ہیں :- شیخ علی ابن الہیتی رح شیخ بقا بن بطو رح شیخ ابو سعید القیلوی رح شیخ موسیٰ بن ماہین یا بقول بعض ماہان رح شیخ ابو النجیب السُّہروردی رح شیخ ابو الکرام رح شیخ ابو عمرو عثمان القرشی رح شیخ مکارم الاکبر رح شیخ مطر و جاگیر رح شیخ خلیفہ بن موسیٰ الاکبر رح شیخ صدقہ بن محمد البغدادی رح شیخ یحییٰ المرتعش رح شیخ ضیاء الدین ابراہیم الجونی رح شیخ ابو عبد اللہ محمد القزینی رح شیخ ابو عمرو عثمان البطائحی رح شیخ قضیب البان رح شیخ ابو العباس احمد الیمانی رح شیخ ابو العباس احمد القزدینی رح ان کے شاگرد شیخ داؤد (یہ نماز پنجگانہ مکہ معظمہ میں پڑھا کرتے تھے) شیخ ابو عبد اللہ محمد الخاص رح شیخ ابو عمرو عثمان العراقی الشوکی رح (بیان کیا جاتا ہے۔ کہ یہ رجال الغیب سیارہ (اسیر کنندہ سے تھے۔ شیخ سلطان المزین رح شیخ ابو بکر الشیبانی رح شیخ ابو العباس احمد بن الاستاذ رح شیخ ابو محمد الملون ابیح رح۔ شیخ مبارک الحمیری رح شیخ ابو البرکات رح شیخ عبد القادر البغدادی رح شیخ ابو سعود العطار رح شیخ ابو عبد اللہ الاوانی رح شیخ ابو القاسم البزار رح شیخ شہاب عمر السُّہروردی رح شیخ ابو النقا البقال رح شیخ حفص الغزال رح شیخ ابو محمد الفارسی رح شیخ ابو محمد الیعقوبی رح شیخ ابو حفص الکیمانی رح شیخ ابو بکر المزین رح۔ شیخ جمیل صاحب الخطوۃ والزعقہ رح۔ شیخ ابو عمرو الصریفینی رح شیخ ابو الحسن الجوسی رح شیخ ابو محمد الحریمی رح قاضی ابو یعلی الفراد رح مندرجہ بالا مشائخین علاوہ اور بھی دیگر مشائخین موجود تھے۔ آپ ان سب کے روبرو وعظ فرماتے رہے تھے اسی وقت آپ نے یہ بھی فرمایا۔ قَدَمِی ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللہِ (میرا یہ قدم ہر ایک ولی اللہ کی گردن پر ہے)۔ یہ سن کر شیخ علی بن الہیتی رح اُٹھے۔ اور تخت کے پاس جاکر آپ کا قدم اپنی گردن پر رکھ لیا۔ اس کے بعد تمام حاضرین نے آگے بڑھ کر اپنی گردنیں جھکا دیں +

شیخ عدی بن البرکات صخر بن صخر بیان کرتے ہیں کہ میں نے عم بزرگ شیخ عدی بن مسافر رح سے پوچھا۔ کہ اس سے پہلے بجز حضرت شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ کے اور بھی

کسی شائخ نے قَدَمِی ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ کہا ہے؟ آپ نے فرمایا۔ نہیں۔ مَیں نے پوچھا۔ اس کے معنی کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا۔ اس سے محض مقام فردیت مراد ہے۔ مَیں نے کہا۔ کیا ہر زمانہ میں فرد ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں مگر بجز حضرت شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ کے اور کسی فرد کو اس کے کہنے کا حکم نہیں ہوا۔ پھر میں نے عرض کیا۔ آپ اس کے کہنے پر مامور ہوئے تھے؟ آپ نے فرمایا۔ ہاں۔ وہ اس کے کہنے پر مامور ہوئے تھے۔ اور تمام اولیاء نے اپنے سر جھکائے دیکھو فرشتوں نے بھی حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ تب ہی کیا۔ جب کہ خدا تعالےٰ نے اُنہیں حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم دیا +

شیخ بقا بن بطو نے بیان کیا ہے کہ ابراہیم الاعزب بن الشیخ ابی الحسن علی الرفاعی البطائحیؒ بیان کرتے ہیں۔ کہ میرے والد ماجد نے میرے ماموں سیدی شیخ احمد الرفاعی سے پوچھا۔ کہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ نے جو قَدَمِی ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ کہا ہے۔ تو کیا آپ اس کے کہنے پر مامور تھے یا نہیں؟ آپ نے فرمایا بیشک وہ اس کے کہنے پر مامور تھے +

شیخ ابوبکر بن ہوار ارم سے باسناد بیان کیا گیا ہے۔ کہ ایک روز انہوں نے اپنے مریدوں سے بیان کیا۔ کہ عنقریب عراق میں عجمی شخص جو کہ خدائے تعالےٰ کے اور لوگوں کے نزدیک مرتبہ عالی رکھتا ہوگا۔ ظاہر ہو کر بغداد میں سکونت اختیار کرے گا۔ اور قَدَمِی ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ کہیگا۔ اور تمام اولیائے زمانہ اس کی پیروی کرینگے +

شیخ الاسلام شہاب الدین احمد بن حجر العسقلانی علیہ الرحمۃ سے آپکے اس قول قَدَمِی ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ کے معنے پوچھے گئے تو شیخ موصوف نے فرمایا کہ اس سے آپ کی کرامات کا بکثرت ظاہر ہونا مراد ہے۔ کہ جن کا بجز ناحق پسند شخص کے اور کوئی انکار نہیں کر سکتا +

کرامت و استدراج کا فرق و آپکے کرامات کا بتواتر ثابت ہونا

ائمہ کرام نے کرامت و استدراج میں فرق کرنے کے لئے یہ قانون بیان کیا ہے۔ کہ خوارق عادات یعنی خلافِ عادات امور سے جب کوئی امر کسی سے بطریقِ حق و راہِ مستقیم واقعہ ہو۔ تو وہ معجزہ کہلاتا ہے۔ اور انبیاء علیہم السلام سے مخصوص کیا گیا ہے۔ یا کرامت کہلاتا ہے یہ اولیاء اللہ سے مخصوص ہے۔ مثلاً جیسا کہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ کے کرامات اور اس کے ماسوا جو خرقِ عادات کہ بطریقِ راہِ حق نہ ہو۔ بلکہ بطریقِ باطل و مقرون بشر ہو۔ اسے

استدراج کہتے ہیں +

شیخ الاسلام عزالدین بن عبدالسلام نے بیان کیا ہے۔ کہ اس قدر تواتر کے ساتھ کسی کے کرامات ہم تک نہیں پہنچیں۔ باوجود آپ سے خوارقِ عادات وکرامات بکثرت ظاہر ہونے کے آپ ہمیشہ حاضر الحس وذکی فہم ومتمسک بقوانین شریعت رہے۔ آپ ہمیشہ شریعت کے قدم بقدم چلتے۔ اور دوسروں کو اس کی طرف بلاتے رہے۔ شریعت کی مخالفت سے آپ کو سخت نفرت تھی۔ باوجودیکہ آپ ہمیشہ عبادات ومجاہدات میں مشغول رہتے تھے۔ مگر ساتھ ہی آپ اپنا بہت سا وقت لوگوں کے ساتھ بھی خرچ کرتے رہتے تھے۔ آپ صاحب اولاد وازواج بھی تھے۔ تو پھر جس شخص میں یہ تمام اوصاف جمع ہوں۔ اُس کے صاحب کمال ہونے میں کیا شک ہو سکتا ہے۔ قطع نظر اس کے خوارق عادات کا ظاہر ہونا صاحب شریعت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی بھی صفت ہے۔ اسی لئے آپ نے قدمی ھٰذہٖ علیٰ رقبۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللہِ کہا +

شیخ موصوف نے یہ بھی بیان کیا ہے۔ کہ آپ کے قَدَمِی ھٰذِہٖ عَلیٰ رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللہِ کہنے کی یہی وجہ ہے۔ کہ آپؒ[1] کے زمانہ میں ایسا کوئی شخص نہیں تھا۔ کہ مندرجہ بالا صفات میں آپ کا ہم پلہ ہو سکتا۔ غرض آپ کے اِس قول سے آپ کی تعظیم وتکریم مقصود ہے۔ اور درحقیقت آپ تعظیم وتکریم کے مُستحق وسزاوار بھی ہیں۔ وَاللہُ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلیٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ○ خدائے تعالےٰ جسے چاہتا ہے راہِ راست پر لے جاتا ہے +

[1] یہ ترجمہ ہے۔ اصل کتاب کے الفاظ لایعرفا فی عصرہٖ من کان یساویہ۔ اس سے ثابت کہ ارشاد قَدَمِی ھٰذِہٖ الخ آپ کے وقت تک محدود تھا۔ اولیائے اوّلین وآخرین اس سے خارج ہیں۔ جیسا کہ تصریح فرمائی ہے۔ امام ربانی قیّم دورانی قطب زمانی حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی المعروف بہ مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے مکتوبات شریف جلد اول مکتوب دوصد ونود وسوم (۲۹۳) میں کہ اگر اولیائے اولین وآخرین اس حکم میں داخل کئے جاویں۔ تو صحابۂ کرام اور تابعین پر آپ کی تفضیل لازم آتی ہے۔ اور آخرین میں سے امام مہدی پر فضیلت لازم آئے گی۔ جو مُبشر بالاحادیث ہیں +

اور کتاب بہجۃ الاسرار صفحہ ۵ میں ہے:۔ فی وقتہ علیٰ رقاب الاولیاء فی ذلک الوقت جس سے ثابت کہ یہ حکم غوث پاک رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے وقت تک محدود تھا۔ اور بس +

بندہ نور محمد نقشبندی سجادہ نشین قلعہ لال سنگھ ضلع شیخوپورہ ۱۲ منہ

قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ کے کیا معنی ہیں

بیان کیا گیا ہے کہ قدم کے یہاں پر حقیقی معنی مراد نہیں ہیں۔ بلکہ یہاں پر اس کے مجازی معنی مراد ہیں۔ چنانچہ شان ادب بھی اسی کی مقتضی ہے۔ قدم سے مجازاً طریقہ بھی مُراد ہوتا ہے جیساکہ کہاجاتا ہے:۔ فُلَانٌ عَلٰی قَدَمٍ حَمِیْدٍ اَیْ طَرِیْقَۃٍ حَمِیْدَۃٍ اَوْ عِبَادَۃٍ عَظِیْمَۃٍ اَوْ اَدَبٍ جَمِیْلٍ اَوْ نَحْوِ ذٰلِکَ۔ یعنی فلاں شخص قدمِ حمید پر ہے۔ یعنی طریقہ حمید پر ہے۔ یا عباداتِ عظیمہ یا ادبِ جمیل پر ہے۔ غرض قریب قریب اسی قسم کے معنی مراد ہوتے ہیں۔ تو اب آپ کے قول قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ کے معنی واضح ہو گئے۔ یعنی آپ کا قدم ہر ایک ولی کی گردن پر ہے۔ یعنی آپ کا طریقہ آپ کے فتوحات تمام اولیاء کے طریقوں اور فتوحات سے اعلیٰ وارفع ہے یعنی انتہائے کمال کو پہنچا ہوا ہے۔ اور قدم کے حقیقی معنی تو خدا ہی خوب جانتا ہے۔ کہ مراد ہیں۔ یا نہیں۔ اس کے حقیقی معنی کئی وجوہ سے مناسب مقام بھی نہیں ہیں:۔

اوّل یہ کہ رعایتِ ادب ملحوظ رکھنا ایک ضروری امر ہے۔ کیونکہ طریقت اسی پر مبنی ہے۔ جیساکہ حضرت جنید بغدادیؒ وغیرہ نے اسی کی طرف اشارہ کیا ہے +

دوم یہ کہ یہ بات زیادہ مناسب ہے کہ آپ جیسے عارف وکامل کے کلام کو فصاحت و بلاغت کے ایک اعلیٰ نمونہ پر محمول کرنا چاہیئے۔ جیساکہ ہم اوپر تقریر کر آئے ہیں۔ بعض لوگوں نے بجائے قَدَمِیْ کے قَادِمِیْ وغیرہ کہا ہے۔ سو اس کے معنی خدا ہی کو معلوم ہیں۔ جو معنی کہ ظاہر و متبادر تھے۔ وہ ہم نے بیان کئے ہیں باقی خفیات وکنایات کو خدا ہی خوب جانتا ہے +

مشائخ کا آپ کی تعظیم کرنا اور آپ کے قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ کہنے کی خبر دینا

شیخ مطر بیان کرتے ہیں۔ کہ میں بمقام قلمینیا ایک روز شیخ ابوالوفاء کی خدمت میں حاضر تھا۔ اس وقت آپ نے مجھ سے فرمایا۔ کہ مطر جاؤ دروازہ بند کر دو۔ اور ایک عجمی نوجوان جو میرے پاس آنا چاہتے ہیں۔ انہیں میرے پاس نہ آنے دو۔ میں اُٹھ کر گیا۔ تو میں نے دیکھا۔ کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی تشریف لاتے ہیں۔ اور آپ کے پاس آنا چاہتے ہیں۔ شیخ موصوف نے اندر آنے کی

اجازت چاہی۔ مگر آپ نے اُنہیں اجازت نہیں دی۔ اُس وقت مَیں نے دیکھا۔ کہ آپ ایک بیچینی کے عالم میں ٹہلنے لگے۔ پھر تھوڑی دیر بعد آپ نے شیخ موصوف کو اندر آنیکی اجازت دیدی۔ شیخ موصوف اندر تشریف لائے۔ جب آپ نے اُنہیں دیکھا۔ تو آپؒ دس پانچ قدم آگے بڑھ کر شیخ موصوف سے معانقہ کیا۔ اور فرمایا۔ کہ مَیں نے آپ کو اندر تشریف لانے سے اس لئے نہیں منع کیا تھا۔ کہ مَیں آپ کے مرتبہ سے واقف نہیں ہوں۔ بلکہ صرف آپ سے خوف کھاکر اندر آنے سے مانع ہوا تھا۔ مگر جب مجھے معلوم ہوگیا۔ کہ آپ مجھ سے مُستفید ہوں گے۔ اور مَیں آپ سے مُستفید ہوں گا۔ تو پھر مَیں آپ سے بیخوف ہوگیا۔ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ وَرَضِیَ عَنَّا بِہِمْ +

شیخ عبدالرحمٰن طفسونجی نے بیان کیا ہے۔ کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ ہمارے شیخ تاج العارفین شیخ ابوالوفا کی خدمتِ بابرکت میں تشریف لایا کرتے تھے۔ شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ اُس وقت عالم شباب میں تھے۔ آپ جب ہمارے شیخ موصوف کی خدمت میں تشریف لاتے تو شیخ موصوف اُن کی تعظیم کے لئے اُٹھتے۔ اور حاضرین سے بھی فرماتے۔ کہ ولی اللہ کی تعظیم کے لئے اُٹھو۔ بعض اوقات آپ دس پانچ قدم آپ کے استقبال کے لئے بھی آگے بڑھتے۔ ایک دفعہ لوگوں نے آپ کے اس درجہ تعظیم کرنے کی وجہ پُوچھی۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ یہ نوجوان ایک عظیم الشان شخص ہوگا۔ جب اُس کا وقت آئے گا۔ تو ہر خاص وعام اس کی طرف رجوع کریں گے۔ اس وقت ہمارے شیخ موصوف نے یہ بھی فرمایا۔ کہ گو بغداد میں مَیں اُنہیں دیکھ رہا ہوں۔ کہ وہ مجمع کثیر میں قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ کہہ رہے ہیں۔ وہ اپنے اس قول میں حق بجانب ہونگے۔ اور تمام اولیائے وقت کی گردنیں اُن کے سامنے نیچی ہونگی۔ یہ اِن سب کے قطب وقت ہوں گے۔ تم میں سے جو کوئی اُن کا یہ وقت پالے۔ تو اُسے چاہیئے کہ اُن کی خدمت کو اپنے اوپر لازم کرلے +

ایک وقت شیخ مسلم بن نعمۃ السروجی سے کسی نے پُوچھا۔ کہ اُس وقت قُطب وقت کون ہیں؟ آپ نے فرمایا۔ کہ قُطب وقت اسوقت مکہ میں ہیں۔ اور ابھی وہ لوگوں پر مخفی ہیں۔ اُنہیں صالحین کے سوا اور کوئی نہیں پہچانتا۔ اور عراق کی طرف اشارہ کرکے فرمایا۔ کہ عنقریب ایک نوجوان عجمی شخص کہ جن کا نام عبدالقادر ہوگا۔ اور کرامات وخوارق عادات اُن سے بکثرت ظاہر ہوں گے۔ یہی غوث وقُطب ہیں کہ جو مجمع عام میں قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ کہینگے۔ اور اپنے اس قول میں حق بجانب ہوں گے۔ تمام اولیائے وقت آپ کے قدم کے نیچے ہوں گے۔ خدائے تعالےٰ اِن کی ذاتِ بابرکات اور اُن کی کرامات سے لوگوں کو نفع پہنچائے گا +

شیخ علی بن ہیتی بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ ہمارے شیخ شیخ ابوالوفا تخت پر بیٹھے ہوئے لوگوں سے ہم سخن تھے۔ کہ اتنے میں آپ کی خدمت میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ تشریف لائے آپ اسی وقت خاموش ہو گئے۔ اور شیخ موصوف کو مجلس سے نکالدینے کا حکم دیا۔ شیخ موصوف کو مجلس سے نکالدیا گیا۔ آپ پھر حاضرین سے مخاطب ہو گئے۔ شیخ موصوف دوبارہ پھر تشریف لائے۔ اور آپ نے قطع کلام کر کے شیخ موصوف کو پھر نکلوادیا۔ اور پھر بدستور لوگوں کی طرف مخاطب ہوئے۔ شیخ موصوف تیسری دفعہ پھر تشریف لائے۔ تو اس دفعہ آپ نے تخت سے اُتر کر شیخ موصوف سے معانقہ کیا۔ اور آپ کی پیشانی چومی۔ اور حاضرین سے فرمایا۔ کہ اہل بغداد ولی اللہ کی تعظیم کے لیئے اُٹھو۔ میں نے ان کی اہانت کرنے کی غرض سے ان کے نکالے جانے کا حکم نہیں دیا تھا۔ بلکہ صرف اس لیئے کہ تم انہیں اچھی طرح سے پہچان لو۔ پھر آپ فرمایا۔ عبدالقادر! آج وقت ہمارے ہاتھ ہے اور عنقریب یہ وقت تمہارے ہاتھ آئیگا۔ ہر ایک چراغ روشن ہو کر گل ہو جاتا ہے۔ مگر تمہارا چراغ قیامت تک روشن رہیگا۔ اس کے بعد آپ نے اپنی جائے نماز[1] اور تسبیح[2] اور قمیص[3] اور پیالہ[4] اور اپنا عصا[5] شیخ موصوف کو دیا۔ جب مجلس ختم ہو چکی۔ تو آپ ممبر پر سے اُترے۔ اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کا ہاتھ تھامے ہوئے اخیر سیڑھی پر بیٹھ گئے۔ اور لوگوں کے روبرو آپ سے فرمایا۔ کہ عبدالقادر تمہارا بھی عظیم الشان وقت ہوگا۔ تو اُس وقت تم اس سفید[6] داڑھی کو یاد رکھنا۔ یہی کہتے ہوئے آپ کی روح پُر فتوح پرواز ہو گئی۔ رضی اللہ عنہما ٭

شیخ عمر البزاز نے بیان کیا ہے۔ کہ جب حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ اُس تسبیح کو جو کہ حضرت شیخ ابوالوفا نے آپ کو دی تھی زمین پر رکھتے۔ تو اُس کا ہر ایک دانہ گھومنے لگتا تھا۔ اور آپ کی وفات کے بعد اس تسبیح کو شیخ علی بن ہیتی نے لے لیا۔ اور جو کوئی آپ کے اس پیالہ کو جو شیخ موصوف نے آپ کو دیا تھا۔ چھوتا تو اُس کا ہاتھ کانپنے لگتا ٭

شیخ ابو محمد یوسف عاقولی بیان کرتے ہیں۔ کہ میں ایک دفعہ حضرت شیخ عدی بن مسافر سے شرف نیاز حاصل کرنے کے لیئے اُن کی خدمت میں گیا۔ تو شیخ موصوف نے احقر سے پوچھا۔ کہ آپ کہاں کے رہنے والے ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ میں بغداد کا رہنے والا ہوں۔ اور شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کے مریدوں سے ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ خوب خوب۔ وہ تو قطب وقت ہیں۔ جبکہ اُنہوں نے قَدَمِیْ هٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ کہا۔ تو اُس وقت تین سو[7] اولیاء اللہ نے اور

---

[6] شیخ موصوف نے اس سفید داڑھی سے اپنی ذات کی طرف اشارہ کیا تھا ٭

سات سَو رجال غیب نے کہ جن میں سے بعض زمین پر بیٹھنے والے اور بعض ہوا میں چلنے والے تھے۔ اپنی گردنیں جھکائیں۔ یہ میرے نزدیک بڑی بات ہے +

شیخ موصوف بیان کرتے ہیں۔ کہ پھر میں ایک مُدت کے بعد شیخ احمد رفاعی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو اسوقت شیخ عدی بن مسافر کا مقولہ جو کہ مَیں نے آپ سے اُس وقت سُنا تھا۔ بیان کیا۔ تو شیخ موصوف نے فرمایا۔ کہ بیشک عدی بن مُسافر نے سچ فرمایا +

شیخ ماجد الکردی نے بیان کیا ہے۔ کہ جب حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ نے قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ فرمایا تھا۔ تو اس وقت کوئی ولی اللہ زمین پر باقی نہ رہا۔ کہ اُس نے تواضع اور آپکے مرتبہ کا اعتراف کرتے ہوئے اپنی گردن نہ جھکائی ہو۔ اور نہ اسوقت صُلحائے جنات میں سے کوئی ایسی مجلس تھی۔ کہ جس میں اس امر کا ذکر نہ ہوا ہو۔ تمام آفاق کے صُلحائے جنات کے وفد آپ کے دروازہ پر حاضر تھے اِن سب نے آپ کو سلام علیک کہا۔ اور سب کے سب آپ کے ہاتھ پر تائب ہو کر واپس آگئے +

شیخ مطر نے شیخ موصوف کے اِس قول کی تائید کی ہے۔ اور بیان کیا ہے۔ کہ مَیں نے آپ کے صاحبزادے حضرت شیخ عبداللہ سے دریافت کیا جس مجلس میں آپ کے والد ماجد نے قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ کہا تھا۔ آپ اُس مجلس میں موجود تھے۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ مَیں اُس مجلس میں موجود تھا۔ اور بڑے بڑے پچاس اعیان مشائخ موجود تھے +

اُس کے بعد شیخ مطر بیان کرتے ہیں۔ کہ بعدازاں آپ کے صاحبزادے حضرت شیخ عبداللہ اندر مکان میں تشریف لے گئے۔ اور ہم دو تین آدمی یعنی شیخ مکارم و شیخ محمد الخاص و شیخ احمد العرینی باتیں کرتے ہوئے بیٹھے رہے۔ تو اُسوقت شیخ مکارم نے فرمایا۔ کہ میں خدائے تعالےٰ کو حاضر و ناظر جان کر کہتا ہوں۔ کہ جس روز آپنے قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ فرمایا تھا۔ اُس روز روئے زمین کے تمام اولیا نے معائنہ کیا۔ کہ آپکی قطبیت کا جھنڈا آپ کے سامنے گاڑا گیا ہے۔ اور غوثیت کا تاج آپ کے سر پر رکھا گیا۔ اور آپ تصرف تام کا خلعت جو شریعت و حقیقت کے نقش و نگار سے مزیّن تھا۔ زیب تن کیے ہوئے قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ فرما رہے تھے اِن سب نے یہ سُن کر ایک ہی آن میں اپنے سر جھکا کر آپ کے مرتبہ کا اعتراف کیا۔ حتیٰ کہ دسوں ابدالوں نے بھی جو کہ سلاطین وقت تھے۔ اپنے سر جُھکائے +

شیخ مطر کہتے ہیں۔ کہ مَیں نے شیخ مکارم سے پُوچھا۔ وہ دس ابدال کون ہیں؟ تو آپ نے

فرمایا۔ کہ وہ دس ابدال یہ ہیں :-

(۱) شیخ بقا بن بطو رحمۃ اللہ علیہ (۲) شیخ ابوسعید القیلوی رحمۃ اللہ علیہ (۳) شیخ علی بن ہیتی رحمۃ اللہ علیہ (۴) شیخ عدی بن مسافر رحمۃ اللہ علیہ (۵) شیخ موسیٰ الزولی رحمۃ اللہ علیہ (۶) شیخ احمد بن رفاعی رحمۃ اللہ علیہ (۷) شیخ عبدالرحمٰن الطفسونجی رحمۃ اللہ علیہ (۸) شیخ ابو محمد بصری رحمۃ اللہ علیہ (۹) شیخ حیات بن قیس الحرانی رحمۃ اللہ علیہ (۱۰) شیخ ابو مدین المغربی رحمۃ اللہ علیہ۔ تو یہ سُن کر محمد الخاص و شیخ احمد العریبی نے کہا بیشک آپ سچ فرماتے ہیں۔ اور میرے برادر مکرم شیخ عبدالجبار۔ شیخ عبدالعزیز نے بھی آپ کی تائید کی رضی اللہ عنہم +

قدوۃ العارفین شیخ ابوسعید القیلوی فرماتے ہیں۔ کہ جب حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ نے قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ فرمایا۔ تو اُس وقت آپ کے قلب پر تجلیاتِ الٰہی ہو رہی تھیں۔ اور رسُول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی طرف سے آپ کو ایک خلعت بھیجا گیا تھا یہ خلعت ملائکہ مقربین نے لاکر اولیائے کرام کے مجمع عام میں آپ کو پہنایا۔ اُس وقت ملائکہ و رجال غیب آپ کی مجلس کے گرداگرد صف بصف ہوا میں اس طرح کھڑے ہوتے تھے۔ کہ آسمان کے کنارے نظر نہیں آسکتے تھے۔ اُس وقت روئے زمین پر کوئی ولی ایسا نہ تھا۔ کہ جس نے اپنی گردن نہ جُھکائی ہو۔ رضی اللہ تعالےٰ عنہم +

شیخ خلیفۃ الاکبر فرماتے ہیں کہ مَیں نے جناب سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خواب میں دیکھا۔ تو مَیں نے آپ سے عرض کیا۔ یا رسُول اللہ شیخ عبدالقادر جیلانی نے قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ کہا ہے آپ نے فرمایا۔ بیشک اُنہوں نے سچ کہا ہے۔ اور کیوں نہ کہتے وہ قطبِ وقت ہیں۔ اور میری نگرانی میں ہیں +

قدوۃ العارفین شیخ حیات بن قیس حرانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں ایک شخص آن کر آپ سے بیعت کا خواستگار ہوا۔ شیخ موصوف نے اُس سے فرمایا۔ تم پر میرے سوا کسی اور شخص کا نشان معلوم ہوتا ہے۔ اُس نے کہا۔ بیشک میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کا نام لیوا ہوں مگر مجھے آپ سے یا کسی اور سے خرقہ حاصل نہیں ہے۔ شیخ موصوف نے فرمایا۔ ہم لوگ بھی عرصہ دراز تک آپ ہی کے سایۂ عاطفت میں رہے ہیں۔ اور آپ ہی کے انہارِ معرفت سے پیالے بھر بھر کر پیتے۔ آپ کا نفس صادق تھا کہ جس سے نور کی شعاعیں اُڑ اُڑ کر آفاق میں پہنچتی تھیں۔ اور اہل اللہ حسب مراتب ان شعاعوں سے مستفید ہوتے تھے۔ جب آپ قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ

کہنے پر مامور ہوئے۔ تو اُس وقت اللہ تعالےٰ نے تمام اولیاء کے دلوں کو اُن کی گردنیں جھکانے کی برکت سے منوّر کر دیا۔ اور اُن کے علوم اور حال و احوال میں ترقی کی۔ اس کے بعد آپ اس جہان فانی کو چھوڑ کر سلف صالحین کی طرح انبیاء و صدیقین و شہداء صالحین کے ہمقرین ہو گئے۔ رضی اللہ عنہم اجمعین +

شیخ لُولُو الارمنی مخاطب بہ علی الانفاس بیان کرتے ہیں۔ کہ شیخ ابوالخیر عطاء المصری نے جب میرا مجاہدہ و اجتہاد دیکھا۔ تو مجھ سے کہنے لگے۔ کہ میں اولیاء اللہ میں سے کس کی طرف منسوب ہوں تو اُس وقت میں نے اُن سے کہا۔ کہ میرے شیخ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ ہیں۔ کہ جنہوں نے قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ فرمایا ہے۔ اور جب آپ نے یہ فرمایا۔ تو اُس وقت رُوئے زمین کے تین سو تیرہ [۳۱۳] اولیاء اللہ نے اپنی گردنیں جھکائیں۔ جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔ کہ سترہ [۱۷] حرمین شریفین میں۔ اور ساٹھ [۶۰] عراق میں۔ اور چالیس [۴۰] عجم میں۔ اور تیس [۳۰] ملک شام میں۔ اور بیس [۲۰] مصر میں۔ اور ستائیس [۲۷] مغرب میں۔ اور گیارہ [۱۱] حبشہ میں۔ اور گیارہ سدیا جوج ماجوج میں۔ اور سات بیابان سراندیپ میں۔ اور سنتالیس [۴۷] کوہ قاف میں۔ اور چوبیس [۲۴] جزائر بحر محیط میں اور کثیر التعداد بزرگوں مثلاً شیخ عدی بن مسافر رح شیخ ابوسعید قیلوی رح شیخ علی بن ہیتی رح شیخ احمد بن رفاعی رح شیخ ابو القاسم البصری رح شیخ حیات الحرانی رح وغیرہ نے اس بات کی شہادت دی ہے کہ آپ قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ کہنے پر مامور تھے۔ علاوہ ازیں جو کوئی اس کا انکار کرے۔ آپ کو اس کے معزول کرنے کا بھی اختیار دیا گیا تھا +

شیخ موصوف نے یہ بھی بیان کیا۔ کہ میں نے مشرق و مغرب میں اولیاء اللہ کو اپنی گردنیں جھکاتے دیکھا۔ اور میں نے ایک شخص کو دیکھا۔ کہ اس نے اپنی گردن نہیں جھکائی۔ تو اُسکا حال دگرگوں ہو گیا۔ جن بزرگوں نے اپنی گردنیں جھکائیں۔ اُن میں سے بعض کے اسمائے گرامی مندرجہ ذیل ہیں:۔

شیخ بقاء بن بطوہ۔ شیخ ابوسعید القیلوی رح شیخ علی بن ہیتی رح شیخ احمد بن الرفاعی رح آپ نے اپنی گردن جھکا کر فرمایا عَلٰی رَقَبَتِیْ۔ لوگوں نے دریافت کیا۔ کہ آپ کیا فرما رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا اس وقت بغداد میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ نے قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ فرمایا ہے۔" اور شیخ عبدالرحمن الطفسونجی رح شیخ ابوالنجیب السہروردی رح آپ نے گردن جھکائی۔ اور فرمایا۔ عَلٰی رَأْسِیْ۔ اور شیخ موسیٰ الزولی رح حیات الحرانی رح شیخ ابو محمد بن شیخ ابو عمر رح شیخ عثمان رح بن مرزوق رح شیخ ابو الکرم رح شیخ ماجد الکردی رح شیخ سوید النجاری رح شیخ اسلان الدمشقی رح آپ نے گردن بھی جھکائی۔ اور اپنے مریدان و احباب کو اس کی خبر بھی دی۔ اور شیخ ابو مدین المغربی رح

آپ نے مغرب میں اپنی گردن جھکائی اور فرمایا۔ نَعَمْ وَاَنَا مِنْهُمْ اَللّٰهُمَّ اُشْهِدُكَ وَاُشْهِدُ مَلٰئِكَتَكَ اِنِّيْ سَمِعْتُ وَاَطَعْتُكَ یعنی بیشک میں بھی انہیں لوگوں سے ہوں۔ کہ آپ کا قدم جن پر ہے۔ اے پروردگار! میں تجھے اور تیرے فرشتوں کو گواہ کرتا ہوں۔ کہ میں نے آپ کا قول قَدَمِيْ هٰذِهٖ عَلٰى رَقَبَةِ كُلِّ وَلِيِّ اللّٰهِ سنا۔ اور اس کی تعمیل کی۔ اور شیخ ابراہیم المغربی رح شیخ ابوعمر رح شیخ عثمان بن مرزوق البطائحی رح شیخ مکارم رح شیخ خلیفہ رح شیخ عدی بن مسافر رح وغیرہ۔ رضی اللہ عنہم ❊

جس مجلس میں کہ آپ نے قَدَمِيْ هٰذِهٖ عَلٰى رَقَبَةِ كُلِّ وَلِيِّ اللّٰهِ فرمایا اسمیں تمام اولیائے وقت اور رجال الغیب کا حاضر ہونا اور انکی طرف سے آپکو مبارکباد سنانا

شیخ موصوف یہ بھی بیان کرتے ہیں۔ کہ جب آپ نے قَدَمِيْ هٰذِهٖ عَلٰى رَقَبَةِ كُلِّ وَلِيِّ اللّٰهِ فرمایا۔ تو اسوقت ایک بہت بڑی جماعت ہوا میں اڑتی ہوئی نظر آئی۔ یہ جماعت آپ کی طرف آرہی تھی۔ اور حضرت خضر علیہ السلام نے ان کو آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کا حکم دیا تھا۔ جب آپ یہ فرما چکے۔ تو تمام اولیائے کرام نے آپکو مبارکباد دی۔ اس کے بعد اولیائے کرام کی طرف سے یہ خطاب سنایا گیا۔ يَا مَالِكَ الزَّمَانِ وَيَا اِمَامَ الْمَكَانِ يَا قَائِمًا بِاَمْرِ الرَّحْمٰنِ وَيَا وَارِثَ كِتَابِ اللّٰهِ وَنَائِبَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَا مَنِ السَّمَاءُ وَالْاَرْضُ مَائِدَتُهٗ وَمَنْ اَهْلُ وَقْتِهٖ كُلُّهُمْ عَائِلَتُهٗ وَيَا مَنْ يَّنْزِلُ الْقَطْرُ بِدَعْوَتِهٖ وَيَدِرُّ الضَّرْعُ بِبَرَكَتِهٖ وَلَا يَحْضُرُوْنَ عِنْدَهٗ اِلَّا مُنَكِّسَةً رُءُوْسُهُمْ وَتَقِفُ الْغَيْبِيَّةُ بَيْنَ يَدَيْهِ اَرْبَعِيْنَ صَفًّا كُلُّ صَفٍّ سَبْعُوْنَ رَجُلًا وَكُتِبَ فِيْ كَفِّهٖ اَنَّهٗ اَخَذَ مِنَ اللّٰهِ مَوْثِقًا اَنْ لَّا يَمْكُرَ بِهٖ وَكَانَتِ الْمَلٰئِكَةُ تَمْشِيْ حَوَالَيْهِ دَعْوَتُهٗ عَشْرُ سِنِيْنَ وَتَبْشِرَةٌ بِالْوِلَايَةِ۔ اے بادشاہ وامام وقت و قائم بامر الٰہی وارث کتاب اللہ و سنتِ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اے وہ شخص کہ آسمان و زمین گویا اس کا دسترخوان ہے۔ اور تمام اہل زمانہ اس کے اہل وعیال۔ اور وہ شخص کہ جس کی دعا سے پانی برستا ہے۔ اور جس کی برکت سے تھنوں میں دودھ اترتا ہے اور جس کے روبرو اولیا سر جھکائے ہوئے ہیں۔ اور جس کے پاس رجال غیب کی چالیس صفیں کھڑی

ہوئی ہیں۔ جنکی ہر ایک صف میں ستر ستر مرد ہیں۔ اور جس کی ہتھیلی میں لکھا ہوا ہے کہ میں نے خدا تعالےٰ سے عہد لیا ہے۔ کہ وہ میرے ساتھ مکر نہ کریگا۔ اور جس کی دس سال عمر میں فرشتے اُس کے ارد گرد پھرتے تھے۔ اور اُس کی ولائیت کی خبر دیتے تھے +

آپکے عہد میں دجلہ کا نہایت طغیانی پر ہونا اور آپکے فرمانے سے اُسکا کم ہونا

ایک وقت کا ذکر ہے۔ کہ دریاے دجلہ نہائیت طغیانی پر ہو گیا۔ یہاں تک کہ اُسکی طغیانی کی وجہ سے اہل بغداد کو سخت خوف ہو گیا۔ کہ کہیں وہ اس میں غرق نہ ہو جائیں۔ اِس لئے اُنہوں نے آپ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر التجا کی۔ کہ آپ اُن کی مدد کریں۔ آپ اپنا عصا لے کر دجلہ کے کنارے پر تشریف لائے۔ اور اپنا عصا دجلہ کی اصلی حد پر گاڑ کر فرمایا۔ کہ بس یہیں تک رہو۔ دجلہ کی طغیانی اُسی وقت کم ہو کر پانی اپنی حد پر پہنچ گیا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

آپ کا اپنا عصا زمین پر کھڑا کرنا اور اُسکا روشن ہو جانا

عبد اللہ ذیال بیان کرتے ہیں کہ ۵۶۰ھ کا واقعہ ہے۔ کہ میں ایک وقت حضرت شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ کے مدرسہ میں کھڑا ہوا تھا۔ اتنے میں آپ اپنے دولت خانہ سے اپنا عصا لیئے ہوئے باہر تشریف لائے۔ اُسوقت مجھے یہ خیال ہوا۔ کہ مجھے آپ اپنے اِس عصائے مبارک سے کوئی کرامت دکھلائیں۔ تو آپنے میری طرف مسکرا کر دیکھا۔ اور اپنا عصا زمین میں گاڑ دیا۔ تو وہ روشن ہو کر چمکنے لگا۔ اور ایک گھنٹہ تک اسی طرح چمکتا رہا۔ اُس کی روشنی آسمان کی طرف چڑھتی جاتی تھی۔ یہاں تک کہ اُس کی روشنی سے تمام مکان روشن ہو گیا۔ پھر ایک گھنٹہ کے بعد آپ نے اُٹھا لیا۔ تو پھر وہ جیسا تھا۔ ویسا ہی ہو گیا۔ اِس کے بعد مجھ سے فرمایا۔ کہ ذیال تم یہی چاہتے تھے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

ایک بزرگ کی حکائیت

شیخ ابو التقی محمد بن ازہر صیر فینی بیان کرتے ہیں۔ کہ میں ایک سال تک خدائے تعالےٰ سے یہ دُعا مانگتا رہا۔ کہ وہ مجھے رجال الغیب میں سے کسی بزرگ کی زیارت نصیب کرے۔ تو میں نے ایک شب

کو خواب دیکھا۔ کہ مَیں حضرت امام احمد بن حنبل علیہ الرّحمۃ کے مزار شریف کی زیارت کر رہا ہوں۔ پر ایک۔ اَور بزرگ بھی موجود ہیں۔ مجھے خیال ہُوا۔ کہ یہ بزرگ رجال الغیب سے ہیں۔ اس کے بعد مَیں بیدار ہو گیا۔ پر مَیں نے چاہا۔ کہ بیداری کی حالت مَیں اِن کی زیارت کروں۔ چنانچہ مَیں اِس اُمید پر حضرت امام احمد بن حنبل علیہ الرّحمۃ کے مزار شریف کی زیارت کرنے آیا۔ اور مَیں نے انہیں بزرگ کو دیکھا جن کی مَیں ابھی خواب میں زیارت کر چکا تھا۔ میں نے چاہا۔ کہ جلد زیارت سے فارغ ہو کر ان بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوؤں۔ مگر وہ مجھ سے پہلے فارغ ہو کر واپس ہوئے مَیں بھی اُن کے پیچھے پیچھے آیا۔ یہاں تک کہ وُہ دجلہ پر آئے۔ اَور دجلہ کے دونوں کنارے اِس قدر قریب ہو گئے۔ کہ یہ بزرگ اپنا ایک قدم اِس کنارے پر اور دوسرا اُس کنارے پر رکھ کر دجلہ سے پار ہو گئے۔ مَیں نے اُسوقت اُنہیں قسم دلائی۔ کہ وہ ذرا ٹھیر کر مجھ سے کچھ ہم سخن ہوں۔ چنانچہ وہ ٹھیر کر میری طرف متوجہ ہوئے مَیں نے اُن سے پُوچھا۔ کہ آپ کا مذہب کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا۔ حَنِیفًا مُّسْلِمًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ اِس سے مجھے معلوم ہُوا۔ کہ یہ بزرگ حنفی المذہب ہیں۔ اِسکے بعد مَیں واپس ہونے لگا۔ تو مجھے خیال ہُوا۔ کہ مَیں اب حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرّحمۃ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ سے بھی یہ واقعہ بیان کروں۔ جبکہ آپ کے مدرسہ میں آکر آپکے دولتخانہ کے دروازے پر کھڑا ہُوا۔ آپنے اندر سے ہی پکار کر مجھ سے فرمایا۔ کہ محمد اِس وقت مشرق سے مغرب تک روئے زمین پر اِن کے سوا حنفی المذہب ولی اللہ اَور کوئی نہیں ہے۔

آپ کے ایک مرید کا بیت المقدس سے آن کر ہوا میں چلنے سے تائب ہو کر آپ سے طریق محبت سیکھنا

ایک وقت آپ وعظ فرمانے کی غرض سے تخت پر رونق افروز ہوئے۔ ابھی آپنے کچھ فرمایا نہیں تھا۔ کہ حاضرین وجد میں ہو گئے۔ اور ان پر ایک عجیب حالت طاری ہوئی۔ بعض حاضرین کو خیال ہُوا۔ کہ یہ کیا واقعہ ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ میرا مرید بیت المقدس سے آیا ہُوا ہے۔ اور وہاں سے یہاں تک کی کل مسافت اُس نے صرف ایک قدم میں طے کی ہے۔ اُس نے آن کر میرے ہاتھ پر توبہ کی۔ آج تم سب اُس کے مہمان ہو۔ بعض حاضرین کو خیال گذرا۔ کہ جس شخص کا یہ حال ہو اُس نے کس بات سے توبہ کی ہوگی۔ آپ نے فرمایا۔ اُس نے ہوا میں چلنے سے توبہ کی ہے۔ اب یہ واپس

نہ جائے گا۔ اور میرے پاس ہی رہیگا۔ تاکہ میں اسے طریقِ محبت کی تعلیم دوں۔ خود آپ رؤس الاشہاد مجالس میں ہوا پر چلا کرتے تھے۔

آپ فرمایا کرتے تھے۔ کہ شمس طلوع نہیں ہوتا۔ مگر یہ کہ وہ مجھے سلام کرتا ہوا نکلتا ہے۔ اور اسی طرح سے سال اور مہینے مجھے سلام کرتے ہیں۔ اور تمام واقعات کی مجھے اطلاع دیتے ہیں۔ نیک بخت و بد بخت بھی میرے سامنے پیش کئے جاتے ہیں۔ میری نظر لوحِ محفوظ پر ہے۔ اور میں اس کے علوم و مشاہدات کے سمندروں میں غوطہ لگا رہا ہوں۔ میں نائب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کا وارث اور تم پر حجت ہوں۔ تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے قدم بقدم ہوں آپ نے اپنا کوئی قدم نہیں اٹھایا۔ مگر یہ کہ وہاں پر بجز اقدام نبوت کے میں نے اپنا قدم رکھا میں ملائکہ و انس و جن کل کا پیشوا ہوں۔

ایک دفعہ آپ نے اثنائے وعظ میں فرمایا۔ کہ جب خدائے تعالیٰ سے دعا کرو۔ تو مجھے وسیلہ بنا کر دعا مانگا کرو۔ اور اے کل روئے زمین کے باشندو! آؤ میرے پاس آکر مجھ سے علم طریقت حاصل کرو۔ اور اے اہلِ عراق! میرے نزدیک احوال اس طرح سے ہیں کہ جس طرح گھر میں لباس ٹنگے رہتے ہیں۔ کہ جسے چاہو اتار کر پہن لو۔ تو تمہیں چاہیے۔ کہ تم سلامتی اختیار کرو ورنہ میں تم پر ایک ایسے لشکر کے ساتھ چڑھائی کرونگا۔ کہ جس کو تم کسی طرح سے بھی دفعہ نہ کر سکو گے۔ اے فرزند تم سفر کرو گو ایک ہزار سال کا سفر کیوں نہ ہو۔ مگر وہاں بھی میری آواز سنو گے۔ اے فرزند ولایت کے مدارج یہاں سے یہاں تک نہیں۔ مجھے کئی دفعہ خلعتیں عطا کی گئی ہیں۔ اور تمام انبیاء و اولیا میری مجلس میں رونق افروز ہوئے ہیں۔ زندہ اپنے جسموں سے اور مردہ اپنے روحوں سے اے فرزند! تم قبر میں منکر نکیر سے میرا حال پوچھنا تو وہ میری خبر دینگے۔

آپ کے خادم ابو الرضیٰ بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ آپ نے روح کے متعلق کچھ بیان فرمانا شروع کیا۔ پھر آپ خاموش ہو کر بیٹھ گئے۔ اس کے بعد آپ پھر کھڑے ہوئے۔ تو آپ نے یہ دو شعر پڑھے:۔

رُوحِی اِلْفَتْ بِحُبِّکُمْ فِی الْقِدَمِ — مِنْ قَبْلِ وُجُوْدِھَا وَھِیَ فِی الْعَدَمِ

میری روح پہلے ہی سے تم سے مانوس ہو چکی تھی — جبکہ اس کا وجود بھی نہ تھا بلکہ وہ پردۂ عدم میں تھی۔

ھَلْ یَجْمُلُ بِیْ مِنْ بَعْدِ عِرْفَانِکُمْ — اَنْ اَنْقُلَ عَنْ طَوْفِ بَعْوَالْکُمْ قَدَمْ

اب کیا مجھے زیبا ہے کہ تمہیں پہچان لینے کے بعد — تمہاری محبت کے کوچہ سے اپنا قدم ہٹاؤں

ایک گوئیے کا آپ کے ہاتھ پر تائب ہونا

یہی آپ کے خادم ابو الرضیٰ بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک روز آپ ایثار یعنی دوسرے کو اپنے اوپر ترجیح دینے کے متعلق کچھ بیان فرما رہے تھے۔ کہ اتنے میں آپ نے اوپر کو دیکھا۔ اور آپ خاموش ہو گئے۔ پھر آپ نے فرمایا۔ میں تم سے زیادہ نہیں صرف سو دینار کے لئے کہتا ہوں۔ بہت سے لوگ آپ کے پاس سو سو دینار لے کر آئے۔ آپ نے صرف ایک شخص سے لے لئے۔ اور باقی لوگ واپس آئے۔ لوگوں کو تعجب ہوا کہ آپ نے یہ سو دینار کس واسطے طلب فرمائے ہیں۔ اس کے بعد آپ نے مجھے بلا کر فرمایا۔ کہ تم یہ مقبرہ شونیزیہ پر لے جاؤ۔ وہاں ایک بوڑھا شخص بربط بجا رہا ہوگا۔ اُسے یہ سو دیدو۔ اور میرے پاس لے آؤ۔ میں حسب ارشاد مقبرہ شونیزیہ پر گیا وہاں پر ایک بوڑھا شخص بربط بجا رہا تھا۔ میں نے اسے سلام علیک کی۔ اور یہ سو دینار اُسے دیدیئے۔ وہ یہ دیکھ کر چلایا۔ اور بیہوش ہو کر گر گیا۔ جب وہ ہوش میں آیا۔ تو میں نے اُس سے کہا۔ کہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی تمہیں بلا رہے ہیں۔ یہ شخص بربط اپنے کندھے پر رکھ کر میرے ساتھ ہو لیا جب ہم آپ کی خدمت میں پہنچے۔ تو آپ نے اُسے اپنے نزدیک ممبر پر بٹھا کر اُس سے فرمایا۔ کہ تم اپنا جو کچھ قصہ ہے۔ اُسے بالتفصیل بیان کرو۔ اُس نے کہا۔ کہ حضرت میں اپنی صغر سنی میں گانا بجانا بہت عمدہ تھا۔ اور بہت اشتیاق سے لوگ میرے گانے سُنا کرتے تھے۔ جب میں سن کبر کو پہنچا۔ تو لوگوں کا میری طرف التفات بالکل کم ہو گیا۔ اسی لیئے میں عہد کر کے شہر سے باہر نکل گیا۔ کہ اب آئندہ سے میں مُردوں کے سوا اور کسی کو اپنا گانا نہ سناؤنگا۔ میں اس اثناء میں قبرستان میں پھرتا رہا ایک دفعہ ایک قبر سے ایک شخص نے سر نکال کر مجھ سے کہا کہ تم مردوں کو اپنا گانا کہاں تک سناؤ گے اب تم خدا کے ہو جاؤ۔ اور اُسے اپنا گانا سُناؤ۔ اس کے بعد مجھے نیند سی آگئی۔ پھر میں نے اٹھ کر مندرجہ ذیل شعر پڑھے:۔ ؎

یا ربِّ مالی عُدّۃٌ یومَ اللّقا   اِلّا رجا قلبی و نطقُ لسانی

الٰہی قیامت کے دن کے لئے میرے پاس کوئی سامان نہیں ہے

بجز اس کے کہ دل سے اُمید مغفرت رکھتا ہوں اور زبان سے تیری حمد و ثنا کرتا ہوں

قد امّکَ الرّاجون یبغون المنیٰ   واخیبتا اِن عُدتُ بالحرمان

کل اُمید رکھنے والے تیری درگاہ میں فائز المرام ہوں گے   اگر میں محروم رہ جاؤں تو میری بدقسمتی پر سخت افسوس ہے

اِنْ کَانَ لَا یَرْجُوْکَ اِلَّا مُحْسِنٌ ۔ فَبِمَنْ یَلُوْذُ وَیَسْتَجِیْرُ الْجَانِیْ
اگر صرف نیک لوگ ہی تیری بخشش کے امیدوار ہوتے ۔ تو گنہگار لوگ کس کے پاس جاکر پناہ لیتے
وَشَیْبِیْ شَفِیْعٌ یَوْمَ عَرْضِیْ اَللِّقَا ۔ فَعَسَاکَ تُنْقِذُنِیْ مِنَ النِّیْرَانِ
میرا بڑھاپا قیامت کے دن تیری درگاہ میرا شفیع بنے گا
اُمید ہے کہ تو مجھے اس پر نظر کرکے دوزخ سے بچا لیگا

میں کھڑا ہوا یہی اشعار پڑھ رہا تھا۔ کہ اِتنے میں آپ کے خادم نے آن کر یہ دینار دیدیئے۔ اب میں گانے بجانے سے تائب ہوکر خدا کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ پھر اُس شخص نے اپنا بربط توڑ ڈالا۔ اور گانے بجانے سے تائب ہو گیا ۔

اُس وقت آپ نے سب سے مخاطب ہوکر کہا اے فقیرو دیکھو۔ جب کہ اس شخص نے ایک لہو ولعب کی بات میں راست بازی اور سچائی اختیار کی۔ تو خدائے تعالےٰ نے بھی اُسے اپنے مقاصد میں کامیاب کیا۔ تو اب خیال کرو۔ جو شخص کہ فقر وطریقت اور اپنے تمام حال واحوال میں سچائی سے کام لے۔ اُس کا کیا حال ہوگا۔ تم ہر حال میں سچائی اور نیک نیتی اختیار کرو۔ اور یاد رکھو۔ کہ اگر یہ دونوں باتیں نہ ہوتیں۔ تو کسی شخص کو تقرب الی اللہ کبھی نہ حاصل ہوتا۔ دیکھو اللہ تعالیٰ کیا فرماتا ہے۔ وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا ۔ جب تم بات کہو۔ تو انصاف کی (یعنی سچ بولا کرو)

جب آپ نے اُسوقت ۱۰۰ سو دینار طلب کئے تھے۔ تو چالیس ۴۰ شخص آپ کی خدمت میں ۱۰۰ سو سو دینار لیکر حاضر ہوئے۔ آپنے صرف ایک شخص سے لیکر باقی لوگوں کو واپس کردیا۔ یہ گویا جب تائب ہو گیا۔ تو پھر ان سب لوگوں نے بھی اپنے اپنے دینار اسی کو دیدیئے الآن یہ واقعہ دیکھ کر پانچ شخص جان بحق تسلیم ہوئے ۔

شیخ حمّاد علیہ الرحمۃ کے مزار پر آپ کا دیر تک ٹھہر کر اُن کے لئے دُعاء مانگنا

کیمیائی دہر ابو الحسن علی المعروف بالسقا بیان کرتے ہیں کہ ۵۲۳ سنہ ہجری کا واقعہ ہے کہ ۲۷ ذی الحجہ کو چہار شنبہ کے دن ہمارے شیخ شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ قبرستان شونیزیہ کی زیارت کرنے کے لئے تشریف لے گئے۔ تو اثنائے زیارت میں آپ حضرت شیخ حماد الدباس علیہ الرحمۃ

کے مزار پر تشریف لائے۔ اُسوقت اور بھی بہت سے لوگ آپ کے ہمراہ تھے۔ شیخ موصوف کے مزار پر آپ بہت دیر تک کھڑے رہے۔ حتیٰ کہ آفتاب کی تپش حد درجہ بڑھ گئی تھی۔ جب آپ یہاں سے واپس ہوئے۔ تو آپ کے چہرے پر نہایت سرور نمایاں ہوا۔ لوگوں نے آپ سے اس کی اور شیخ موصوف کے مزار پر آپ کے زیادہ دیر تک ٹھیرنے کی وجہ پوچھی تو آپنے فرمایا کہ ۵۲۹ھ کا واقعہ ہے کہ ہم لوگ ایک وقت پندرہویں شعبان کو جمعہ کے روز آپکے (یعنی شیخ موصوف کے) ساتھ جامع الرصافہ میں نماز پڑھنے کی غرض سے بغداد سے نکلے۔ اُسوقت آپکے ساتھ آپکے دیگر اصحاب بھی موجود تھے۔ جب ہم قنطرۃ الیھود (یعنی یہودیوں کے پل) پاس پہنچے تو آپنے مجھے پانی میں دھکیل دیا۔ اُسوقت نہایت سردی کے دن تھے۔ جب آپنے مجھے دھکیلا۔ تو مَیں بسم اللہ نَوَیْتُ غُسْلَ الْجُمُعَۃِ کہتا ہوا پانی میں کود پڑا۔ مَیں اُسوقت صُوف کا جُبّہ پہنے ہوئے تھا۔ اور میری آستین میں ایک جُبّہ اور دبا ہوا تھا۔ مَیں نے اپنا یہ ہاتھ اونچا کر لیا تاکہ یہ جُبّہ نہ بھیگنے پائے۔ آپ مجھے چھوڑ کر چلے گئے۔ بعد میں مَیں نے پانی سے نکلکر اپنے جُبّہ کو نچوڑا اور پھر آپ کے پیچھے ہو لیا۔ مجھے اسوقت سردی سے تکلیف پہنچی۔ آپ کے بعض اصحاب نے مجھے پھر پانی میں دھکیلنا چاہا۔ تو آپ نے اُنہیں ڈانٹا۔ اور فرمایا۔ کہ مَیں نے اُنہیں امتحان کی غرض سے پانی میں دھکیلا تھا۔ مجھے معلوم ہے۔ کہ وہ پہاڑ کی طرح ایک نہایت مضبوط آدمی ہیں غرض یہ کہ آج میں نے آپ کو (یعنی شیخ موصوف کو) حلّہ نورانی جو کہ جواہر سے مرصّع تھا۔ پہنے ہوئے اور تاج یاقوتی سر پر رکھے ہوئے پیروں میں سونے کی نعلین دیئے ہوئے ایک عمدہ صورت میں دیکھا نیز مَیں نے دیکھا کہ آپ اپنے ہاتھوں میں سونے کے ٹکڑے لئے ہوئے ہیں۔ مگر آپ کا ایک ہاتھ چلتا۔ اور ایک بیکار ہے۔ مَیں نے آپ سے اس کی وجہ دریافت کی۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ مَیں نے تمہیں اس ہاتھ سے پانی میں دھکیلا تھا۔ تو کیا تم مجھے اس کی معافی دے سکتے ہو۔ مَیں نے کہا ہاں بیشک۔ مَیں آپ کو اس کی نسبت معافی دیتا ہوں۔ تو آپ نے مجھ سے فرمایا۔ اچھا تو تم میرے لئے خدائے تعالیٰ کی جناب میں دُعا مانگو کہ وہ میرے اس ہاتھ کو درست کر دے۔ اس لئے مَیں اتنی دیر خدائے تعالیٰ سے دُعا مانگتا ہوا کھڑا رہا۔ پانچہزار اولیاء اللہ اور بھی میرے ساتھ ہو کر دعا مانگنے لگے۔ کہ اللہ تعالیٰ میری دُعا کو قبول فرمائے۔ پھر جب تک کہ خدائے تعالےٰ نے آپ کے دستِ مبارک کو درست نہیں کیا۔ اُس وقت تک مَیں آپ کے لئے اُس کی جناب میں دعا کرتا رہا چنانچہ خدائے تعالےٰ نے آپ کے دستِ مبارک کو درست کر دیا۔ اور اسی ہاتھ سے آپنے مجھ سے مصافحہ کیا

جس سے آپ کو اور مجھے حد درجہ خوشنودی حاصل ہوئی۔ جب بغداد میں یہ خبر مشتہر ہوگئی۔ تو حضرت شیخ حماد الدباس کے اصحاب میں سے بڑے بڑے مشائخ صوفیہ مجتمع ہوئے۔ کہ آپ سے اِس کی حقیقت و اصلیت کا مطالبہ کریں۔ اِن بزرگواروں کے ساتھ فقرا کی اور بہت سی خلقت بھی شریک ہوگئی۔ یہ جملہ مشائخ آپ کے مدرسہ پر تشریف لائے۔ مگر آپ کی عظمت و ہیبت کی وجہ سے کسی کو آپ کے سامنے بولنے کی جرأت نہیں ہوئی۔ آخر آپ ہی نے اِن سے پیشقدمی کرکے فرمایا۔ کہ آپ لوگ اپنی جماعت میں سے دو شخصوں کو منتخب کرلیں۔ تاکہ جو کچھ مَیں نے بیان کیا ہے۔ اُنکی زبانی تمہیں اُسکی تصدیق ہو جائے۔ اُن جملہ مشائخ نے یوسف ہمدانی نزیل بغداد اور شیخ عبد الرحمٰن الکردی مقیم بغداد کو اس کے لئے منتخب کیا۔ دونوں مشائخ موصوف اہلِ کشف حاذق و صاحب احوال فاخرہ تھے جملہ مشائخ نے اِن دونوں بزرگوں کو منتخب کرکے آپ سے کہا۔ کہ آپکو مُہلت ہے۔ کہ جمعہ تک آپ ہمیں اِن دونوں بزرگوں کی زبانی آپ اپنی اصلیت و حقیقت دریافت کرا دیں۔ آپ نے فرمایا نہیں۔ نہیں۔ یہاں سے اٹھنے سے پہلے تمہیں انشاء اللہ میرے قول کی تحقیق ہو جائیگی۔ اِسکے بعد آپ نے اپنا سر جُھکایا۔ اور آپ کے ساتھ ہی تمام فقراء و مشائخ نے بھی اپنے سر جُھکا دئیے تھے کہ اتنے میں مدرسہ کے باہر سے تمام فقرا چیخ اُٹھے۔ اور شیخ یوسف ہمدانی ننگے پَیر دوڑتے ہوئے آئے جس طرح سے کوئی اپنے دشمن کی طرف سے بھاگتا ہے۔ اور آپ نے مدرسہ میں آن کر فرمایا۔ کہ مجھے اسوقت اللہ تعالےٰ نے اِس بات کا مشاہدہ کرا دیا۔ کہ شیخ حماد رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا۔ کہ تم جلدی شیخ عبد القادر کے مدرسہ میں جاکر مشائخ سے کہدو۔ کہ ابو محمد شیخ عبد القادر نے میرے متعلق جو کچھ خبر دی ہے۔ صحیح ہے۔ یہ اتنا کہہ کر ابھی فارغ نہیں ہوئے تھے۔ کہ اتنے میں شیخ ابو محمد عبد الرحمٰن الکردی بھی تشریف لائے۔ اور جو کچھ کہ شیخ ہمدانی نے بیان کیا تھا۔ وہی اُنھوں نے بھی بیان کیا۔ اِس کے بعد تمام مشائخ نے اُٹھ کر آپ سے اِس کی معافی مانگی۔ رضی اللہ عنہم و رضی اللہ عنا بہم +

آپ کے صاحبزادے شیخ عبد الرزاق و شیخ عبد الوہاب بیان فرماتے ہیں۔ کہ ایک وقت کا ذکر ہے کہ شیخ بقا بن بطو پانچویں رجب کو جمعہ کے دن صبح کے وقت ہمارے والد ماجد کے مدرسہ میں تشریف لائے۔ اور ہم سے فرمایا۔ کہ آج شب کو مَیں نے دیکھا۔ کہ شیخ عبد القادرؓ کے جسم سے ایک بہت بڑی روشنی نکل رہی ہے۔ اور اُس وقت جس قدر فرشتے کہ زمین پر اُترے تھے۔ سب نے آن کر آپ سے مصافحہ کیا۔ تمام فرشتے آپ کو شاہد و مشہود کے نام سے یاد کرتے تھے۔ آپکے صاحبزادے فرماتے ہیں۔ کہ ہم نے آکر آپ سے دریافت کیا۔ کہ آپ نے کیا آج صلوٰۃ الرغائب پڑھی ہے

تو آپ نے اُس کے جواب میں مندرجہ ذیل اشعار پڑھ کر سنائے ؂

وَ اَنظَرتُ عَینِی وُجُوہَ صِحَابَتِی — فَتِلکَ صَلوٰتِی فِی لَیَالِی الرَّغَائِبِ

جب میری نظر اپنے ہمنشینوں کے چہروں کو دیکھتی ہے — تو بڑی بڑی راتوں میں یہی میری نماز ہوتی ہے

وُجُوہٌ اِذَا مَا اَسفَرَت جَمَالُھَا — اَضَاءَت لَھَا الاَکوَانُ مِن کُلِّ جَانِبٖ

وہ اپنے حسن وجمال کی وجہ سے جب چمکنے لگتے ہیں — تو اُن کی روشنی سے کائنات کا ہر ایک حصہ روشن ہو جاتا ہے

حُرِمتُ الرِّضیٰ لَم اَبکِ بِالدَّمِ دَائِمًا — اُذَاحِمُ شُجعَانَ الوَغیٰ بِالمَنَاکِبِ

میں مقام رضا سے محروم رہ جاتا اگر پسینے کی طرح اپنا خون نہ بہاتا — اور میدانِ جنگ کے بہادروں کو چیرتا ہوا نکل جاتا

اَشُقُّ صُفُوفَ العَارِفِینَ بِعَزمَةٍ — تَعلَّی مَحَلِّی فَوقَ تِلکَ المَرَاتِبِ

میں عارفوں کی صفوں کو دلیری سے پھاڑتا ہوا چلا گیا — جس سے میرا مرتبہ ان کے مراتب سے عالی ہو گیا

وَ مَن لَم یُوَدِّ الحُبَّ مَا یَستَحِقُّهٗ — فَذَاکَ الَّذِی لَم یَاتِ قَطُّ بِوَاجِبٖ۔

جس نے محبت الٰہی کا حق جیسا کہ چاہیے پورا ادا نہ کیا — تو اُس نے ابتک اپنے اوپر سے امر واجب کو نہیں اتارا

کسی نے آپ سے پوچھا کہ مقام ابتداء و انتہا میں جو حالات آپ کو پیش آئے ہیں۔ اُنہیں بیان فرمایئے۔ تاکہ ہم اُن کی پیروی کر سکیں۔ آپ نے اُس وقت مندرجہ ذیل اشعار پڑھ کر سنائے ؂

اَنَا رَاغِبٌ فِیمَن تَقَرَّبَ وَصفُهٗ — وَ مُنَاسِبٌ لِفَتًی یُلَاطِفُ لُطفُهٗ

میں اُس کی طرف مائل ہوں کہ جسکی صفت تقرب ہے — اور ہر ایک جوانمرد کو کہ اُس جیسی مہربانی کرنی ضروری ہے

وَ مُفَادِمِ العُشَّاقِ فِی اَسرَارِهِم — مِن کُلِّ مَعنًی لَم یَستَطِع کَشفَهٗ

جو کہ عشاق کا مراز ہے اُنکی ہر طرح کی آرزوؤں سے — کہ جن کو زبان بیان نہیں کر سکتی واقف ہے

قَد کَانَ یُسکِرُنِی مِزَاجُ شَرَابِهٖ — وَ الیَومَ یُصحِینِی لَهٗ بِهٖ صَرفُهٗ

جس کی شراب محبت کی بو کہ مجھے مست کر دیتی تھی — مگر آج اُس کے بکثرت پینے سے میری ہوشیاری بڑھتی ہے ٭

وَ اَغِیبُ عَن رُشدِی بِاَوَّلِ نَظرَةٍ — وَ الیَومَ اَستَجلِیهِ ثُمَّ اَزِفُهٗ

میں ابتداء میں اول نظر ہی میں بیہوش ہو جاتا تھا۔ اور اب میں اُس کی تجلیات کا مشاہدہ کرتا ہوں۔ اور اُس کے سامنے آتا ہوں ٭

آپ کے مقامات اور یہ کہ مواہب و عطائے الٰہی ہر شخص کو حاصل ہونا ضروری نہیں

اس کے بعد آپ سے پوچھا گیا۔ کہ آپ کی طرح سے ہم لوگ بھی نماز پڑھتے ہیں۔ روزے رکھتے ہیں۔ اور ریاضت و مشقت بھی کرتے ہیں۔ لیکن آپ کے حال احوال سے ہمیں کچھ بھی بہرہ یابی نہیں ہوتی۔ آپ نے فرمایا۔ کہ تم نے ہم سے اعمال میں مقابلہ کیا ہے۔ اس لئے مواہب و عطائے الٰہی میں تم سے مقابلہ کیا جاتا ہے۔ خدا کی قسم جب تک مجھ سے یہ نہیں کہا گیا کہ تم کھاؤ۔ اس وقت تک میں نے کھانا نہیں کھایا۔ اسی طرح سے جب تک مجھ سے یہ نہیں کہا گیا کہ تم پانی پیو اسوقت تک میں نے پانی نہیں پیا۔ اسی طرح سے میں نے کوئی کام نہیں کیا۔ جب تک کہ مجھے اس کام کے کرنے کے لئے نہ کہا گیا ہو۔ ابتدا میں جب کہ میں مجاہدات و ریاضات میں مشغول رہتا تھا۔ تو ایک وقت کا ذکر ہے کہ مجھے نیند غالب ہوئی۔ تو اس وقت میں نے کسی کو کہتے سُنا۔ یَا عَبْدَ الْقَادِرِ مَا خَلَقْتُكَ لِلنَّوْمِ وَقَدْ اَحْيَيْنَاكَ وَلَمْ تَكُ شَيْئًا فَلَا تَغْفُلْ عَنَّا وَاَنْتَ شَيْءٌ۔ کہ اے عبدالقادر ہم نے تمہیں سونے کے لئے پیدا نہیں کیا۔ اور ہم نے تمہیں جبکہ تم موجود ہی نہ تھے۔ اس وقت سے زندہ کیا ہے تو اب جبکہ تم موجود ہو۔ ہم سے غافل نہ رہو +

آپ کے خادم ابوالنجا البغدادی المعروف بالخطاب بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک وقت کا ذکر ہے کہ ہمارے شیخ سیدی عبدالقادر پر دو سو پچاس دینار قرض ہو گئے۔ تو اس اثنا میں ایک شخص جسے ہم مطلق نہیں پہچانتے تھے۔ بدوں اذن کے آپ کے پاس آیا۔ یہ شخص بہت دیر تک آپ کے پاس بیٹھا رہا۔ اس کے بعد اس نے آپ کو سونا نکال کر دیا۔ اور کہا۔ کہ یہ آپ کا قرضہ اتارنے کے لئے ہے پھر یہ شخص چلا گیا۔ اور آپ نے مجھ سے کہا کہ میں جا کر اس سے کل قرضہ ادا کر دوں۔ میں نے آپ سے دریافت کیا۔ کہ حضرت یہ کون بزرگ تھے؟ آپ نے فرمایا۔ کہ یہ شخص صیرفی القدر تھے۔ میں نے پوچھا کہ صیرفی القدر سے کیا ہے؟ آپ نے فرمایا۔ صیرفی القدر وہ فرشتہ کہ جسے اللہ تعالےٰ اپنے اولیاء کا قرض اتارنے کے لئے بھیجا کرتا ہے۔ رضی اللہ عنہ +

آپ کے خادم ابوالرضی بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے ایک دفعہ آپ کے خلوت خانہ کے دروازے کو کھٹکھٹایا۔ تو مجھے اندر سے کچھ آواز نہیں سُنائی دی۔ میں دروازہ کھول حجرے کے اندر گیا۔

تو میں نے دیکھا۔ کہ آپ چھت پر سے مندرجہ ذیل اشعار پڑھتے ہوئے میری طرف اُترے ؎

طَافَتْ بِکَعْبَۃِ حُسْنِکُمْ اَشْوَاقِیْ — فَسَجَدْتُ شُکْرًا لِلْجَلَالِ الْبَاقِیْ

میرے اشتیاق تمہارے حسن کے کعبہ کا طواف کر چکے ہیں۔ — اس لئے میں نے خدائے تعالیٰ کا سجدہ شکر ادا کیا

قَدْ مَیَّتُ فِیْ قَلْبِیْ جِمَارُ ھَوَاکُمْ — بَیْنَ الْمُنٰی وَ بَقِیْتُ فِیْ اَحْوَاقِیْ

آرزوؤں کے ہاتھوں نے میرے دل پر تمہاری — خواہشوں کے کنکر مارے اور میں ویسا ہی تڑپتا رہا

سَکْرَانَ عِشْقٍ لَا یَزَالُ مُوَلَّھًا — یَا لَیْتَ شِعْرِیْ مَا سَقَانِیْ السَّاقِیْ

جام عشق کا پیا سا رہ کر ہمیشہ اس پر حریص رہتا ہوں — کاش مجھے ساقی جام محبت نہ پلاتا۔ تو بہتر تھا۔

ایک وقت بارش ہونا اور آپ کے فرمانے سے صرف آپ کے مدرسے سے بند ہو کر اطراف و جوانب میں برستے رہنا۔

شیخ عدی بن ابو البرکات بیان کرتے ہیں۔ کہ میرے والد ماجد نے اپنے عم بزرگوار شیخ عدی بن مسافر سے نقل کر کے بیان کیا۔ کہ ایک وقت کا ذکر ہے۔ کہ حضرت شیخ عبد القادر رضی اللہ تعالےٰ عنہ بعض اہل مجلس سے ہم کلام تھے۔ کہ اتنے میں بارش ہونے لگی۔ آپ نے آسماں کی طرف نظر اُٹھا کر فرمایا۔ کہ میں تو تیرے لئے لوگوں کو جمع کرتا ہوں۔ اور تو انہیں بکھرتا ہے۔ آپ کا یہ کہنا تھا۔ کہ بارش کترا کر مدرسہ کے ارد گرد برستی رہی اور صرف آپ کے مدرسہ میں برسنا موقوف ہو گئی۔ اس مقام پر آپ کے چند اشعار نقل کئے گئے ہیں۔ جنہیں ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔ وھو ھذا ؎

مَا فِی الصَّبَابَۃِ مَنْھَلٌ مُسْتَعْذَبٌ — اِلَّا وَلِیْ فِیْہِ الْاَلَذُّ الْاَطْیَبُ

وادیٔ عشق میں کوئی ایسی نہر نہیں ہے۔ — جو کہ میری نہر عشق سے زیادہ لذیذ و شیریں ہو

اَوْ فِی الْوِصَالِ مَکَانَۃٌ مَخْصُوْصَۃٌ — اِلَّا وَمَنْزِلَتِیْ اَعَزُّ وَاَقْرَبُ

اور نہ مکان وصال میں کوئی خاص مقام ہے — جو کہ میرے مقام وصال سے زیادہ ذی عزت اور زیادہ قریب ہو

وَھَبَتْ لِیَ الْاَیَّامُ رَوْنَقَ صَفْوِھَا — فَحَلَتْ مَنَاھِلُھَا وَطَابَ الْمَشْرَبُ

مجھے زمانہ نے اُسکی رونق اور صفائی کا موقعہ دیا ہے — جس سے وادی عشق کے پانی نہایت شیریں اور خوش مزہ ہو گئے

وَغَدَوْتُ مَخْطُوْبًا لِکُلِّ کَرِیْمَۃٍ — لَا یَھْتَدِیْ فِیْھَا اللَّبِیْبُ فَیَخْطُبُ

اور جس سے ہر ایک جوانمرد با مروت عورت نے مجھے پیغام دیا — جس کی طرف کہ بڑے دانشمند کو پیغام بھیجنے کی ہمت نہیں ہو سکتی

أنا من رجالٍ لا يخاف جليسهم ۔۔۔ رعب الزمان ولا يرى ما يرهب

میں اُن لوگوں سے ہوں کہ جن کے ندیموں پر کوئی خوف نہیں ۔۔۔ زمانہ خوف زدہ ہو رہا ہے مگر خبر نہیں کہ وہ خوف زدہ کیوں ہے

قومٌ لهم في كلِّ مجدٍ رتبةٌ ۔۔۔ علويةٌ وبكلِّ جيشٍ موكبُ

میں اُن لوگوں میں سے ہوں کہ جنہیں ہر فضیلت میں اُنکا ۔۔۔ رُتبہ عالی اور ہر ایک لشکر میں اُن کا گزر ہے۔

أنا بلبلُ الأفراح أملأ دوحها ۔۔۔ طرباً وفي العلياء بازٌ أشهبُ

میں خوشنودی کا بلبل ہوں جبکہ کی ہری بھری درختوں پر بیٹھا ہوں ۔۔۔ تو اُسوقت خوشی سے پھولا نہیں سماتا یا میری مثال باز اشہب کی ہے

أضحت جيوشُ الحبِّ تحت مشيئتي ۔۔۔ طوعاً ومهما رمتهُ لا يعزبُ

ملک محبت کا تمام لشکر میرے قبضہ تصرف میں ہو کر ۔۔۔ میرا مطیع ہو گیا ہے۔ جہاں کہیں کہ میں اُسے ڈالدوں وہاں سے ہل نہیں سکتا

ما زلتُ أرتعُ في ميادينِ الرضى ۔۔۔ حتى وهبتُ مكانةً لا توهبُ

میں ہمیشہ میدانِ رضا میں دوڑ رہا ہوں۔ ۔۔۔ یہاں تک کہ مجھے وہ مقام دیا گیا۔ جو کہ اوروں کو نہیں دیا گیا

أضحى الزمانُ كحلةٍ مرقومةٍ ۔۔۔ تزهو ونحن لها الطرازُ المذهبُ

زمانہ کی مثال گویا کہ ایک خلعت مرصع کی ہے۔ ۔۔۔ جو کہ نہایت ہی خوشنما ہو اور ہم گویا اس کے طلائی نقش و نگار ہیں

اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ تمام پرندے کہتے ہیں۔ مگر کرتے نہیں۔ اور شکرہ (باز) کرتا ہے مگر کہتا نہیں اسی لئے بادشاہوں کی ہتھیلی پر اس کو جگہ ملتی ہے۔ اس کے جواب میں ابوالمظفر منصور بن المبارک نے مندرجہ ذیل ابیات کہے ؎

بك الشهورُ تهنّى والمواقيتُ ۔۔۔ يا من بألفاظه تغلو اليواقيتُ

آپ کو مہینے اور اوقات بھی مبارک باد دیتے ہیں ۔۔۔ آپ کا کلام یاقوت و جواہر سے وزن کیا جاتا ہے

الباز أنت فإن تفخر فلا عجبٌ ۔۔۔ وسائر الناس فواخيتُ

باز آپ ہیں آپ کتنا ہی فخر کریں زیبا ہے ۔۔۔ آپ کے مقابلہ میں اور باقی لوگ فاختہ کا حکم رکھتے ہیں

أشمّ من قدميك الصدق مجتهداً ۔۔۔ لأنها قدمٌ من نعلها صيتُ

جب میں کوشش کرتا ہوں تو آپکے قدموں سے راستی کی بُو پاتا ہوں ۔۔۔ اور کیوں نہ ہو وہ آپ کا قدم ہے وہ قدم کہ شہرت و عزت جسکی جوتی ہے

عُجب و غرور سے بچنے کے متعلق آپ رح کا کلام

شیخ عبداللہ الجبائی بیان کرتے ہیں کہ ایک روز آپ عجب و غرور سے بچنے کے متعلق کچھ بیان فرما رہے تھے۔ اثنائے تقریر میں آپ نے میری طرف مخاطب ہو کر فرمایا۔ کہ جب تم تمام اشیاء کو

خدا تعالےٰ کی طرف سے جانو اور سمجھو کہ تم کو نیک کام کرنے کی وُہی توفیق دیتا ہے۔ اور نفس اُس سے کچھ بھی لگاؤ نہ رکھو۔ تو تم اُس عجب و غرور سے بچ جاؤ گے +

علمِ کلام و علمِ معرفت

شیخ الصوفیہ شیخ شہاب الدین عمر السہروردی بیان فرماتے ہیں۔ کہ میں اپنے عالمِ شباب میں علم کلام میں بہت مشغول رہتا تھا حتیٰ کہ میں نے اس فن کی بہت سی کتابیں زبانی یاد کر لی تھیں۔ میرے عم بزرگ مجھے اس میں کثرتِ اشتغال سے منع کیا کرتے۔ بلکہ سخت ناراض ہوتے تھے۔ لیکن میرا مشغلہ اس سے روز بروز بڑھتا جاتا تھا۔ ایک وقت آپ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی خدمت میں تشریف لائے۔ آپ کے ساتھ اُس وقت میں بھی تھا۔ اثنائے راہ میں میرے عم بزرگ نے مجھ سے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے یَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا جِئْتُمُ (الرَّسُوْلَ) فَقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوَاكُمْ صَدَقَةً (مسلمانو! جب تم پیغمبر کے کان میں کوئی بات کہنے جاؤ۔ تو پہلے اُس کے سامنے صدقہ لیجا کر (رکھدو) ہم بھی اسوقت ایک ایسے شخص کے پاس جا رہے ہیں۔ کہ جن کا دل خدا کی باتوں کی خبر دیتا ہے۔ تو تم سوچ لو۔ کہ ان کے روبرو کس طرح سے رہو گے۔ تاکہ اُن کے برکات سے مستفید ہوسکو۔ پھر جب ہم آپ کی خدمت میں پہنچے۔ اور بیٹھ گئے۔ تو میرے عم بزرگوار نے آپ کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ حضرت! یہ میرا بھتیجا ہے۔ ہمیشہ یہ علم کلام میں مشغول رہتا ہے۔ میں نے کئی دفعہ اس کو منع کیا۔ لیکن یہ نہیں مانتا۔ آپ نے یہ سُن کر فرمایا۔ عمر تم نے اس فن میں کونسی کتاب یاد کی ہے؟ میں نے عرض کیا فلاں فلاں کتاب! آپ نے میرے سینہ پر اپنا دستِ مبارک پھیرا۔ اور جب آپ نے اپنا دستِ مبارک اُٹھایا تو مجھے اِن کتابوں میں سے کسی کتاب کا ایک لفظ بھی یاد نہ رہا۔ میرے دل سے اس کے تمام مسائل نسیاً منسیاً ہو گئے۔ اور اسی وقت بجائے اس کے اللہ تعالےٰ نے میرے دل میں علم لدنی بھر دیا۔ جب میں آپ کے آستانہ سے واپس ہوا۔ تو حکمت و علم لدنی میری زبان پر تھا۔ نیز آپ نے مجھ سے فرمایا۔ کہ تم عراق کے اخیر مشاہیر سے ہو +

شیخ عبداللہ جبائی فرماتے ہیں۔ غرضکہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علی التحقیق امام اہلِ طریقت تھے۔ رضی اللہ تعالےٰ عنہ +

ابو الفرح ابن الہامی کا بھولے سے بےوضو نماز پڑھنا اور بعد نماز اس بات سے آپ کا انہیں اطلاع دینا

ابو الفرح ابن الہامی بیان کرتے ہیں۔ کہ میں حضرت شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ سے اکثر ایسی باتیں سنا کرتا تھا۔ جن کا وقوع مجھے بعید۔ و ناممکن معلوم ہوتا۔ اس لیے میں ان باتوں کی تردید کیا کرتا تھا۔ مگر ساتھ ہی میں آپ سے ملنے کا شائق بھی رہتا تھا۔ ایک وقت کا ذکر ہے۔ کہ ایک روز مجھے (بغداد کے محلہ) باب الازج جانے کی ضرورت لاحق ہوئی۔ جب میں وہاں سے واپس ہوا۔ تو آپ ہی کے مدرسہ کے قریب سے میرا گذر ہوا۔ اس وقت آپ کی مسجد میں عصر کی نماز کی تکبیر کہی جا رہی تھی۔ اس لیے مجھے بھی خیال ہوا۔ کہ میں بھی عصر کی نماز پڑھتا ہوا آپ کو سلام کرتا چلوں۔ اس وقت مجھے یہ خیال نہیں رہا۔ کہ میں اس وقت باوضو نہیں۔ میں نماز میں شریک ہو گیا جب آپ نماز پڑھکر دعا سے فارغ ہوئے۔ تو آپ نے میری طرف التفات کر کے فرمایا۔ کہ فرزندمن اگر تم میرے پاس اپنا کام لے کر آتے۔ تو میں تمہارا کام پورا کر دیتا۔ مگر تمہیں نسیان بہت غالب ہے۔ تم نے اسوقت بھولے سے بے وضو نماز پڑھ لی۔ تو آپکے یہ فرمانے سے مجھے تعجب ہوا۔ اور دہشت غالب ہو گئی۔ کہ آپ کو میرا مخفی حال کیونکر معلوم ہو گیا۔ میں نے اُسی وقت آپ کی صحبت اختیار کی۔ اور اب مجھے آپ سے اور خصوصاً آپ کی خدمت میں رہنے سے حد درجہ محبت ہو گئی۔ اور اب میں نے آپ کے فیوض و برکات کی قدر شناسی کی ٭

فقیر بے علم کی مرغ بے پر کی مثال ہے

شیخ عبد اللہ جبائی بیان کرتے ہیں کہ ایک وقت میں کتاب حلیۃ الاولیاء ابن ناصر کو سنا رہا تھا۔ کہ اس اثناء میں مجھے رقت ہوئی۔ اور خیال ہوا۔ کہ میں مخلوق سے قطع تعلق کر کے گوشہ نشینی اختیار کر دوں۔ اور عبادت الٰہی کرتا رہوں۔ میں اسی غرض سے حضرت شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں آیا۔ اور آپ کے پیچھے نماز پڑھی۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے۔ تو میں آپ کے سامنے ہو کر بیٹھ گیا۔ آپ نے مجھے دیکھ کر فرمایا۔ تم مخلوق سے قطع تعلق کرنا چاہتے ہو۔ مگر ابھی نہیں۔ اول تم علم کلام حاصل کرو۔ مشائخ طریقت کی خدمت میں رہکر اُن سے ادب سلوک سیکھو۔ تو

تمہیں اُس وقت مخلوق سے انقطاع کرنا جائز ہوگا۔ اگر تم اِس سے پہلے گوشہ نشینی اختیار کرو گے تو تمہاری مثال مرغ بے پر کی ہوگی۔ جب تمہیں کوئی دینی مشکل درپیش ہوگی۔ تو اُس کے پُوچھنے کے لئے باہر نکلو گے۔ گوشہ نشین ایسا شخص ہونا چاہیئے۔ جو کہ شمع کی طرح روشن ہو۔ تاکہ لوگ اُس کی نورانی روشنی سے فائدہ اُٹھا سکیں +

خلیفہ المستنجد باللہ کا زرِ نقد لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہونا۔ اور آپ کا اُس کو نہ لینا

شیخ ابو العباس الخضر الحسین موصلی نے بیان کیا ہے۔ کہ ہم کئی لوگ ایک شب کو حضرت شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمتہ کے مدرسہ میں حاضر تھے۔ کہ خلیفہ المستنجد باللہ ابو المظفر یوسف بن المقتفی لامر اللہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور سلام کر کے آپ کے سامنے مؤدب ہو کر بیٹھ گیا۔ خلیفہ موصوف اُس وقت آپ سے نصیحت حاصل کرنے کی غرض سے آیا۔ اور اپنے ساتھ دس تھیلیاں زرِ نقد بھروا کر لایا۔ یہ تھیلیاں خلیفہ موصوف نے آپ کے سامنے پیش کیں۔ آپ نے اُن کے لینے سے انکار کر دیا۔ خلیفہ موصوف نے آپ سے بہت اصرار کیا۔ کہ آپ اُسے قبول فرمالیں مگر آپ نے اُس کے اصرار سے صرف دو عمدہ سی تھیلیاں اُٹھالیں۔ ایک اپنے دائیں اور ایک اپنے بائیں ہاتھ میں۔ پھر آپ نے اِن دونوں تھیلیوں کو دونوں ہاتھوں سے نچوڑا۔ تو اُن سے خون ٹپکنے لگا۔ آپ نے خلیفہ موصوف سے فرمایا۔ کہ تم خدائے تعالیٰ سے نہیں شرماتے۔ لوگوں کا خون کر کے تم اس مال کو میرے پاس لاتے ہو۔ خلیفہ موصوف یہ سُنکر بے ہوش ہو گیا۔ پھر آپ نے فرمایا۔ کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اُس کے نسب متصل ہونے کی عزت و حرمت مدِ نظر نہ ہوتی۔ تو میں اس خون کو اس کے محلات تک بہا دیتا +

روافض میں سے ایک جماعت کا آپکی کرامت دیکھ کر اپنے رفض سے تائب ہونا

قدوۃ العارفین شیخ ابو الحسن علی القرشی بیان فرماتے ہیں۔ کہ ۵۵۹ھ کا واقعہ ہے کہ روافض

کی ایک بہت بڑی جماعت دو خشک کدو جو کہ سِلے ہوئے اور مُہر شدہ تھے۔ لیکر آئے۔ اِن لوگوں نے آپ سے پوچھا۔ کہ آپ بتلایئے کہ اِن دونوں کدوؤں میں کیا چیز ہے؟ آپ نے اپنے تخت سے اُتر کر ایک کدو پر اپنا دستِ مبارک رکھا اور فرمایا۔ اِس میں آفت رسیدہ بچہ ہے۔ اور اپنے صاحبزادے شیخ عبدالرزاق کو اس کدو کے کھولنے کے لئے فرمایا۔ جب وہ کدو کھولا گیا۔ تو اُسمیں سے وُہی آفت رسیدہ بچہ نکلا۔ اُس کو اپنے دستِ مبارک سے اُٹھاکر فرمایا۔ قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہِ۔ وہ خدا تعالےٰ کے حکم سے اُٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ پھر آپ نے دوسرے کدو پر اپنا دستِ مُبارک رکھ کر فرمایا کہ اِس میں صحیح وسالم وتندرست بچہ ہے۔ اُسے بھی آپ نے اپنے صاحبزادے موصوف کو کھولنے کا حکم دیا۔ یہ کدو بھی کھولا گیا۔ اور اس میں سے ایک بچہ نکلا۔ اور اُٹھ کر چلنے لگا۔ آپ نے اُس کی پیشانی پکڑ کر فرمایا۔ بیٹھ جاؤ۔ تو وہ بِاِذنِہٖ تعالےٰ بیٹھ گیا۔ آپ کی یہ کرامت دیکھ کر یہ لوگ اپنے رفض سے تائب ہو گئے۔ نیز اُسوقت آپکی یہ کرامت دیکھکر مجلس کے تین شخصوں کی رُوح پرواز ہو گئی +

نیز شیخ موصوف بیان کرتے ہیں کہ مَیں ایک وقت آپ کی خدمت میں حاضر تھا۔ کہ مجھے اُسوقت ایک ضرورت درپیش ہوئی۔ مَیں اُسے پُوری کرنے کی غرض سے اُٹھا۔ آپ نے فرمایا۔ چاہو تم کیا چاہتے ہو؟ مَیں نے عرض کیا کہ فلاں امر کا خواستگار ہوں۔ مَیں نے اِس وقت امور باطنی میں سے ایک امر کی خواہش کی تھی۔ چنانچہ اُسی وقت وہ مجھے حاصل بھی ہو گیا۔ رضی اللہ تعالےٰ عنہ +

ایک بچھو کا ساٹھ دفعہ آپ کے سر میں ڈنک مارنا اور پھر آپ کے فرمانے سے اُس کا مر جانا

آپ کے مرکا بدار ابو العباس احمد بن محمد بن احمد القرشی البغدادی بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک روز آپ سواری پر جامع منصوری تشریف لے گئے۔ جب آپ وہاں سے واپس آئے۔ تو آپ نے اپنا چادر اُتارا۔ اور چادر اُتار کر پیشانی پر سے ایک بچھو نکالکر زمین پر ڈالا۔ جب یہ بچھو بھاگنے لگا۔ تو آپ نے اُس سے فرمایا۔ کہ مُوْتِیْ بِاِذْنِ اللّٰہِ۔ بامر الٰہی تو مرجا۔ تو اُسی وقت یہ بچھو مر گیا۔ پھر آپ نے مجھ سے فرمایا۔ کہ اِس نے مجھ کو جامع سے یہاں تک ساٹھ دفعہ کاٹا +

آپ کے رکابدار ابو العبّاس کو آپ کا دس بارہ سیر گندم دینا۔ اور اُن کا پانچ سال تک اُسے کھاتے رہنا

نیز یہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ بغداد کی قحط سالی میں میں نے آپ سے تنگدستی و فاقہ کشی کی شکایت کی۔ تو آپ نے مجھے قریباً دس بارہ سیر گندم دیئے۔ اور فرمایا کہ اسے جاؤ۔ اور کوٹھے میں بند کر کے رکھ دو۔ اور صرف ایک طرف سے اس کا مُنہ کھول کر حسبِ ضرورت اس میں سے نکال لیا کرو۔ مگر اسے کبھی وزن نہ کرنا۔ چنانچہ اس گیہوں کو پانچ سال تک کھاتے رہے۔ ایک دفعہ میری زوجہ اُس کوٹھے کا مُنہ کھول کر دیکھا۔ کہ اس میں کتنے گیہوں ہیں۔ تو اُس میں جس قدر گیہوں اوّل روز ڈالے تھے اتنے ہی معلوم ہوئے۔ پھر یہ گیہوں سات روز میں ختم ہو گئے۔ میں نے آپ سے اس کا ذکر کیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ اگر تم اسے نہ دیکھتے۔ تو تم اسی طرح سے اُس میں سے کھاتے رہتے ۔

ایک دفعہ قندیل کی طرح ایک روشن شے کا دو تین دفعہ آپ کے دہنِ مبارک سے قریب ہو ہو کر واپس ہونا

عمر بن حسین بن خلیل الطیب بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دفعہ آپ کی خدمت میں حاضر تھا۔ اور آپ کے رو برو ہی مُنہ گھٹنے ہوئے بیٹھا تھا۔ اُس وقت میں نے قندیل کی طرح ایک روشنی سی دیکھی۔ جناب کے دہنِ مبارک سے وہ تین دفعہ قریب ہو ہو کر واپس ہو گئی۔ میں نے نہایت متعجب ہو کر اپنے جی میں کہا کہ میں لوگوں سے ضرور اس کا ذکر کروں گا۔ آپ نے اسی وقت فرمایا۔ کہ تم خاموش بیٹھے رہو۔ مجلس کی باتیں امانت ہوتی ہے۔ پھر میں نے آپ کی وفات تک اس کا کسی سے ذکر نہیں کیا۔

آپ کا طیُّ الارض

شیخ ابو الحسن المعروف بابن السطنطنہ البغدادی بیان کرتے ہیں۔ کہ جب میں حضرت شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں رہ کر آپ سے تحصیل علم کرتا تھا۔ تو اُس وقت آپ ہی کا کوئی کام کرنے کی غرض سے اکثر اوقات شب بیداری کیا کرتا تھا چنانچہ ۵۵۳ہجری کا واقعہ ہے۔ کہ ایک شب

کو آپ اپنے دولت خانہ سے باہر تشریف لائے۔ میں آپ کی خدمت میں آفتابہ بھر کر لایا۔ مگر آپ نے نہیں لیا۔ اور سیدھے آپ مدرسہ میں تشریف لائے۔ مدرسہ کا دروازہ آپ ہی سے کھلا۔ اور پھر آپ ہی سے بند ہو گیا۔ آپ باہر نکلے۔ میں بھی آپ کے پیچھے ہو لیا۔ اس کے بعد آپ بغداد کے دروازے پر پہنچے۔ یہ دروازہ بھی آپ سے ہی کھلا۔ اور پھر آپ سے ہی بند ہو گیا۔ اس کے بعد ہم ایک شہر میں پہنچے۔ جسے میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اس میں پہنچکر آپ ایک مکان میں داخل ہوئے جو کہ آپ کے مسافر خانہ سے شبیہ تھا۔ اس مکان میں چھ اشخاص تھے۔ انہوں نے آپ کو سلام کیا۔ آپ ذرا آگے چلے گئے۔ اور میں ایک کھمبے کے پاس ٹھیر گیا۔ یہاں سے میں نے نہایت پست آواز سے کسی کے کراہنے کی آواز سنی۔ کچھ منٹ بعد یہ آہٹ بند ہو گئی۔ اس کے بعد جہاں سے کہ یہ آہٹ سنائی دیتی تھی۔ ایک شخص اسی طرف گیا۔ اور وہاں سے ایک شخص اپنے کندھے پر اٹھا لایا۔ اس کے بعد ایک اور شخص جس کی مونچھیں دراز تھیں۔ سر برہنہ تھا۔ آیا۔ اور آکر آپ کے سامنے بیٹھ گیا۔ آپ نے اس کو کلمہ شہادت تین دفعہ پڑھا کر اس کی مونچھیں تراشیں۔ اور اسے ٹوپی پہنائی اور محمد اس کا نام رکھا۔ اور ان اشخاص سے فرمایا کہ مجھے حکم ہوا ہے۔ کہ یہ شخص متوفی کا قائم مقام ہوگا۔ ان سب نے کہا سَمْعًا وَّ طَاعۃً (بسر و چشم) پھر آپ وہاں سے روانہ ہوئے۔ ہم تھوڑی دور ہی چلے تھے۔ کہ بغداد کے دروازے پر آن پہنچے جس طرح سے کہ پہلی دفعہ دروازہ کھلا اور بند ہوا اسی طرح سے اس دفعہ بھی کھلا۔ اور بند ہوا۔ اس کے بعد آپ مدرسہ تشریف لائے۔ اور اندر مکان میں چلے گئے۔ جب صبح کو میں آپ سے سبق پڑھنے بیٹھا۔ تو میں نے آپ کو قسم دلا کر پوچھا۔ کہ یہ کیا واقعہ تھا آپ نے فرمایا۔ یہ جو شہر تم نے دیکھا سہاوند تھا۔ جو کہ اطراف و جوانب کے بلاد بعیدہ میں سے ایک شہر کا نام ہے۔ اور یہ چھ شخص ابدال و نجباء سے تھے۔ اور ساتویں شخص کہ جن کی آہٹ سنائی دیتی تھی یہ بھی انہیں میں سے تھے۔ اور اس وقت وہ وفات پانے والے تھے۔ اس لئے میں ان کے پاس گیا۔ اور جس شخص کو کہ میں نے کلمہ شہادتین پڑھایا۔ وہ نصرانی اور قسطنطنیہ کا رہنے والا شخص تھا۔ مجھے حکم ہوا تھا۔ کہ یہ شخص ان کا قائم مقام ہوگا۔ اسی لئے وہ میرے پاس لایا گیا۔ اور اس نے اسلام قبول کیا۔ اور اب وہ ابدال و نجباء سے ہے۔ اور جو شخص کہ اپنے کندھے پر ایک شخص کو لایا تھا۔ وہ ابو العباس حضرت خضر علیہ السلام تھے۔ آپ اُسے لیکر آئے تھے۔ تاکہ وہ متوفی کا قائم مقام بنایا جائے یہ بیان فرمانے کے بعد آپ نے مجھ سے اس بات کا عہد لے لیا۔ کہ میں آپکی زیست تک اس واقعہ کو کسی سے بیان نہ کروں۔ اور فرمایا۔ کہ تم میری زندگی میں کسی راز کا افشا نہ کرنا۔ رضی اللہ تعالےٰ عنہ ✣

جناتّ کا آپ کی تابعداری کرنا

ابوسعید احمد بن علی البغدادی الازجی بیان کرتے ہیں۔ کہ ۵۳۷ھ کا واقعہ ہے۔ کہ میری ایک دختر مسماۃ فاطمہ ایک دفعہ خانہ کی چھت پر گئی۔ تو اُسے کوئی جن اُٹھالے گیا۔ اُس کی ہنوز شادی نہیں ہوئی تھی۔ اور سولہ برس کا اس کا سن تھا۔ مَیں نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ سے واقعہ بیان کیا۔ تو آپ نے مجھ سے فرمایا۔ کہ تم (بغداد کے محلہ) کرخ کے ویرانے میں جاکر پانچویں ٹیلہ کے نزدیک بیٹھ جاؤ۔ اور اپنے گردا گرد زمین پر حصار کھینچ لو۔ اور حصار کھینچتے وقت بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ عَلٰى نِيَّةِ عَبْدِ الْقَادِرِ پڑھو۔ جب نصف شب گذرے گی۔ تو تمہارے پاس سے مختلف صورتوں میں جنات کا گذر ہوگا۔ تم ان سے کچھ خوف نہ کھانا پھر صبح کو ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ تمہارے پاس اُن کے بادشاہ کا گذر ہوگا۔ وہ تم سے تمہاری ضرورت دریافت کرے گا۔ تو تم اس سے صرف اس سے یہ کہنا۔ کہ مجھے عبدالقادر نے تمہارے پاس بھیجا ہے۔ اس کے بعد تم اپنی دختر کا واقعہ بیان کر دینا۔ ابوسعید عبداللہ بن احمد کہتے ہیں۔ کہ مَیں آپ کے حسب ارشاد کرخ کے ویرانہ میں جاکر مقام مذکور پہ حصار کھینچ کر بیٹھ گیا وہاں سے جنات کے متعدد گروہ کا ہیبت ناک صورت میں گذر ہوتا رہا۔ مگر میرے پاس یا میرے حصار کے پاس کوئی نہیں آسکتا تھا۔ آخر ایک لشکر کے ساتھ اِن کے بادشاہ کا گذر ہوا۔ یہ اُن کا بادشاہ گھوڑے پر سوار تھا۔ اور میرے حصار کے سامنے آکر ٹھہر گیا۔ اور مجھ سے پوچھنے لگا۔ کہ تمہیں کیا ضرورت درپیش ہے۔ مَیں نے کہا۔ کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے۔ جب اُس نے آپ کا نام سُنا۔ تو گھوڑے پر سے اُتر کر نیچے بیٹھ گیا۔ اور اسی طرح سے اُس کے ساتھ اُس کا سب لشکر بھی بیٹھ گیا۔ پھر اس نے مجھ سے کہا کہ اچھا۔ پھر انہوں نے تم کو کس لئے بھیجا ہے مَیں نے اپنا قصہ بیان کیا۔ اُس نے اپنے تمام لشکر سے دریافت کیا۔ کہ اُن کی دختر کو کون اُٹھالے گیا ہے؟ تو اُن سب نے کہا معلوم نہیں کون لے گیا ہے۔ اس کے بعد ایک جن لایا گیا اور کہا گیا۔ کہ یہ چین کے جنات میں سے ہے۔ دختر اُس کے ساتھ تھی۔ اُس بادشاہ نے اس سے پوچھا کہ تجھے کیا ہوا تھا۔ جو تو اُسے قطب وقت کی رکابداری میں سے اُٹھا کر لے گیا۔ اُس نے کہا کہ یہ دختر مجھے اچھی معلوم ہوئی تھی۔ اس لئے میں اس کو اُٹھالے گیا۔ بادشاہ نے اُس کا کلام سُنتے ہی اُس کی گردن اُڑا ڈالی۔ اور لڑکی کو میرے حوالے کیا۔ اس کے بعد مَیں نے بادشاہ سے کہا۔ کہ آج کے سوا

مجھے آپ لوگوں کا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی تابعداری کرنا معلوم تھا۔ تو وہ کہنے لگا۔ کہ بیشک حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی ہم میں سے تمام سرکش لوگوں پر نظر رکھتے ہیں اس لئے وہ آپ کے خوف سے بھاگ کر دور دراز مقامات میں جا بسے۔ کیونکہ جب اللہ تعالےٰ نے کسی قطب حقیقت کرتا ہے۔ تو جن انس دونوں پر اُسے حاکم بنا دیتا ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

ایک آسیب زدہ کی حکائیت

ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ کہ ایک اصفہان کا رہنے والا آپ کی خدمت میں حاضر ہؤا۔ اُس نے آپ سے بیان کیا۔ کہ میں اصفہان کا رہنے والا ہوں۔ میری زوجہ کو آسیب ہو گیا ہے اور اس کثرت سے اُسے دورے آتے ہیں۔ کہ میں نہایت پریشان ہوں۔ تمام عامل بھی عاجز آ گئے ہیں۔ کسی سے آرام نہیں ہوا۔ آپ نے فرمایا۔ یہ بیابان سراندیپ کا ایک سرکش جن ہے۔ جس کا نام خانس ہے۔ اب کی دفعہ جب تمہاری زوجہ کو دورہ آئے۔ تو اُس کے کان میں کہنا کہ اے خانس عبدالقادر جو کہ بغداد میں مقیم ہیں۔ تجھ سے کہتے ہیں۔ کہ تو سرکشی نہ کر۔ آج سے پھر اگر تو آیا۔ تو تو ہلاک کر دیا جائے گا۔ اس کے بعد وہ اصفہان چلا گیا۔ پھر جب دس برس کے بعد واپس آیا۔ تو وہی واقعہ اس سے دریافت کیا گیا۔ اس نے بیان کیا۔ کہ جیسا کہ آپ نے فرمایا تھا۔ میں نے اُس کی تعمیل کی۔ پھر اس وقت سے کبھی میری زوجہ کو دورہ نہیں آیا +

ماہران فن عملیات نے بیان کیا ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کی حیات باسعادت میں چالیس برس تک بغداد میں آسیب کسی کو نہیں ہوا۔ جب آپ وفات پا گئے تو بغداد میں آسیب پھر شروع ہو گیا +

بغداد پر سے گذرتے ہوئے ایک صاحب حال کا فخر کرنا اور آپ کا اُس کا حال سلب کر کے واپس دیدینا

شیخ عبداللہ محمد بن ابی الغنائم الحسینی بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک روز کا ذکر ہے۔ کہ شیخ ابوالحسن البیع حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں تشریف لائے۔ میں بھی اس وقت آپ ہی کے ساتھ تھا۔ سو وقت ہم نے آپ کے دولت خانہ کی دہلیز پر ایک نوجوان کو چت پڑا دیکھا۔ یہ

نوجوان شیخ ابوالحسن علی الہیتی سے کہنے لگا کہ حضرت آپ شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں میری سفارش کیجئے۔ پھر جب ہم آپ کی خدمت پہنچے۔ تو بدوں اس کے کہ شیخ ابوالحسن علی الہیتی نے آپ سے کچھ کہا ہو۔ آپ نے ان سے فرمایا۔ کہ میں نے یہ نوجوان آپ کو دے دیا۔ شیخ موصوف باہر آئے۔ اور آپ کے ساتھ میں بھی باہر آیا۔ آپ نے باہر آکر اس نوجوان کو اس بات کی اطلاع دی۔ کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی نے تمہارے بارے میں میری سفارش منظور کرلی۔ یہ نوجوان اس بات کی اطلاع پاتے ہی دہلیز سے نکلا۔ اور ہوا میں اڑ کر چلا گیا۔ پھر ہم آپ کی خدمت میں واپس آئے۔ تو ہم نے آپ سے دریافت کیا۔ کہ یہ کیا واقعہ تھا۔ آپ نے فرمایا یہ نوجوان ہوا میں اڑتا ہوا بغداد پر سے گذرا۔ اور اس نے اپنے جی میں کہا۔ کہ بغداد میں مجھ جیسا شخص کوئی بھی نہیں ہے اس لئے میں نے اس کا حال سلب کر لیا تھا۔ اور اگر شیخ علی سفارش نہ کرتے۔ تو میں اسے نہ چھوڑتا +

آپ کے مسافر خانہ کی چھت گرنا اور اس کے گرنے سے پہلے آپ کا وہاں سے لوگوں کو ہٹانا

شیخ عبداللہ موصوف یہ بھی بیان کرتے ہیں۔ کہ ماہ محرم الحرام سنہ ۵۵۹ ہجری کا واقعہ ہے۔ کہ ایک روز آپ کے مسافر خانہ میں آپ کی زیارت کے لئے قریباً سو اشخاص جمع تھے۔ اس وقت آپ بجلت دولت خانہ سے نکلے۔ اور چار پانچ دفعہ بلند آواز سے سب سے کہا۔ دوڑ کر میرے پاس آجاؤ۔ تمام لوگ دوڑ کر آپ کے پاس چلے آئے۔ جب اس کے نیچے کوئی بھی نہ رہا۔ تو اس کی چھت گر پڑی۔ اور لوگ بچ گئے۔ اور آپ نے فرمایا۔ کہ میں ابھی مکان میں تھا تو اس وقت مجھ سے کہا گیا۔ کہ اس کی چھت گرنے والی ہے۔ اس لئے مجھے خوف ہوا۔ کہ کوئی دب نہ جائے۔ اور میں نے تمہیں جلدی سے اپنے پاس بلا لیا۔ رضی اللہ تعالے عنہ +

ایک فاضل کی حکایت

شیخ عبداللہ الجبائی عبدالعزیز بن تمیم الشیبانی سے یہ عبدالغنی بن عبدالواحد سے یہ خود ابو محمد الخشاب النحوی سے نقل کر کے بیان کرتے ہیں۔ کہ ابو محمد الخشاب النحوی نے ان سے بیان کیا۔ کہ میں عین عالم شباب میں علم نحو پڑھتا تھا۔ اس وقت اکثر لوگوں سے بسا اوقات حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی

سکے اوصاف حمیدہ سُننے میں آتے۔ اور کہ آپ نہایت فصاحت وبلاغت سے وعظ فرماتے ہیں
اِس لئے میں آپ کے وعظ سُننے کا نہایت شائق تھا۔ مگر مجھے عدم فرصتی کی وجہ سے اس کا
موقع نہیں ملتا تھا۔ غرضیکہ میں ایک روز لوگوں کے ساتھ آپ کی مجلس وعظ میں گیا۔ مَیں اُس وقت
کہ جس جگہ جاکر بیٹھا تھا۔ آپ نے التفات کرکے فرمایا۔ کہ تم ہمارے پاس رہو۔ تو ہم تمہیں
سیبویہ زمانہ بنا دینگے۔ چنانچہ مَیں نے اسی وقت سے آپ کی خدمت میں رہنا اختیار کیا۔ اور
تھوڑی سی مُدت میں مجھے وہ کچھ حاصل ہؤا۔ جو کہ مجھے اِس عمر تک حاصل نہیں ہؤا تھا۔ اور مسائل
نحویہ و علوم عقلیہ و نقلیہ جو کہ مجھے اب تک کسی سے بھی معلوم نہیں ہوئے تھے۔ اچھی طرح سے یاد
ہو گئے۔ اور اِس سے پیشتر جو کچھ مجھ کو یاد تھا وہ تمام میرے ذہن سے نکل گیا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

ایک بداخلاق بالغ لڑکے کی حکائیت

نیز شیخ عبداللہ الجبائی بیان کرتے ہیں۔ کہ ابوالحسن علی بن ملاعب القواس نے اُن سے
بیان کیا۔ کہ مَیں ایک روز بڑی جماعت کے ساتھ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی زیارت کے لئے
گیا۔ یہ لوگ اپنی ایک مہم کے لئے آپ سے دُعا کرانے جا رہے تھے۔ راہ میں اور بھی بہت سے
لوگ اُن کے ہمراہ ہو گئے انہیں میں ایک لڑکا بھی ساتھ ہو گیا تھا۔ جس کی نسبت مجھے معلوم تھا
کہ اس کے اخلاق اچھے نہ تھے۔ وہ اکثر اوقات ناپاک رہتا تھا۔ اور بول و براز کے بعد استنجا
بھی نہیں کیا کرتا تھا۔ اتفاق سے اسوقت آپ راستے ہی میں مل گئے۔ اِن لوگوں نے آپ سے
اپنا ما فی الضمیر بیان کیا۔ اور آپ سے اُس کی نسبت دعا کے خواستگار ہوئے۔ اُس کے بعد
آپ سے ہماری مُلاقات ہوئی۔ ہم نے آپ کی دست بوسی کی۔ اور چاروں طرف کے لوگ بھی
آپ کی دست بوسی کے لئے آ رہے تھے۔ جب اُس لڑکے کی باری آئی۔ اور اُس نے آپ کا
دستِ مبارک پکڑنا چاہا۔ تو آپ اپنے ہاتھ کو اپنی آستین میں دبا لیا۔ اور اس کی طرف ایک نظر
دیکھا۔ تو وہ لڑکا بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑا۔ پھر جب ہوش میں آیا۔ تو اُسی وقت اُس کے
چہرے پر داڑھی نمودار ہو گئی۔ پھر یہ اُٹھا۔ اور آپکے دست مبارک پر تائب ہؤا۔ پھر آپ
نے اُس سے مصافحہ کیا۔ آپ کے دولت خانے تک یہی حال رہا۔ پھر آپ اندر تشریف
لے گئے۔ اور ہم لوگ واپس آ گئے۔ رضی اللہ تعالےٰ عنہ +

شیخ مطر الباذرانی کو اُس کے والد ماجد کی وصیّت

قدوۃ العارفین شیخ مطر الباذرانی کے خلف الصدق ابوالخیر کردم بیان کرتے ہیں۔ کہ جب میرے والد ماجد کی وفات کا وقت قریب ہوا۔ تو مَیں نے آپ سے پُوچھا کہ مجھے بتلائیے۔ کہ مَیں آپ کے بعد کس کی پیروی کروں۔ تو آپ نے فرمایا۔ شیخ عبدالقادر کی۔ مجھے خیال ہوا۔ کہ معلوم نہیں۔ آپ قصداً کہہ رہے ہیں۔ یا غلبۂ مرض کی وجہ سے آپ کی زبان سے نکل گیا ہے۔ اس لئے ایک ساعت کے بعد میں نے دوبارہ آپ سے پُوچھا کہ مَیں آپ کے بعد کس کی پیروی کروں۔ آپ نے فرمایا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی۔ پھر تیسری بار ایک ساعت کے بعد آپ سے مَیں نے پُوچھا کہ آپ کے بعد میں کس کی پیروی کروں۔ تو اس دفعہ بھی آپ نے فرمایا عنقریب ایک زمانہ آئیگا۔ کہ اُسوقت صرف شیخ عبدالقادر جیلانی کی ہی پیروی کی جائیگی۔ غرضیکہ میں اپنے والد ماجد کی وفات کے بعد بغداد آکر آپ کی خدمت میں حاضر ہُوا۔ اُسوقت آپ کی مجلس میں شیخ بقاء بن بطوؒ شیخ ابوسعید قیلویؒ اور شیخ علی بن الہیتیؒ وغیرہ اعیان مشائخ بھی موجود تھے۔ اس وقت مَیں نے آپ کو فرماتے سُنا۔ کہ مَیں دیگر واعظوں کی طرح نہیں۔ بلکہ مَیں خدائے تعالےٰ کے حکم پر ہوں۔ اور رجال غیب سے جو کہ ہوا پر رہتے ہیں۔ گفتگو کرتا ہوں۔ اُس وقت آپ اپنا سر اوپر کو اُٹھاتے جاتے تھے۔ مَیں نے بھی سر اُٹھا کر اوپر کو دیکھا۔ تو مجھ کو رجال الغیب کی صفیں آپ کے سامنے ہوا میں دکھائی دیں یہاں تک کہ آسمان میری نظر سے چھپ گیا۔ یہ لوگ خود بھی نورانی تھے۔ اور نورانی ہی گھوڑوں پر سوار تھے۔ یہ لوگ اپنے سر جھکائے خاموش تھے۔ کوئی اُن میں آبدیدہ۔ اور کوئی لرز رہا تھا۔ مجھ کو یہ حالت دیکھ کر غشی ہو گئی۔ پھر جب ہوش آیا۔ تو مَیں دوڑ کر لوگوں کے درمیان سے نکلتا ہوا آپ کے تخت پر چڑھ گیا۔ آپ میری وجہ سے تھوڑی دیر خاموش ہو گئے۔ اور فرمانے لگے کہ تم کو اپنے والد ماجد کی وصیت ایک دفعہ ہی کافی نہ ہوئی۔ میں خوف زدہ ہو کر خاموش رہ گیا۔ رضی اللہ تعالےٰ عنہ +

فقہائے بغداد کا جمع ہو کر آپ کا امتحان لینے کی غرض سے آپ کے پاس آنا

مفرج بن نبہان بن برکات الشیبانی نے بیان کیا ہے۔ کہ جب ہمارے شیخ عبدالقادر

جیلانی کی بغداد میں شہرت ہوئی۔ تو بغداد کے بڑے بڑے فقہا میں سے ایک سو فقہا آپ کا امتحان لینے کی غرض سے جمع ہوئے۔ ان سب کی رائے اس بات پر قرار پائی۔ کہ ان سے ہر ایک شخص علوم و فنون میں سے ایک نئے مسئلہ پر سوال کرے۔ غرضیکہ یہ تمام فقہا آپ کی مجلس وعظ میں تشریف لائے۔ میں اسوقت آپکی مجلس وعظ میں شریک تھا۔ جب یہ لوگ آکر بیٹھ گئے۔ تو آپ اپنا سر جھکا کر خاموش ہوئے۔ اس وقت آپ کے منہ سے ایک نورانی شعلہ نکلا جسکو کسی نے دیکھا۔ اور کسی نے نہیں دیکھا۔ وہ شعلہ ان تمام فقہاء کے سینے پر سے گذر گیا۔ جس کے سینے پر وہ شعلہ پہنچتا گیا۔ وہ نہائت حیران و پریشان سارہ گیا۔ اس کے بعد وہ سب چلانے لگے۔ اور اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے۔ اور برہنہ سر ہو گئے۔ اور تخت پر چڑھ کر آپ کے قدموں پر اپنے ڈال دیئے۔ مجلس میں ایک شور پیدا ہو گیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ گویا بغداد ہل رہا ہے۔ اسکے بعد آپ نے ایک ایک کو اپنے سینے سے لگانا شروع کیا جب سب کو آپ اپنے سینے سے لگا چکے۔ تو ان میں سے ایک کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا۔ کہ تمہارے سوال کا یہ جواب ہے اسی طرح سے آپنے ہر ایک کے سوال کا نام لے کر اس کا جواب بیان فرما دیا۔ جب آپ سب کے سوالوں کا جواب فرما چکے۔ اور مجلس ختم ہو گئی۔ تو میں نے ان سے دریافت کیا۔ کہ اس وقت آپ لوگوں کا کیا حال ہو گیا تھا۔ تو انہوں نے بیان کیا۔ کہ جب ہم لوگ وہاں جا کر بیٹھے۔ تو جس قدر ہمارا علم تھا۔ وہ سب ہم سے سلب ہو گیا۔ گویا ہم نے کبھی کچھ پڑھا ہی نہ تھا۔ پھر جب آپ نے ہمیں اپنے سینے سے لگایا۔ تو ہمارا وہی علم بدستور لوٹ آیا۔ پھر آپ نے ہم سے ہر ایک کے سوال کو بیان کر کے اس کے وہ وہ جواب بیان فرمائے۔ کہ جنہیں ہم مطلق نہیں جانتے تھے۔ رضی اللہ تعالےٰ عنہ +

بہت سے مخفیہ حالات کو آپ کا ظاہر کرنا۔

خطیب ابو المجبر حامد الحرانی بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دفعہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور اپنی جائے نماز بچھا کر آپ کے نزدیک بیٹھ گیا۔ آپ نے میری طرف دیکھ کر فرمایا۔ تم امراء و سلاطین کی بساط پر بیٹھو گے۔ جب میں حران واپس آیا۔ تو سلطان نور الدین الشہید نے مجھ کو اپنے پاس رکھنے پر مجبور کیا۔ اور مجھے اپنا مصاحب بنا کر ناظم اوقات کر دیا۔ اس وقت مجھ کو آپ کا قول یاد آیا۔ رضی اللہ تعالےٰ عنہ +

ابوالحسن شیخ رکن الدین علی بن ابی طاہر بن نجا بن غنائم انصاری الفقیہہ الحنبلی الواعظ نزیل مصر بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میں اور میرا ایک رفیق شفیق ہم دونوں حج کر کے بغداد آئے۔ اور اُس وقت ہمارے پاس سوائے ایک قبضہ کے اور کچھ نہ تھا۔ اُسے ہم نے فروخت کر کے چاول خریدے۔ اور پکا کر کھائے۔ مگر اس قدر چاولوں سے نہ تو ہم سیر ہوئے۔ اور نہ ہی ہمیں کچھ لطف حاصل ہوا۔ بعد ازاں ہم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کی مجلس میں حاضر ہوئے۔ آپ نے اپنا کلام قطع کر کے فرمایا۔ حجاز سے چند فقرائے مساکین آئے ہیں۔ اُن کے پاس سوائے ایک قبضہ کے اور کچھ نہ تھا۔ اُس کو اُنہوں نے فروخت کر کے چاول لے کر پکائے۔ اور کھائے۔ مگر اس سے نہ تو وہ سیر ہوئے۔ اور نہ ہی اس میں اُن کو کچھ مزا آیا۔ ہمیں یہ سنکر بہت تعجب ہوا۔ اس کے بعد آپ نے دسترخوان بچھوایا۔ میں نے اپنے رفیق سے آہستہ سے پوچھا۔ کہ تمہیں کس چیز کی خواہش ہے۔ اُس نے کہا۔ کہ مجھ کو کشک وراجی کی خواہش ہے۔ میں اپنے دل میں کہا۔ کہ مجھ کو شہد کی اشتہا ہے۔ آپ نے فوراً اپنے خادم سے یہ دونوں چیزیں منگوائیں۔ ہماری طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ کہ اِن دونوں کے سامنے رکھدو۔ خادم نے کشک وراجی میرے سامنے اور شہد میرے رفیق کے سامنے رکھ دیا۔ آپ نے فرمایا نہیں نہیں اسے اُلٹ دو۔ یعنی شہد کی جگہ کشک وراجی اور کشک وراجی کی جگہ شہد رکھو۔ میں اُس وقت گھبرا کر چیخ اُٹھا۔ اور دوڑ کر آپکے پاس گیا۔ آپنے فرمایا۔ اَھلاً بِوَاعِظِ الدِّیَارِ المِصْرِیَّۃِ (واعظ مصر مرحبا مرحبا) میں نے عرض کیا۔ حضرت آپ کیا فرماتے ہیں۔ میں تو اس لائق نہیں۔ مجھ کو تو سورۂ فاتحہ پڑھنے کا بھی سلیقہ نہیں ہے۔ آپنے فرمایا نہیں نہیں مجھ کو حکم ہوا ہے۔ کہ میں تم کو ایسا کہوں۔ ابوالحسن بیان کرتے ہیں کہ پھر میں آپ سے تحصیل علم میں مشغول ہوگیا۔ اور ایک ہی سال میں مجھ کو اس قدر روحانی فتوحات حاصل ہوئیں۔ جس قدر کہ کسی اور شخص کو بیس سال میں بھی حاصل نہ ہو سکیں۔ اس کے بعد میں بغداد میں وعظ کہتا رہا۔ پھر میں نے آپ سے مصر واپس جانے کی اجازت لی۔ آپنے مجھ کو اجازت دی۔ اور فرمایا۔ کہ جب تم دمشق پہنچو گے تو وہاں تم کو ترکی فوج ملیگی۔ جو مصر پر قبضہ کرنیکی غرض سے آئی ہوئی ہوگی۔ تم اُن سے کہنا کہ تم اس سال اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ اِس لئے تم واپس جاؤ۔ پھر آئندہ دوسرے سال تم کامیاب ہو سکو گے۔ چنانچہ جب میں دمشق میں پہنچا۔ تو مجھ کو ترکی فوج ملی۔ جو کچھ آپنے اُنکی بابت مجھ سے فرمایا تھا۔ وہ میں نے اُن سے کہدیا۔ لیکن اُنہوں نے میرا کہنا نہ مانا۔ بعد ازاں جب مصر میں پہنچا۔ تو وہاں جا کر دیکھا کہ خلیفہ مصران سے مقابلہ کی تیاریاں کر رہا تھا۔ میں نے اُس سے کہا۔ کہ کوئی خوف کی بات نہیں ہے

وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکیں گے۔ بلکہ تمہاری ہی فتح ہوگی۔ بالآخر ترکی فوج نے مصر پر حملہ کیا۔ اور شکست کھا کر واپس ہوئی۔ خلیفہ مصر نے میری بڑی عزت کی۔ اور مجھ کو اپنا مصاحب اور رازدار بنالیا۔ دوسرے سال ترکی سپاہ نے پھر چڑھائی کی۔ اور اس دفعہ وہ مصر پر قابض ہو گئے اور انہوں نے بھی میری عزت کی۔ غرضیکہ آپ کی صرف ایک بات سے مجھ کو دونوں دولتوں کی طرف سے ڈیڑھ لاکھ دینار حاصل ہوئے + رضی اللہ تعالےٰ عنہ +

بیان کیا جاتا ہے۔ کہ ابوالحسن شیخ زین الدین مذکور زمانۂ سابقہ میں ہی مصر کی طرف آرہے تھے۔ ابتداء میں اُن کو تفسیر کی صرف ایک ہی کتاب یاد تھی۔ مگر وہ مقبول خاص و عام ہو کر مصر میں بہت شہرت حاصل کر چکے تھے۔ بعد ازاں یہ اکابر محدثین سے ہو گئے۔ اور لوگ اُن سے بہت ہی مستفید ہوئے۔ اصل میں اُن کی پیدائش دمشق تھی۔ لیکن مصر میں آکر بود و باش اختیار کر لی تھی۔ اور ماہ رمضان المبارک ۶۹۹ھ ہجری میں یہیں اِن کا انتقال ہوا +

مکان کی چھت سے ایک سانپ کا آپ کے سامنے گرنا۔ اُس وقت آپ کا استقلال۔ اور آپ سے اسکا ہمکلام ہونا

احمد بن صالح الجیلی بیان کرتے ہیں۔ کہ میں ایک وقت (بغداد کے) مدرسہ نظامیہ میں آپ کے ساتھ موجود تھا۔ اُس وقت بہت سے علماء و فقراء آپ کی خدمت میں حاضر تھے۔ اور آپ اُس وقت قضاؤ قدر کی بابت کچھ بیان فرما رہے تھے۔ کہ اس اثناء میں ایک بہت بڑا سانپ آپ کے سامنے چھت سے گرا۔ تمام لوگ ڈر کے مارے اُٹھ کر بھاگ گئے۔ مگر آپ نے باستقلال جنبش تک نہ کی۔ اور اسی طرح اپنی جگہ پر بیٹھے ہوئے تقریر فرماتے رہے۔ یہ سانپ آپکے کپڑوں میں گھس کر آپ کے تمام جسم پر پھرنے لگے تو آپ کے گلے کے پاس سے اُتر کر زمین پر کھڑا ہو گیا۔ اور آپ سے کچھ باتیں کر کے چلا گیا۔ مگر اُسکی بات کو کسی نے کچھ سمجھا نہیں۔ اس کے بعد تمام لوگ پھر بدستور آ کر وہی اپنی جگہ پہ بیٹھ گئے۔ اور آپ سے پوچھنے لگے۔ کہ اُس نے آپ سے کیا کیا باتیں کیں۔ آپ نے فرمایا۔ اس نے مجھ سے کہا ہے۔ کہ میں نے بہت سے اولیاء اللہ کو آزمایا۔ مگر آپ جیسا کسی کو نہیں پایا اس کے جواب میں میں نے اس سے کہا۔ کہ میں قضاء و قدر میں گفتگو کر رہا تھا۔ اس لئے تو میرے اوپر گرا۔ کہ تو ایک زمین کا کیڑا ہے۔ قضاء قدر ہی تجھ کو متحرک کرتی ہے۔ تو نے چاہا۔ کہ میرا قول و فعل دونوں

برابر ہو جائیں۔ رضی اللہ تعالےٰ عنہ +

ایکدفعہ جامع منصوری میں ایک جِن کا اژدہا بن کر آپ کے سامنے آنا

آپ کے صاحبزادے عبدالرزاقؒ بیان فرماتے ہیں۔ کہ میں نے اپنے والد بزرگوار شیخ عبدالقادرؒ سے سُنا۔ آپ نے بیان فرمایا۔ کہ میں ایک دفعہ جامع منصوری میں نماز پڑھ رہا تھا۔ کہ اثنائے نماز میں مَیں نے بوریئے پر سے کسی چیز کے آنے کی آواز سُنی۔ بعدازاں ایک اژدہا میرے سجدے کی جگہ مُنہ پھاڑ کر بیٹھ گیا۔ جب مَیں سجدہ کرنے لگا۔ تو مَیں نے اُسے الگ کر کے سجدہ کیا۔ پھر جب مَیں قعدہ میں بیٹھا۔ تو یہ میری زانوں پر سے ہو کر میری گردن پر چڑھ گیا۔ اس کے بعد جب میں سلام پھیر کر نماز سے فارغ ہوا۔ تو پھر وہ مجھ کو نظر نہیں آیا۔ پھر دوسری صبح کو جامع مسجد کے ایک ویران حصّہ میں پہنچ گیا۔ تو یہاں مجھ کو ایک شخص آنکھیں پھاڑے ہوئے دکھائی دیا۔ مجھ کو معلوم ہوا۔ کہ یہ جن ہے۔ اُس نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ کل آپ کے پاس اثنائے نماز میں مَیں ہی آیا تھا۔ اسی طرح سے مَیں نے اکثر اولیاء اللہ کو آزمایا۔ مگر آپ کی طرح کوئی بھی ثابت قدم۔ اور مستقل نہیں رہا۔ بلکہ کسی کے ظاہر میں اور کسی کے باطن میں اضطراب پیدا ہو گیا۔ آپ ظاہر و باطن دونوں میں ثابت قدم رہے ہیں۔ پھر اُس نے میرے ہاتھ پر توبہ کی درخواست کی۔ تو مَیں نے اُسے توبہ کرائی۔ رضی اللہ تعالےٰ عنہ +

آپ کی دُعا سے مریضوں کا شفایاب ہونا

شیخ خضر الحسینی الموصلی بیان کرتے ہیں۔ کہ مَیں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں قریباً عرصہ تیرہ ۱۳ سال تک رہا۔ اس اثناء میں مَیں نے آپ کے بہت سے خوارق عادات دیکھے منجملہ اُن کے ایک یہ واقعہ ہے۔ کہ جس بیمار کے علاج سے اطباء عاجز آجاتے تھے۔ وہ مریض آپ کے پاس آکر شفایاب ہو جاتا۔ آپ اس کے لئے دعاءِ صحت فرماتے۔ اور اُس کے جسم پر اپنا دستِ مبارک رکھتے۔ خدائے تعالےٰ اُسی وقت صحت عطا فرماتا۔ رضی اللہ تعالےٰ عنہ +

مریضِ استسقاء

ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ کہ خلیفہ المستنجد باللہ کے عزیزوں میں سے ایک مریضِ استسقاء آپ کے پاس لایا گیا۔ اُس کا پیٹ مرضِ استسقاء کی وجہ سے بہت ہی بڑھ گیا تھا۔ آپ نے اُس کے اوپر اپنا دستِ مبارک پھیرا۔ تو اُس کا پیٹ بالکل چھوٹا ہو گیا گویا کہ وہ بیمار ہی نہیں ہوا تھا۔ رضی اللہ عنہ +

مریضِ بخار

ایک دفعہ ابو المعالی احمد البغدادی الحنبلی آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے آنکر بیان کیا کہ میرے فرزند محمد کو سوا سال سے بخار آرہا ہے۔ اور کسی طرح سے نہیں اُترتا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ تم اُس کے کان میں جا کر کہدو۔ کہ اے بخار میرے لڑکے سے دور ہو کر (قریہ) حلہ میں چلا جا۔ پھر ہم نے کئی سالوں کے بعد اُن سے اُن کے فرزند کا حال دریافت کیا۔ تو انہوں نے بیان کیا کہ جس طرح سے آپ نے مجھ کو فرمایا تھا۔ وُہی مَیں نے اُس کے کان میں کہدیا۔ بعد ازاں اُسے بخار نہیں ہؤا۔ اور انہوں نے یہ بھی بیان کیا۔ کہ جب میں بغداد جاتا ہوں۔ تو وہاں سے یہ خبر ضرور سنتا ہوں کہ اہلِ حلہ اکثر بخار میں مبتلا رہتے ہیں +

آپکی دُعاء سے کبوتری کا انڈے دینا۔ اور قمری کا بولنے لگنا

خضر الحسینی بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ شیخ ابو الحسن علی الازجی بیمار ہو گئے۔ تو آپ اُن کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ تو وہاں آپ نے ایک کبوتری اور قمری کو دیکھا۔ کبوتری کی بابت آپ سے بیان کیا گیا۔ کہ عرصہ چھ ماہ سے انڈے نہیں دیتی۔ اور قمری کی نسبت آپ سے یہ بیان کیا گیا۔ کہ اتنی ہی مدت سے یہ بولتی نہیں ہے۔ آپ نے کبوتری کے نزدیک کھڑے ہو کر فرمایا۔ کہ تو اپنے مال سے فائدہ پہنچا۔ اور قمری کے پاس کھڑے ہو کر فرمایا۔ کہ اپنے خالق کی تسبیح کر خضر الحسینی کہتے ہیں۔ کہ اُسی وقت کبوتری انڈے دینے لگی۔ اور بچے نکالے۔ اور اُس کی نسل بڑھی اور قمری بولنے لگ گئی حتیٰ کہ بغداد میں اس کی شہرت ہو گئی۔ اور لوگ قمری کی باتیں سننے کیلئے آنے لگے۔

سنہ ۵۶۰ہجری کا ذکر ہے۔ کہ ایک دن آپ نے مجھ سے فرمایا۔ کہ خضر تم موصل چلے جاؤ۔ وہاں پر تمہارے ہاں اولاد ہوگی۔ اور پہلی دفعہ لڑکا پیدا ہوگا۔ جس کا نام محمد ہے۔ جب اُسکی عمر سات برس کی ہوگی

تو اُس کو بغداد کا ایک نابینا جس کا نام علی ہے۔ اُسے عرصہ چھ ماہ میں قرآن مجید زبانی یاد کرا دے گا۔ اور تم خود چورانوے ۹۴ سال چھ ماہ اور سات دن کی عمر پا کر شہر اربل میں انتقال کرو گے۔ اور تمہاری قوت شنوائی و بینائی اور قوائے اُسوقت تک صحیح و تندرست رہینگے۔ چنانچہ اُس کے فرزند ابو عبداللہ محمد نے بیان کیا۔ کہ میرے والد ماجد شہر موصل میں آگر رہے۔ وہاں غرۂ ماہ صفر ۵۳۱ھ ہجری میں پیدا ہوا۔ جب میں سات برس کا ہوا۔ تو میرے والد ماجد نے میرے لئے ایک جید حافظ کو مقرر فرمایا۔ میرے والد بزرگوار نے اُن کا نام اور وطن دریافت کیا تو اُنہوں نے بتایا۔ کہ میرا نام علی ہے۔ اور بغداد کا رہنے والا ہوں۔ اس کے بعد میرے والد ماجد نے اُن سے حضرت شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ کا ان واقعات کے متعلق پہلے ہی سے خبر دینا بیان کیا۔ پھر جب نائوین صفر ۶۲۵ھ ہجری کو شہر اربل میں میرے والد ماجد نے انتقال کیا۔ تو اُس وقت اُن کی عمر پوری چورانوے سال چھ ماہ اور سات یوم تھی۔ اور اُن کے تمام حواس و قوائے اُس وقت بالکل ٹھیک تھے۔ رضی اللہ تعالےٰ عنہم اجمعین +

آپ کے ایک مرید کا قول

عمر بن مسعود البزاز نے بیان کیا ہے۔ کہ میری آنکھوں نے معارف و حقائق میں آپ جیسا عارف نہیں دیکھا۔ ایک دفعہ آپ کے ایک مرید کی نسبت آپ سے بیان کیا گیا۔ کہ وہ کہتا ہے۔ کہ میں بعینہٖ اپنی انہی آنکھوں سے خدائے تعالیٰ کو دیکھتا ہوں۔ آپ نے اُسے بلوا کر اس امر کی بابت دریافت کیا۔ کہ یہ جو تمہاری نسبت بیان کیا گیا ہے۔ سچ ہے؟ اُس نے اس کا اقرار کیا۔ تو آپ اُس پر بہت ناراض ہوئے اور فرمانے لگے۔ کہ پھر آئندہ تم کو ایسا نہیں کہنا چاہیئے +

اس کے بعد آپ سے پوچھا گیا۔ کہ آیا یہ شخص اپنے قول میں حق بجانب ہے یا نہیں؟ آپ نے فرمایا۔ حق بجانب ہے۔ مگر اس کا حق بجانب ہونا بھی اس پر ملتبس ہے۔ کیونکہ اُس نے اپنی بصیرت سے اس کا مشاہدہ کیا ہے۔ اور اس کی بصیرت کی شعاعیں اُس کے نور شہود سے متصل ہیں۔ اس سے اسے گمان ہوا۔ کہ اُس نے اپنی بصیرت سے دیکھا ہے۔ وہ بعینہٖ اپنی بصارت سے۔ حالانکہ اس کی بصارت نے صرف بصیرت کو دیکھا۔ مگر اسے اس کی خبر نہیں۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيَانِ۔ اللہ تعالےٰ نے دو دریا نکالے۔ (میٹھے اور کھاری) جو ملتے ہیں۔ اور پھر بھی وہ ایک دوسرے کی حد سے تجاوز نہیں کرتے۔ نیز یہ کہ اللہ تعالےٰ جب چاہتا ہے۔ اپنے بندوں کے دلوں پر انوار جلال و جمال اُتارتا ہے۔ تو انوار جلال و جمال سے اُن کے دل وہ شے

حاصل کرتے ہیں۔ جو کہ صورتوں کو صورتیں حاصل ہوا کرتی ہیں۔ مگر در حقیقت یہاں پر صورتیں نہیں ہوتی پھر انوار جلال و جمال کے بعد ردا یائے کبریائے الٰہی ہے۔ جو کسی طرح سے چاک نہیں ہو سکتی۔ اُس وقت آپکی خدمت میں بہت سے علماء و مشائخ حاضر تھے۔ سب کے سب آپ کی اس فصیح تقریر سے نہایت محظوظ ہوئے۔ اور ساتھ ہی آپ کی اس احسن بیانی سے کہ آپ نے کس خوبی سے اپنے مرید کا حال بیان فرمایا مرعوب بھی ہو گئے۔ رضی اللہ تعالےٰ عنہ +

ایک چوہے کا چھت پر سے کئی دفعہ آپ کے اوپر مٹی گرانا اور آپ کے فرمانے سے اسکا گر کر مر جانا

شیخ معمر جرادہ بیان کرتے ہیں۔ کہ میں ایک دفعہ آپ کی خدمت میں حاضر تھا۔ اُسوقت آپ بیٹھے ہوئے کچھ لکھ رہے تھے۔ کہ اس اثناء میں چھت سے دو تین بار کچھ مٹی گری۔ آپ اُسے جھاڑتے گئے۔ جب چوتھی دفعہ گری۔ تو آپ نے سر اُٹھا کر اوپر دیکھا کہ ایک چوہا مٹی کھود کھود کر گرا رہا ہے۔ آپ نے اُس سے فرمایا۔ کہ تو اپنا سر اُڑا دے۔ آپ کا یہ فرمانا تھا۔ کہ فوراً اُس چوہے کا سر ایک طرف اور دھڑ ایک طرف جا پڑا۔ اس کے بعد آپ اپنا لکھنا چھوڑ کر بڑے آبدیدہ ہوئے۔ میں نے عرض کیا۔ حضرت! آپ اس وقت کیوں اس قدر آبدیدہ ہوئے ہیں؟ آپنے فرمایا۔ میں ڈرتا ہوں کہ مبادا کسی مسلمان سے مجھ کو ایذا پہنچے تو اُس کا بھی یہی حال ہو۔ جو اس چوہے کا ہوا ہے +

شیخ عمر بن مسعود کا بیان ہے۔ کہ ایک روز آپ وضو کر رہے تھے کہ اسی اثناء میں ایک چڑیا نے آپ پر بیٹ کر دی۔ یہ چڑیا اسی وقت گر کر مر گئی۔ جب آپ وضو کر چکے۔ تو آپ نے کپڑے کا اُتنا حصہ دھویا۔ اور اُتار کر مجھ کو دیا۔ کہ اسے بیچکر اس کی قیمت خیرات کر دو۔ یہ اس کا بدلہ ہے +

آپ کا قیمتی لباس پہننا۔ اور باطن ہیں ابو الفضل احمد کا اس پر معترض ہونا

ابو الفضل احمد بن القاسم بن عبدان القرشی البغدادی البزاز بیان کرتے ہیں۔ کہ آپ قیمتی لباس زیب تن کیا کرتے تھے۔ ایک دن آپ کا خادم میرے پاس آیا۔ اور کہنے لگا۔ مجھکو ایک کپڑا دو

جو فی گز ایک دینار قیمت کا ہو۔ اس سے کم قیمت کا نہ ہو۔ اور نہ زیادہ قیمت کا۔ غرضیکہ وہ کپڑا میں نے دیدیا۔ اور پوچھا۔ کہ یہ کس کے لئے ہے۔ آپکے خادم نے کہا۔ کہ حضرت شیخ عبدالقادر کے لئے۔ میں نے اپنے دل میں کہا۔ کہ آپ نے امراء و سلاطین کا کوئی لباس نہیں چھوڑا۔ میرے دل میں ابھی یہ بات نہیں گذری تھی۔ کہ میرے پاؤں میں ایک میخ آگی۔ جس سے میں مرنے کے قریب ہو گیا۔ لوگوں نے میرے پیر سے اُس میخ کے نکالنے کی بہت کوشش کی۔ مگر کسی سے وہ میخ باہر نہ نکل سکی۔ میں نے کہا۔ مجھ کو آپ کی خدمت میں لے چلو۔ چنانچہ لوگوں نے مجھ کو لے جاکر آپ کے سامنے ڈال دیا۔ آپ نے فرمایا۔ ابوالفضل! تم نے اپنے وطن میں مجھ سے کیوں تعرض کیا۔ خدا کی قسم میں نے یہ لباس نہیں پہنا۔ مگر تاوقتیکہ مجھ سے اس کی نسبت کہا گیا۔ کہ تم ایسا قمیص پہنو۔ جو فی گز ایک دینار قیمت کا ہو۔ ابوالفضل یہ مردوں کا کفن ہے۔ اور مردوں کا کفن خوشنما ہوا کرتا ہے۔ یہ میں نے ایک ہزار موت کے بعد پہنا ہے۔ پھر آپنے میرے پیر پر اپنا دست مبارک پھیرا۔ تو اُسی وقت درد جاتا رہا۔ اور میں اُٹھ کر بخوبی دوڑنے لگا۔ اور بجز اپنے پیر کے میں نے اور کہیں اس میخ کو نہیں دیکھا۔ نہ معلوم وہ کہاں سے آئی تھی۔ اور کہاں چلی گئی۔ پھر آپ نے فرمایا۔ جس کسی کو بھی مجھ پر اعتراض ہوگا۔ اس کا وہ اعتراض اسی کی صورت میں بن جائیگا۔ رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔

خواب میں آپ کے خادم کا ستر عورتوں سے ہمبستر ہونا اور آپ کا اس کی وجہ بتلانا

ابن الحسینی نے بیان کیا ہے۔ کہ ایک رات کا واقعہ ہے کہ اس شب کو خواب میں آپ کے خادم نے ستر عورتوں سے جماع کیا۔ جن سے بعض کو یہ جانتے تھے۔ اور بعض کو نہیں جب یہ صبح کو اُٹھے تو بہت حیران ہوئے۔ اور آپ کی خدمت میں اپنی حالت بیان کرنے گئے آپ نے ان کو دیکھتے ہی فرمایا۔ کہ گھبراؤ مت میں نے شب کو لوح محفوظ میں دیکھا کہ تم ستر عورتوں سے مرتکب زنا ہو گے۔ اس لئے میں نے خدائے تعالےٰ کی جناب میں تمہارے لئے دعا کی۔ کہ ان واقعات کو بیداری سے خواب میں تبدیل کر دے۔ چنانچہ وہ بیداری سے خواب میں تبدیل کر دیئے گئے۔

آپ سے توسل کرنے کا بیان

شیخ علی الخباز کا بیان ہے۔ کہ شیخ ابو القاسم عمر نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ میں نے حضرت شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ سے سنا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ جو کوئی اپنی مصیبت میں مدد چاہے یا مجھ کو پکارے۔ تو میں اس کی مصیبت کو دور کروں گا۔ اور جو کوئی میرے توسل سے خدائے تعالےٰ سے اپنی حاجت روائی چاہے گا۔ تو خدائے تعالےٰ اس کی حاجت کو پورا کرے گا۔ یا جو کوئی دو رکعت نماز پڑھے۔ اور ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد گیارہ دفعہ سورۂ اخلاص یعنی قل ہو اللہ احد پڑھے اور سلام پھیرنے کے بعد گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھے۔ اور مجھ پر بھی سلام بھیجے اور اس وقت اپنی حاجت کا نام بھی لے۔ تو انشاء اللہ تعالےٰ اس کی حاجت پوری ہو گی بعض نے بیان کیا ہے۔ کہ دس پانچ قدم جانب مشرق میرے مزار کی طرف چلکر میرا نام لے۔ اور اپنی حاجت کو بیان کرے۔ بعض کہتے ہیں کہ مندرجہ ذیل دو شعروں کو بھی پڑھے:۔

أَيُدْرِكُنِي ضَيْمٌ وَأَنْتَ ذَخِيرَتِي ۔۔۔ وَأُظْلَمُ فِي الدُّنْيَا وَأَنْتَ نَصِيرِي

کیا مجھ کو کچھ تنگدستی پہنچ سکتی ہے جبکہ آپ میرا ذخیرہ ہیں

اور کیا دنیا میں مجھ پر ظلم ہو سکتا ہے جبکہ آپ میرے مددگار ہیں

وَعَارٌ عَلَى حَامِي الْحِمَى وَهُوَ مُنْجِدِي ۔۔۔ إِذَا ضَلَّ فِي الْبَيْدَاءِ عِقَالُ بَعِيرِي

بھیڑ کے محافظ پر خصوصًا جبکہ وہ میرا مددگار ہو ننگ و

ناموس کی بات ہے کہ بیابان میں میرے اونٹ کی رسی گم ہو جائے

ہر ماہ میں خلیفۂ وقت کی طرف سے آپ کے واسطے خلعت آنا

شیخ عبد اللہ الجبائی بیان کرتے ہیں۔ کہ ہمارے شیخ شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ کے پاس اگر کوئی زرنقد لے کر آتا۔ تو آپ اُسے اپنے ہاتھوں میں نہیں لیتے تھے۔ بلکہ آپ اُسے فرما دیتے تھے۔ کہ تم کچھ لائے ہو تو مصلّے کے نیچے رکھدو۔ پھر بعد ازاں آپ اپنے خادم سے فرماتے کہ یہ زرنقد لے جاکر نانبائی اور سبزی فروش کو دیدو۔ ہر مہینے آپ کے واسطے خلیفہ کی طرف سے خلعت آیا کرتا تھا۔ یہ خلعت آپ ابو الفتح سلطان کو دلوا دیا کرتے تھے۔ آپ اُن کے ہاں سے فقراء اور مہمانوں کے واسطے آٹا قرض لیا کرتے تھے۔ خود آپ نے اس خلعت کو کبھی نہیں پہنا۔

خضر الحسینی بیان کرتے ہیں۔ کہ میں جمعہ کے دن آپ کے ہمراہ جامع مسجد گیا ہوا تھا۔ یہاں پر ایک تاجر نے آکر آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ میرے پاس علاوہ زکوٰۃ کے کچھ مال ہے جسکو میں فقیروں اور مسکینوں کو دینا چاہتا ہوں۔ لیکن مجھ کو اس وقت تک کوئی اس کا مستحق نہیں ملا۔ لہٰذا آپ جس کو فرمائیں اُس کو یہ مال دیدیا جائے۔ یا خود آپ لیکر جسے چاہیں دیدیں آپ نے فرمایا تم یہ مال مستحقین و غیر مستحقین دونوں کو دیدو۔

دل بدست آور کہ حج اکبر است

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپ نے ایک شکستہ دل فقیر کو دیکھا۔ آپنے اُس سے پوچھا۔ کہ تمہارا کیا حال ہے؟ اُس نے عرض کیا۔ کہ میں دجلہ کے دوسرے کنارے جانا چاہتا ہوں۔ اس لئے میں ملاح کے پاس گیا تھا کہ مجھ کو کشتی پر سوار کرا کے عبور کرا دے۔ مگر اُس نے انکار کر دیا۔ اس لئے وہ فقیر تنگدستی کے سبب شکستہ دل ہو رہا تھا۔ اسی اثناء میں ایک شخص تیس دینار آپکے نذرانہ میں لایا۔ آپ نے یہ تیس ۳۰ دینار اس غریب کو دیکر فرمایا۔ کہ جاؤ۔ یہ تیس دینار اُس ملاح کو جاکر دیدو۔ اور کہدو۔ کہ آئندہ پھر وہ کسی غریب کو واپس نہ کرے۔ نیز اُس فقیر کو آپ نے اپنا قمیص اُتار کر دیدیا۔ اور پھر بیس ۲۰ دینار کو آپنے یہ قمیص اس سے خرید لیا

عبد الصمد بن ہمام کا آپ سے انحراف کرنے کے بعد آپ کی خدمت اختیار کرنا

ابو الیسر عبد الرحیم بیان کرتے ہیں کہ عبد الصمد بن ہمام جو ایک ثقہ اور ذی ثروت شخص گذرے ہیں حضرت شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ سے نہایت انحراف رکھتے تھے۔ صرف اس وجہ سے کہ لوگ آپ کے عجیب غریب خوارق عادات بیان کرتے تھے۔ مگر بعد میں انہوں نے آپ کی خدمت نہایت اہتمام سے اختیار کی۔ اس سے لوگوں کو نہایت تعجب ہوا۔ جب آپکی وفات ہو گئی۔ تو میں نے ان سے اس کا سبب دریافت کیا۔ تو انہوں نے بیان کیا کہ میں ابتداء میں جو آپ سے انحراف رکھتا تھا۔ میرا آپ سے یہ انحراف محض میری بے نصیبی کی وجہ تھا۔ ایک وقت کا ذکر ہو۔ کہ جمعہ کے روز مجھ کو آپکے مدرسہ کے قریب سے گذرنے کا اتفاق ہوا۔ میں اسوقت پشیاب خانہ

میں بھی جانا چاہتا تھا۔ مگر نماز عنقریب ہونے والی تھی۔ اس لئے مجھ کو خیال ہوا۔ کہ میں جلدی سے پہلے نماز پڑھ لوں۔ پھر پیشاب پاخانہ جاؤں گا۔ میں مسجد میں گیا۔ اور ممبر کے پاس جگہ خالی تھی۔ میں وہاں بیٹھ گیا۔ مجھے یہ معلوم نہ تھا۔ کہ جمعہ کی نماز آپ ہی پڑھائینگے۔ غرض لوگ بکثرت آگئے۔ میں اپنی جگہ بیٹھا رہا۔ گو اُس وقت مجھ کو حاجت زیادہ معلوم ہوئی۔ اس لئے میں رفع حاجت کے لئے اُٹھنا بھی چاہتا تھا۔ لیکن لوگوں کی کثرتِ آمد کی وجہ سے میں اُٹھ نہ سکا۔ اس کے بعد مجھ کو حاجت بشدت معلوم ہوئی۔ جسے میں کسی طرح روک نہیں سکتا تھا۔ اتنے میں آپ ممبر پر چڑھے۔ جس سے میری حالت اور بھی متغیر ہو کر آپ کا بغض میرے دل میں زیادہ ہو گیا۔ مجھے اُس وقت نہایت پریشانی ہوئی۔ کہ میں کیا کروں۔ علاوہ بریں حاجت کے بشدت ہونے کی وجہ سے قریب تھا کہ میرے کپڑے ناپاک ہو جاتے۔ اس لئے میں نہایت مغموم ہو رہا تھا۔ کہ اگر میرا پیشاب پاخانہ نکل گیا۔ اور نکلنے کے قریب تھا ہی۔ تو لوگوں کو ضرور بدبُو معلوم ہوگی۔ اور میرے لئے ذلت و رسوائی کا باعث ہوگا اِس مصیبت سے بس میں لقمۂ اجل ہو رہا تھا۔ کہ اتنے میں آپنے ممبر پر سے دو تین سیڑھیاں اُتر کر اپنی آستین مبارک میرے سر پر رکھی۔ جس سے مجھے ایسا معلوم ہوا۔ کہ میں ایک باغیچہ میں ہوں جہاں پانی بہ رہا ہے۔ میں نے یہاں استنجا وغیرہ کیا۔ اور وضو کی دو رکعت نماز پڑھی۔ اس کے بعد آپنے اپنی آستین اُٹھالی۔ تو وہیں اپنی جگہ ممبر کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ اس سے مجھے نہایت تعجب ہوا۔ بعد ازاں میں نے اپنے ہاتھوں اور پاؤں کو دیکھا۔ تو مقاماتِ وضو کی نمی میرے کپڑوں میں موجود تھی۔ مجھے اس سے اور بھی حیرت ہوئی۔ غرضیکہ جب نماز ہو چکی اور میں واپس ہونے لگا تو مجھے اپنا رومال دستی جس میں میری کنجیاں بندھی ہوئی تھیں۔ نہیں ملا جس جگہ پر میں بیٹھا ہوا تھا۔ میں وہاں بہت ڈھونڈا۔ مگر کچھ پتہ نہ چلا۔ میں گھر چلا آیا۔ اور اپنے صندوق کو قفل ساز سے کھلوا لیا۔ میں اُسی وقت اپنی کسی مہم کی وجہ سے عراق عجم کا قصد کر رہا تھا۔ چنانچہ میں اُسی روز کی صبح کو روانہ بھی ہو گیا۔ جب ہم دو منزلیں طے کر کے تیسری منزل پر جا رہے تھے۔ تو اس راہ میں ایک مقام ملا۔ جہاں ایک باغیچہ بھی لگا ہوا تھا۔ اور پانی بہ رہا تھا۔ میرے رفقاء نے مجھ سے کہا کہ ہمیں آگے پانی ملتا نظر نہیں آتا۔ اسلئے ہم یہیں اُتر کر نماز پڑھ لیں۔ اور کھانا وغیرہ بھی کھالیں۔ غرض میں نے اُتر کر دیکھا۔ تو بیشک وہی مقام تھا کہ جسے میں جمعہ کے روز دیکھ چکا تھا۔ میں نے وضو کیا اور نماز پڑھنے کے قصد سے آگے بڑھا ہی تھا کہ وہی اپنا دستی رومال معہ کنجیوں کے پڑا مل گیا۔ مجھے نہایت ہی حیرت ہوئی آخر میں اپنا سفر پورا کر کے واپس ہوا۔ تو واپسی سے میرا اصلی مقصد یہ تھا۔ کہ بغداد پہنچتے ہی آپ کی

خدمت اختیار کروں۔ میں اس واقعہ کو کسی سے بیان نہیں کرتا ہوں۔ کہ کہیں سامعین کو اس میں شک گذرے۔ اور وہ مجھے جھوٹا سمجھیں۔ میں نے کہا۔ کہ نہیں آپ نے جو کچھ دیکھا ہو۔ وہ سب بیان کیجئے آپ کی نسبت کسی کو ایسا خیال نہیں ہو سکتا۔ اس کے بعد انہوں نے کہا کہ بس مجھ کو اب اس سے زیادہ بیان کرنے کی ضرورت نہیں ضرورت بھی نہیں ہے۔ کیونکہ بہت ثقہ لوگوں نے اس قسم کے واقعات بکثرت بیان کئے ہیں۔ میں نے کہا۔ کہ اللہ تعالےٰ نے آپ پر اپنا فضل و کرم کیا۔ تو یہ کہنے لگے۔ کہ میں بیشک خدائے تعالےٰ کا بڑا شکر کرتا ہوں کہ اس نے مجھے اس حال میں نہیں مارا۔ الحمد للہ حمداً کثیراً

آپ کا ایک مرغی کی ہڈیاں جمع کر کے باذنہٖ تعالیٰ اُس کا زندہ کرنا

شیخ محمد بن قائد الاوانی بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ آپ کی خدمت میں ایک عورت اپنے لڑکے کو لے کر آئی۔ اور کہنے لگی میں نے اس لڑکے کو دیکھا۔ کہ وہ آپ سے بہت اُنسیت رکھتا ہے۔ اس لئے میں اپنا حق چھوڑ کر اسے محض لوجہ اللہ آپ کو دیتی ہوں۔ آپ نے اُس لڑکے کو لے لیا۔ اور آپ نے اُسے محنت و مجاہدہ میں ڈال دیا۔ ایک دفعہ یہ عورت آئی۔ تو اپنے لڑکے کو دبلا پتلا اور زرد رو پایا۔ اور اُس نے آپ کو دیکھا۔ کہ جو کی چپاتیاں مُرغی کے گوشت سے تناول فرما رہے ہیں۔ یہ عورت کہنے لگی۔ کہ آپ تو مُرغی کے سالن سے روٹی کھاتے ہیں۔ اور میرے لڑکے کو جو کی روکھی روٹیاں کھلاتے ہیں۔ آپ نے اُس کی ہڈیاں جمع کیں۔ اور ان پر اپنا دستِ مبارک رکھ کر فرمایا۔ قُوْمِیْ بِاِذْنِ اللّٰہِ الَّذِیْ یُحْیِی الْعِظَامَ وَهِیَ رَمِیْمٌ۔ تو بحکم الٰہی جو کہ بوسیدہ ہڈیوں کو زندہ کرتا ہے۔ اُٹھ کھڑی ہو۔ مرغی اُٹھ کھڑی ہو گئی۔ اور کہنے لگی لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ الشَّیْخُ عَبْدُ الْقَادِرِ وَلِیُّ اللّٰہِ پھر آپ نے اُس عورت سے فرمایا۔ تیرا لڑکا جب اس قدر قابل ہو جائے گا۔ تو اس وقت اُس کو اختیار ہے۔ جو چاہے سو کھائے۔

اولیاء اللہ کی حیات و ممات میں اُن کے تصرفات بر اعتقادِ اجماع

ؔ قال حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رضی اللہ عنہ وارضاہ مَنْ یُسْتَمَدُّ فِیْ حَیَاتِہٖ یُسْتَمَدُّ (بقیہ حاشیہ بر صفحہ)

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۹) بقدر مماتہ (یعنی جس سے بحالتِ حیات مدد لی جا سکتی ہے۔ اس سے بعد ممات بھی مدد طلب کی جا سکتی ہے۔ و یکے از مشائخ گفتہ کہ چہار کس از اولیاء دیدم کہ در قبورِ خود تصرف میکنند مثلِ تصرفِ ایشان در حیات یا بیشتر از آں جملہ شیخ معروف کرخی و شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ انتہٰی ۱۲ بندہ نور محمد نقشبندی سجادہ نشین۔

جملہ جمیع علماء و فقراء کا اس بات پر اتفاق ہے۔ اور کتبِ قدیم اس سے بھری ہوئی ہیں۔ کہ جو اولیاء اللہ کہ صاحب تصرفِ تام ہوتے ہیں۔ جن کو خدائے تعالیٰ منتخب کر کے اپنے بندگانِ خاص میں داخل و شامل فرماتا ہے۔ جس طرح سے کہ ان سے تصرفات و خوارقِ عادات زندگی میں صادر ہوتے ہیں۔ اسی طرح ان کی وفات کے بعد بھی ان کی قبور پر ظہور میں آتے ہیں۔ منجملہ ان کے سیدنا مولانا قدوۃ تعالیٰ اللہ تعالیٰ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ اور شیخ الشیوخ معروف بہ ابن محفوظ فیروز الدین مرزبان الکرخیؒ و شیخ واصل اللہ عقیل المنبجی علیہ الرحمۃ اور شیخ کامل حیاتؒ بن قیس الحرانی علیہ الرحمۃ جو کہ سادات و قوادِ اولیائے کرام سے ہیں۔ اور چار پانچ مشائخ ساداتِ صلحاء سے ہیں۔ جو کہ باذن اللہ مردے کو زندہ اور اندھے کو بینا۔ اور مبروص۔ کوڑھی کو اچھا کرتے تھے۔ وہ القطب الربانی والغوث صمدانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی موصوف الصدر اور شیخ جلیل القدر سیدی احمد الرفاعیؒ و قدوۃ السالکین شیخ علی بن الہیتی رحؒ و قدوۃ الصلحاء شیخ بقا بن بطو ہیں۔ رضی اللہ عنہم۔ اسی طرح ساداتِ سلوک چار ہیں۔ شیخ کامل موصلی سلمۃ بن نعمۃ السروجیؒ و قدوۃ العارفین شیخ حماد بن مسلم الدباسؒ و حجۃ الشیوخ تاج العارفین ابو الوفاء محمد کاکیس رحؒ و العابد الزاہد شیخ بن مسافر۔ نَفَعَنَا اللّٰہُ بِھِمْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ ۔

مندرجہ بالا مشائخ کے مناقب و فضائل بالتفصیل جیسا کہ ہم اوپر بھی وعدہ کر چکے ہیں عنقریب آگے مذکور ہوں گے ۔

شیطانِ لعین کی دھوکا دہی

شیخ علی الخباز بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے شیخ ابو الحفص الکیمانی نے بیان کیا کہ میں ایک دفعہ اپنے خلوت خانہ میں بیٹھا ہوا تھا۔ کہ ایک دیوار میں سے ایک نہایت مکروہ صورت شخص نکلا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تم کون ہو۔ اس نے کہا میں ابلیس ہوں۔ تمہیں ایک نصیحت کرنے آیا ہوں۔ میں نے پوچھا۔ وہ کیا؟ کہنے لگا۔ کہ میں تمہیں نشستِ مراقبہ سکھلاتا ہوں۔ اور سرین کے بل آکر

وہ بیٹھ گیا۔ پنڈلیوں کو ہاتھوں سے لپیٹ لیا۔ اور سر دونوں گھٹنوں میں ڈال کر کہنے لگا۔ کہ یہ نشستِ مراقبہ ہے۔ پھر صبح کو میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کی خدمتِ بابرکت میں حاضر ہوا تاکہ آپ سے اس واقعہ کو بیان کروں۔ مَیں نے آگے آپ سے مصافحہ کیا۔ آپ نے میرے ہاتھ رُکے رہے اور میرے بیان کرنے سے پہلے آپ نے فرمایا۔ کہ عمر اُس نے سچ کہا۔ لیکن وہ بڑا جھوٹا ہے۔ آئندہ سے اس کی کوئی بات نہ ماننا۔ شیخ ابوالحسن موصوف بیان کرتے ہیں کہ پھر شیخ ابوحفص کیمانی قریباً ۴۰ سال تک اسی طرح مراقبہ کرتے رہے رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

آپ کا اظہار ما فی الضمیر

شیخ بدیع الدین خلط بن عیاش الشافعی الشافعی بیان کرتے ہیں۔ کہ شافعی زمانہ ابوعمر وعثمان السعدی نے کتاب مسند الامام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ تلاش کرنے کے لئے مجھ کو بغداد بھیجا۔ جب مَیں بغداد گیا۔ تو مَیں نے وہاں دیکھا۔ کہ ہر خاص و عام کی زبان پر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کا مذکور ہے۔ اس لئے مجھے خیال ہوا کہ اگر فی الحقیقت آپ ایسے ہی ہیں جیسا کہ لوگ بیان کرتے ہیں۔ تو آپ میرے ما فی الضمیر کو ضرور پہچان لینگے۔ مَیں اس وقت عادت امور کا خیال کر کے آپکی خدمت میں گیا۔ وہ یہ کہ مَیں نے خیال کیا۔ کہ جب میں آپ کی خدمت میں پہنچوں گا۔ اور آپ کو سلام کروں گا۔ تو آپ میرے سلام کا جواب دینگے۔ بلکہ میری طرف سے منہ پھیر لینگے اور اپنے خادم سے فرمائیں گے۔ کہ جاؤ ایک ٹکڑا کھجور کا جو کہ ان کی پیشانی کے داغ کے برابر ہو۔ ایک سبز ترکاری کا ٹکڑا) جو وزن میں دو دانگ کے برابر ہو۔ اور اس سے کم یا زیادہ نہ ہو۔ لے آؤ۔ پھر جب یہ ٹکڑے آپ کے پاس لائے جائیں گے۔ تو اب آپ بدوں میرے کہے میرے سر پر ٹوپی رکھیں گے۔ اس کے بعد آپ مجھے سلام کا جواب دیں گے۔ شیخ بدیع الدین بیان کرتے ہیں۔ کہ پھر فوراً یہ خیال کر کے مَیں آپ کی خدمت میں گیا۔ آپ اس وقت اپنے مدرسہ کی محراب میں تشریف رکھتے تھے۔ آپ نے میری طرف ایک نظر دیکھا۔ جس سے مجھے معلوم ہوگیا۔ کہ آپنے میرے ما فی الضمیر کو دریافت کر لیا۔ غرضیکہ مَیں نے آپ کو سلام کیا۔ اور آپ نے سلام کا جواب نہ دیا۔ اور میری جانب سے منہ پھیر کر اپنے خادم سے فرمایا۔ کہ ان کی پیشانی کے داغ کے برابر ایک ایک کھجور کا ٹکڑا اور دو دانگ کے برابر ایک سبز ترکاری کا ٹکڑا جو کہ اس سے نہ تو کم ہو۔ اور نہ زیادہ لے آؤ۔ خلاصہ مرام یہ کہ مَیں نے جو کچھ خیال کیا تھا۔ وہ بجنسہٖ آپ نے پورا کر دکھایا۔ اور

اُس میں سرِ مو ذرا بھی فرق نہ ہوا۔ پھر جب آپ کا خادم وہ ٹکڑے لے کر آ گیا۔ تو آپ نے کھجور کا ٹکڑا میری ٹوپی میں رکھ دیا۔ تو ایسا معلوم ہوا۔ کہ میری ٹوپی بعینہٖ اُسی کا قالب ہے۔ اور ترکاری کا ٹکڑا آپ نے میرے سامنے رکھ دیا۔ پھر آپ نے مجھے ٹوپی پہنا کر سلام کا جواب دیا۔ اور فرمایا کیوں تم نے یہی خیال کیا تھا؟ اس کے بعد مَیں نے آپ کی خدمت اختیار کی۔ اور آپ سے علم حاصل کیا اور حدیث بھی آپ ہی کو سنائی (مؤلف بیان کرتے ہیں) کہ پھر یہ آپ سے علم و فضل حاصل کر کے مصر میں جا کر رہے۔ اور مشاہیر علماء و صلحاء اور اکابر علمائے محدثین سے ہوئے۔ اور انہوں نے ہی اپنے تلامذہ کو خرقۂ قادریہ پہنایا۔ رضی اللہ تعالےٰ عنہما ✦

شیخ جمال الدّین ابن الجوزی کا آپکی وسعتِ علم دیکھ کر قال سے حال کی طرف رجوع کرنا

حافظ ابو العباس احمد بن احمد البندنیجی بیان کرتے ہیں کہ ایک وقت کا ذکر ہے۔ کہ مَیں اور شیخ جمال الدین ابن الجوزی حضرت شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرّحمۃ کی مجلس میں حاضر ہوئے۔ اُس وقت آپ ترجمہ پڑھا رہے تھے۔ قاری نے ایک آیت پڑھی۔ اور آپ نے اُس کے وجوہات بیان فرمانے شروع کیئے۔ مَیں نے پہلی وجہ پر شیخ جمال الدین موصوف سے پوچھا۔ کہ آپ کو یہ وجہ معلوم ہے۔ تو انہوں نے کہا۔ ہاں۔ پھر آپ نے ایک وجہ بیان فرمائی۔ مَیں نے شیخ موصوف سے پوچھا۔ کہ یہ وجہ آپ کو معلوم ہے۔ اُنھوں نے کہا۔ ہاں۔ یہاں تک کہ آپ نے اِس آیتِ کریمہ کے متعلق گیارہ وجوہات بیان فرمائیں۔ اور ہر ایک وجہ پر مَیں شیخ موصوف سے پوچھتا گیا۔ کہ آپ کو یہ وجہ معلوم ہے۔ تو شیخ موصوف ہر ایک وجہ کی نسبت کہتے گئے۔ کہ ہاں یہ وجہ مجھے معلوم ہے اِس کے بعد آپ نے ایک اور وجہ بیان کی۔ جس کی نسبت شیخ موصوف سے مَیں نے دریافت کیا۔ تو انھوں نے کہا۔ کہ یہ وجہ مجھ کو معلوم نہیں۔ اِسی طرح آپ نے چالیس وجوہات بیان فرمائیں۔ اور ہر ایک وجہ کو اس قائل کی طرف بھی منسوب کرتے گئے۔ اور اخیر تک ہر وجہ پہ شیخ موصوف نے کہا۔ کہ مجھے اس کا علم نہیں۔ آپ کی وسعتِ علم پر نہایت متعجب ہو کر کہنے لگے۔ کہ ہم قال کو چھوڑ کر حال کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ۔ ان کا یہ کہنا تھا۔ کہ مجلس میں ایک اضطراب پیدا ہو گیا۔ اور شیخ موصوف نے اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے ✦

آپ کا مشغلۂ علمی

محمد بن حسینی الموصلی بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے اپنے والد ماجد سے سُنا کہ انہوں نے بیان کیا۔ کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ تیرہ علوم میں تقریر فرمایا کرتے تھے۔ آپ کے مدرسہ میں ایک درس فروعاتِ مذہبی پر۔ اور ایک اس کے خلافیات پر ہُوا کرتا تھا۔ ہر روز دن کو اوّل و آخر آپ تفسیر و حدیث اور اصول و علمِ نحو وغیرہ کا درس دیتے تھے۔ اور قرآن مجید (یعنی اس کا ترجمہ) آپ بعد ظہر پڑھایا کرتے تھے +

آپ کا فتوٰے دینا

عمر البزاز بیان کرتے ہیں کہ عراق کے سوا دیگر بلاد سے بھی آپ کے پاس فتوٰے آیا کرتے تھے۔ جب آپ کے پاس کوئی فتوٰے آتا۔ تو آپ کو اُس میں غور و فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہُوا کرتی تھی۔ کسی فتوے کو بھی آپ اپنے پاس نہیں رکھتے تھے۔ بلکہ اسے پڑھ کر اُسی وقت اُس کے ذیل میں اُس کا جواب تحریر فرما دیتے تھے۔ اور حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ و حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ دونوں کے مذہب پر آپ فتوٰے دیا کرتے تھے۔ آپکے فتوے علمائے عراق پر بھی پیش ہوتے تھے۔ تو اُن کو آپ کے سرعتِ جواب پر نہایت تعجب ہوتا۔ جو کوئی بھی آپکے پاس علوم دینیہ میں سے کوئی سا بھی علم حاصل کرنے آتا۔ تو وہ آپ کے علم میں آپ کا ہمیشہ محتاج اور دوسروں پر فائق رہتا +

ایک عجیب و غریب فتوٰے

آپکے صاحبزادے شیخ عبدالرزاق بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک مرتبہ بلادِ عجم سے ایک فتوٰی آپکے پاس آیا اس سے پیشتر یہ فتوٰے علمائے عراق پر پیش ہو چکا تھا۔ مگر کسی نے بھی اس کا جواب شافی نہ دیا +

صورتِ مسئلہ یہ ہے کہ اکابرِ علمائے شریعت مندرجہ ذیل مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں۔ کہ ایک شخص نے طلاق ثلثہ کے ساتھ اس بات کی قسم کھائی کہ وہ ایک ایسی عبادت کریگا۔ کہ جس میں وہ یہ عبادت کرتے وقت تمام لوگوں سے متفرد ہوگا۔ بَیِّنُوْا تُوْجَرُوْا +

سلہ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حنبلی المذہب تھے۔ مذہب شافعی کے مطابق گاہے گاہے فتوٰی دینا مسائلِ اتفاقیہ میں تھا۔ فافہم۔ ولا تکن من القاصرین ۰ بندہ نور محمد نقشبندی سجادہ نشین +

جب آپ کے پاس یہ فتویٰ آیا آپ نے اُسے پڑھکر فوراً لکھ دیا۔ کہ یہ شخص مکہ معظمہ جاکر خانہ کعبہ کو خالی کرائے۔ اور سات دفعہ اُس کا طواف کر کے اپنی قسم اُتار دے۔ چنانچہ یہ جواب ملتے ہی مُستفتی اسی روز مکہ معظمہ روانہ ہو گیا۔ رضی اللہ تعالےٰ عنہ *

محمد بن ابو العباسؒ کا ایک مجمع مشائخین میں آپکو خواب میں دیکھنا

محمد بن ابی العباس الخضر الحسینی الموصلی بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے اپنے والد ماجد سے سنا۔ اُنہوں نے بیان کیا۔ کہ ۵۵۱ھ کا واقعہ ہے کہ آپ کے مدرسہ میں مَیں نے خواب میں دیکھا۔ کہ مشائخ بروبحر جمع ہیں جن کے صدر آپ ہیں۔ اُن میں سے بعض کے سر پر صرف عمامہ۔ اور عمامہ پر ایک چادر۔ اور بعض کے عمامہ پر دو چادریں اور آپ کے عمامہ پر تین چادریں دیکھیں۔ مَیں اپنے خواب میں سوچتا رہا۔ کہ آپکے عمامہ پر تین چادریں کیسی ہیں؟ اتنے میں میری آنکھ کھُلی۔ تو مَیں نے دیکھا۔ کہ آپ میرے سرہانے کھڑے فرما رہے ہیں کہ ایک شریعت کی دوسری حقیقت کی۔ اور تیسری بزرگی وعظمت کی *

تمام اولیائے وقت کا آپ سے تعہّد

شیخ ابو البرکات صخر بن صخر مسافر بیان کرتے ہیں کہ اولیائے زمانہ میں سے آپ سے ہر ایک کا عہد تھا۔ کہ وہ اپنے ظاہر و باطن میں آپکے بدوں اجازت کچھ تصرف نہ کرسکیں گے۔ آپ کو مقام حضرت القدس میں ہمکلام ہونے کا مرتبہ حاصل تھا۔ آپ اِن اولیائے کرام میں سے ہیں۔ کہ جنکو حیات وممات دونوں میں تصرفِ تام حاصل ہوتا ہے۔ رضی اللہ عنہ عنا بہٖ *

شیخ علی بن الہیتی بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ مَیں اور شیخ بقا بن طوؒ آپ کے ساتھ حضرت امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ کے مزار پر زیارت قبر کے لئے گئے۔ اُس وقت مَیں نے مشاہدہ کیا۔ کہ امام موصوف علیہ الرحمۃ نے اپنی قبر سے نکل کر آپکو اپنے سینے سے لگایا۔ کہ شیخ عبد القادر میں علم شریعت وعلم حقیقت وعلم حال میں تمہارا محتاج ہوں *

ایک دفعہ مَیں آپ کے ساتھ معروف کرخی علیہ الرحمۃ کے مزار کی زیارت کے لئے گیا۔ آپ نے فرمایا۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا شَیْخ مَعْرُوْف عَبَرْنَاكَ بِدَرَجَتَیْنِ (یعنی ہم تم سے دو درجہ بڑھ گئے ہیں۔) تو شیخ موصوف نے اپنی قبر میں سے جواب دیتے ہوئے فرمایا۔ وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ یَا سَیِّدَ اَھْلِ زَمَانِہٖ رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْھُمْ اَجْمَعِیْنَ *

آپ کی مجلسِ وعظ میں جنات کا آنا

ابونظر بن عمر البغدادی بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے اپنے والد ماجد سے سُنا۔ انہوں نے بیان کیا۔ کہ مَیں نے ایک دفعہ بذریعۂ عمل جنات کو بُلایا۔ تو اُس وقت اُن کے حاضر ہونے میں معمول سے زیادہ دیر ہوئی۔ جب وہ میرے پاس آئے۔ تو انہوں نے مجھ سے کہا۔ کہ جس وقت ہم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی مجلس میں ہوں۔ اُس وقت تم ہم کو نہ بُلایا کرو۔ مَیں نے اُن سے کہا۔ کہ کیا آپ کی مجلس میں تم لوگ بھی جایا کرتے ہو۔ انہوں نے کہا۔ کہ آپ کی مجلس میں بہ نسبت اِنس کے ہم لوگ بکثرت ہوتے ہیں۔

ایک بزرگ کا خواب

ابوالفرح الدویرہ و عبدالحکیم الاثری و یحییٰ المقرصری و علی بن محمد الشہربائی وغیرہ مشائخ بیان فرماتے ہیں کہ ۵۶۱ھ واقعہ ہے۔ کہ ہم لوگ ایک دن شیخ علی بن ادریس الیعقوبی کی خدمت میں حاضر تھے۔ کہ اتنے میں شیخ عمر المریدی المعروف تبریدہ آپ کی خدمت میں آئے۔ آپ نے اُن سے فرمایا۔ کہ تم اپنا خواب بیان کرو۔ اُنہوں نے بیان کیا۔ کہ مَیں نے خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہو گئی ہے۔ اور انبیاء اور اُن کے ہمراہ اُن کی اُمتیں چاروں طرف سے چلی آرہی ہیں۔ کسی کے ہمراہ ایک۔ اور کسی کے ہمراہ دو آدمی ہیں۔ اِتنے میں مَیں نے دیکھا۔ کہ رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی تشریف لا رہے ہیں۔ اور آپ کے ساتھ آپ کی اُمت دریا کی موجوں یا شب کی طرح چھائی ہوئی چلی آرہی ہے۔ انہیں میں بہت سے مشائخ ہیں۔ اور ہر ایک مشائخ کے ساتھ اُن کے مرید ہیں۔ جو آپس میں ایک دوسرے سے حسبِ مراتب فضیلت رکھتے ہیں۔ پھر اِن مشائخ میں مَیں نے ایک اور بزرگ کو دیکھا۔ کہ جس کے ہمراہ بہت سی خلقت ہے۔ جو دوسروں پر فضیلت رکھتی ہے۔ مَیں نے اُن کی نسبت پوچھا۔ کہ یہ کون بزرگ ہیں؟ تو مجھ سے کہا گیا۔ کہ یہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ ہیں۔ مَیں نے آگے بڑھ کر آپ سے کہا۔ کہ حضرت کُل مشائخین میں مَیں نے آپ سے زیادہ افضل کسی کو نہیں پایا۔ اور نہ آپ کے اتباع سے دوسروں کے اتباع کو بہتر دیکھا۔ تو آپ نے مندرجہ ذیل اشعار پڑھ کر سُنائے:۔ ؎

إِذَا كَانَ مِنَّا سَيِّدٌ فِي عَشِيْرَةٍ عَلَاهَا وَإِنْ ضَاقَ الخِنَاقُ حَمَاهَا

جس قبیلہ میں کہ ہمارا کوئی سردار موجود ہوگا۔ تو وہ سب

پر غالب رہیگا۔ اور ان پر کوئی سختی آئیگی تو وہ اُن کی حمایت کریگا

وَمَا اخْتُبِرَتْ إِلَّا وَأَصْبَحَ شَيْخُهَا وَلَا افْتَخَرَتْ إِلَّا وَكَانَ فَتَاهَا

اور وہ آزمائش میں پورا نہ اتریگا جب کہ یہ اس کا سردار ہے۔ اور

نہ کسی بات پر فخر کر سکے گا مگر تب ہی کہ یہ اُن میں موجود ہو

وَمَا ضُرِبَتْ بِالْأَبْرَقَيْنِ خِيَامُنَا فَأَصْبَحَ مَأْوَى الطَّارِقِيْنَ سِوَاهَا

اور جہاں کہیں بھی خواہ ابرقان ہی میں جب ہمارے خیمے گاڑے

تو اس طرف سے ہر گذرنے والے نے اپنا راستہ موڑا

جب میں بیدار ہوا۔ تو یہ اشعار میری زبان پر تھے۔ شیخ محمد الخیاط بھی اُس وقت موجود تھے

شیخ علی بن ادریس موصوف نے آپ سے کہا۔ کہ اسی مضمون سے متعلق آپکے اشعار اگر آپ کو

یاد ہوں۔ تو سُنایئے۔ تو آپ نے اُس وقت مندرجہ ذیل اشعار سُنائے :۔

هَنِيْئًا لِصَحْبِيْ إِنَّنِيْ قَائِدُ الرَّكْبِ أَسِيْرُ بِهِمْ قَصْدًا إِلَى مَنْزِلِ الْمُرَحَّبِ

میرے احباب کو مبارک ہو۔ کہ میں امیر لشکر ہوں۔ میں

اُنہی کے لیئے جاتا ہوں ایک وسیع میدان میں اُنہیں جا اُتاروں

وَأَكْنِفُهُمْ وَالْكُلُّ فِيْ شُغُلِ أَمْرِهِ وَأُنْزِلُهُمْ فِيْ حَضْرَةِ الْقُدْسِ مِنْ قُرْبِيْ

وہ سب کے سب اپنے کام میں مصروف ہیں اور انکی رہائش مقام کی فکر مجھ

کو ہے میں ان کو لیجا کر مقام حضرت القدس میں جا اُتاروں گا۔

وَلِيْ مَعْهَدٌ كُلُّ اللَّطَائِفِ دُوْنَهُ وَلِيْ مَنْهَلٌ عَذْبُ الْمَشَارِبِ وَالشُّرْبِ

مجھ کو ایک ایسی منزل معلوم ہے کہ تمام آسائشیں جس کے آگے ہیچ ہیں

جہاں ایسا پانی ہے کہ جو تمام پانیوں سے زیادہ شیریں و خوش مزہ ہے

وَأَهْلُ الصَّفَا يَسْعَوْنَ خَلْفِيْ وَكُلُّهُمْ لَهُمْ هِمَّةٌ أَمْضٰى مِنَ الصَّارِمِ الْعَضْبِ

اہل باطن میرے پیچھے پیچھے دوڑے چلے آرہے ہیں۔

اُن کی عالی ہمتی ایسی ہے جو تلوار سے زیادہ کام دیتی ہے

آپ کے بعض اقوال

حافظ ابن نجار نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے۔ کہ شیخ عبداللہ الجبائی نے مجھ کو خط لکھا انہوں نے خط میں مندرجہ ذیل مضمون نقل کرتا ہوں :-

شیخ موصوف نے بیان کیا ہے۔ کہ ہمارے شیخ شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ فرمایا کرتے تھے۔ کہ دنیا اشغال اور آخرت اہوال ہے بندہ انہی دونوں کے درمیان رہتا ہے۔ یہانتک کہ اُن کا ٹھکانا جنت یا دوزخ میں قرار پاتا ہے۔ ربنا وقنا عذاب النار بحبیبک المختار صلے اللہ علیہ وسلم۔

مُسلمان کے دِل پر ستارۂ حکمت ماہتابِ علم و آفتاب معرفت کا طلوع ہونا۔

شیخ عبداللہ الجبائی بیان کرتے ہیں کہ آپ نے اپنی بعض مجالس میں بیان فرمایا ہے۔ کہ پہلے مُسلمانوں کے دِل پر حکمت کا ستارہ طلوع کرتا ہے۔ اس کے بعد ماہتابِ علم۔ پھر آفتاب معرفت طلوع کرتا ہے۔ ستارۂ حکمت کی روشنی سے وہ دُنیا کو اور ماہتابِ علم کی روشنی سے وہ آخرت کو۔ اور آفتابِ معرفت کی روشنی سے وہ مولا کو دیکھتا ہے +

نیز آپ نے فرمایا ہے کہ اولیاء اللہ دلہنوں کی طرح چشمِ اغیار سے مخفی رہتے ہیں۔ ذو محرم و صاحبِ راز کے سوا انہیں (یعنی اُن کے مراتب کو) اور کوئی نہیں جانتا اور نہ پہچانتا ہے +

علامہ شیخ شہاب الدین احمد بن العماد الاقفہسی الشافعی اپنی کتاب نظم الدرر فی ہجرت خیر البشر میں جس جگہ انہوں نے جنات کا جناب سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام سے قرآن مجید سُنکر اسلام لانا بیان کیا ہے۔ اسی کے ذیل میں لکھتے ہیں۔ کہ منجملہ ان کے ایک جن سے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کی بھی مُلاقات ہوئی +

کسی نے آپ سے دُعاء کے متعلق سوال کیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ دُعاء کے تین درجے ہیں۔ اوّل تعریض۔ دوم تصریح۔ سوم اشارہ۔ تعریض سے دُعا بکنایہ کرنا۔ اور امرِ ظاہر کو کہکے امرِ مخفی طلب کرنا مراد ہے۔ جیساکہ جناب سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا لا تکلنا الی تدبیر انفسنا طرفۃ عین (یعنی اے پروردگار تو ہمیں صرف ظاہری اسباب پر ایک لمحہ کے لئے بھی نہ چھوڑ) اور تصریح یہ ہے کہ جو صاف

لفظوں میں بیان کیا جاوے۔ جیساکہ حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسّلام نے فرمایا۔
رَبِّ اَرِنِی اَنْظُرْ اِلَیْكَ (اے پروردگار! تو اپنے آپ کو دکھلا کہ میں بھی تجھے ایک نظر دیکھوں) اور اشارہ
یہ ہے۔ جیساکہ آنحضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسّلام نے فرمایا۔ رَبِّ اَرِنِی کَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتیٰ
جس میں آپ نے احیاءِ موتٰی کی طرف اشارہ کیا۔ یعنی اے پروردگار! تو مجھ کو دکھا کہ تو قیامت کے دن) مردوں
کو کیونکر زندہ کریگا +

آپ کی ادعیہ

آپ کے صاحبزادے حضرت عبدالرزاقؒ بیان کرتے ہیں۔ کہ میرے والد ماجد اپنی مجالس
میں مندرجہ ذیل ادعیہ پڑھا کرتے تھے۔ بعض مجلس میں آپ یہ دُعا فرماتے :۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِوَصْلِكَ مِنْ صَدِّكَ وَبِقُرْبِكَ مِنْ طَرْدِكَ وَبِقُبُوْلِكَ
مِنْ رَدِّكَ وَاجْعَلْنَا مِنْ اَھْلِ طَاعَتِكَ وَوُدِّكَ وَاَھِّلْنَا بِشُکْرِكَ وَحَمْدِكَ
یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ہ

ترجمہ۔ اے اللہ! ہم تیرے وصال کے بعد روک دیئے جانے سے۔ اور تیرے
مقرب بن کر نکال دیئے جانے سے۔ اور تیرے مقبول ہونے کے بعد۔ مردود ہونے پناہ مانگتے
ہیں۔ اے اللہ! تو ہمیں طاعت وعبادت کرنے والوں میں سے کردے۔ اور ہمیں توفیق
دے کہ تیرا شکر ادا اور تیری حمد کرتے ہیں +

بعض مجالس میں آپ یہ دُعا فرمایا کرتے تھے :۔

اَللّٰھُمَّ نَسْئَلُكَ اِیْمَانًا یَصْلُحُ لِلْعَرْضِ عَلَیْكَ وَاِیْقَانًا نَقِفُ بِهٖ فِی الْقِیَامَۃِ بَیْنَ یَدَیْكَ
وَعِصْمَۃً تُنْقِذُنَا بِھَا مِنْ وَرْطَاتِ الذُّنُوْبِ وَرَحْمَۃً تُطَھِّرُنَا بِھَا مِنْ دَنَسِ الْعُیُوْبِ
وَعِلْمًا نَفْقَهُ بِهٖ اَوَامِرَكَ وَنَوَاھِیْكَ وَفَھْمًا نَعْلَمُ بِهٖ کَیْفَ نُنَاجِیْكَ وَ
اجْعَلْنَا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ مِنْ اَھْلِ وِلَایَتِكَ وَاَمْلَاءْ قُلُوْبَنَا بِنُوْرِ مَعْرِفَتِكَ وَ
اکْحَلْ عُیُوْنَ عُقُوْلِنَا بِاِثْمِدِ ھِدَایَتِكَ وَاحْرِسْ اَقْدَامَ اَفْکَارِنَا مِنْ مَزَالِقِ
مَوَاطِیِ الشُّبْھَاتِ وَامْنَعْ طُیُوْرَ نُفُوْسِنَا مِنَ الْوُقُوْعِ فِیْ شُبَّاكِ مُوْبِقَاتِ الشَّھْوَاتِ
وَاَعِنَّا فِیْ اِقَامَۃِ الصَّلوٰۃِ عَلٰی تَرْكِ الشَّھَوَاتِ وَامْحُ سُطُوْرَ سَیِّئَاتِنَا مِنْ جَرَائِدِ اَعْمَالِنَا
بِاَیْدِ الْحَسَنَاتِ کُنْ لَنَا حَیْثُ یَنْقَطِعُ الرَّجَاءُ مِنَّا اِذَا اَعْرَضَ اَھْلُ الْجُوْدِ بِوُجُوْھِھِمْ
عَنَّا حِیْنَ نَحْصُلُ فِیْ ظُلَمِ اللُّحُوْدِ رَھَائِنَ اَفْعَالِنَا اِلٰی یَوْمِ الْمَشْھُوْدِ وَاَجْزِ عَبْدَكَ

الضَّعِیْفَ عَلٰی مَا اَلْعَنَ وَاعْصِمْهُ مِنَ الزَّلَلِ وَوَفِّقْهُ مَعَ الْحَاضِرِیْنَ لِصَالِحِ الْقَوْلِ وَالْعَمَلِ وَاَجْرِ عَلٰی لِسَانِهٖ مَا یَنْتَفِعُ بِهِ السَّامِعُ وَتَذْرِفُ لَهُ الْمَدَامِعُ وَیَلِیْنُ الْقَلْبُ الْخَاشِعُ وَاغْفِرْ لَهٗ وَلِلْحَاضِرِیْنَ وَلِجَمِیْعِ الْمُسْلِمِیْنَ +

ترجمہ۔ اے اللہ! تو ہمیں اس درجہ کا ایمان دے کہ جو تیرے حضور میں پیش ہونے کے لائق ہو۔ اور اس درجہ کا یقین عطا فرما جس کی قوت سے ہم قیامت کے دن تیرے روبرو ٹھیر سکیں اور ایسی عصمت نصیب کر کہ جو ہمیں گناہ و معصیت کے گرداب سے نجات دے۔ ہم پر اپنی رحمت نازل کر۔ تاکہ ہم ہمیشہ عیوب کی گندگی سے پاک و صاف رہیں۔ ہمیں وہ علم سکھلا جس سے ہم تیرے احکام کو سمجھیں۔ اور وہ فہم دے جس سے ہم تیری درگاہ میں دُعا کرنا سکھیں۔ اے اللہ! تو ہمیں دُنیا و آخرت میں اہل اللہ سے کر۔ اور ہمارے دلوں میں اپنی معرفت بھر دے۔ (اے اللہ!) ہماری عقل کی آنکھوں میں اپنی ہدایت کا سُرمہ لگا۔ اور افکار کے قدم شبہات کے موقعوں پر پھسلنے سے۔ اور ہماری نفسانیت کے پرندوں کو خواہشات کے آشیانوں میں جانے سے روک لے۔ ہماری شہوات سے ہمیں نکالکر نمازیں پڑھنے۔ روزے رکھنے میں ہماری مدد کر۔ ہمارے گناہوں کے نقوش کو ہمارے اعمالنامہ سے نیکیوں کیساتھ مٹا دے۔ اے اللہ! جبکہ ہمارے افعال رہونہ ظلم کی قبروں میں مدفون ہونے کے قریب ہوں۔ اور تمام اہل جود و سخا ہم سے مُنہ موڑنے لگیں۔ اور ہماری اُمیدیں اُن سے منقطع ہو جائیں۔ تو اُس وقت تو ہمارا قیامت میں والی اور مددگار بن۔ اور ناچیز بندے کو جو کچھ کہ وہ کر رہا ہے اس کا اجر دے۔ اور لغزشوں سے اُسے محفوظ رکھ اور کل حاضرین کو نیک بات اور نیک کام کی توفیق دے۔ اور اس کی زبان سے وہ بات نکلوا جس سے سامعین کو نفع ہو۔ اور جس کے سُننے سے آنسو بہنے لگیں۔ اور سخت دل بھی نرم ہو جائیں۔ خداوندا اُسے اور تمام حاضرین اور کل مسلمانوں کو بخش دے +

آپ اپنے وعظ کو مندرجہ ذیل الفاظ سے ختم کیا کرتے تھے :-

جَعَلَنَا اللّٰهُ وَاِیَّاکُمْ مِمَّنْ تَنَبَّهَ لِحِلِّ هِمَّتِهٖ وَتَنَزَّهَ عَنِ الدُّنْیَا وَتَذَکَّرَ یَوْمَ حَشْرِهٖ وَقَصَّ اٰثَارَ الصَّالِحِیْنَ ۔ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ وَلِیُّ ذٰلِكَ وَالْقَادِرُ عَلَیْهِ یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ ٥

ترجمہ۔ ہمیں اور تمہیں اللہ تعالےٰ اُن لوگوں میں سے کرے جو اُس کی اطاعت و فرمانبرداری سے متنبہ اور دُنیا و مافیہا سے بے لوث ہو کر میدانِ حشر کو یاد رکھتے اور سلفِ صالحین کے قدم بقدم چلتے ہیں اے اللہ! تو بیشک ایسا کر سکتا ہے اور ایسا کرنے پر تجھ کو ہر وقت قدرت حاصل ہوتی ہے +

اسی کے حسب حال یہاں ایک شعر بھی لکھا گیا ہے وہو ہذا ؎

وَمَنْ یَتْرُكُ الْاٰثَارَ قَدْ ضَلَّ سَعْیُهٗ وَهَلْ یَتْرُكُ الْاٰثَارَ مَنْ كَانَ مُسْلِمًا

جو شخص آثار اسلاف کو چھوڑ دیتا ہی اُسکی کوشش رائگاں جاتی ہی مسلمان کا کام نہیں کہ اپنے اسلاف کے قدم بقدم نہ چلے۔

آپ کے ازواج

شیخ الصوفیہ شیخ شہاب الدین عمر السہروردی اپنی کتاب عوارف المعارف کے گیارھویں باب میں بیان کرتے ہیں۔ کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ سے کسی نے پوچھا کہ آپ نے نکاح کیوں کیا؟ آپ نے فرمایا۔ بیشک میں نکاح نہیں کرتا تھا مگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نکاح کرو +

نیز آپ سے نقل کیا گیا ہے۔ کہ آپ نے بیان کیا، کہ مدت سے مَیں نکاح کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ مگر اس وجہ سے مجھے نکاح کرنے کی جرأت نہیں ہوتی تھی۔ کہ میرے اوقات میں کدورت پیدا ہو جائے گی۔ عرصہ تک مَیں اپنے ارادے سے باز رہا۔ مگر کہاں تک کُلُّ اَمْرٍ هُوْنٌ بِاَوْقَاتِهَا (ہر کام کا ایک وقت مقرر ہو چکا ہے) جب یہ وقت آیا۔ تو خدائے تعالےٰ نے مجھے چار بیبیاں عنایت کیں۔ جن میں سے ہر ایک مجھ سے کامل محبت رکھتی تھی +

آپ کی اولاد

ابن نجار نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے۔ کہ آپ کے صاحبزادے عبدالرزاقؒ سے مَیں نے سُنا۔ اُنھوں نے بیان کیا۔ کہ ہمارے والد ماجد کی کُل اولاد انچاس تھی۔ جن میں سے اولاد ذکور ستائیس ۲۷ اور باقی اولاد اناث تھی +

شیخ عبداللہ جبائی نے بیان کیا ہے کہ ہمارے شیخ شیخ عبدالقادر جیلانی نے بیان کیا ہے۔ جب میرے گھر بچہ تولد ہوتا۔ تو مَیں اسے اپنے ہاتھ میں لیتا۔ اور یہ کہکر کہ یہ مردہ ہے اس کی محبت اپنے دل سے نکال دیتا۔ پھر اگر وہ مر جاتا۔ تو مجھے اُسکی موت سے کچھ رنج محسوس نہ ہوتا۔ شیخ عبداللہ جبائی بیان کرتے ہیں کہ چنانچہ آپ کی مجلس وعظ کے دن اگر آپ کی کوئی اولاد فوت ہو جاتی۔ تو اس روز آپ کے معمول میں کچھ فرق نہ آتا۔ بلکہ بدستور سابق آپ مجلس میں تشریف لا کر وعظ فرماتے۔ جب غسل و کفن دیکر آپ کے پاس لایا جاتا۔ اُس وقت آپ نماز جنازہ پڑھاتے رضی اللہ عنہ ورضی اللہ عنا بہٖ +

آپ کی اولادِ کبار میں سے شیخ عبدالوہابؒ ہیں۔ ماہ شعبان ۵۲۲ھ بمقام بغداد آپ کا تولد ہوا اور وہاں ہی بتاریخ پچیس شعبان ۵۹۳ھ شب کو وفات پاکر مقبرہ حلبہ میں مدفون ہوئے +

آپ نے تفقُّہ اپنے والدِ ماجد سے حاصل کیا۔ اور آپ ہی کو حدیث بھی سُنائی۔ علاوہ ازیں ابو غالب ابن البنا وغیرہ دیگر شیوخ کو بھی حدیث سُنائی۔ آپ نے طلب علم کے لئے بلادِ عجم کے دُور و دراز شہروں کا بھی سفر کیا۔ اور ۵۴۳ھ میں جب کہ آپ کی عمر بیس سال سے متجاوز تھی۔ اپنے والد ماجد کے سامنے ہی آپ کی جگہ پر نیابت درس تدریس کا کام نہایت سرگرمی سے نظام دیا۔ اور پھر اپنے والد ماجد کی وفات کے بعد وعظ گوئی کی۔ فتوے دیئے۔ بہت لوگوں نے علم وفضل آپ سے حاصل کیا۔ منجملہ اُن کے شریف۔ حسینی۔ بغدادی اور احمد بن عبدالواسع بن امیرکا وغیرہ فضلا ہیں۔ آپ کے برادران میں اور کوئی ایسے نہیں ہیں۔ کہ جن کو آپ پر ترجیح دی جا سکے۔ آپ اعلےٰ درجہ کے فقیہ بہت بڑے فاضل اور نہایت شیریں کلام تھے۔ مسائلِ خلافیہ وعظ گوئی۔ خوش بیانی میں آپ ید طولےٰ رکھتے تھے۔ دلچسپ اور ظرافت آمیز فقرے آپ کی زبان زد تھے۔ آپ نہایت بامروت کریم النفس وصاحب جود وسخا شخص تھے۔ خلیفہ ناصر الدین نے ستم رسیدہ اور مظلوموں کی معاونت۔ اور ان کی فریاد رسی پر آپ کو مامور کیا تھا +

ذہبی نے بیان کیا ہے۔ کہ آپ نے حدیث بیان فرمائی۔ وعظ کہا۔ فتوے دیئے۔ دیوان شاہی سے بھی آپ کے پاس مراسلات آیا کرتے تھے۔ آپ اعلےٰ درجے کے متین وادیب کامل تھے +

ذہبی اور ابن خلیل وغیرہ اور دیگر بہت سے لوگوں نے آپ سے روایت کی ہے۔ ابن دعیب نے بھی اپنے طبقات میں بیان کیا ہے۔ کہ آپ نے ابن الحسین وابن المرعوابی وابو غالب بن البنا وغیرہ سے حدیث سُنی۔ آپ اعلےٰ درجہ کے فقیہ۔ وزاہد اور بہت بڑے واعظ تھے۔ اور قبولیتِ عامہ آپ کو حاصل تھی۔ مظلوم وستم رسیدہ لوگوں کی فریاد رسی کے لئے آپ خلیفہ کی طرف سے مامور تھے +

منجملہ اُن کے شیخ عیسےٰ ہیں۔ آپ نے بھی اپنے والد ماجد حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ سے تفقُّہ حاصل کیا۔ اور حدیث سُنی۔ اور ابوالحسن بن صرما وغیرہ سے بھی آپ نے حدیث سُنی۔ پھر آپ نے درس و تدریس بھی کی حدیث بیان فرمائی۔ فتوے دیئے۔ وعظ بھی کہا۔ اور تصوف میں جواہر الاسرار۔ لطائف الانوار وغیرہ کتابیں تصنیف کیں۔ پھر آپ مصر تشریف لے گئے۔ اور وہاں جاکر بھی آپ نے وعظ گوئی کی۔ اور حدیث بھی بیان کی۔ اہالیان مصر میں سے ابو تراب ربیعۃ بن الحسن الحضرمی الصنعانی رحمہ مسافر بن للمصری رحمہ حامد بن احمد الارتاحی رحمہ محمد بن محمد الفقیہ المحدث رحمہ عبدالخالق بن صالح القرشی الاموی المصری رحمہ وغیرہ نے آپ سے حدیث سنی +

ابن نجار نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے۔ کہ آپ اپنے والد ماجد کی وفات کے بعد ۵۶۲ھ میں ملکِ شام چلے گئے تھے۔ اور دمشق جاکر علی بن مہدی ابن مفرح الہلالی سے بھی حدیث سُنی۔ اور اپنے والد ماجد کی سند سے حدیث بیان فرمائی۔ وہاں سے آپ پھر مصر تشریف لے گئے۔ اور وہاں ہی آپ نے سکونت اختیار کی۔ یہاں بھی آپ وعظ فرمایا کرتے۔ اور مقبولِ خاص و عام ہوئے۔ اور حدیث بھی بیان کی۔ احمد بن میسرہ بن احمد الہلال الحنبلی وغیرہ نے آپ سے حدیث سُنی +

منذری نے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔ کہ آپ مصر تشریف لے گئے۔ اور وہاں بھی آپ نے حدیث بیان فرمائی۔ وعظ بھی فرماتے رہے اور وہیں وفات پائی + ابن نجار کہتے ہیں۔ کہ میں نے آپ کے مزار شریف پر لکھا دیکھا۔ کہ بارھویں تاریخ ماہ رمضان المبارک ۵۷۳ھ کو آپ نے وفات پائی۔ آپکو شعر و سخن کا مذاق بھی حاصل تھا۔ مندرجہ ذیل اشعار آپ ہی کے کہے ہوئے ہیں

تَحَمَّلْ سَلَامِیْ نَحْوَ اَرْضِ اَحِبَّتِیْ ۔۔۔ وَقُلْ لَّهُمْ اِنَّ الْغَرِیْبَ مُشَوَّقٌ

تم میرے دوستوں کی طرف جاؤ۔ تو ان کو میرا سلام پہنچاکر یہ کہدینا کہ وہ غریب تمہارے اشتیاق محبت سے بھرا ہؤا ہے +

فَاِنْ سَئَلُوْکُمْ کَیْفَ حَالِیْ بَعْدَهُمْ ۔۔۔ فَقُوْلُوْا بِنِیْرَانِ الْفِرَاقِ حَرِیْقٌ

پھر اگر وہ تم سے میرا اور کچھ حال دریافت کریں۔ تو کہدینا کہ وہ بس تمہاری آتشِ ہجر سے سوزاں ہے۔

فَلَیْسَ لَهٗ اِلْفٌ یَسِیْرُ بِقُرْبِهِمْ ۔۔۔ وَلَیْسَ لَهٗ نَحْوَ الرُّجُوْعِ طَرِیْقٌ

اُس کا کوئی بھی ایسا رفیق ہے کہ جو اُسے اُس کے احباب کے پاس پہنچادے۔ غرض اُس کے تمہارے پاس آنے کی کوئی بھی صورت نہیں ہے +

غَرِیْبٌ یُقَاسِی الْهَمَّ فِیْ کُلِّ بَلْدَةٍ ۔۔۔ وَمَنْ لِّغَرِیْبٍ فِی الْبِلَادِ صَدِیْقٌ

اپنی غربت کی وجہ سے وہ جہاں جاتا ہے سختیاں جھیلتا ہے اور ظاہر ہے کہ بلادِ اجنبیہ میں مسافر کا کون غمخوار بنتا ہے۔

ایضاً

اِنِّیْ اَصُوْمُ الدَّهْرَ اِنْ لَّمْ اَرَاکُمْ ۔۔۔ وَیَوْمَ اَرَاکُمْ لَا یَحِلُّ صِیَامِیْ

میں صائم الدہر ہونگا۔ اگر تم کو نہ دیکھ سکا اور جس روز کہ تم کو دیکھوں اُس دن میرا روزہ میرے لئے جائز نہیں

اَلَا اِنَّ قَلْبِیْ قَدْ تَدَلَّهَ فِی الْهَوٰی ۔۔۔ اِلَیْکُمْ وَ فَجَّعَنِیْ مُتَیَّمًا بِذِمَامِیْ

میرے دل نے تمہاری محبت میں مجھے حیران بنا دیا ہے۔ ایسا ہی اُس نے مفتون کی طرح احسان کرکے مجھ پر بڑا سلوک کیا ہے

رجبال میں آپ کی ذرّیت

منجلہ آپ کے صاحبزادوں کے شیخ ابوبکر عبدالعزیزؒ ہیں۔ ۲۷ یا ۲۸ شوال ۵۳۲ھ ہجری میں آپکا تولد ہوا۔ اور ۲۸ ربیع الاول ۶۰۲ھ کو جبال میں آپ نے وفات پائی +

آپ نے بھی اپنے والد ماجدؒ سے تفقہ حاصل کیا۔ اور آپ ہی سے سُنی۔ اور ابن منصور عبدالرحمن محمد القزاز وغیرہ سے بھی حدیث سُنی۔ علم وفضل حاصل کرنے کے بعد آپ نے بھی وعظ کہا۔ درس وتدریس بھی کی۔ بہت سے علماء وفضلاء آپ سے مُستفید ہوئے۔ ۵۸۰ھ میں آپ جبال چلے گئے۔ اور وہیں آپ نے سکونت اختیار کی۔ اور اب تک آپ کی ذریت وہاں موجود ہے +

منجلہ اُن کے شیخ عبدالجبار ہیں۔ آپ نے بھی اپنے والد ماجد سے ہی تفقہ حاصل کیا۔ اور آپ سے اور ابو منصور اور قزاز وغیرہ سے بھی حدیث سُنی۔ اور آپ خوشنویس بھی تھے۔ اور ہمیشہ آپ ارباب قلوب کے ہم صحبت رہتے تھے۔ شیخ عبدالرزاق نے بھی کہ جنکا ذکر آگے آئیگا آپ سے کچھ حدیث سُنی۔ آپ ایک نہایت صُوفی شخص تھے۔ اور ہمیشہ فقراء اور اربابِ قلوب کے ہم صحبت رہتے تھے۔ آپ کا خط بھی نہایت نفیس تھا۔ شیخ عبدالجبار موصوف کا آپ سے بھی پہلے عین عالمِ شباب میں مورخہ ۹ ر ذی الحجہ ۵۷۵ھ ہجری کو انتقال ہوا۔ اور (محلہ) علیہ میں اپنے والد ماجد کے مسافر خانہ میں مدفون ہوئے +

منجملہ ان کے قدوۃ العارفین شیخ حافظ عبدالرزاق ہیں۔ ۱۸ ر ذیقعد ۵۲۰ھ ہجری کو بوقتِ شب متولد ہوئے۔ اور ۷ ر شوال ۶۰۳ھ کو ہفتہ کے دن بغداد ہی میں آپ نے وفات پائی اور باب حرب میں آپ مدفون ہوئے +

ابن نجار نے بیان کیا ہے۔ کہ آپ کی نماز جنازے کا اعلان کیا گیا۔ تو بڑی خلقت جمع ہوگئی۔ اور بیرون شہر لیجاکر آپ کی نماز جنازہ پڑھی گئی۔ اس کے بعد آپ کا جنازہ جامع رصافہ میں لایا گیا۔ یہاں بھی آپ کی نماز جنازہ پڑھی گئی۔ اسی طرح باب تربۃ الخلفاء و باب الحریم و مقبرہ احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ اور کئی مقامات پر آپ کی نمازِ جنازہ پڑھی گئی۔ اس کے بعد آپ کو دفن کر دیا گیا۔ آپ کے جنازے میں اس قدر لوگ شریک تھے۔ جس قدر جمعہ یا عید کے دن ہوا کرتے ہیں +

آپ نے بھی اپنے والد ماجد سے تفقہ حاصل کیا۔ اور حدیث سُنی۔ اور ابوالحسن ضرما وغیرہ سے بھی آپ نے حدیث سُنی۔ آپ نے حدیث سُنائی۔ اور لکھوائی بھی۔ اور دیگر علوم کی درس و تدریس بھی کی۔ آپ بحث مباحثہ کا مشغلہ بھی رکھتے تھے +

اسحٰق بن احمد بن غانم العلثی رح علی بن علی خطیب ربارح وغیرہ جماعت کثیر نے آپ سے روایت کی ہے۔ کہ حافظ ابن نجار نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے۔ کہ حدیث اپنے والد ماجد سے اور ابوالحسن محمد بن الصائغ رح قاضی ابوالفضل محمد الارموی رح ابو قاسم سعید بن النبار رح حافظ ابوالفضل محمد بن ناصر رح ابوبکر الزاغوانی رح ابوالمظفر محمد الہاشمی رح ابوالمعانی احمد بن علی بن السمین رح۔ ابوالفتح محمد بن البطر وغیرہ سے بھی سُنی۔ آپ حافظِ حدیث و فقیہ حنبلی المذہب تھے۔ آپ کی ثقاہت و صداقت۔ آپ کی تواضع۔ آپ کا صبر و شکر اور آپ کے اخلاقِ حسنہ۔ آپ کی عفت معروف ہر خاص و عام تھی)۔ آپ بالعموم لوگوں سے کنارہ کش رہتے تھے۔ اور ضروریات دینی کے بغیر باہر ہرگز نہ نکلتے تھے۔ باوجود عُسرت کے بھی آپ سخی تھے۔ اور طلبہ سے نہایت محبت رکھتے تھے +

حافظ ذہبی نے اپنی کتاب تاریخ الاسلام میں بیان کیا ہے کہ ابو بکر شیخ عبدالرزاق الجیلی ثم البغدادی الحنبلی المحدث الحافظ الثقہ الزاہد نے حسبِ اشارہ اپنے والد ماجد جماعتِ کثیرہ سے حدیث سُنی۔ اور بطورِ خود بھی بہت سے مشائخ سے حدیث سُنی۔ اور جا بجا سے اجزاءِ احادیث نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام تلاش کیے۔ آپ جیلی مشہور تھے۔ منسوب بجلبہ جو کہ بغداد کے ناحیہ شرقیہ میں ایک مشہور محلہ کا نام ہے +

مؤلفِ الروض الناظر نے بیان کیا ہے۔ کہ ذہبی و ابن النجار و اللطیف و تقی البلدانی وغیرہ بہت سے مشاہیر نے آپ سے روایت کی ہے۔ نیز آپ نے شیخ شمس الدین عبدالرحمٰن اور شیخ کمال عبدالرحیم اور احمد بن شیبان و خدیجہ بنت الشہاب بن راجح و اسمٰعیل العسقلانی وغیرہ کو اجازتِ حدیث دی +

منجملہ اُن کے شیخ ابراہیم ہیں۔ آپ نے بھی اپنے والد ماجد ہی سے تفقہ حاصل کیا۔ اور حدیث سُنی۔ دیگر مشائخ سے بھی آپ نے حدیث سُنی۔ آپ واسط سے چلے گئے تھے۔ اور ۵۹۲ھ میں وہیں آپ نے وفات پائی +

منجملہ ان کے شیخ محمد رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ آپ نے بھی اپنے والد ماجد ہی سے تفقہ حاصل کیا

اور آپ ہی سے حدیث سُنی۔ اور سعید بن البناؒ ابو الوقت وغیرہ دیگر شیوخ سے بھی آپ نے حدیث سُنی۔ بہت سے لوگ آپ سے مستفید بھی ہوئے پچیس ذیقعد ۵۹۳ھ ہجری کو بغداد ہی میں آپ نے وفات پائی۔ اور مقبرہ حلبہ میں آپ مدفون ہوئے رحمۃ اللہ علیہ +

منجملہ اِن کے شیخ عبداللہ ہیں۔ آپ نے بھی حدیث اپنے والد ماجد اور سعید بن البنا سے حدیث سُنی۔ بیان کیا گیا ہے۔ کہ آپ کا سن تولد ۵۰۸ھ یا بقولِ بعض ۵۰۷ھ ہے۔ اپنے تمام بھائیوں میں آپ ہی سب سے بڑے تھے۔ رحمۃ اللہ علیہ +

منجملہ اُن کے شیخ یحیٰی ہیں۔ ۵۵۰ھ ہجری میں اپنے والد ماجد کی وفات سے گیارہ سال پہلے آپ تولد ہوئے۔ اور ۶۰۰ھ ہجری میں آپ نے وفات پائی۔ اور اپنے والد ماجد کے مسافر خانہ میں اپنے برادرم مکرم شیخ عبدالوہاب کے ہم پہلو مدفون ہوئے +

آپ نے بھی والد ماجد سے ہی تفقہ حاصل کیا۔ اور حدیث بھی سُنی۔ محمد بن عبدالباقی وغیرہ سے بھی آپ نے حدیث سُنی۔ بہت سے لوگ آپ سے مستفید ہوئے۔ آپ اپنے تمام بھائیوں میں سب سے چھوٹے تھے۔ آپ اپنے صغرسن سے ہی مصر چلے گئے تھے۔ اور وہیں آپ کے ہاں فرزند تولد ہوا۔ جس کا نام آپ نے عبدالقادر رکھا تھا۔ پھر آپ اپنی کبرسنی میں بمعہ فرزند بغداد واپس آ گئے۔ اور یہیں آپ نے وفات پائی + رحمۃ اللہ علیہ +

شیخ عبدالوہابؒ نے بیان کیا ہے۔ کہ ہمارے والد ماجد ایک دفعہ سخت بیمار ہو گئے۔ یہاں تک کہ کسی کو بھی اس وقت آپ کی صحت کی اُمید نہ رہی۔ اس لئے ہم سب آپ کے گرد بیٹھے ہوئے آب دیدہ ہو رہے تھے۔ کہ اتنے میں آپ کو کسی قدر افاقہ ہوا۔ آپ نے فرمایا میں نہیں مرونگا۔ تم مت روؤ۔ میری پُشت میں ابھی یحیٰی باقی ہے۔ اُس کا تولد ہونا ضروری ہے۔ ہم نے جانا شائد آپ بیہوشی کی حالت میں فرما رہے ہیں۔ غرض پھر آپ کو صحت ہو گئی۔ اور آپ اپنی ایک حبشیہ لونڈی سے ہمبستر ہوئے۔ اور اُس سے آپ کے ہاں ایک فرزند تولد ہوا۔ جس کا نام آپ نے یحیٰی رکھا۔ یہی آپ کی اخیر اولاد ہے۔ اس کے بعد بھی آپ عرصہ دراز تک زندہ رہے۔ رضی اللہ تعالےٰ عنہ +

منجملہ اُن کے شیخ موسےٰ ہیں۔ اخیر ربیع الاول ۵۳۵ھ ہجری کو تولد ہوئے۔ اور شروع جمادی الاخر ۶۱۸ھ ہجری میں محلہ عقبیہ دمشق میں وفات پا کر سفح قدسیوں میں مدفون ہوئے آپ نے اپنے برادران میں سے سب سے اخیر وفات پائی +

آپ نے بھی اپنے والد ماجد ہی سے تفقہ حاصل کیا - اور حدیث سنی اور سعید بن البنا وغیرہ سے بھی آپ نے حدیث سنی - آپ دمشق چلے گئے تھے - اور وہیں آپنے سکونت بھی اختیار کی - اور لوگوں کو نفع پہنچایا - بعد میں آپ مصر چلے گئے لیکن وہاں سے پھر دمشق ہی واپس آ گئے +

شیخ عمر بن حاجب نے اپنی کتاب معجم میں بیان کیا - کہ آپ حنبلی المذہب شیخ حدیث زاہد و متورع اور ممتاز لوگوں میں سے تھے - آپ دمشق چلے گئے تھے - وہیں سکونت اختیار کی - اخیر عمر میں آپ پر امراض کا غلبہ رہتا تھا - دمشق میں ہی آپنے وفات پائی - مدرسہ مجاہدیہ میں آپ کی نمازِ جنازہ پڑھی گئی - اور جبل قاسیون میں آپ کو دفن کیا گیا +

آپ کی اولاد الاولاد

منجملہ اُن کے شیخ سلیمان بن عبدالرزاق بن الشیخ عبدالقادر الحنبلی الاصل الحسینی البغدادی المولد ہیں ۵۵۳ھ ہجری میں آپ پیدا ہوئے - اور ۹ رجمادی الآخر ۶۱۱ھ ہجری کو اپنے برادر عبدالسلام سے کل بیس یوم پہلے آپ نے وفات پائی اور اپنے والد ماجد کے قریب مقبرہ حلبہ میں مدفون ہوئے - آپنے بھی بہت سے شیوخ سے حدیث سنی - اور آپکے خلف الصدق شیخ داؤد بن سلیمان بن عبدالوہاب بن شیخ عبدالقادر بن ابی صالح القرشی الہاشمی نے اپنے جد امجد شیخ عبدالوہاب سے حدیث سنی اور پھر آپ سے حافظ دمیاطی وغیرہ نے سنی - ۱۸ ربیع الاول ۶۴۸ھ ہجری میں آپ نے وفات پائی - اور مقبرہ حلبہ میں اپنے جد امجد کے قریب مدفون ہوئے +

منجملہ اُن کے شیخ عبدالسلام بن عبدالوہاب ہیں - آٹھ ذی الحجہ ۵۴۸ھ ہجری میں آپ تولد ہوئے اور ۳ رجب المرجب ۶۱۱ھ کو بغداد ہی میں آپ نے وفات پائی اور مقبرہ حلبہ میں آپ مدفون ہوئے - آپ حنبلی المذہب تھے +

آپ نے اپنے والد ماجد اور اپنے جد امجد حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ سے تفقہ حاصل کیا - اور درس و تدریس کے فتوے دینے متعدد امور مذہبی کے آپ متولی رہے - منجملہ اس کے کسوۃ بیت اللہ شریف کے بھی آپ متولی رہے - اور اس اثناء میں آپنے حج بھی ادا کیا +

منجملہ اُن کے شیخ محمد ابن الشیخ عبدالعزیز ابن الشیخ عبدالقادر الجیلی - آپ نے بھی بہت سے شیوخ سے حدیث سنی - جبال میں آپنے سکونت اختیار کی - وہیں آپکا انتقال ہوا - اور وہیں مدفون ہوئے

منجملہ اُن کے آپ کی ہمشیرہ شیخۃ النساء زہرہ ہیں - آپ نے سنی - اور بیان کی - اور

بغداد ہی میں آپ نے وفات پائی +

ہمیں آپکے برادر شیخ محمد ابن شیخ عبد العزیز کے سن پیدائش یا وفات کے متعلق کچھ معلوم نہیں ہوا۔ رحمہما اللہ تعالیٰ +

منجملہ اُن کے قدوۃ العارفین ابو صالح شیخ نصر بن شیخ عبد الرزاق بن سیدنا شیخ عبد القادر الاصل البغدادی المولد۔ آپنے اپنے والد ماجد کے علاوہ اور بھی بہت سے فضلائے وقت سے تفقہ حاصل کیا۔ اور حدیث سُنی۔ اور اپنے عم بزرگ شیخ عبد الوہاب سے بھی آپنے حدیث سُنی۔ آپ نے درس و تدریس کی۔ حدیث بیان کی۔ اور لکھوائی بھی۔ اور فتوے بھی دیئے۔ آپ حنبلی المذہب تھے۔ اور بحث مباحثہ بھی کیا کرتے تھے۔ آٹھ ذی قعدہ ۶۲۲ھ کو آپ خلیفہ الظاہر بامر اللہ کی طرف سے قاضی القضاۃ مقرر ہوئے۔ اور تا زیست خلیفہ موصوف آپ منصب قضا پر مامور رہے اور آپکے اخلاق و عادات اور آپ کی تواضع و انکساری میں مطلقاً کچھ بھی تغیر نہیں ہوا۔ بلکہ بدستور سابق ہمیشہ آپ ویسے ہی خلیق کریم النفس اور متواضع رہے۔ آپکے اجلاس میں شہادتیں بند کر کے لی جایا کرتی تھیں۔ آپ حنابلہ میں سے پہلے شخص ہیں کہ قاضی القضاۃ کے لقب سے پکارے گئے۔ پھر خلیفہ المستنصر باللہ نے ابتدائی عہد خلافت کے چار ماہ کے بعد ۶۲۳ھ ہجری میں آپ کو منصب قضا سے سبکدوش کر دیا۔ آپ اعلےٰ درجہ کے محقق۔ عارف حدیث ثقہ۔ نہایت شیریں کلام۔ خوش طبع اور متین تھے۔ فروعات مذہبیہ میں آپ کے معلومات نہایت وسیع تھے +

حافظ ابن رجب نے اپنی کتاب طبقات میں بیان کیا ہے کہ آپ قاضی القضاۃ۔ شیخ الوقت فقیہ۔ مناظر۔ محدث۔ عابد۔ زاہد اور واعظ تھے۔ حدیث آپ نے بہت سے شیوخ خصوصاً اپنے والد ماجد اور عم بزرگ شیخ عبد الوہاب سے سُنی۔ ابو العلاء الہمدانی و ابو موسےٰ المدینی وغیرہ نے بھی آپ کو اجازت حدیث دی۔ آپ اعلےٰ درجہ کے مقرر و محرر فاضل تھے۔ آپ اپنے جد امجد کے مدرسہ کے متولی بھی بنے۔ خلیفہ الظاہر جو نہایت دیانتدار۔ خلیق۔ کریم النفس۔ حق پسند خلیفہ گذرا ہے۔ جب اپنے والد ماجد کی وفات کے بعد مسند خلافت پر بیٹھا۔ تو اُس نے بہت سے مظالم اور ناجائز محصول اور بے اعتدالیوں کی بیخ کنی کی۔ اور احکام شرعیہ کے اجرا میں معمول سے زیادہ کوشش کی +

ابن اثیر نے اپنی تاریخ کامل میں خلیفہ موصوف کی نسبت لکھا ہے کہ "اگر کوئی یہ کہے کہ عمر بن عبد العزیز کے بعد اس جیسا خلیفہ بجز خلیفہ ظاہر کے اور کوئی نہیں گذرا۔ تو اسکا یہ کہنا حق بجانب ہوگا

وہ ہر محکمہ پر زیادہ لائق اور مستحق لوگوں کو ہی مقرر کیا کرتا تھا۔ منجملہ ان کے اُس نے آپ کو اپنی تمام سلطنت کا قاضی القضاۃ بنایا۔ بیان کیا ہے کہ جب خلیفہ نے آپ کو قاضی القضاۃ بنانا چاہا۔ تو آپ نے فرمایا کہ مَیں اس شرط پر منصبِ قضا منظور کرتا ہوں۔ کہ مَیں ذوی الارحام کو بھی وارث بناؤں گا۔ تو خلیفہ موصوف نے کہا۔ اَعْطِ كُلَّ ذِيْ حَقٍّ حَقَّهٗ، اِتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تَتَّقِ سِوَاهُ بیشک ہر حقدار کو اُس کا حق پہنچاؤ۔ اور سوائے خدا تعالےٰ کے کسی سے مت ڈرو۔ خلیفہ موصوف نے آپ کو حکم دیدیا تھا۔ کہ جس کسی کا بھی طریقِ شرعی ثابت ہو جائے ذرا آپ اُس کا حق اس کو پہنچا دیں۔ اور ذرا بھی اس میں توقف نہ کریں +

خلیفۂ مذکور نے آپ کے پاس دس ہزار دینار صرف اس غرض کے لئے بھیجے تھے۔ کہ اس روپیہ سے جس قدر کہ مفلس قرضدار محبوس ہیں۔ اُن کا قرض اُتار کر انہیں رہا کر دیا جائے نیز خلیفہ موصوف نے آپ ہی کو اوقافِ عامہ مثلاً مدارسِ شافعیہ وحنفیہ وجامع السلطان وجامع ابن المطلب وغیرہ سب کا ناظر بنا کر آپ کو اسمیں ہر طرح کی ترمیم وتنسیخ اور ہر طرح کی بحالی وبرطرفی کا پورا پورا اختیار دیدیا تھا۔ حتیٰ کہ مدرسہ نظامیہ کی بحالی وبرطرفی بھی آپ ہی کے متعلق ہو گئی تھی۔ آپ آثارِ سلفِ صالحین کے قدم بقدم چلتے اور نہایت سرگرمی واہتمام کے ساتھ اپنے منصبِ قضا کو انجام دیا کرتے تھے۔ آپ کے عہدِ ولایت میں آپکے اجلاس ہی میں اذان دیدی جاتی تھی۔ اور آپ سب کو شریک کر کے جماعت سے نماز پڑھا کرتے تھے۔ اور جمعہ کی نماز کے لئے آپ جامع مسجد سواری پر نہیں بلکہ پیادہ پا تشریف لے جایا کرتے تھے۔ پھر جب خلیفہ موصوف نے وفات پائی۔ اور اُس کا بیٹا خلیفہ المستنصر مسندِ خلافت پر بیٹھا۔ تو کچھ مدت کے بعد اُس نے آپ کو منصبِ قضاء سے معزول کر دیا۔ اس وقت آپ نے مندرجہ ذیل دو شعر کہے:۔

حَمِدْتُ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَمَّا	قَضٰى لِیْ بِالْخَلَاصِ مِنَ الْقَضَاءِ
مَیں خدا تعالےٰ کا شکر کرتا ہوں کہ اُس نے	قضا سے نجات پانا میرے لئے پورا کر دیا
وَلِلْمُسْتَنْصِرِ الْمَنْصُوْرِ اَشْكُرُ	وَاَدْعُوْا فَوْقَ مُعْتَادِ الدُّعَاءِ
میں خلیفہ مستنصر منصور کا بھی شکر گذار ہوں	اور اُسکے لئے معمول سے زیادہ دُعائے خیر کرتا ہوں

ہمیں معلوم نہیں کہ ہمارے اصحاب مذہب (یعنی حنابلہ) میں سے آپ کے سوا کوئی اور بھی قاضی القضاۃ کے لقب سے پکارا گیا۔ یا مستقل طور پر منصبِ قضاء پر مامور ہوا ہو۔ پھر معزول ہو جانے کے بعد آپ مدرسہ حنابلہ میں درس وتدریس اور افتاء کا کام کرنے لگے۔ فقہ میں آپ نے کتاب

اِرْشَادُ الْمُبْتَدِئِیْنَ تصنیف کی - جماعت کثیرہ نے آپ سے تفقہ حاصل کیا - انہیں امور کا بیان کرتے ہوئے صرصری نے آپکی مدح میں قصیدہ لامیہ لکھا - جس کا ایک شعر مندرجہ ذیل ہے ؎

وَفِیْ عَصْرِنَا قَدْ کَانَ فِی الْفِقْہِ قُدْوَۃٌ
اَبُوْ صَالِحٍ نَصْرٌ لِکُلِّ مُؤَمِّلٍ

اور ہمارے زمانہ میں فقہ میں شیخ ابو صالح نصر امام وقت ہیں - اور وہ ہر ایک مقصد کے معین و مددگار ہیں - بعد میں خلیفہ موصوف نے آپ کو اپنے مسافرخانہ کا جو کہ اُس نے دیر روم بنوایا تھا - متولی کردیا - گو اُس نے آپ کو منصب قضا سے معزول کردیا تھا - تاہم وہ آپ کی ویسی ہی عزت و تعظیم کرتا تھا - اکثر اوقات وہ آپکے پاس مال بھیجا کرتا تھا - کہ آپ اس کو اس کے مصرف پر خرچ کیا کریں - انتہیٰ کلام الحافظ +

ابن رجب نے بیان کیا کہ ۱۴ ربیع الاوّل ۵۳۴ سنہ ہجری میں آپ تولد ہوئے - اور ۶ شوال ۶۳۲ سنہ بغداد ہی میں آپنے وفات پائی - اور باب حرب میں مدفون ہوئے +

مندرجہ ذیل اشعار آپ ہی کے کہے ہوئے ہیں - ان میں آپنے قبر میں اپنی بیکسی کی حالت پر افسوس ظاہر کیا ہے - وہو ہذا ؎

اَنَا فِی الْقَبْرِ مُفْرَدٌ وَرَہِیْنٌ غَارِمٌ مُفْلِسٌ عَلَیَّ دُیُوْنٌ

مَیں قبر میں تنہا ہونگا وہ بھی قرضدار و مفلس ہو کر مجھ پر بہت سے واجب الادا ہوں گے -

قَدِ انْحَنَتِ الرِّکَابُ عِنْدَ کَرِیْمٍ عِتْقُ مِثْلِیْ عَلَی الْکَرِیْمِ ھَوْنٌ

بیشک بیٹھی ہیں سواریاں نزدیک سخی کے مجھ جیسے کا آزاد کرنا سخی پر آسان ہے +

آپ کی والدہ ماجدہ تاج النسا ام الکرام بنت فضائل التکریتی تھیں - آپ نے بھی حدیث سُنی اور بیان کی - آپ اعلےٰ درجہ کی صاحب خیر و برکت بی بی تھیں - بغداد ہی میں آپ کا انتقال ہوا - اور باب حرب میں آپ بھی مدفون ہوئیں رحمۃ اللہ علیہا +

منجملہ ان کے شیخ عبدالرحیم ابن الشیخ عبدالرزاق ابن الشیخ عبدالقادر جیلی ہیں - آپ نے حدیث شہدہ بنت الابری و خدیجہ بنت احمد النہروانی وغیرہ سے سُنی - ۱۴ ذیقعد ۵۳۰ سنہ ہجری میں پیدا ہوئے - اور بغداد ہی میں ۶۰۰ سنہ ہجری میں آپنے وفات پائی - اور باب حرب میں مدفون ہوئے +

منجملہ ان کے شیخ عبدالرحیم بن شیخ عبدالرزاق بن شیخ عبدالقادر الجیلی ہیں - آپ نے بھی بہت سے لوگوں سے تفقہ حاصل کیا - حدیث سُنی اور بیان کی - بغداد ہی میں آپ کا بھی انتقال ہوا - اور مقبرہ حضرت امام احمد بن حنبل میں مدفون ہوئے - آپ کی تاریخ پیدائش و سن وفات کے متعلق کچھ معلوم نہیں +

منجملہ اُن کے شیخ ابو المحاسن فضل اللہ ابن الشیخ عبد الرزاق ابن الشیخ عبد القادر الجیلی ہیں۔ آپ نے بھی بہت سے شیوخ خصوصاً اپنے والد ماجد اور اپنے عم بزرگ شیخ عبد الوہاب سے حدیث سُنی۔ اور ماہِ صفر ۶۵۶ھ بغداد ہی میں آپ تاتاریوں کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ آپ کی دو ہمشیرہ تھیں۔ سعادة بنت عبد الرزاق آپ نے شیخ عبد الحق وغیرہ سے حدیث سُنی اور بغداد ہی میں آپ نے وفات پائی۔ اور شیخۃ النساء عائشہ بنت عبد الرزاق آپ نے عبد الحق وغیرہ سے حدیث سُنی۔ اور بیان کی آپ اعلیٰ درجہ کی صاحب خیر و برکت بی بی تھیں۔ بغداد میں آپ نے وفات پائی۔ اور باب حرب میں مدفون ہوئیں +

اولاد الشیخ ابی صالح نصر ابن الشیخ عبد الرزاق رح

منجملہ ان کے ابو موسیٰ یحییٰ ہیں۔ قطب الدین الیونانی نے بیان کیا ہے کہ یحییٰ ابن نصر بن الشیخ عبد الرزاق ابن الشیخ عبد القادر الجیلی نے تفقہ اپنے والد ماجد کے علاوہ دیگر شیوخ سے بھی حاصل کیا اور حدیث سُنی اور بیان کی آپ وعظ بھی کہا کرتے تھے۔ اور شعر و سخن سے بھی آپ کو دلچسپی تھی۔ مندرجہ ذیل اشعار آپ ہی کی تصنیف سے ہیں:۔

يَسْقِي وَيَشْرَبُ لَا تُلْهِيهِ سَكْرَتُهُ	عَنِ النَّدِيمِ وَلَا يَلْهُو عَنِ الْكَاسِ
میں جام محبت پلاتا اور خود بھی پیتا ہوں اور مجھے اس کا نشہ	جام محبت دوستوں کو پلانے یا خود پینے سے غافل نہیں کرتا۔
أَطَاعَهُ سُكْرُهُ حَتَّى تَحَكَّمَ فِي	حَالِ الصَّحَاةِ وَذَا مِنْ أَعْجَبِ النَّاسِ
میرا نشہ میرے تابع ہے۔ حتیٰ کہ وہ ہوشیاری میں بھی میرا تابع رہتا ہے	اور یہ عجائبات سے ہے
وَيَشْرَبُ ثُمَّ يَسْقِيهَا النَّدَامَى	وَلَا يُلْهِيهِ كَأْسٌ عَنِ النَّدِيمِ
پہلے خود میں پیتا ہوں اور پھر دوستوں کو پلاتا ہوں	مگر کوئی جام بھی دوستوں کو چھوڑ کر نہیں پیتا +
لَهُ مَعَ سُكْرِهِ تَمْيِيزُ صَاحٍ	وَنَشْوَةُ شَارِبٍ وَنَدَى كَرِيمٍ
اُس کے سکر سے میری ہوشیاری بڑھتی ہے	اور مستئ شراب اور سخاوت و کرم زیادہ ہوتا ہے

آپ کے سن پیدائش و وفات کی نسبت ہمیں کچھ معلوم نہیں ہوا۔ رحمۃ اللہ علیہ +

منجملہ آپ کے زینب بنت ابی صالح نصر بن ابی بکر عبد الرزاق ابن الشیخ ابی محمد عبد القادر ابن ابی صالح الجیلی ہیں۔ حدیث آپ نے زید بن یحییٰ بن ہبۃ اللہ سے سُنی۔ اور شیخ قراء الحرمین الشریفین برہان الدین ابراہیم بن الجعبری کو اجازت دی۔ کذا فی نقلہ مؤلف الروض الزاہر +

آپ کے سن تولد یا سن وفات کی نسبت ہمیں کچھ معلوم نہیں ہوا۔ رحمۃ اللہ علیہ +

منجملہ ان کے شیخ ابونصر محمد بن نصر بن عبدالرزاق ابن الشیخ عبدالقادر الجیلی الاصل البغدادی المولد ہیں۔ بہت سے شیوخ خصوصًا اپنے والد ماجد وغیرہ سے آپ نے تفقہ حاصل کیا۔ اور حدیث بھی سُنی۔ آپ نے اپنے جدامجد حضرت شیخ عبدالقادر الجیلانی علیہ الرحمۃ کے ہم شبیہ تھے +

ابوالفرح حافظ زین الدین عبدالرحمٰن ابن احمد ابن رجب نے اپنی کتاب طبقات میں بیان کیا ہے کہ آپ نے اپنے والد ماجد اور حسن بن علی بن مرتضےٰ العلوی و ابواسحٰق یوسف بن محمد بن الفضل الارموی و عبدالعظیم الاصفہانی و ابن المشتری وغیرہ سے حدیث سُنی۔ آپ اعلےٰ درجہ کے عابد و زاہد اور جید فاضل تھے۔ اور اپنے جدامجد کے مدرسہ میں آپ درس و تدریس کیا کرتے تھے۔ حافظ الدمیاطی نے آپ سے حدیث سُنی اور اپنی کتاب معجم میں آپ کا ذکر کیا ہے۔ ابن الدرالیبنی نے بھی آپ سے حدیث سُنی۔ ۱۱ر شوال ۶۵۶ھ کو آپ کا انتقال ہوا۔ اور اپنے جدامجد حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کے مدرسہ میں آپ کے قریب مدفون ہوئے +

آپ نے اپنی وفات کے بعد تین فرزند چھوڑے۔ شیخ عبدالقادر رح و شیخ عبداللہ رح و ابوالسعود شیخ احمد ظہیر الدین الجیلی الاصل البغدادی المولد نہایت خوش بیان تھے۔ آپ اپنے جدامجد کے مدرسہ میں وعظ کہا کرتے تھے۔ ابوالمعالی حافظ محمد بن رافع السلامی نے تاریخ میں آپ کا ذکر کیا ہے۔ اور شریف عزالدین الحسینی نے آپ کی نسبت بیان کیا ہے کہ آپ ایک جید فاضل تھے۔ ۲۷ر ربیع الاول ۶۸۱ھ کو آپ مفقود ہوئے اور بعد میں ایک کنوئیں میں مقتول پائے گئے +

آپ کے چچیرے بھائی شیخ عبدالسلام بن عبدالقادر بن ابونصر عبدالرزاق ابن الشیخ عبدالقادر الجیلی الاصل البغدادی المولد الحنبلی نے اپنے عم بزرگ شیخ عبداللہ سے حدیث سُنی۔ برزلی نے بیان کیا ہے۔ کہ آپ صاحب خیر و برکت حسن سیرت طلیق اللسان۔ ذی مراتب و مناصب علما سے تھے آپ امراء و رؤسا سے بھی مخالطت رکھتے تھے۔ ۲۷ر جمادی الاولےٰ ۷۳۲ھ ہجری میں آپ نے وفات پائی۔ اور سفح قاسیون میں شیخ ابراہیم الارموی کے قریب آپ مدفون ہوئے +

ہیں آپ کے والد ماجد شیخ عبدالقادر آپ کے عم بزرگ شیخ عبداللہ کی سن وفات وغیرہ کے متعلق کچھ معلوم نہیں ہوا +

آپ کے چچیرے بھائی ابوالسعود ظہیر الدین شیخ احمد موصوف الصدر نے ایک فرزند خلف الصدق شیخ سیف الدین یحییٰ چھوڑا +

مؤلف الروض الزاہر لکھتے ہیں کہ علامہ تقی الدین ابن قاضی شہید نے تاریخ الاعلام بتاریخ الاسلام

میں بیان کیا ہے۔ کہ ابو زکریا سیف الدین یحییٰ بن احمد بن محمد بن نصر بن عبد الرزاق ابن الشیخ عبد القادر الجیلی رحمۃ عابد زاہد اور نہایت متقی تھے۔ آپ حماہ چلے گئے۔ اور وہاں ہی بود و باش اختیار کی۔ وہیں آپ نے وفات پائی ٭

حافظ محمد الشہیر با بن ناصر الدین دمشقی نے بیان کیا ہے۔ کہ حدیث آپ نے اپنے والد ماجد سے سُنی تھی۔ آپ کے بیٹے ہیں۔ شمس الدین محمد بن یحییٰ ابن احمد۔ حافظ ابن ناصر الدین الدمشقی نے بیان کیا ہے۔ کہ ابو عبد اللہ (شمس الدین) محمد بن یحییٰ بن احمد بن محمد بن نصر بن عبد الرزاق ابن الشیخ عبد القادر الجیلی رحمۃ علماء و فضلاء سے تھے۔ آپ نے بیت المقدس جا کر جماعت کثیرہ سے حدیث سُنی۔ اور ابو زکریا یحییٰ نے آپ سے روایت کی ہے۔ رحمۃ اللہ علیہم آپ کے دو فرزند تھے :۔

اوّل شیخ عبد القادر۔ آپ کی نسبت علامہ ابو الصدق ابن قاضی شبہ نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے۔ کہ محی الدین ابو محمد عبد القادر بن محمد بن یحییٰ بن احمد بن نصر بن عبد الرزاق ابن الشیخ عبد القادر الجیلی الحموی سنہ ۸۰۶ھ حج کو گئے۔ اس وقت آپ کی عمر بیس سال سے متجاوز تھی۔ وہیں آپ کی وفات ہوئی۔ اور امام تقی الدین علی المقریزی نے اپنی کتاب دار العقود میں بیان کیا ہے۔ کہ آپ کا انتقال حج سے واپسی کے بعد ہوا ہے۔ اور یہ کہ آپ اعلےٰ درجہ کے دیندار۔ عابد و زاہد۔ اور دُنیاوی مخصوں سے کنارہ کش تھے ٭

آپ کی ذرّیت قاہرہ میں

دوم شیخ علاؤ الدین علی بن شمس الدین محمد بن یحییٰ بن محمد بن نصر۔ بن عبد الرزاق ابن الشیخ عبد القادر الجیلی۔ ۲۴ر جمادی الاخریٰ سنہ ۹۴۳ ہجری کو قاہرہ میں آپ کا انتقال ہوا ٭

آپ کی ذرّیت حماہ میں کثّرہم اللہ

منجملہ ان کے شیخ شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن علاؤ الدین علی بن محمد بن یحییٰ بن احمد بن محمد بن نصر بن عبد الرزاق ابن الشیخ عبد القادر الجیلی الحموی ہیں۔ حماہ میں ہی آپ نے وفات پائی۔ اور وہیں تربۃ المخلصہ میں مدفون ہوئے ٭

منجملہ ان کے شیخ بدر الدین حسن بن علی بن محمد بن یحییٰ بن احمد بن محمد بن نصر بن عبد الرزاق ابن الشیخ عبد القادر الجیلی الحموی ہیں۔ حماہ میں وفات پائی۔ اور وہیں زاویہ قادریہ کے سامنے تربیت باب الناعورہ

میں اپنے جدا مجد شیخ سیف الدین یحیٰی کے قریب مدفون ہوئے ÷

منجملہ اُن کے شیخ بدرالدین حسین بن علی بن محمد بن یحیٰی بن محمد بن نصر بن عبدالرزاق ابن الشیخ عبدالقادر الجیلی الحموی ہیں۔ آپ کا انتقال بھی حماہ میں ہوا۔ اور وہیں تربتِ مذکورہ میں آپ مدفون ہوئے۔ رحمۃ اللہ علیہ ÷

مندرجہ بالا تینوں بزرگوں کی اولاد :-

منجملہ اُن کے شیخ شمس الدین ابو عبداللہ محمد بن علاؤالدین کے چار فرزند تھے :-

اوّل شیخ صالح محی الدین عبدالقادر ابن شمس الدین محمد بن علاؤالدین علی بن محمد بن یحیٰی ابن احمد بن نصر بن عبدالرزاق ابن الشیخ عبدالقادر الجیلی الحموی۔ آپ حماہ میں پیدا ہوئے۔ اور وہیں آپ نے وفات پائی رحمۃ اللہ علیہ ÷

دوم شیخ اصیل شمس الدین محمد بن علاؤالدین علی بن محمد بن یحیٰی بن احمد بن نصر بن عبدالرزاق ابن الشیخ عبدالقادر الجیلی الحموی المولد والوالد والجد والاولاد والوفات ہیں۔ احقر کو حماہ میں آپ سے ملنے کا بارہا اتفاق ہوا ہے۔ آپ اعلےٰ درجہ کے عابد و زاہد تھے۔ آپ تمام لوگوں اور دنیاوی مخصوں سے بالکل کنارہ کش رہتے تھے۔ حماہ ہی میں آپ تولد ہوئے۔ اور وہیں آپ نے وفات پائی۔ اور تربت المخلصیہ میں اپنے بزرگوں کے قریب مدفون ہوئے رحمۃ اللہ علیہ ÷

سوم۔ الشیخ الصالح الاصیل محی الدین عبدالقادر بن علی بن محمد بن یحیٰی بن احمد بن محمد بن نصر بن عبدالرزاق ابن الشیخ عبدالقادر الجیلی الحموی المولد والاولاد والوفات۔ آپ اعلےٰ درجہ کے خلیق کریم النفس۔ وجیہ۔ متواضع۔ حلیم و بردبار اور نہایت متین تھے۔ عام خاص سب آپ کی عزت و حرمت کرتے تھے۔ حکام کے دلوں پر آپ کی ہیبت بیٹھی ہوئی تھی۔ آپ حلب بھی چلے گئے تھے۔ اور عرصہ تک وہاں رہے۔ شادی بھی کی۔ مگر پھر مع اپنی بیوی صاحبہ اور ۲ فرزند جن کا عنقریب ہم ذکر کرینگے حماہ واپس آگئے۔ اور یہیں ۹۳۶ھ ہجری میں وفات پائی۔ آپ باب ناعورہ میں مدفون ہوئے اَتَغَمَّدَهُ اللّٰهُ بِرَحْمَتِهٖ ÷

چہارم۔ آپ ہی کے اخیافی بھائی شیخ صالح مبارک یحیٰی ابن محمد بن علی بن محمد بن یحیٰی ابن احمد بن محمد بن نصر بن عبدالرزاق ابن الشیخ عبدالقادر الجیلی الحموی الاصل والمولد والدار والوفات۔ رحمۃ اللہ علیہ ÷

اولاد الشیخ الصالح الاصیل محی الدین عبد القادر بن محمد بن علی

منجملہ ان کے شیخ درویش محمد بن محی الدین عبد القادر بن محمد بن علی بن محمد بن یحییٰ بن احمد بن نصر بن عبد الرزاق ابن الشیخ عبد القادر الجیلی الحسنی الحموی الاصل والدار والوفات ہیں۔ آپ بھی اعلےٰ درجہ کے عابد و زاہد۔ ظریف۔ خوش طبع تھے۔ حماہ میں ہی آپ نے وفات پائی۔ اور وہیں زاویہ قادریہ کے سامنے مدفون ہوئے +

منجملہ ان کے شیخ اصیل شرف الدین عبد اللہ بن محی الدین بن عبد القادر بن محمد بن علی بن یحییٰ بن احمد بن محمد بن نصر بن عبد الرزاق ابن الشیخ عبد القادر الجیلی الحسنی الحموی الاصل والدار الحلبی المولد۔ آپ بھی اعلیٰ درجہ کے کریم النفس۔ خوش سیرت۔ وجیہ۔ متواضع اور نہایت متین تھے۔ آپ قرآن مجید اور کچھ علم فقہ پڑھکر مصر و شام و دمشق اور حلب کی طرف بھی گئے۔ اور پھر حماہ میں ہی واپس گئے۔ ۹۲۲ھ میں آپ حلب میں تولد ہوئے۔ اور پھر اپنے والد ماجد کے ساتھ حماہ واپس آئے۔ سلمہ اللہ تعالےٰ +

کتاب ہذا کا سن تالیف

منجملہ اُن کے شیخ اصیل عفیف الدین حسین بن محی الدین عبد القادر بن علی بن محمد بن یحییٰ بن احمد بن محمد بن نصر بن عبد الرزاق ابن الشیخ عبد القادر الجیلی الحسنی الحموی الاصل والدار الحلبی المولد ہیں۔ آپ شافعی المذہب تھے۔ قرآن مجید اور فقہ پڑھکر سنہ ۹۵۰ ہجری میں بندہ سے آپ نے حدیث سُنی۔ اسی سنہ ۹۵۰ ہجری میں کتاب ہذا کی تالیف کا اتفاق ہوُا +

آپ کے احباب و اتباع و مریدین بکثرت تھے۔ آپ نہایت خلیق ذی وقار و ہیبت۔ خوش بیان اور متواضع تھے۔ اور مشائخ قادریہ سے ایک بہت بڑے مشائخ تھے۔ مصر۔ دمشق طرابلس اور حلب وغیرہ کی آپ نے سیاحت کی۔ وہاں بھی آپ کو قبولِ عام حاصل ہوُا۔ جب آپ دمشق آئے تو یہاں کے فقرا و مشائخ۔ علماء و فضلاء اور اکابر و اعیانِ سلطنت سے بھی آپ نے ملاقات کی۔ نائب السلطنت امیر الامراء عیسیٰ پاشا ابن ابراہیم ادہم پاشا بھی آپ سے ملے۔ انہوں نے آپ کی بڑی تعظیم و تکریم و خاطر و مدارات کی۔ اُس وقت حقیر بھی مجلس میں موجود تھا۔ یہاں کے بہت سے لوگوں نے آپ سے خرقۂ قادریہ پہنا۔ ہر جمعہ کی نماز کے بعد آپ جامع اموی میں حلقۂ ذکر کیا کرتے تھے۔ بہت سے علماء و مشائخ اور بہت بڑی خلقت اُسوقت جمع ہوتی۔ ۲۶ شعبان سنہ ۹۴۰ ہجری کو آپ یہاں تشریف

لاسٹے سادو ۵ رشوال ۹۵۱ھ کو آپ نے یہاں سے کوچ کیا۔ تمام علماء و فضلاء اور مشائخ قابون تک آپ کو رخصت کرنے آئے۔ سنہ ۹۲۶ھ حلب میں آپ تولد ہوئے تھے۔ حفظہ اللہ تعالےٰ +

اولاد الشیخ بدر الدین حسن بن علی

آپ کے دو فرزند تھے:۔

اوّل۔ شیخ صالح شمس الدین محمد بن حسن بن علی بن محمد بن یحییٰ بن احمد بن محمد بن نصر بن عبد الرزاق ابن شیخ عبد القادر الجیلی الحسنی الحموی المولد والدار حماہ میں ہی آپ پیدا ہوئے۔ اور وہیں وفات پائی۔ اور باب ناعورہ میں دفن کئے گئے +

دوم۔ آپ ہی کے بھائی شیخ صالح اصیل احمد بن حسن بن علی محمد بن یحییٰ بن احمد بن محمد بن نصر بن عبد الرزاق بن شیخ عبد القادر الجیلی الحسنی المولد والدار آپ اور آپ کے برادر موصوف دونوں اپنے خاندان کے چراغ تھے۔ آپ کا انتقال بھی حماۃ میں ہی ہوا۔ اور اپنے بزرگوں کے قریب باب ناعورہ میں مدفون ہوئے +

اِن دونوں بزرگوں کی اولاد

منجملہ ان کے شیخ اصیل عبد الرزاق بن شمس الدین محمد بن حسن بن علی بن محمد بن یحییٰ بن احمد بن محمد بن نصر بن عبد الرزاق ابن الشیخ عبد القادر الجیلی الحسنی الحموی المولد والدار والوفات۔ آپ بھی اکابرین مشائخ سے تھے۔ اکثر سفر میں رہا کرتے تھے۔ آپ کے مرید بھی بکثرت تھے۔ امراء و حکام آپ کی عزت کرتے۔ اور آپ کا کہا مانتے تھے۔ ہر خاص و عام کے دل میں آپ کی ہیبت و عظمت تھی۔ آپ کے پاس اگر کوئی تحفہ و تحائف آتا۔ تو آپ حاضرین پہ تقسیم کر دیتے۔ آپ کا دسترخوان بھی وسیع اور مہمانوں سے کبھی بھی خالی نہیں رہتا تھا بلادِ شام میں سب جگہ آپ کے معتقدین تھے احقر کے جدِ امجد قاضی القضاۃ جمال الدین یوسف التادنی الحنبلی اور احقر کے والد ماجد قاضی القضاۃ نظام الدین ابو المکارم یحییٰ التادنی الحنبلی قاضی حلب اور احقر کے عم بزرگ قاضی القضاۃ کمال الدین محمد التادنی الشافعی و علامہ برہان ابو اسحٰق ابراہیم التادنی الحنفی وغیرہ اور بہت سے احقر کے خاندان کے لوگوں نے آپ سے خرقہ قادریہ پہنا۔ ۶ رصفر ۹۰۱ھ ہجری کو حماہ میں آپ کا انتقال ہوا۔ اور اپنے جدِ امجد کے قریب مدفون ہوئے۔ آپ نے کوئی اولاد نہیں چھوڑی۔ رحمۃ اللہ علیہ +

منجملہ اُن کے شیخ صالح اصیل ابن الباسط بن حسن بن علی بن محمد بن یحیٰی بن احمد بن محمد بن نصر بن عبدالرزاق ابن الشیخ عبدالقادر الجیلی الحسنی الحموی الدار والوفات ہیں۔ آپ بھی مشائخ کبار سے تھے۔ آپ قاہرہ تشریف لے گئے تھے۔ اور مدت تک وہیں رہ کر پھر حماہ میں واپس آ گئے یہیں آپ نے وفات پائی۔ اور باب ناعورہ میں مدفون ہوئے۔ آپ نے بھی کوئی اولاد نہیں چھوڑی۔ رحمۃ اللہ علیہ +

منجملہ اُن کے آپ ہی کے بھائی شیخ صالح ابوالنجا بن احمد بن حسن بن علی بن محمد بن یحیٰی بن احمد بن محمد بن نصر بن عبدالرزاق ابن الشیخ عبدالقادر الجیلی الحموی الحسنی ہیں۔ ۹۱۰ھ کو آپ نہر العاصی میں غرق ہو گئے۔ رحمۃ اللہ علیہ +

اولاد شیخ حسین بن علاؤالدینؒ

آپ کے تین فرزند تھے:۔

اوّل۔ شیخ صالح محی الدین یحیٰی بن حسین بن علی بن محمد بن یحیٰی بن احمد بن محمد بن نصر بن عبدالرزاق ابن الشیخ عبدالقادر الجیلی والحموی المولد والدار والوفات۔ آپ بھی حماہ کے مشائخ عظام میں سے تھے۔ بلادِ شام میں آپ کی بہت کچھ عظمت وحرمت تھی۔ باوجود اہلِ ثروت ہونے کے آپ متواضع تھے۔ اہل علم سے آپ کو بہت انسیت تھی۔ اسی (۸۰) سال سے زائد عمر پا کر آپ نے وفات پائی۔ اور وہیں باب ناعورہ میں آپ مدفون ہوئے۔ رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ +

دوم شیخ صالح شرف الدین قاسم بن یحیٰی بن حسین بن علی بن محمد بن نصر بن عبدالرزاق ابن الشیخ عبدالقادر الجیلی الحموی الاصل والمولد والدار والوفات۔ مشائخ کبار میں سے تھے۔ مریدوں کی تربیت اس وقت آپ ہی کی منتہی تھی۔ آپ ذی ہیبت ووقار اور نہایت خلیق تھے۔ ۹۱۰ھ کو حماہ میں مجھ کو اپنے والد ماجد کی ہمراہی میں آپ سے ملاقات کا اتفاق ہوا ہے۔ عرصہ تک آپ نے اپنے خلوت خانہ میں ہمیں ٹھیرایا۔ اور ہماری خاطر مدارات میں آپ نے معمول سے زیادہ تکلیفیں اٹھائیں۔ آپ کے برکات سے ہم بہت کچھ مستفید ہوئے۔ ۶ ربیع الآخر ۹۱۶ھ ہجری کو آپ نے وفات پائی۔ آپ کی عمر اس وقت پچاس سے متجاوز تھی۔ رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ +

آپ کی اولاد اور آپ کی اولاد الاولاد

منجملہ اُن کے شیخ صالح شمس الدین محمد بن قاسم بن یحییٰ بن حسین بن علی بن محمد بن یحییٰ بن احمد بن محمد بن نصر بن عبدالرزاق ابن الشیخ عبدالقادر الجیلی الحموی الاصل والدار الحسنی الشافعی۔ آپ اکابرین مشائخ قادریہ سے ہیں۔ اور ہمارے شیخ و ابن الشیخ مجمع مکارم اخلاق کریم النفس اور نہایت دریا دل ہیں۔ کوئی شخص آپ کے پاس سے محروم نہیں جا سکتا۔ جو کوئی بھی کہ آپ کے پاس آتا ہے۔ آپ اُس کی خاطر و مدارات میں کوئی دقیقہ فرد گذاشت نہیں کرتے، بلکہ اپنے اسلاف کی طرح سے آپ بھی اُس کے حوائج کو پورا کرنے میں امکان سے زیادہ کوشش کرتے ہیں۔ آپ تحفہ تحائف بھی لیتے ہیں۔ ہمیں آپ کی ہی زبانی معلوم ہوا ہے۔ کہ ۵۸۵ھ ہجری میں آپ تولد ہوئے۔ آپ اپنے بھائیوں میں سب سے بڑے ہیں۔ احیاہ اللہ الحیاۃ الطیبۃ +

آپ کے پہلے فرزند ہیں شیخ صالح عبداللہ۔ آپ نہایت نیک سیرت، متواضع با مروت ذکی و ذہین اور اپنے بھائیوں میں سب سے بڑے ہیں۔ آپ کی پیدائش ۹۲۶ھ ہجری میں ہوئی۔ آپ نجیب الطرفین ہیں۔ آپ کی والدہ مرحومہ سیدۃ الاصیلہ بنت الشیخ محی الدین عبدالقادر موصوف الصدر کی صاحبزادی تھیں۔ حفظہ اللہ تعالےٰ +

اور آپ کے دوسرے فرزند ہیں تاج العارفین الشیخ الصالح۔ آپ ایک نوجوان صالح ہیں حفظہ اللہ تعالےٰ +

منجملہ اُن کے شیخ شہاب الدین احمد بن قاسم بن یحییٰ بن حسین بن علی بن محمد بن یحییٰ بن احمد بن محمد بن نصر بن عبدالرزاق ابن الشیخ عبدالقادر الجیلی الحسنی الحموی الاصل والمولد والدار والوفات۔ آپ نہایت متین خوش طبع نہایت خلیق اور وجیہ تھے۔ مجھ کو آپ سے ملنے کا حلب میں بارہا اتفاق ہوا۔ ایک دفعہ آپ تفتیش اوقاف کی غرض سے حلب تشریف لائے۔ تو اس دفعہ ہم نے آپ کو اور آپ کے رفقاء کو اپنے غریب خانہ میں ٹھیرایا۔ ایک دفعہ آپ سے میری ملاقات قاہرہ میں ہوئی۔ اُس وقت آپ مع اپنے دونوں برادران شیخ عبدالقادر شیخ ابوالوفا کے جن کا ہم انشاءاللہ آگے ذکر کرینگے۔ حجاز جا رہے تھے۔ آپ کو امراء و سلاطین کی طرف سے اعلےٰ درجہ کی عزت اور وقعت حاصل تھی۔ پھر آپ صحیح و تندرست مصری قافلہ کے ساتھ حجاز سے حماہ واپس تشریف لائے ۶ رمضان المبارک ۸۸۶ھ کو آپ تولد ہوئے تھے، اور ۹۶۳ھ ہجری میں وہیں آپ نے وفات پائی +

منجملہ اُن کے شیخ عبدالقادر بن قاسم بن یحییٰ بن حسین بن علی بن محمد بن یحییٰ بن احمد بن محمد بن نصر بن عبدالرزاق ابن الشیخ عبدالقادر الجیلی الحسنی الحموی المولد والدار ہیں۔ آپ اعلےٰ درجہ کے سخی اور اہل علم کو بہت دوست رکھتے تھے۔ اور ہمیشہ عبادتِ الٰہی میں مشغول رہتے تھے۔ ۲۰ محرم الحرام ۹۹۳ھ کو آپ تولد ہوئے۔ حفظہ اللہ تعالےٰ +

آپ کے صاحبزادے ہیں شمس الدین الحموی الاصل المولد آپ ایک صالح نوجوان ہیں۔ قرآن مجید پڑھ کر آپ نے کتب فقہ شافعیہ پڑھیں اور احقر سے حدیث سُنی +

منجملہ اُن کے شیخ صالح الاصیل برکات بن قاسم بن یحییٰ بن حسین بن علی بن محمد بن یحییٰ بن احمد بن نصر بن عبدالرزاق ابن الشیخ عبدالقادر الجیلی الحموی الحسنی المولد والدار ہیں۔ آپ بھی اپنے خاندان کے چراغ ہیں۔ کسی سے آپ خلط ملط نہیں رکھتے ہمیشہ عبادتِ الٰہی میں مشغول رہتے ہیں آپکے بھائی عبدالقادر سے ہم نے آپ کی تاریخ تولد دریافت کی۔ تو اُنہوں نے بیان کیا کہ مجھ کو آپ کی تاریخ تولد معلوم نہیں۔ بجز اس کے کہ میں آپ سے قریباً پانچ سال چھوٹا ہوں۔ حفظہما اللہ تعالےٰ +

منجملہ اُن کے شیخ صالح محمد ابوالوفا بن قاسم بن یحییٰ بن حسین بن علی بن محمد بن یحییٰ بن احمد بن محمد بن نصر بن عبدالرزاق ابن الشیخ عبدالقادر الجیلی الحسنی الحموی الاصل والمولد والدار ہیں آپ بھی ایک اعلےٰ درجہ کے عالم باعمل محدث اور قدوۃ المشائخ قادریہ ہیں۔ قرآن مجید۔ فقہ۔ اور حدیث پڑھ کر آپ نے مصر وشام اور حجاز و حلب کی سیاحت بھی کی۔ بہت سے مشائخ نے آپ سے خرقہ پہنا۔ آپ کے مریدین بکثرت ہیں۔ عوام و خواص غرض سب کے دلوں میں آپ کی عزت و حرمت اور آپ کی ہیبت ہے۔ آپ اپنے بھائیوں میں سب سے چھوٹے۔ مگر قدر و منزلت میں سب سے بڑے ہیں۔ ابقاہ اللہ تعالےٰ +

اب ہم شیخ علاؤالدین علی موصوف الصدر کی ذریت جو کہ حماۃ میں آباد ہے کثرہم اللہ تعالےٰ کا ذکر کرنیکے بعد اولاد شیخ محمد ابن الشیخ عبدالعزیز الجیلی الجبالی علیہ الرحمۃ کا ذکر کرتے ہیں +

اولاد الشیخ محمد ابن الشیخ عبدالعزیز الجیلی الجبالی علیہ الرحمۃ

منجملہ اُن کے شیخ صالح شرشیق بن محمد بن عبدالعزیز ابن الشیخ عبدالقادر الجیلی الحسنی الجبالی المولد ہیں۔ آپ جبال میں تولد ہوئے۔ آپ نے عین شباب میں وفات پائی +

حافظ ابو عبداللہ الذہبی نے آپ کا سن وفات ۵۶۳ھ ہجری بیان کیا ہے۔ رحمۃ اللہ علیہ +

آپ کے فرزند ہیں شیخ صالح شمس الدین محمد الاکحل بن شرشیق بن شیخ محمد بن عبدالعزیز بن الشیخ عبدالقادر جیلی الحسنی الجبالی المولد والدار والوفات +

حافظ ذہبی نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے۔ کہ بقیۃ المشائخ ابو المکارم شمس الدین بن الشیخ شرشیق بن محمد عبدالعزیز ابن الشیخ عبدالقادر الجیلی ثم البخاری الجبالی الحنبلی ۵۱۵ھ ہجری کو قصبہ جبال میں پیدا ہوئے۔ آپ کے آباؤ اجداد کی قبور بھی یہیں ہیں +

فخر النجار احمد بن محمد النصیبی سے اور مکہ معظمہ جاکر عبدالرحیم زجاج رح سے۔ اور مدینہ منورہ جاکر عفیف امز دروع سے آپ نے حدیث سُنی۔ اور بغداد و دمشق آکر بیان کی۔ کئی مرتبہ آپنے حج بیت اللہ کیا۔ حسام عبدالعزیز و بدر حسن و فخر حسن اور شمس الدین سعد وغیرہ آپکے کئی فرزند تھے۔ قرب و جوار کے کل بلاد میں آپ کی بہت کچھ وقعت تھی۔ لوگ آپ کے فضائل سُن کر دُور دُور سے آپ سے شرفِ نیاز حاصل کرنے آیا کرتے تھے۔ ۷۳۹ھ ہجری میں آپ نے وفات پائی۔ اور اپنے بزرگوں کے قریب مدفون ہوئے +

شمس الدین محمد بن ابراہیم الجزری نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے کہ ۶۵۱ھ کو آپ بلدۂ جبال میں جو سنجار کے قرب و جوار کی بستیوں میں سے ایک بستی کا نام ہے۔ تولد ہوئے ان بلاد کے بہت بڑے مشاہیر سے ہیں۔ آپکی یہاں پر بہت کچھ عزت وقعت ہے۔ عموماً لوگ آپ سے خرقہ پہنتے ہیں۔ اور دُور دراز سے آپ کی قدمبوسی حاصل کرنے کے لئے آتے ہیں۔ جب آپ حلب و دمشق وغیرہ اور دیگر بلاد میں تشریف لے گئے۔ تو وہاں بھی آپ کی بہت عزت و وقعت ہوئی۔ فقراء و مشائخ عظام نے آپسے ملاقات کی۔ اعیانِ مملکت بھی آپکے پاس آئے اور نائب السلطنت سے بھی آپ کی ملاقات ہوئی۔ اور بہت بڑی خلقت نے آپسے خرقہ قادریہ پہنا +

حافظ تقی الدین ابو المعالی محمد بن رافع السلامی نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے۔ کہ آپ نے فخر علی بن احمد النجار و احمد بن محمد بن عبدالقادر النصیبی سے کتاب الشمائل الترمذی سنی۔ اور بغداد جاکر آپنے حدیث بیان کی۔ ابن المرقوقی و ابن السیرجی وغیرہ نے آپ سے حدیث سُنی۔ آپ بہت بڑے خلیق عابد و زاہد فاضل تھے۔ عموماً لوگوں کو آپ سے حسنِ عقیدت تھی +

شیخ الاسلام شہاب الدین علامہ احمد ابن حجر عسقلانی نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے کہ آپنے قرآن مجید پڑھ کر تفقہ حاصل کیا۔ اور پھر فخر علی بن نجار وغیرہ سے حدیث سُنی۔ اور دمشق و بغداد و جبال میں آپنے حدیث بیان کی۔ آپ عبادت و صلاح و تقوٰے میں مشہور و معروف تھے آپ نے

عُمر بھر اپنے ہاتھ میں سونا چاندی نہیں لیا۔ اور باوجود اس کے آپ اعلےٰ درجہ کے سخی اور صاحب جاہ وحشمت تھے۔ کذا فی رض الزاہر +

حافظ محمد بن رافع نے اپنی کتاب معجم میں بیان کیا ہے۔ کہ بدر الحسن بن شرشیق بن محمد بن عبد العزیز ابن الشیخ عبد القادر الجیلی الجیلانی آپ کے فرزند تھے۔ آپ نے اپنے والد صاحب سے حدیث سُنی۔ اور بغداد جا کر حدیث بیان کی۔ ۷۴۱ھ ہجری میں آپ حج بیت اللہ کو جاتے ہوئے۔ دمشق آئے۔ اور زاویہ سلاریہ میں ٹھیرے۔ ہماری بھی اُس وقت آپ سے ملاقات ہوئی حج سے واپسی کے بعد بھی آپ یہیں آکر ٹھیرے اُسوقت بھی ہماری اُن سے ملاقات ہوئی +

علامہ ابن حجر نے اپنی کتاب انباء الغمر بابناء العمر میں بیان کیا ہے۔ کہ آپ کی اس طرف کے بلاد و امصار میں بہت کچھ عزت و حرمت تھی۔ بہت بڑی عمر پاکر ۷۷۵ھ ہجری میں آپ کا انتقال ہوا +

آپ کی ذریت مصر میں

منجملہ شیخ محمد ابن الشیخ عبد العزیز رح کی اولاد کے شیخ صالح علاؤ الدین علی بن شمس الدین محمد الاکحل بن حسام الدین شرشیق بن شمس الدین محمد ابن الشیخ ابی بکر عبد العزیز ابن الشیخ محی الدین عبد القادر الجیلی الحسنی الجیلانی ہیں۔ آپ نے اور آپ کی اولاد کثر ہم اللہ نے مصر میں توطن اختیار کیا۔ اور یہ اس وقت کا واقعہ ہے جبکہ ملک الاشرف برسبا شہر آمد سے لوٹ کر قاہرہ میں داخل ہو چکا تھا +

مؤلف الروض الزاہر نے بیان کیا ہے۔ کہ ہمارے شیخ شیخ علاؤ الدین نہایت خلیق باعزت و وقار اور ذی حرمت بزرگ تھے۔ دیار مصریہ میں مشائخ قادریہ میں سے صرف آپ ہی کا وجود بابرکت مغتنمات سے تھا۔ آپ کو حج کرنے کا دو دفعہ موقعہ ملا +

۸۰۵ھ میں آپ تولد ہوئے۔ اور ۸۵۳ھ ہجری بعارضہ طاعون وفات پاکر آپ نے درجہ شہادت حاصل کیا۔ اور تربت معروض بتربت سیدی عدی بن مسافر میں آپ مدفون ہوئے آپ کی جملہ اولاد بھی یہیں ہوئی +

آپ کے چچیرے بھائی شیخ شمس الدین محمد بن نور الدین علی بن عز الدین حسین بن شمس الدین محمد الاکحل شرشیق بھی ۸۳۰ھ میں وفات پاکر یہیں مدفون ہوئے۔ اور ۸۴۱ھ میں آپ کے دو فرزند شیخ شرف الدین موسےٰ و شیخ بدر الدین نے بھی بعارضہ طاعون وفات پائی۔ مگر شیخ شرف الدین نے

دو فرزند اور شیخ بدرالدین نے ایک دختر چھوڑی۔ اس وقت ہمارے شیخ علاؤالدین کے کل تین فرزند تھے۔ جن میں سے ۸۴۱ھ والے طاعون میں دو مندرجہ فرزندان کے انتقال کے بعد صرف ایک فرزند رہے تھے۔ انہیں لیکر آپ حجاز کی طرف جا رہے تھے۔ کہ راہ میں اُن کو بھی طاعون ہو کر اُن کا بھی انتقال ہو گیا۔ اور جامع طور میں اُن کو دفن کیا گیا۔ اسوقت اُن کی عمر بیس سال سے کم تھی۔ بعدازاں بھی آپ کے ہاں بھی بہت اولاد ہوئی۔ مگر اکثر نے وفات پائی۔ اور آپ کے انتقال کے بعد آپکے صرف دو فرزند اور دو صاحبزادیاں باقی رہیں۔ جن میں سے آپکے انتقال کے بعد آپکے ایک اور فرزند کا بھی انتقال ہو گیا۔ اور باقی آپ کے ایک فرزند اور دو صاحبزادیاں موجود ہیں آپکے ایک حقیقی بھائی بھی تھے۔ شیخ عبدالقادر مگر ۸۴۱ھ میں بعارضہ طاعون دمشق میں آپنے بھی وفات پائی۔ اور مقبرۂ صوفیہ میں مدفون ہوئے۔ انتہیٰ کلام مؤلف الروض الناظر۔ غرض شیخ عبدالعزیز ممدوح کی ذریت جبال میں اب تک موجود ہے +

منجملہ اِن کے شیخ حسام الدین ہیں۔ آپ اعلیٰ درجہ کے کریم النفس با اخلاق و مروت ہیں اہلی لئے آپکے جمیع اعزہ و اقارب کی ان شہروں میں بہت کچھ عزت و وقعت ہے۔ آپ خود بھی صاحب ثروت وجاہت ہیں۔ حُکام بالا آپ کی نہایت تعظیم و تکریم کرتے ہیں۔ عموماً جابجا سے لوگ آکر آپ سے خرقۂ قادریہ پہنتے ہیں۔ اَبقَاهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰے وَنَفَعَنَا بِبَرَکَاتِهِمْ وَبَرَکَاتِ اَنْسَابِهِمُ الطَّاهِرَةِ +

آپ کی ذریت حلب میں

بلادِ حلب میں بھی اسوقت تک سیدنا الشیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کی ذریت ہے خصوصاً قریہ یاعو میں اولاد شیخ یاعو کے لقب سے پکاری جاتی ہے۔ اُن کا بیان ہے کہ وہ شیخ عیسےٰ ابن الشیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہیں عام وخاص سب اُن کی نہایت عزت و وقعت کرتے ہیں +

منجملہ ان کے شیخ عبدالعزیز کا بھی یہیں انتقال ہوا۔ اور اپنے آباؤ اجداد کے قریب آپ بھی مدفون ہوئے۔ مگر آپ کے بھائی شیخ احمدالدین ہنوز زندہ اور قریہ مذکور ہی میں سکونت پذیر ہیں +

منجملہ ان کے شیخ عثمان ابن الشیخ عبدالعزیز موصوف الصدر ہیں۔ آپ بھی اعلیٰ درجہ کے

خلیق۔ متواضع۔ لوگوں سے کنارہ کش۔ اور قریۂ مذکور میں ہی اپنے عم بزرگ شیخ احمد کے ہمراہ سکونت پذیر تھے۔ یہیں پر آپ کا بھی اپنے والد ماجد شیخ عبدالعزیز سے پہلے انتقال ہوا +

آپ کے دو فرزند تھے :۔

اوّل شیخ عبدالرزاق۔ آپ کا انتقال بھی اپنے والد ماجد سے پہلے ہوا۔ آپ بھی نہایت خلیق و وجیہ تھے۔ رحمۃ اللہ علیہ +

دوم شیخ زین الدین عمر کان کی بھی بہت کچھ عزت و وقعت تھی۔ حکام پر بھی آپ کے احکام نافذ ہوتے تھے۔ حلب و دمشق میں آپ عرصہ تک بہت اعزاز کے ساتھ رہے۔ آپ کی وفات دمشق میں ہوئی۔ دمشق و قاہرہ میں اب تک آپ کی اولاد موجود ہے +

منجملہ ان کے قاہرہ میں آپ کے دو بھائی موجود ہیں۔ جو کہ سید عبدالقادر و سید احمد کے نام سے پکارے جاتے ہیں۔ سید عبدالقادر نقابت الاشراف اور ان کے اوقات کے متولی اور قاہرہ میں ہی اب تک سکونت پذیر ہیں +

قاہرہ میں آپ کی ذرّیت

غرض قاہرہ میں سیدنا حضرت شیخ عبدالقادر الجیلانی علیہ الرحمۃ کی ذریت بکثرت موجود ہے۔ مگر ان کی نسبت ہمیں بتحقیق معلوم نہیں۔ کہ وہ شیخ عیسےٰ ابن الشیخ عبدالقادر المتوفی بالقاہرہ کی اولاد سے ہیں۔ جیسا کہ حافظ محب الدین ابن النجار نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے۔ یا یہ کہ وہ شیخ عبدالعزیز جبالی کی اولاد سے ہیں۔ شیخ عبدالعزیز موصوف الصدر اور انکی اولاد نے ملک اشرف برسیای کی آمد سے واپسی کے بعد مصر میں توطن اختیار کیا۔ اور وہیں وفات پائی۔ جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ قاہرہ میں ان کی بہت کچھ وقعت و منزلت تھی۔ اور اب بھی ہے۔ دور دور سے لوگ ان سے شرف نیاز حاصل کرنے آیا کرتے ہیں۔ نفعنا اللہ بہم +

بغداد میں آپ کی ذرّیت

بغداد میں آپ ہی کے مقام پر ایک بہت بڑی جماعت ہے۔ جن کا خود بیان ہے کہ وہ سیدنا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کی اولاد سے ہیں۔ یہاں پر ان کے بہت کچھ مراتب و مناصب ہیں۔ عام و خاص ان کی نہایت عزت و وقعت کرتے ہیں شاہ اسمٰعیل سلطان العجم جب بغداد

کا مالک ہوا۔ تو اُس وقت اُس کا زاویہ شکستہ ہو گیا۔ اور یہ لوگ متفرق ہو کر اطراف وجوانب کے بلاد میں منتشر ہو گئے۔ منجملہ اُن کے جماعت حلب میں بھی آئی۔ اور یہیں اپنے مکان میں اُنہیں ٹھیرانے کی عزت حاصل ہوئی +

منجملہ اُن کے بعض اعیان کا ہم ذکر بھی کرتے ہیں۔ اُن ہی میں شیخ اجل علاؤ الدین علی اور آپ کی اولاد اور آپ کے دونوں بھائی شیخ محی الدین و شیخ زین العابدین اور آپ کے بھتیجے شیخ یوسف بھی تھے۔ یہ بزرگ یہاں عرصہ تک رہے اور پھر قاہرہ چلے گئے۔ وہاں پر ملک اشرف سُلطان ابو النصر قانصوہ الغوری نے شیخ علاؤ الدین کا نہایت اعزاز و اکرام کیا۔ زاویہ برقیہ وغیرہ کا آپ کو ناظر بنا دیا۔ پھر جب قاہرہ سے آپ واپس ہو کر حلب آئے۔ تو یہیں پر آپ کا اور آپ کی اولاد کا انتقال ہو گیا۔ اور اب اُن میں سے کوئی باقی نہ رہا۔ البتہ آپ کے بھتیجے شیخ یوسف اور آپ کے عم بزرگ شیخ زین العابدین قاہرہ ہی میں رہے۔ اور ۹۲۳ھ میں آپ وہاں سے واپس آئے اور پھر دمشق چلے گئے۔ وہیں پر آپ نے وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ + اور آپ کے عم بزرگ شیخ زین العابدین نے مصر جا کر وفات پائی۔ اور اب بلاد مصر و شام میں ان کی اولاد میں سے کوئی باقی نہیں رہا +

پھر جب سُلطان سلیمان خلد اللہ ملکہ بغداد کے مالک ہوئے۔ تو انھوں نے سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ کے زاویہ کی تعمیر کرائی۔ اور شیخ علاؤ الدین موصوف الصدر کے برادران و اعزہ اقارب پھر بغداد واپس آ گئے۔ اور بیان کیا جاتا ہے۔ کہ اب وہ سب کے سب بدستورِ سابق وہیں مقیم ہیں۔ اور اِن کے مراتب و مناصب اور اوقاف وغیرہ بلکہ اس سے کچھ اور زائد نہیں۔ واپس ملے۔ اور عام و خاص سب کے نزدیک وہی اُن کی تعظیم و تکریم جو پہلے تھی۔ اب بھی ہے۔ ان میں سے قسطنطنیہ میں ایک بزرگ سے جن کا اسم گرامی شیخ زین الدین ہے۔ میری ملاقات ہوئی۔ آپ نہایت وجیہ اور باہیبت وقار اور متین ہیں۔ آپ نے احقر سے بیان کیا۔ کہ آپ شیخ علاؤ الدین موصوف الصدر کے عم بزرگ کی اولاد سے ہیں۔ اور آپ زاویہ کے اوقاف حاصل کرنے کے لئے بغداد گئے۔ اور اُمید سے زیادہ آپ کو کامیابی بھی ہوئی۔ نیز یہ بھی بیان کیا جاتا ہے۔ کہ مشائخ مذکورین آپ کی اولاد نرینہ سے نہیں بلکہ شیخ طفسونجی کی اولاد سے ہیں۔ اور شیخ طفسونجی سیدنا حضرت شیخ عبد القادر جیلانی کی ایک صاحبزادی کے بطن سے ہیں۔ جنہیں آپ نے شیخ عبد الرزاق الطفسونجی کے فرزند ارجمند کے نکاح میں دیا تھا۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال +

علامہ ابن ناصر الدین الدمشقی المحدث نے بیان کیا ہے۔ کہ منجملہ اُن کے جو کہ حضرت

شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کی طرف منسوب ہیں۔ تاج الدین ابو الفتح نصر اللہ بن عمر بن محمد بن احمد بن منصور بن عبدالرزاق ابن الشیخ عبدالقادر بھی ہیں مگر ہم سے بعض حفاظ نے بیان کیا ہے کہ عراق میں ہمیں ایک بہت بڑی جماعت سے ملنے کا موقع ملا۔ اُنہیں نے ہم سے بیان کیا۔ کہ یہ شخص ابن سمین کے نام سے مشہور۔ اور آپ کے بعض مریدین کی اولاد سے تھے۔ اور خود آپ کی اولاد سے نہیں تھے۔ رحمۃ اللہ علیہ +

یہ آپ کی ذریت کا مختصر حال ہے۔ جو کہ ہمیں معلوم ہے۔ اور جن کی تمام شہروں اور بستیوں میں تعظیم و تکریم کی جاتی ہے۔ اور جن کو کسی نے کچھ اذیت نہیں پہنچائی۔ مگر یہ کہ خود اس کے اور اس کی اولاد کے حق میں خرابی کا باعث ہو۔ اور ہم نے بچشم خود اس کا معائنہ بھی کیا۔ چنانچہ اسی زمانہ کا واقعہ ہے۔ کہ نائب حماۃ نے جو کہ نصیح کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ مرحوم شیخ احمد ابن الشیخ قاسم موصوف الصدر کو سخت اذیت پہنچائی۔ آپ کو اُس سے اذیت پہنچنے کے بعد تھوڑا زمانہ گذرا تھا۔ کہ خدائے تعالےٰ نے اُس کی جڑ و بنیاد اُکھیڑ دی۔ اور اُس کی ذریت میں سے کوئی بھی باقی نہیں رہا۔ اور یہ آیۂ کریمہ صادق آنے لگی۔ فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْ بَاقِيَةٍ (کیا تمہیں اِن میں سے کسی کا کچھ نشان بھی نظر آتا ہے؟) اور ایسا ہی ہونا بھی چاہیئے۔ کیونکہ اُن کے جدامجد کا قول ہے ؎

وَنَحْنُ لِمَنْ قَدْ سَاءَنَا سَمٌّ قَاتِلٌ
فَمَنْ لَمْ يُصَدِّقْ فَلْيُجَرِّبْ وَيَعْتَدِيْ

جو کوئی بھی ہمیں اذیت پہنچائے۔ ہم اُس کے لئے سم قاتل ہیں جسے اِس کا یقین نہ ہو۔ وہ اذیت پہنچا کر اِس کا تجربہ کرلے +

بعض نے بیان کیا ہے۔ کہ ابن یونس وزیر ناصر الدین نے سیدنا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کی اولاد کو طرح طرح کی اذیت پہنچائی۔ یہاں تک کہ اُس نے بغداد سے انہیں جلاوطن کردیا۔ تو اللہ تعالےٰ نے اُس کے خاندان کو برباد کردیا۔ اور وہ خود بھی نہایت بری موت سے مرا۔ ببرکتہ سلفھم الطاہر +

شیخ ابو البقاء العکبری بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک روز حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کی مجلس وعظ کے قریب سے میرا گذر ہوا۔ میں نے اپنے جی میں کہا کہ آؤ اِس عجمی کا کلام بھی سنتے چلیں اِس سے پہلے مجھے آپ کے وعظ سننے کا اتفاق نہیں ہوا تھا۔ غرض میں اُسوقت آپ کی مجلس میں گیا۔ آپ وعظ فرما رہے تھے۔ اُس وقت آپ نے قطع کلام کر کے فرمایا۔ کہ آنکھوں

اور دل کا اندھا شخص عجمی کا کلام سُنکر کیا کرے گا۔ مَیں آپ کا یہ کلام سُنکر ضبط نہ کر سکا۔ اور آپ کے تخت پر چڑھ کر اپنا سر کھول دیا۔ اور آپ سے عرض کیا۔ کہ آپ احقر کو خرقہ پہنائیں۔ چنانچہ آپ نے احقر کو خرقہ پہنایا کہ عبد اللہ! اگر خدائے تعالےٰ تمہارے انجام کی مجھے خبر نہ دیتا۔ تو تم گناہوں سے ہلاک ہو جاتے۔ اب تم ہماری پناہ میں داخل ہو کر ہم میں سے ہو جاؤ۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

آپ کی توجہ سے آفتابہ کا رو بقبلہ ہونا

شیخ ابو عبد اللہ قزوینی و شیخ احمد نجو بیان کرتے ہیں۔ کہ جب حضرت شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ کی شہرت ہوئی۔ تو جیلان سے تین بزرگ آپ سے ملاقات کرنیکے لئے تشریف لائے۔ جب یہ بزرگ آپکے مدرسہ میں داخل ہوئے۔ اور اجازت لے کر سامنے آئے۔ تو انہوں نے دیکھا۔ کہ آپ اپنے ہاتھ میں ایک کتاب لئے بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور آپ کا آفتابہ رُو بقبلہ نہیں ہے۔ اور آپ کا خادم آپ کے سامنے کھڑا ہے۔ ان بزرگوں نے یہ حال دیکھ کر گویا اس حال سے نفرت کر کے ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے۔ آپ نے کتاب رکھ کر خادم کی طرف نظر اٹھائی تو وہ اسی وقت گر کر مر گیا۔ پھر آپ نے آفتابہ کی طرف نظر کی تو وہ اسی وقت گھوم کر رو بقبلہ ہو گیا۔

محی الدین آپ کا لقب ہونیکی وجہ تسمیہ

آپ سے اس کا سبب دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ ۵۱۱ ہجری کا واقعہ ہے کہ مَیں اپنی بعض سیاحت سے بغداد واپس آیا۔ تو اُس وقت میرا ایک مریض پر سے جو نہایت نحیف البدن اور زرد رُو تھا۔ گذر ہؤا۔ اُس نے مجھ کو سلام کیا۔ اور اپنے نزدیک بُلا کر کہا۔ کہ مجھے اُٹھا کر بٹھالو۔ مَیں سلام کا جواب دیکر اُس کے پاس گیا۔ اور اُسے مَیں نے اُٹھا کر بٹھایا۔ تو وہ نہایت موٹا تازہ اور وجیہ خوش رنگ معلوم ہونے لگا۔ غرض اُسکی حالت درست ہو گئی۔ مجھے اُس سے کچھ خوف سا ہؤا۔ پھر اس نے مجھ سے کہا۔ کہ تم مجھے جانتے ہو؟ مَیں نے کہا نہیں۔ اُس نے کہا۔ مَیں دین اسلام ہوں۔ مَیں مرنے کے قریب ہو گیا تھا۔ کہ خدائے تعالےٰ نے مجھے تُمہاری بدولت از سرِ نو زندہ کیا۔ پھر مَیں اُسے چھوڑ کر جامع مسجد میں آیا۔ یہاں پر ایک شخص نے آن کر مجھ سے مُلاقات کی۔ اور مجھے یا سیدی محی الدین کہکر پُکارا۔ پھر مَیں نماز شروع کرنے کے قریب ہؤا۔ تو چاروں طرف سے لوگ آ کر مجھ کو یا محی الدین کہہ کر پکارنے لگے۔ اور میری دست بوسی کرنے لگے۔ اس سے پہلے کبھی کسی نے

مجھ کو اس نام سے نہیں پکارا تھا +

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آپ کا خواب میں دیکھنا

نیز آپ نے بیان فرمایا ہے۔ کہ میں نے خواب دیکھا کہ گویا میں اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی گود مبارک میں ہوں۔ اور آپ کی دائیں جانب کا دودھ پی رہا ہوں۔ پھر آپ نے مجھے اپنی بائیں جانب کا دودھ بھی پلایا۔ اتنے میں جناب سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے۔ اور تشریف لاکر آپ نے فرمایا۔ کہ عائشہ در حقیقت یہ ہمارا فرزند ہے +

ایک بزرگ کی حکایت

شیخ ابو محمد الجوفی نے بیان کیا ہے۔ کہ میں ایک وقت حضرت شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں اُس وقت فاقہ میں تھا۔ اور میرے اہل عیال نے بھی کئی روز سے کچھ نہیں کھایا تھا۔ میں نے آپ کو سلام کیا۔ آپ نے سلام کا جواب دیکر اُس وقت مجھ سے فرمایا۔ کہ جوفی! بھوک خدائے تعالےٰ کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔ جسے وہ دوست رکھتا ہے۔ اُسی کو وہ عطا فرماتا ہے۔ اور جب بندہ تین روز تک کچھ نہیں کھاتا۔ تو اللہ تعالےٰ اُس سے فرماتا ہے۔ کہ میرے بندے! تو نے صرف میری وجہ سے اب تک کچھ نہیں کھایا۔ مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم ہے۔ میں تجھ کو کھلاؤں گا۔ قریب تھا۔ کہ یہ سُن کر چیخ اُٹھتا۔ مگر آپ نے اشارہ فرمایا۔ کہ خاموش رہو۔ پھر آپ نے فرمایا۔ کہ جب خدائے تعالیٰ کسی بندہ کی آزمائش کرتا ہے۔ اور بندہ اُسے پوشیدہ رکھتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اُسے دو حصے اجر دیتا ہے۔ اور اگر وہ اُسے ظاہر کر دیتا ہے۔ تب بھی اللہ تعالےٰ اُسے ایک حصہ اجر دیتا ہے۔ اس کے بعد آپ نے مجھ کو اپنے قریب بلا کر پوشیدہ طور سے کچھ دیا۔ میرا قصد اُسے ظاہر کرنے کا تھا۔ مگر آپ نے مجھے فرمایا۔ کہ جوفی فقر کو چھپانا زیادہ لائق و مستحسن ہے +

ایک جُوئے باز کا آپ کے دستِ مبارک پر تائب ہونا

شریف بغدادی نے بیان کیا ہے۔ کہ آپ کے قرب وجوار میں ایک شخص رہتا تھا جس کا نام عبد اللہ ابن نقطہ تھا۔ یہ شخص نرد کھیلا کرتا تھا۔ ایک روز اُس کے مشر کا نے بازی جیت کر اُس کا سارا مال و اسباب

اور گھر بار سب جیت لیا۔ اب اُس کے پاس کچھ نہ رہا۔ آخر مَیں اُس نے ہاتھ کٹا دینے پر بازی کھیلی۔ اور پھر ہار گیا۔ آخر کو چھُری دیکھ کر گھبرایا۔ اُس کے شرکا بولے۔ یا ہاتھ کٹا دو۔ یا صرف یہ کہدو۔ کہ مَیں ہارا۔ اُس نے یہ کہنا بھی منظور نہ کیا۔ یہ لوگ اُس کا ہاتھ کاٹنے پر آمادہ ہوئے۔ اتنے میں آپ نے مکان کی چھت پر چڑھ کر پکارا۔ کہ عبداللہ! لو یہ سجادہ لے لو۔ اور اس سے تم پھر بازی کھیلو۔ اور یہ بھی نہ کہنا کہ مَیں ہارا۔ پھر آپ اُنہیں سجادہ دے کر آبدیدہ واپس آئے۔ لوگوں نے آپ کے آبدیدہ ہونے کی وجہ دریافت کی۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ عنقریب تمہیں خود معلوم ہو جائے گا۔ غرض عبداللہ ابن نقطہ نے آپ سے سجادہ لے کر پھر اپنے شرکا سے بازی کھیلی۔ اور جو کچھ مال و متاع و گھر بار ہار چکے تھے۔ وہ سب کا سب اُس نے واپس لے لیا۔ اس کے بعد یہ آپ کے دستِ مبارک پر تائب ہو گیا۔ اور اپنا سارا مال و متاع راہِ خدا میں خرچ کر دیا۔ اُن کی روزانہ آمدنی دو سَو دینار تھی۔ وہ سب کا سب اُنہوں نے خرچ کر دیا۔ انہیں کی نسبت آپ نے فرمایا کہ ابن نقطہ سب سے اخیر میں اور سب کے ساتھ شریک ہو کر خاص لوگوں میں سے ہو گئے۔ یہ وہی ابن نقطہ ہیں کہ جن کا ہم پہلے بھی ذکر کر چکے ہیں +

آپ کے خادم ابوالرضیٰ نے بیان کیا ہے کہ ایک دفعہ آپ نے تین خلوتیں کیں۔ جب تیسری خلوت سے آپ نکلے۔ تو مَیں نے آپ سے پُوچھا کہ آپ نے اس خلوت میں کیا دیکھا۔ آپ نے اُس وقت میری طرف غصّے کی نگاہ سے دیکھ کر مندرجہ ذیل اشعار پڑھے :۔ ؎

تَجَلّٰی لِیَ الْمَحْبُوْبُ مِنْ غَیْبِ الْحُجُبِ
فَشَاهَدْتُ اَشْیَاءَ تَجِلُّ عَنِ الْخُطَبِ

پردۂ غیب سے دوست نے میری طرف تجلّی کی۔ تو مَیں نے تمام چیزوں کو دیکھا کہ اپنے حال سے گم گشتہ ہونے لگیں +

وَ اَشْرَقَتِ الْاَکْوَانُ مِنْ نُوْرِ وَجْهِهٖ
فَخِفْتُ لِاَنْ اَقْضِیْ لِهَیْبَتِهٖ نَحْبِیْ

تمام کائنات اُس کے نورِ جمال سے روشن ہو گئی۔ مجھے خوف ہوا۔ کہ مَیں کہیں اس کی ہیبت سے اپنی زیست سے نہ گذر جاؤں +

فَنَادَیْتُهٗ سِرًّا لِتَعْظِیْمِ شَانِهٖ
وَلَمْ اَطْلُبِ الرُّؤْیَا لَهٗ خِیْفَةَ الْعَتْبِ

اسلئے میں نے اسکی عظمتِ شان کی وجہ سے اُسے آہستہ سے پکارا۔ اور عتاب کے خوف سے اسکے دیدار کا خواستگار نہیں ہوا۔

سِوَی اَشْتَکِی نَادَیْتُہٗ حَقَّ بِرُودَۃٍ
لِتُحْیِیْ بِھَا مَیْتُ الصِّبَا بَیْنَ وَاللُّبِّ

مَیں نے اُسے آہستہ سے پکار کر صرف یہی کہا۔ کہ تو مہربانی سے مجھے ایک نظر دیکھ۔ تاکہ اس سے مُردہ عشق و محبت از سرِ نو زندہ ہو جائیں +

تَعَطَّفْ عَلٰی مَنْ اَنْتَ اَقْصٰی مُرَادِہٖ
فَمَعْنَاكَ فِیْ عَیْنِیْ وَذِکْرَاكَ فِیْ قَلْبِیْ

تو اُسپر مہربانی کر کہ جسکی مراد تو ہی تو ہے۔ تیری نشانی میری آنکھوں میں اور تیرا ذکر میری دل میں ہے +
اس کے بعد مجھے غشی سی آگئی۔ پھر جب میں اُٹھا تو آپنے مجھے سینہ سے لگا کر فرمایا کہ اگر مجھے اجازت ہوتی۔ تو میں تمہیں عجائبات سُناتا۔ مگر کیا کروں زبان گونگی ہو گئی۔ نہ وہ کچھ کہہ سکتی ہے۔ اور نہ دل اُسکی طرف اشارہ کر سکتا ہے +

ایک بزرگ کا خواب

شیخ ابو عمر عثمان بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ نہر عیسےٰ خون و پیپ ہو گئی ہے۔ اور اُسکی مچھلیاں سانپ وغیرہ حشرات الارض ہو گئی ہیں۔ اور وہ بڑھتی جاتی ہیں میں خائف ہو کر اپنے مکان میں بھاگ آیا۔ اُس وقت کسی نے مجھے پنکھا دیا۔ اور کہا۔ کہ اسے مضبوط پکڑ لو۔ میں نے کہا۔ یہ مجھ سے نہیں اُٹھتا۔ اُنہوں نے کہا۔ تمہارا ایمان اُسے اُٹھا لیگا۔ تم اِسے ہاتھ میں لے لو۔ میں نے اُسے ہاتھ میں لے لیا۔ تو میرا تمام دہشت و خوف جاتا رہا۔ میں نے اُنہیں قسم دلاکر پوچھا کہ آپ کی برکت سے خدا تعالےٰ نے مجھے تسکین و اطمینان عطا فرمایا۔ آپ کون ہیں؟ فرمایا میں محمد تمہارا نبی ہوں۔ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں آپ کی ہیبت سے کانپ اُٹھا۔ پھر میں نے آپ سے عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ! آپ میرے لئے دُعا فرمائیے۔ کہ کتاب اللہ اور آپ کی سُنت پر میرا خاتمہ ہو۔ آپ نے فرمایا۔ بیشک ایسا ہی ہو گا۔ اور تمہارے شیخ شیخ عبدالقادر ہیں۔ میں نے پھر آپسے عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) آپ میرے لئے دُعا فرمایئے کہ خدا کی کتاب اور آپ کی سُنت پر میرا خاتمہ ہو۔ آپنے فرمایا بیشک ایسا ہی ہو گا۔ اور تمہارے شیخ شیخ عبدالقادر ہیں۔ تیسری دفعہ پھر میں نے عرض کیا۔ تو پھر بھی آپ نے یہی جواب دیا۔ پھر جب میں بیدار ہوا۔ تو میں نے اپنا خواب اپنے والد ماجد سے بیان کیا۔ تو آپ مجھے ہمراہ لیکر آپ کی خدمت میں آئے۔ اُس روز آپ مسافر خانہ میں وعظ فرما رہے تھے۔ ہمیں چونکہ

جگہ خالی نہیں ملی۔ اِس لئے ہم آپ کے قریب نہ جا سکے۔ اور آخیر مجلس ہی میں بیٹھ گئے۔ مگر اُسی وقت آپ نے ہمیں اپنے پاس بلوا لیا۔ میرے والد تخت پر چڑھے۔ اور اُن کے پیچھے پیچھے میں بھی تخت پر چڑھکر بیٹھ گیا۔ آپ نے میرے والد ماجد سے فرمایا۔ کہ تم عجیب کم فہم آدمی ہو۔ بے دلیل کے تم میرے پاس آتے ہی نہ تھے۔ پھر آپ نے اپنا قمیص میرے والد ماجد کو پہنایا۔ اور مجھے آپ نے اپنی ٹوپی پہنائی پھر ہم اُتر کر لوگوں کے ساتھ بیٹھ گئے۔ میرے والد ماجد نے دیکھا۔ تو قمیص اُلٹا تھا۔ اُنہوں نے اُسے سیدھا کرنا چاہا۔ مگر کسی نے کہا۔ کہ ٹھیر جاؤ۔ ابھی نہیں۔ پھر جب آپ وعظ کہکر تخت سے اُترے تو اُس وقت پھر اُنہوں نے اُسے سیدھا کرنا چاہا۔ تو وہ خود بخود سیدھا ہو گیا۔ اس کے بعد میرے والد ماجد پر غشی طاری ہو گئی۔ اور مجلس میں اضطراب سا پیدا ہو گیا۔ پھر آپ نے میرے والد ماجد کی نسبت فرمایا۔ کہ انہیں میرے پاس لے آؤ۔ پھر جب ہم آپ کی خدمت آئے۔ تو اُس وقت آپ قُبہ اولیا میں تھے۔ جو کہ آپ کے مسافر خانہ میں واقع تھا۔ اُسے قُبہ اولیاء اسی لئے کہتے تھے۔ کہ اولیاء و رجالِ غیب اِس میں بکثرت آیا کرتے تھے۔ پھر آپ نے میرے والد ماجد سے فرمایا۔ کہ جس کے رہنما رسول اللہ صلی اللہ تعالے علیہ وسلم ہوں۔ اور جس کا شیخ عبد القادر ہو۔ تو اُسے کیونکر کرامت حاصل نہ ہو گی۔ یہ تمہاری ہی کرامت ہے۔ پھر آپ نے دوات قلم اور کاغذ منگا کر لکھدیا۔ کہ آپ نے ہمیں خرقہ پہنایا +

ایک خیانت کا ذِکر

ابو بکر تیمیمی نے اپنی کتاب میں بیان کیا ہے۔ کہ میں ابتدائی عمر میں جمّال (یعنی شتربان) تھا۔ اور اُسوقت مکہ جا رہا تھا۔ اور ایک جیلانی شخص کے ساتھ مجھے حج کرنے کا اتفاق ہوا۔ اُس شخص کو جب معلوم ہوا۔ کہ یہ عنقریب مر جائیگا۔ تو اُس نے مجھ سے کہا۔ کہ تم یہ میری چادر اور کپڑا لے لو۔ اسمیں دس دینار ہیں۔ یہ لیجا کر شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ کو دیدینا۔ اور کہدینا۔ کہ وہ مجھ پر نظرِ مہربانی دکھیں۔ یہ کہکر اُس کا انتقال ہو گیا۔ جب میں بغداد واپس آیا۔ تو مجھے طمع دیکر گھیرا کہ اِس کی کسی کو خبر ہے نہیں۔ آپ کو کیونکر خبر ہو گی۔ غرض میں نے دس دینار رکھ لئے۔ ایک روز میں جا رہا تھا۔ کہ مجھ سے آپ کا سامنا ہو گیا۔ میں سلام کر کے آپ کے پاس گیا۔ اور آپ سے مصافحہ کیا۔ تو آپ نے زور سے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا۔ کہ کیوں تم نے دس دینار کے لئے خدا کا بھی خوف نہیں کیا۔ اور اُس عجمی کی امانت رکھ لی۔ اور اُسکے پاس آنا جانا چھوڑ دیا۔ آپ کا یہ فرمانا تھا۔ کہ میں بیہوش ہو کر گر پڑا۔

آپ مجھے چھوڑ کر چلے گئے۔ مجھ کو جب افاقہ ہوا۔ تو فوراً میں گھر آیا۔ اور وہ دس دینار اور چادر آپ کے پاس لے گیا +

رجالِ غیب کا آپ کی مجلس میں آنا

حافظ ابو زرعہ طاہر بن محمد طاہر المقدسی الداری نے بیان کیا ہے۔ کہ میں ایک وقت حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کی مجلس وعظ میں حاضر تھا۔ اُس وقت آپ فرما رہے تھے کہ میرا کلام رجالِ غیب سے ہوتا ہے۔ جو کوہ قاف کے درے سے میری مجلس میں آتے ہیں۔ اور جن کے قدم ہوا میں اور دِل حضرت القدس میں ہوتے ہیں۔ اپنے پروردگار کا اُن کو بسبب اشتیاق ہوتا ہے کہ اُن کی آتش اشتیاق سے سر پر اُن کی ٹوپیاں جلی جاتی ہیں۔ آپکے صاحبزادے شیخ عبدالرزاق بھی اُس وقت مجلس میں موجود تھے۔ آپ نے آسمان کی طرف سر اُٹھا کر دیکھا اور تھوڑی دیر تک دیکھتے رہے۔ اتنے میں سر پر آپکے ٹوپی جلنے لگی۔ آپ نے وہ ٹوپی پھاڑ ڈالی۔ اسی اثنا میں آپ نے تخت سے اُتر کر اُسے بجھا دیا۔ اور فرمایا۔ کہ عبدالرزاق تم بھی اُنہیں لوگوں میں سے +

حافظ ابو زرعہ بیان کرتے ہیں۔ کہ بعد میں مَیں نے آپکے صاحبزادے شیخ عبدالرزاق سے اُس وقت کا حال دریافت کیا۔ تو آپنے بیان کیا۔ کہ مَیں نے جب اوپر نظر اُٹھا کر دیکھا تو مجھے ہوا میں رجالِ غیب کی صفیں کی صفیں نظر آئیں۔ تمام اُفق بھرا ہوا تھا۔ یہ لوگ اپنے سر جھکائے ہوئے نہایت خاموشی سے آپ کا کلام سن رہے تھے۔ بعض اُن میں سے چیخ اُٹھتے اور بعض ہوا میں دوڑنے لگتے۔ اور بعض زمین پر گر پڑتے۔ اور بعض لرزتے رہتے۔ مَیں نے دیکھا۔ تو اُن کے لباس میں آگ لگی ہوئی تھی +

رجالِ غیب کا ذکر

شیخ عبداللہ الاصفہانی الجبلی بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک شب کا واقعہ ہے کہ مَیں جبل لبنان میں تھا چاندنی اس شب کو خوب اچھی طرح سے پھیلی ہوئی تھی۔ مَیں نے اُسوقت اہل جبل لبنان کو دیکھا۔ کہ جمع ہو کر ہوا میں اُڑتے ہوئے عراق کی طرف جا رہے ہیں۔ مَیں نے اپنے ایک دوست سے پوچھا۔ کہ تم لوگ کدھر جا رہے ہو۔ اُنہوں نے کہا۔ کہ ہمیں خضر علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ کہ ہم بغداد جا کر قطبِ وقت کی خدمت میں حاضر ہوں۔ مَیں نے پوچھا۔ کہ قطب وقت کون ہیں؟ اُنہوں نے

کہا کہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ ہیں۔ میں نے ان سے اجازت لی کہ میں بھی ان کے ہمراہ ہو جاؤں۔ تو انہوں نے مجھ کو اجازت دی۔ ہم تھوڑی دیر ہوا میں چلے۔ اور بغداد پہنچکر آپکے سامنے کھڑے ہو گئے۔ ان میں سے تمام اکابر آپ کو سیدنا کہکر پکارتے۔ اور آپ جو کچھ انہیں فرماتے فوراً وہ اس کی تعمیل کرتے۔ پھر آپنے ان کو واپسی کا حکم فرمایا۔ اور وہ واپس ہو گئے۔ میں بھی اپنے دوست کی ہمراہی میں تھا۔ جب ہم جبل پہنچے۔ تو میں نے اپنے دوست سے کہا۔ مجھ کو تمہاری آپ سے تابعداری کرنے کا حال آج معلوم ہوا۔ تو انہوں نے کہا۔ کہ ہم آپ کی کیونکر تابعداری نہ کریں۔ حالانکہ آپ نے فرمایا ہے۔ قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ ہمیں آپ کی تابعداری اور آپکی تعظیم و تکریم کرنے کا حکم ہے۔ رضی اللہ تعالےٰ عنہ :-

آپ کا خطبہ وعظ

آپ کے صاحبزادے سیدنا الشیخ عبدالوہاب و شیخ عبدالرحمٰن بیان فرماتے ہیں۔ کہ ہمارے والد ماجد اپنی مجلس وعظ میں فرمایا کرتے تھے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ اس کے بعد آپ خاموش ہو جاتے تھے۔ پھر فرماتے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ہ پھر آپ خاموش ہو جاتے۔ پھر فرماتے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ہ پھر آپ خاموش ہو جاتے۔ پھر فرماتے:-

عَدَدَ خَلْقِهٖ وَزِنَةَ عَرْشِهٖ وَرِضَاءَ نَفْسِهٖ وَمِدَادَ کَلِمَاتِهٖ وَمُنْتَهٰی عِلْمِهٖ وَجَمِیْعِ مَا شَاءَ وَخَلَقَ وَذَرَاءَ وَبَرَاءَ عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ الْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ الْعَزِیْزِ الْحَکِیْمِ ہ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَهُوَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ بِیَدِهِ الْخَیْرُ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ وَلَا نِدَّ لَهٗ وَلَا شَرِیْكَ لَهٗ وَلَا وَزِیْرَ وَلَا عَوْنَ وَظَهِیْرَ الْوَاجِدُ الْاَحَدُ الْفَرْدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ ہ وَلَمْ یَکُنْ لَّهٗ کُفُوًا اَحَدٌ ہ

ترجمہ۔ سب تعریفیں خدا تعالیٰ کے لئے ہی ہیں اسکی تمام مخلوقات اس کے عرش اس کے کلمات اس کے منتہائے علم اور اس کی تمام مخلوقات کے سب کے برابر اور جسقدر کہ وہ اپنے لئے پسند کرے وہ ظاہر و باطن غرض تمام چیزوں کا جاننے والا ہے۔ نہایت مہربانی اور رحم کرنیوالا۔ ہر ایک چیز کا مالک پاک و بے عیب ہے۔ سب سے غالب اور سب سے زیادہ حکمت والا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں۔ کہ اس کے سوائے کوئی معبود نہیں۔ وہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ ملک بھی اسی کا ہے اور تمام تعریفیں بھی اسی کو زیبا ہیں۔ وہی سب کو زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے اور وہ خود تا ابدالآباد زندہ رہیگا۔ اسے کبھی بھی موت نہیں

لَيْسَ بِجِسْمٍ فَيَسْمَنَ وَلَا جَوْهَرٍ فَيَحْسُنَ
وَلَا عَرَضٍ فَيَكُوْنَ مُنْتَقِضًا هُنَالِكَ
وَلَا وَزِيْرَ لَهٗ وَلَا مُشَارِكَ جَلَّ
اَنْ يَّتَشَبَّهَ بِمَا صَنَعَهٗ اَوْ يُضَافَ
بِمَا اخْتَرَعَهٗ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَ
هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ط وَ اَشْهَدُ اَنَّ
مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدُهٗ
وَرَسُوْلُهٗ وَحَبِيْبُهٗ وَخَلِيْلُهٗ وَ
صَفِيُّهٗ وَنَجِيُّهٗ وَخِيَرَتُهٗ مِنْ
خَلْقِهٖ اَرْسَلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ
لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ
الْمُشْرِكُوْنَ ۔ اَللّٰهُمَّ ارْضَ عَنِ الرَّفِيْعِ
الْعِمَادِ الطَّوِيْلِ النِّجَادِ الْمُؤَيَّدِ بِالتَّحْقِيْقِ
الْمُكَنّٰى بِعَتِيْقٍ الْخَلِيْفَةِ الشَّفِيْقِ الْمُسْتَخْرَجِ
مِنْ اَطْهَرِ اَصْلٍ عَرِيْقٍ الَّذِيْ اِسْمُهٗ
بِاسْمِهٖ مَقْرُوْنٌ وَجِسْمُهٗ مَعَ جِسْمِهٖ
مَدْفُوْنٌ الْاِمَامِ اَبِيْ بَكْرِ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللّٰهُ
عَنْهُ وَعَنِ الْقَصِيْرِ الْاَمَلِ الْكَثِيْرِ
الْعَمَلِ الَّذِيْ لَا اَخَافَهٗ وَجَلٌ وَ
لَا عَارَضَهٗ زَلَلٌ وَلَا دَاخَلَهٗ مَلَلٌ
الْمُؤَيَّدِ بِالصَّوَابِ الْمُلْهَمِ
لِفَصْلِ الْخِطَابِ حَنِيْفِيِّ الْمِحْرَابِ
الَّذِيْ وَافَقَ حُكْمُهٗ نَصَّ الْكِتَابِ
الْاِمَامِ اَبِيْ حَفْصٍ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ
رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مُجَهِّزِ جَيْشِ الْعُسْرَةِ

ہر طرح کی بھلائی اُسی کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ اور وہ ہر بات پر قادر ہے۔ نہ اُس کا کوئی ہمسر ہے۔ اور نہ کوئی شریک ہے۔ نہ وزیر نہ معاون و مددگار۔ ایک اکیلا تن تنہا۔ اور پاک و بے نیاز ہے نہ وہ کسی سے اور نہ کوئی اُس سے پیدا ہوا۔ کوئی اُس کی برابری کا نہیں نہ وہ جسم ہے کہ گھٹ بڑھ سکے۔ اور نہ جوہر ہے کہ جلا قبول کرے۔ اور نہ وہ عرض ہے کہ نقصان قبول کر سکے۔ وہ ایسیات سے بھی بالاتر ہے۔ کہ اس کی بنائی ہوئی چیزوں سے اُسے تشبیہ یا اس کے اختراعات میں سے کسی کے ساتھ بھی اُسے نسبت دی جائے۔ بلکہ اُس جیسی کوئی بھی شے نہیں وہ سب کچھ سنتا اور سب کچھ دیکھتا ہے۔ میں اِس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اُس کے بندے اور اُسکے رسول اُسکے دوست اور پسندیدہ دوست اور اُسکی کل مخلوقات میں بہترین خلائق ہیں اُس نے آپ کو (دُنیا میں) ہدایت کامل اور دین حق دیکر بھیجا۔ تاکہ تمام ادیان پر اُس کو غالب کر دے۔ گو مشرک لوگ اس بات کو پسند نہ کریں۔ اے اللہ تو راضی ہو۔ اور اپنی رحمتیں اُتار اُنپر جو کہ اونچے گھرانے کے اور بڑی پرتوں والے تھے۔ حق کا مؤید تھا۔ جنکی کنیت عتیق تھی جو خلیفہ مہربان تھے۔ اور جنکی اصل اصل ظاہری تھی۔ جنکا نام کہ جناب سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسم مبارک کے ساتھ تھا اور جنکا جسم آپ کے جسم اطہر کے ہم پہلو مدفون ہے۔ یعنی امام عادل امیر المومنین حضرت ابو بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اور اُنپر جو کہ کوتاہ حرص و کثیر العمل تھے۔ جنکو نہ کسی کا خوف لاحق ہوتا تھا نہ لغزش ان سے سرزد ہوتی۔ اور نہ راہ حق میں وہ کسی طرح سے تھک سکتے تھے حق جن کی تائید پر تھا۔ جنہیں

وَعَلَى الْعَشَرَةِ مِنْ شَقِّ الْاِيْمَانِ
وَدَاثِلِ الْقُرْاٰنِ شَتَّتِ الْفُرْسَانِ وَ
ضَعْضَعِ الطُّغْيَانِ وَزَيَّنَ الْمِحْرَابِ
بِاِمَامَتِهٖ وَالْقُرْاٰنَ بِتِلَاوَتِهٖ
اَفْضَلِ الشُّهَدَاءِ وَاَكْرَمِ السُّعَدَاءِ
الْمُسْتَحِيْ مَلٰئِكَةُ الرَّحْمٰنِ ذِي النُّوْرَيْنِ
اَبِيْ عَمْرٍو عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ
اللّٰهُ عَنْهُ وَعَنِ الْبَطَلِ الْبُهْلُوْلِ
وَزَوْجِ الْبَتُوْلِ وَابْنِ عَمِّ الرَّسُوْلِ
وَسَيْفِ اللّٰهِ الْمَسْلُوْلِ قَالِعِ الْبَابِ
وَهَازِمِ حِزَابِ اِمَامِ الدِّيْنِ وَ
عَالِمِهٖ وَقَاضِي الشَّرْعِ وَحَاكِمِهٖ وَ
الْمُتَصَدِّقِ فِي الصَّلٰوةِ بِخَاتَمِهٖ مُفْدِيْ
رَسُوْلِ اللّٰهِ بِنَفْسِهٖ وَمُظْهِرِ الْعَجَائِبِ
الْاِمَامِ اَبِي الْحَسَنِ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ
وَعَنِ السِّبْطَيْنِ الشَّهِيْدَيْنِ الْحَسَنِ
وَالْحُسَيْنِ وَعَنِ الْعَمَّيْنِ الشَّرِيْفَيْنِ
الْحَمْزَةِ وَالْعَبَّاسِ وَعَنِ الْاَنْصَارِ
وَالْمُهَاجِرِيْنَ وَعَنِ التَّابِعِيْنَ لَهُمْ
بِاِحْسَانٍ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ط يَا رَبَّ
الْعٰلَمِيْنَ ط اَللّٰهُمَّ اَصْلِحِ الْاِمَامَ
الْاُمَّةَ ط وَالرَّاعِيْ وَالرَّاعِيَّةَ
وَاَلِّفْ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ فِي الْخَيْرَاتِ
وَادْفَعْ شَرَّ بَعْضِهِمْ عَنْ بَعْضٍ
اَللّٰهُمَّ وَاَنْتَ الْعَالِمُ بِسَرَائِرِنَا

فیصلے وتصفیہ کرنا الہام ہو چکا تھا۔ جو کہ سیدھی راہ پر تھی۔ وہ کہ جنکا حکم (کئی مرتبہ) وحی و آیاتِ قرآنی کے موافق اترا۔ یعنی امام عادل امیرالمؤمنین ابو حفص عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر۔ اور ان پر جو کہ اسلامی لشکر کی تیاریوں میں نہایت سرگرم تھے جو کہ عشرہ مبشرہ سے تھے۔ جنہوں نے ایمان کی جڑ کو مضبوط کر دیا (یعنی اختلافِ قرأت کا انسداد کیا۔ کلام الٰہی کے متفرق اجزا اکیجا جمع کر کے کاتبین سے اسکے کامل بہت سے نسخے لکھوا کر جا بجا بھیجے۔ غرض اسکی توسیع اشاعت میں کما ینبغی کوشش کی) جنہوں نے لشکر پھیلا کر کفار کی سرکشی مٹادی جنہوں نے سجدوں کی محرابوں کو اپنی امامت سے اور کلام ربانی کو اسکی تلاوت سے مزین کیا۔ جو کہ افضل الشہداء واکرم السعداء ہیں۔ جنکی شرم وحیا کا یہ حال تھا کہ ان سے فرشتے بھی حیا کرتے تھے۔ جنکا لقب ذوالنورین تھا۔ یعنی امیرالمؤمنین حضرت ابو عمرو عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر۔ اور ان پر جو کہ شیر خدا زوجِ بتولؑ اور جناب سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چچیرے بھائی تھے۔ جو کہ گویا خدا تعالیٰ کی کھلی ہوئی تلوار تھے۔ دشمن کے لشکروں کو شکست فاش دیا کرتے تھے۔ جو کہ امام عادل قاضی وحاکم شرع جو نماز کا پورا حق ادا کرنے والے تھے۔ جو کہ اپنی روح پر فتوح کو جناب سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام پر فدا کرتے تھے یعنی مظہر العجائب والغرائب امام عادل امیرالمؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر اور جناب سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نواسے سبطین الشہیدین الامام الحسن والحسین اور آپکے عم بزرگ حضرت حمزہ وحضرت عباس اور کل مہاجرین و انصار سب پر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور ان پر بھی جو کہ قیامت تک انکی پیروی کرتے رہیں۔ برحمتک یا ارحم الراحمین اے پروردگار امام اور امت

فَاَصْلِحْهُمَا وَاَنْتَ الْعَالِمُ بِذُنُوْبِنَا
فَاغْفِرْهَا وَاَنْتَ الْعَالِمُ بِعُيُوْبِنَا
فَاسْتُرْهَا وَاَنْتَ الْعَالِمُ بِحَوَائِجِنَا
فَاقْضِهَا لَا تُرِنَا حَيْثُ نَهَيْتَنَا
وَلَا تَفْقِدْنَا حَيْثُ اَمَرْتَنَا وَاَعِزَّنَا
بِالطَّاعَةِ وَلَا تُذِلَّنَا بِالْمَعْصِيَةِ
وَاشْغَلْنَا بِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ وَاقْطَعْ
عَنَّا كُلَّ قَاطِعٍ يَقْطَعُنَا عَنْكَ
وَاَلْهِمْنَا ذِكْرَكَ وَشُكْرَكَ وَحُسْنَ
عِبَادَتِكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مَا شَآءَ اللّٰهُ
كَانَ وَمَا لَمْ يَشَاْ لَمْ يَكُنْ مَا
شَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ
اَللّٰهُمَّ لَا تُحْيِنَا فِيْ غَفْلَةٍ وَلَا تَاْخُذْنَا
عَلٰى غِرَّةٍ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا
اِنْ نَّسِيْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا رَبَّنَا وَلَا
تَحْمِلْ عَلَيْنَا اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ
عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا
وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا
بِهٖ ط وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا
وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا
عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝
اٰمِيْن يَا اِلٰهَ الْعٰلَمِيْنَ ۝

وحاکم و محکوم دونوں کو صلاحیت نصیب کر۔ ان کے دلوں میں ایک دوسرے کی محبت ڈال۔ انہیں نیکی کی توفیق دے اور ایک دوسرے کے شر سے انہیں محفوظ رکھ۔ اے پروردگار تو ہماری مخفی رازوں سے واقف ہے تو ان کی اصلاح کر۔ تجھ کو ہمارے گناہوں کی خبر ہے تو انہیں معاف کر تو ہماری عیبوں سے آگاہ ہے انہیں چھپا۔ تو ہماری ضرورتوں کو جانتا ہے۔ تو انکو پورا کر جن باتوں سے تو نے ہمیں منع کیا ہے انکے کرنیکا ہم کو موقعہ نہ دے۔ اور ہمیں توفیق دے کہ ہم تیرے احکام کے پابند رہیں۔ ہمیں اپنی طاعت و عبادت کی عزت نصیب کر اور گناہوں کی ذلت میں ہمیں نہ ڈال اپنے ماسوا سے ہمیں اپنی طرف کھینچ لے۔ اور اسے ہم سے دور کر دے جو تجھ سے ہمیں دور کرے۔ ہمیں اپنے ذکر کرنے کا طریقہ سکھلا۔ اور صبر و شکر کی توفیق دے۔ اور طاعت و عبادت کرنے میں ہمیں خلوص و یقین نصیب کر۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو کچھ کہ وہ چاہتا ہے وہی ہوتا ہے۔ اور جو نہیں چاہتا۔ وہ نہیں ہوتا۔ کسی کو کچھ طاقت و قوت نہیں۔ مگر اسی کی اعانت سے جو بے شک وہ عظمت و بزرگی والا ہے۔ اے پروردگار تو ہماری زندگی غفلت کی زندگی نہ کر۔ اور ہمارے دھوکا میں پڑ جانے سے تو ہم سے مواخذہ کر۔ اے پروردگار اگر ہم بھول جائیں یا قصداً ہم سے خطا ہو جائے تو ہم سے تو درگذر کر۔ تو ہم پر اتنا بوجھ نہ ڈال جتنا کہ تو نے اگلی امتوں پر ڈالا جس بات کی ہمیں طاقت نہ ہو اس میں تو ہمیں مجبور نہ کر۔ ہم سے تو نرمی فرما۔ اور ہمارے گناہوں کو بخش دے۔ اور اپنا فضل و کرم ہمارے شامل حال رکھ۔ تو ہی ہمارا مالک و حقیقی مددگار ہے۔ تو ہی کافروں پر بھی ہماری مدد کر۔ آمین یا اِلٰہَ العالمین ۔

عہد شکنی پر آپ کا گرفت کرنا

آپ کی مجلسِ وعظ میں اگر کوئی اپنی قسم یا عہد توبہ توڑ ڈالتا۔ تو آپ اُسے یُوں خطاب کر کے فرماتے:۔ کہ ہم نے تمہیں حق کی دعوت دی مگر تم نے اُسے قبول نہیں کیا۔ ہم نے تمہیں منع کیا مگر تم باز نہیں آئے۔ ہم نے کتنا ہی تمہیں ڈرایا۔ لیکن تم ذرا بھی نہ شرمائے۔ تمہیں ہم نے مہلت دی۔ مدّتوں تم کو خوشخبریاں سُنائیں۔ مگر ہم سے تمہاری نفرت ہے۔ کہ روز بروز بڑھتی جاتی ہے۔ تُم نے ہم سے معاہدہ کر کے اپنا عہد توڑ ڈالا۔ مگر ہم تمہیں معاف کریں۔ تم سے بیزار ہو کر تمہارا عُذر نہ مانیں۔ تمہیں اپنے پاس نہ آنے دیں۔ تو تمہارا کیا حال ہو۔ تمہیں یاد نہیں۔ کہ تم کیسی عاجزی و انکساری سے ہمارے پاس آئے تھے۔ اور تم ہم سے منحرف ہو گئے۔ تعجب ہے کہ جو شخص ہماری محبت کا دم بھرتا ہے۔ مگر پھر وہ جوانمردی سے کام نہیں لیتا۔ جو شخص کہ ہماری محبت کی شراب پیتا ہے۔ معلوم نہیں کہ پھر وہ ہم سے کیونکر بھاگتا ہے۔ بیشک اگر تم اپنے معاہدہ میں صادق ہوتے۔ تو ضرور تم ہم سے موافقت کرتے۔ تم کو اگر ہم سے ذرا بھی مناسبت ہوتی۔ تو تم ہرگز ہم سے خلاف نہ ہوتے۔ ہماری تکلیف تمہارے لئے عین راحت ہوتی۔ دوست دوست کے دروازے سے واپس نہیں جاتا۔ اگر تم پیدا نہ کئے جاتے۔ تو یہی اچھا تھا۔ لیکن جب کہ تم پیدا کئے گئے ہو۔ تو تم جان لو۔ کہ کس لئے پیدا کئے گئے ہو۔ اب بھی اپنی نیند سے جاگو۔ اور غفلت شعاری سے باز آؤ۔ آنکھیں کھول کر دیکھو۔ کہ تمہارے سامنے عذاب الٰہی کا لشکر جما ہؤا ہے۔ خدائے تعالےٰ کا فضل و کرم اگر تمہارے شامل حال نہ ہوتا۔ تو اب تک کبھی کی تم پر اُس نے فتح حاصل کر لی ہوتی۔ برادرِ من! تمہیں جو بڑا بھاری سفر در پیش ہے۔ اُس کی تیاریاں کر رکھو۔ اپنی عمر کی زیادتی۔ مال و دولت۔ جاہ و عزت کے دھوکہ میں نہ رہو۔ اور فرصت کو غنیمت جانو۔ ورنہ دُنیائے غدار تمہیں اپنے مکر میں پھنسائے بغیر نہ رہے گی۔ تم اِس سے بچنے کی کوشش کرو۔ وہ تمہارے سر پر تلوار نکالے کھڑی ہے۔ موقعہ پاتے ہی وہ تم پر اپنا وار کر کے رہے گی۔ تم جیسے بہت سے لوگوں کو وہ اپنے جال میں پھنسا چکی ہے۔ مگر ابھی تک اُس کی طمع نہ مٹی ہے۔ اور نہ آئندہ مٹے گی۔ پھر جب تم پر اُس کا وار چل گیا۔ اور تم قبر میں پہنچا دیئے گئے۔ تو اب تم قبر میں اور خواہ میدان حشر میں کتنی ہی حسرت و واویلا کرو۔ اور بجائے آنسوؤں کے خون بھی رؤو تو کیا ہو گا۔

عملِ صالح کے متعلق آپ کا کلام

جو شخص کہ اپنے مالکِ حقیقی سے سچائی اور راستبازی اختیار کرکے تقوےٰ و پرہیزگاری اختیار کرتا ہے۔ وہ شب و روز اُس کے ماسوا سے بیزار رہتا ہے۔ میرے دوستو! تم ایسی بات کا جو تم میں نہ ہو۔ دعویٰ نہ کرو۔ خدا کو ایک جانو۔ کسی کو اِس کا شریک نہ کرو۔ جس کا خدائے تعالےٰ کی راہ میں کچھ بھی تلف ہوتا ہے۔ خدائے تعالےٰ ضرور اُس کا نعم البدل عطا فرماتا ہے +

یاد رکھو۔ کہ دِل کی کدورت نہیں جا سکتی۔ تا وقتیکہ نفس کی کدورت نہ جائے۔ جب تک کہ نفس اصحابِ کہف کے کتے کی طرح معنا کے دروازے پر نہ بیٹھ جائے۔ اُسوقت تک دِل میں صفائی پیدا نہیں ہو سکتی۔ اُسیوقت یہ خطاب بھی ملیگا۔ یَاَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ ارْجِعِیْ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً" ط یعنی اے نفسِ مطمئنہ نہایت خوش و خرم ہوکر اپنے پروردگار کی طرف چلا آ۔ اسی وقت وہ حضرتِ القدس میں بھی باریابی حاصل کر سکے گا۔ اور توجہات نظرِ رحمت کا کعبہ بنے گا۔ اُس کی عظمت و جلال اُس پر منکشف ہوگا۔ اور مقامِ رفیع و اعلےٰ سے سنائی دینے لگے گا۔ یَا عَبْدِیْ وَکُلُّ عَبْدِیْ اَنْتَ لِیْ وَاَنَا لَکَ اے میرے بندے اور میرے ہر ایک بندے تو میرے لئے ہے اور میں تیرے لئے ہوں۔ جب اس حال میں مُدت تک اُسے تقربِ الٰہی حاصل رہیگا تو اب وہ خاصانِ خدائے تعالےٰ سے ہو جائے گا۔ اور خلیفۃ اللہ علے الارض کہلانے کا مستحق۔ اور اُس کے اسرار پر مطلع ہو سکے گا۔ اور اب یہ خدا کا امین ہوگا۔ اور اب اِس لئے خدائے تعالےٰ نے اُسے دنیا میں بھیجا ہے۔ کہ معصیت کے دریا میں ڈوبنے والوں کو غرق ہونے سے بچالے۔ اور گمراہی کے بیابانوں میں راہِ حق سے گُم گشتہ لوگوں کو راہ حق پر لا نکالے۔ پھر اگر کسی مُردہ دل پر اُس کی گُذر ہوتی ہے۔ تو وہ اُسے زندہ کر دیتا ہے۔ اور اگر گنہگار پر اُس کی گذر ہوتی ہے۔ تو وہ اُسی نصیحت کرتا ہے۔ اور بدبخت کو نیک بخت بنا دیتا ہے +

یہ بھی یاد رہے۔ کہ اولیاء ابدال کے غلام ہیں۔ اور ابدال انبیاء رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے۔ صلواۃ اللہ وسلامہ علیہم اجمعین +

اولیاء اللہ کی مثال بادشاہ کے فسانہ گو جیسی ہے۔ کہ وہ ہمیشہ بادشاہ کا مصاحب بنا رہتا ہے اولیاء اللہ کی شب اِن کے حق میں تختِ سلطنت ہوتی ہے۔ اور اِن کا دن ان کے تقربِ الٰہی کا سبب ہوتا ہے۔ یَا بُنَیَّ لَا تَقْصُصْ رُؤْیَاکَ عَلٰٓی اِخْوَتِکَ (اے فرزند! تم اپنی خواب اپنے بھائیوں سے نہ کہنا

آپ کا کلام فنا کے متعلق

آپ نے فرمایا ہے کہ تم حکمِ الٰہی کو مدِ نظر رکھ کر مخلوقات سے اپنے نفس سے اور اُس کے ارادے کو مدِ نظر رکھ کر اپنے فعل سے درگزر کرو۔ تو اس وقت تم علمِ الٰہی کے لائق ہو سکو گے۔ مخلوق سے فنا ہو جانے کی یہ علامت ہے کہ اُن سے تمہارا تعلق منقطع ہو جائے۔ اُن کے نفع سے تم نا اُمید۔ اور اُن کے ضرر سے بیخوف رہو۔ اور خود اپنی ہستی اور اپنے نفس اور خواہش سے فنا ہو جانے کی یہ علامت ہے۔ کہ نفع حاصل کرنے اور ضرر دور کرنے میں اسبابِ ظاہری سے نظر اُٹھا لو۔ اور اپنے سبب سے خود کچھ نہ کرو۔ اور نہ اپنے لئے کچھ اپنے لئے بھروسہ سمجھو۔ بلکہ اپنے تمام امور کو اُسی کو سونپ دو۔ جس نے اوّلاً اِس میں تصرف کیا ہے۔ وہی اب بھی اِس میں تصرف کرے گا۔ اور اپنے ارادے سے فنا ہو جانے کی یہ علامت ہے۔ کہ مشیتِ الٰہی کے سامنے تمہارا ارادہ نہ ہو۔ بلکہ اسی کا فعل تمہارے اندر جاری رہے۔ اور تمہارے اعضا اس کے فعل سے خاموش ہوں اور دل مطمئن اور خوش رہے۔ ذرا بھی منقبض نہ ہو۔ اور تمہارا باطن معمور اور تمام چیزوں سے مستغنی رہے اور تم خود قدرتِ الٰہی کے ہاتھ میں ہو جاؤ۔ وہ کچھ بھی تم پر اپنا تصرف کرے۔ زبانِ ازلی اُس وقت تمہیں پکارے گی۔ علمِ لدنی تم کو حاصل ہوگا۔ نورِ جمالِ الٰہی کا لباس پہنوں گے۔ پھر جب ارادہ الٰہی کے سوا تمہارے اندر اور کچھ نہ رہے گا۔ تو اس وقت تصرفات و خرقِ عادات تمہاری طرف منسوب ہونگے۔ مگر بظاہر حقیقت وہ فعلِ الٰہی ہوگا اور نشاۃ اُخریٰ ہے۔ پھر جب تم اپنے دل میں کوئی ارادہ پاؤ تو خدا تعالےٰ کی عظمت و بزرگی کا خیال کرو۔ اور اپنے وجود کو حقیر جانو۔ یہانتک کہ تمہارے وجود پر قضائے الٰہی وارد ہو۔ اُس وقت تم کو بقا حاصل ہوگی۔ کیونکہ فنا حد ہے۔ وہ یہ کہ اکیلا خدائے تعالےٰ ہی باقی رہے۔ جیسا کہ خلق کے پیدا کرنے سے پہلے بھی اکیلا تھا۔ یہی حالتِ فنا ہے جب تم خلق سے جدا ہو جاؤ گے۔ تو کہا جائیگا۔ رَحِمَكَ اللهُ تَعَالیٰ وَاَحْيَاكَ یعنی خدا تعالےٰ تم پر اپنی رحمت نازل کرے اور حقیقی زندگی تم کو نصیب کرے۔ تو اُس وقت تمہیں حقیقی زندگی حاصل ہوگی۔ اور وہ غنیٰ کہ جس کے بعد فقر نہیں۔ اور وہ عطا کہ جس کے بعد رکاوٹ نہیں۔ اور وہ امن کہ جس کے بعد خوف نہیں۔ اور وہ نیک بختی کہ جس کے بعد بدبختی نہیں۔ اور وہ عزت کہ جس کے بعد ذلت نہیں۔ اور وہ قرب کہ جس کے بعد بُعد اور وہ عظمت و بزرگی کہ جس کے بعد ذلت و حقارت۔ اور وہ پاکی کہ جس کے بعد نجاست متصور نہیں ہو سکتی +

آپ کا کلام صدق کے متعلق

آپ نے فرمایا ہے کہ سچائی اور راستبازی اختیار کرو۔ اگر یہ دونوں صفتیں نہ ہوتیں تو کسی شخص کو بھی تقرب الٰہی حاصل نہیں ہو سکتا تھا۔ اگر اخلاص اور راستبازی کا عصائے موسوی تمہارے دل کے پتھر پر مار دیا جائے۔ تو اس سے حکمت کے چشمے پھوٹ نکلیں۔ عارف اسی اخلاص و سچائی کے کے باعث سے عالم کون و فساد کے قفس سے نکل کر فضائے قدس میں پہنچ سکتا ہے۔ اور اسی بازو کو اُتر کر مقام اعلےٰ پر بیٹھ سکتا ہے جس کسی کے دل پر بھی نور صدق و یقین ظاہر ہوتا ہے۔ اس کے چہرے پر اس کے آثار نمایاں ہو جاتے ہیں۔ نور ولایت اس کی پیشانی پر ظاہر ہوتا ہے۔ عالم ملکوت میں فرشتے اس کو نام پکارتے ہیں۔ قیامت کے دن صدیقین کے ساتھ وہ اٹھایا جائیگا۔ یاد رکھو کہ خواہشات نفسانی سے اجتناب کرنا آتش عشق کے شعلوں کو صاف کرتا ہے۔ کہ اغیار کے قرب سے کسی طرح بھی لذت حاصل نہیں ہو سکتی۔ وہ عاشقوں کے دل کی وحشت ہے۔ جو کہ انہیں محبت کے بیابانوں میں لئے پھرتی ہے۔ نیز یاد رکھو کہ راہ حق پر آنا بدوں صدق و سچائی کے ممکن نہیں ہے حضور مع اللہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ مگر جب ہی کہ اپنے قالب کو خراب کیا جائے۔ اور اپنا روزہ قیامت کے دن دیدار الٰہی سے کھولا جائے۔ اُسکا تقرب حاصل نہیں ہو سکتا۔ مگر تب ہی کہ دنیا و مافیہا سے روزہ رکھ لیا جائے۔ اپنی ہستی سے نکل جاؤ۔ اور پھر دیکھو کہ دنیا کی کوئی نظر بھی تم پر اپنا اثر کر سکتی ہے اُسکی کوئی ادا تم کو لبھا سکتی ہے۔ ہرگز نہیں۔ جب تمام کدورتوں سے نفس پاک و صاف ہو جاتا ہے۔ تو ہر وقت اوامر و احکام الٰہی کی پیروی کرنے لگتا ہے۔ اور جب عارف کی نظر عالی ہو جاتی ہے۔ تو اس کے مقام سر پر تجلیات اور انوار نمایاں ہونے لگتے ہیں۔ یہ بھی یاد رہے۔ کہ اولیاء اللہ خاصان خدا اور عارفین اس کے ندماء ہیں۔ اور اولیاء اللہ کو شربت وصال کی حلاوت سے اُنکے شربت وصال کی حلاوت بہت کم ہے۔ مردان خدا دنیا کو دل کی آنکھوں سے نہیں دیکھتے۔ اس لئے وہ اس کے پنجۂ مکر سے مامون محفوظ رہتے ہیں۔ بلکہ دل کی آنکھ سے وہ اپنے دوست کو دیکھتے اور اس قول کو یاد رکھتے ہیں۔ آیہ کریمہ وَمَا مَتَاعُ الدُّنْيَا إِلَّا الْغُرُوْرُ (درحقیقت دنیوی نفع کچھ بھی نہیں۔ دھوکا ہی دھوکا ہے) اور جو شخص لذت نفسانی کی پیروی کرتا ہے۔ شیطان اُسکی خواہشوں کی راہ سے اس کے دل تک پہنچتا ہے۔ اور اُسے دنیا کی حرص سے اپنے مکر میں پھنساتا ہے۔ پھر جو شخص اس سے خبردار رہتا ہے۔ وہی خوش نصیب ہے۔ اور وہی تقرب الٰہی سے اپنا حال درست کر لیتا ہے۔ کیونکہ دنیا صرف ایک گذرگاہ

ہے۔ اور قیامت سامنے اور عنقریب ہی آنے والی ہے +

تنزیہ باریتعالیٰ کے متعلق

آپ نے فرمایا ہے کہ وہ ہم سے قریب اور خالق کل ہے۔ اس نے اپنی حکمت کاملہ سے تمام امور مقدر کر دیئے ہیں۔ اور اس کا علم تمام چیزوں پر حاوی اور اس کی رحمت سب پر عام ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ لوگ جھوٹے ہیں۔ جو کہ اس کی مخلوقات میں سے کسی کو بھی اس کے برابر جانتے یا کسی کو اس کا شریک مانتے یا کسی کو اس کا شبیہ و نظیر ٹھیراتے ہیں۔ سُبحَانَ اللّٰہِ عَمَّا یَصِفُونَ (وہ ان تمام باتوں سے پاک اور بالا و برتر ہے) ہم پاکی بیان کرتے ہیں۔ اس کی تمام مخلوقات کی تعداد کے اس کے عرش کے اس کے کلمات کے۔ اسکے منتہائے علم کے برابر اور جس قدر کہ وہ اپنے لئے پسند کرے۔ وہ ظاہر و باطن کل چیزوں کا جاننے اور مہربانی اور نرمی کرنے والا ہے۔ وہ مالک علی الاطلاق ہے۔ تمام عیوب سے پاک سب پر غالب اور سب سے زیادہ حکمت والا ہے۔ وہی ایک تن تنہا ہے۔ نہ وہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے نہ وہ خود کسی سے اور نہ کوئی اس سے پیدا ہوا۔ اور نہ کوئی اس کا ہمسر ہے۔ لَیسَ کَمِثلِہٖ شَیءٌ وَّھُوَ السَّمِیعُ البَصِیرُ (کوئی چیز بھی اس جیسی نہیں وہ سب کی سنتا اور سب کچھ دیکھتا ہے) نہ کوئی اس کی تشبیہ و نظیر ہے۔ اور نہ کوئی معاون و مددگار۔ نہ وزیر نہ نائب وہ کوئی شے نہیں ہے کہ جسے کوئی چھو سکے اور نہ جوہر ہے کہ جلایا جائے نہ عرض ہے کہ فنا ہو جائے گا۔ نہ وہ ذی ترکیب و تالیف اور نہ ذی ماہیت ہے۔ کہ محدود ہو سکے نہ وہ طبائع میں سے کوئی طبیعت ہے۔ اور نہ طلوع ہونے والی چیزوں میں سے کوئی طالع ہے۔ نہ وہ ظلمت ہے کہ وہ ظاہر ہو۔ اور نہ نور ہے کہ روشن ہو۔ تمام چیزیں اس کے علم میں حاضر ہیں۔ بدوں اس کے وہ چیزیں اس سے ممتزج ہوں۔ اور وہ سب کو دیکھ بھی رہا ہے۔ بدوں اس کے کہ وہ اس کو چھو سکیں وہ قاہر و حاکم ہے۔ وہی سب کا معبود ہے۔ ہمیشہ سے زندہ ہے اور ہمیشہ زندہ رہیگا۔ نہ اسے موت ہے نہ فنا وہ حاکم اور عادل ہے۔ وہ قادر۔ رحیم۔ غافر (بخشنے والا) ستار (بندوں کے عیب سے چشم پوشی کرنیوالا) خالق و رازق ہے۔ اسکی سلطنت ابدی اور اس کی عظمت و جلال دائمی ہے۔ اسمائے حسنٰے اس کا نام اور صفات عالیہ اس کی صفات ہیں نہ وہ کسی کے وہم و خیال میں آسکتا ہے اور نہ کسی کے فہم و قیاس میں سما سکتا ہے

اے برتر از خیال و قیاس و گمان و وہم
وز ہر چہ دیدہ ایم و شنیدیم و خواندہ ایم

عقلیں اس کی حقیقت دریافت کرنے سے عاجز اور اذہان اسکی کنہ معلوم کرنیسے قاصر ہیں۔ نہ وہ
تشبیہ دیا جا سکتا ہے۔ اور نہ کسی شے کی طرف منسوب ہو سکتا ہے۔ تمام سانسیں اس کے شمار
میں اور سب اعمال وافعال اس کی گنتی میں (آیہ کریمہ) لَقَدْ اَحْصَاهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا وَكُلُّهُمْ اٰتِيْهِ
يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَرْدًا طراس نے آسمان وزمین کی کل چیزوں کو گن رکھا ہے۔ اور قیامت کے دن
بھی اس کے روبرو ہر ایک شخص تنہا تنہا ہو کر آئیگا) وہ کھلاتا ہے اور خود نہیں کھاتا۔ وہ سب کو روزی
دیتا ہے۔ اور خود اسے روزی کی ضرورت نہیں۔ وہ جو چاہے سو کرے۔ اس سے کوئی پوچھنے والا
نہیں۔ اس نے بدوں کسی فکر وخیال اور نظیر ومثال کے محض اپنے ارادے سے مخلوقات پیدا کی۔
مگر نہ اس سے کچھ فائدہ اٹھانے کی غرض سے اور نہ کوئی ضرر دور کرنے کی نیت سے اور نہ اس کے
پیدا کرنے میں اسے اس کے سوا کوئی اور ضرورت داعی ہوئی بلکہ صرف اسی بنا پر کہ وہ جو چاہتا ہے
سو کرتا ہے جیسا کہ اس نے اپنے کلام پاک میں فرمایا ہے ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيْدُ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ط (بزرگ
و برتر عرش والا ہے۔ اور جو چاہتا ہے سو کرتا ہے) وہ اپنی قدرت واعیان اور تبدیل وتغیر احوال میں
منفرد ہے كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ (ہر روز کسی نہ کسی کام میں رہتا ہے) جو کچھ اس نے مقدر کر دیا ہے
وقت مقررہ پر اسے جاری کرتا ہے۔ اسکی تدبیر مملکت میں کوئی اس کا معین ومددگار نہیں عالم الغیب ہے
وہ پوشیدہ یا متناہی اور محدود نہیں۔ قادر مطلق ہے۔ اور اس کی قدرت کی کوئی حد نہیں۔ مدبر ہے۔
اور اس کا کوئی ارادہ پوشیدہ اور ناقص نہیں۔ یاد رکھتا ہے اور بھولتا نہیں۔ قیوم وہوشیار ہے۔
اور اسے غفلت وسہو نہیں۔ حلیم وبردبار ہے کہ جلدی نہیں کرتا۔ گرفت کرتا ہے۔ اور پھر مہلت نہیں
دیتا۔ کشائش کرتا ہے۔ اور وہی تنگی دیتا ہے۔ غصہ ہوتا ہے۔ اور وہی نرمی بھی کرتا ہے۔ پیدا کرنیوالا
اور فنا کرنے والا ہے۔ وہ ایسا قادر ہے۔ کہ اس نے مخلوقات کو کاملۃ الوصف پیدا کیا۔ وہ ایسا
پروردگار ہے کہ اس نے اپنے بندوں کے افعال اپنے حسب ارادہ ان سے جاری کرائے۔
اس کا علم۔ علم حقیقی ہے۔ نہ کوئی اس سے مشابہ ہے اور نہ کوئی اس کی مثال ہے۔ نہ اس کی
ذات میں کوئی اس کا مشابہ ہے۔ اور نہ صفات میں لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَّهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ہر شے کا
قیام اس کے قیام سے اور ہر ایک کی زندگی اسی کی حیات سے مستفاد ہے۔ اگر فکر اس کی عظمت و
جلال کے میدان میں تھک کر گر جائے۔ اور فکر دہشت کھا کر بیکار ہو جائے۔ اور نور تعظیم وجلال
کی شعاعیں چمکنے لگیں جس سے نہ تو تنزیہ کی کوئی مثال سمجھ میں آئے۔ اور نہ توحید کے سوا کوئی
اور راہ نظر آئے اور تقدیس وتنزیہ کی عظمت سامنے ہو کر تقریر کو پست کر دے۔ عقلیں اس کی ردائے

معرفت میں ہیچیدہ ہو کر رہ جاتی ہیں۔ اور آگے نہیں بڑھ سکتیں۔ کہ اس کی کنہ ذات کو دریافت کر سکیں۔ اور آنکھیں اس کے نور لقا کے سامنے بند ہو جاتی ہیں۔ اور نہیں نہیں کھل سکتیں کہ اسکی حقیقت احدیت کو معلوم کر سکیں۔ علوم حقائق و معارف کی انتہا اور راہ کی غایاتیں ہاتھ باندھ کر کھڑی ہو جاتی ہیں۔ کہ کوئی خبر بھی معلوم ہو۔ اور کسی نشانی کا بھی پتہ لگے۔ مگر کچھ نہیں معلوم ہوتا۔ اور تمام قوی بیکار رہ جاتے ہیں۔ اور جناب حضرت القدس سے ہیبت طاری ہوتی ہے۔ جو تمام عقل کو معدوم کر دیتی ہے۔ اور انفرام ظاہر ہوتا ہے۔ جو کہ تعدد کو اور جو ظاہر ہوتا ہے۔ جو اس کے معدود ہونے کو مانع ہوتا ہے۔ اور کمال ظاہر ہوتا ہے۔ جو کہ مثال و نظیر کو ساقط اور وصف جو کہ وحدت کو لازم کرتا ہے۔ اور قدرت ظاہر ہوتی ہے۔ جو کہ اس کے ملک کو وسیع کرتی ہے۔ اور اس کی عظمت و بزرگی ظاہر کرتی ہے۔ جو کہ تمام خوبیوں کو اسی کے لئے لازم کرتی ہے۔ اور علم ظاہر ہوتا ہے۔ جو کہ آسمان و زمین کو اور اس کو جو کچھ آسمان و زمین کے درمیان میں ہے۔ اور جو کچھ زمینوں کے نیچے اور سمندروں کی گہرائی میں اور جو کچھ کہ بالوں اور رونگٹوں اور درختوں کی جڑوں کے نیچے ہے۔ اور ہر ایک لگے اور گرے ہوئے پتوں اور کنکریوں اور ریتوں کی تعداد کو اور پہاڑوں کے ذرے اور سمندروں کے پانی کی مقدار اور بندوں کے اعمال اور ان کے سانسوں کی تعداد غرض سب کو اس کا علم محیط ہے۔ کوئی شے بھی اس کے علم سے خارج نہیں۔ وہ ہمیشہ سے ہے۔ اور ہمیشہ رہے گا۔ کیفیت اور مثلیت کسی طرح سے اسکی تقدیس و تنزیہ میں داخل نہیں ہو سکتیں۔ اپنی صفات سے خلق پر ظاہر ہے۔ تاکہ وہ اسے ایک جانیں اور اس کے وجود کا اقرار کریں۔ نہ اس لئے کہ وہ کسی شے سے تشبیہ دیں۔ ایمان اس کی صفات کو یقیناً ثابت کرتا ہے۔ اور عقل اس کے دریافت کرنے میں اور جو کچھ کہ وہم و فہم اس کے متعلق بتائے یا خیال و ذہن تصور کرے۔ اس سب سے اس کی عظمت و کبریائی اور اس کی ذات برتر ہے هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ۔ وہی شروع سے ہے۔ اور وہی آخر تک رہے گا۔ اور وہ اپنی قدرتوں سے ظاہر اور اپنی ذات و صفات سے پوشیدہ ہے۔ اور ہر چیز سے واقف ہے ۔

پیدائش انسان کے متعلق

سبحان اللہ اس خالق کون و مکان نے انسان کو کس عمدہ و بہترین صورت میں بنایا اور اس ضعیف البنیان کے وجود میں اپنی کیا کیا حکمتیں دکھائی ہیں فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ (پاک ہے اللہ جو بہتر سے

بہتر مخلوق بنانیوالا ہے) اگر انسان میں اپنی خواہشوں کی پیروی کرنے کی عادت نہ ہوتی تو وہ اپنی فضیلتِ عقل کی وجہ سے انسان نہیں۔ بلکہ فرشتہ ہے۔ اگر اُس میں کثافتِ طبعی نہ ہوتی۔ تو وہ نہایت ہی لطیف ہوتا۔ اور ایک ایسا خزانہ ہے کہ جس غرائب اسرارِ غیب وجمیع اصنافِ غیب جس میں رکھے گئے ہیں۔ اس کا وجود ایک مکان ہے جو کہ نور ظلمت دونوں سے بھرا ہوا ہے۔ وہ ایک ایسا پردہ ہے کہ جس میں طرح طرح کے پردوں سے روح کو اغیار کی آنکھوں سے چھپایا گیا ہے۔ فرشتوں پر اُسکی فضیلت نے اُسے وَلَقَدۡ کَرَّمۡنَا بَنِیۡۤ اٰدَمَ کا لباس پہنایا۔ اور فَضَّلۡنٰہُمُ الۡعَقۡلَ کی مجلس میں بٹھا کر اُس کے حسن وجمال کو دکھایا۔ جس سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ وہ عَالِمُ الۡغَیۡبِ وَالشَّہَادَۃِ سے ہے۔ اس کی سیپیاں ارواح کے موتیوں سے بھری ہوئی ہیں موجود کے دریا میں علم کی کشتیوں پر لدی ہوئی ہیں۔ اور وہ کشتیاں ہوائے روح کے ذریعہ ریاضت ومجاہدہ کی طرف جاری ہیں۔ اس کے میدانِ وجود میں سلطانِ عقل سلطان ہوا (خواہش) کے روبرو کھڑا ہوا ہے۔ اور دونوں لشکر فضائے صدر میں بڑی جوانمردی سے ایک دوسرے کے مقابلہ کے لئے تیار ہیں +

سلطانِ ہوا (خواہش) کے لشکر کا سردار نفس اور سلطانِ عقل کے لشکر کا سردار رُوح ہے ان دونوں شاہوں کے لشکروں کی تیاری کے بعد حکم الٰہی کے موذن نے پکار کر کہدیا۔ کہ اے لشکرِ الٰہی کے جانمردو آگے بڑھو۔ اور اے لشکرِ سلطانِ ہوا کے بہادرو سامنے آؤ۔ یہ حکمِ الٰہی صادر ہونے کے بعد دونوں لشکر لڑنے لگے۔ اور جانبین سے ایک دوسرے پر فتح پانے کی غرض سے طرح طرح کے مکروحیلہ کئے جانے لگے۔ اسی وقت توفیق الٰہی نے بھی زبان غیب سے پکار کر دونوں لشکروں سے کہدیا۔ کہ جس کی مدد کروں گی۔ فتح کا میدان اسی کے ہاتھ ہوگا۔ اور دنیا وآخرت میں وہی سعید کہلایا جائے گا۔ میں جس کے ہمراہ ہو جاؤنگی۔ پھر کبھی بھی اس سے مفارقت نہ کروں گی۔ احدا سے مقام اعلےٰ میں پہنچا کر رہوں گی۔ اور توفیق توجہ الٰہی اور اس کے فضل وکرم کا نام ہے جس کو وہ اپنے اولیاء کے شاملِ حال رکھتا ہے +

اے فرزند من! عقل کی پیروی کر۔ تا کہ تمہیں سعادت ابدی حاصل ہو۔ اور نفس کی پیروی کو چھوڑ دو۔ اور قدرتِ الٰہی پہ غور کرو۔ کہ رُوح کو جو کہ سماوی اور علم غیب سے ہے۔ اور نفس کو جو کہ ارضی اور عالم شہود سے ہے۔ اکٹھا کر دیا ہے۔ چاہیئے کہ یہ طائر لطیف عنایتِ الٰہی کے بازو سے اس کے کثیف پنجرے کو چھوڑ کر شجرۂ حضرت القدس میں اپنا آشیانہ بنائے اور تقرب الٰہی کی شاخوں پر بیٹھ کر لسانِ شوق سے چہچہائے اور معارف کے میدان سے جواہرات حقائق چُنے۔ اور نفس کثیف کو نفس

ظلمتِ وجود میں پڑا رہنے دے۔ پھر جب اجسامِ خاکی فنا ہو جائیں گے۔ اور اسرارِ قلوب باقی رہیں گے۔ اگر توفیقِ الٰہی ایک لمحہ بھر بھی تمہارے شاملِ حال ہو جائے۔ تو اُس کی ایک نظرِ توجہ ہی تمہیں عرش تک پہنچا دے۔ اور تمہارے دل میں حقائقِ علوم بھر کر اسے اسرارِ معرفت کا خزینہ بنا دے۔ اُس وقت تمہیں عقل کی آنکھوں سے جمالِ ازل نظر آئے گا۔ اور تم ہر ایک شے سے جو کہ صفاتِ حادثہ سے متصف ہو گی۔ اعراض کرو گے۔ تقربِ الٰہی کے آئینہ میں مقامِ سر کی آنکھوں سے عالمِ ملکوت تم کو نظر آئے گا۔ اور مجلسِ کشفِ حقائق میں دل کی آنکھوں سے فتح کے جھنڈے نظر آنے لگیں گے۔ اور آثارِ اکوانِ ظاہری تمہاری لوحِ دل سے محو ہو جائیں گے۔ یاد رکھو۔ کہ ظلمتِ افکار میں جوانمردوں کا چراغ اِن کی عقل ہوتی ہے۔ وہ اِس باب میں معارف و حقائق کی رہنما دلیل ہے۔ کہ جس سے وہم و گمان کے ہجوم کے وقت اُن کے چہروں سے شکوک کے نقاب اُٹھ جاتے ہیں۔ اور جب دلیلیں ناقص رہ جاتی ہیں۔ تب بھی توفیقِ الٰہی میں شاملِ حال ہو کر افکارِ باطلہ کو یدِ قدرت سے مٹا دیتی ہے۔

اسمِ اعظم کے متعلق

آپ نے فرمایا۔ کہ اَللّٰہُ[۱] اسمِ اعظم ہے۔ مگر اس کا اثر تب ہی ہوتا ہے۔ کہ پڑھنے والے کے دل میں بجز اللہ کے اور کچھ نہ ہو۔ معارف کی بسم اللہ بمنزلہ (حکم) کُن کے ہے۔ (یعنی جب خدا تعالےٰ کسی شے کو موجود کرنا چاہتا ہے۔ تو اُس کی نسبت فرماتا ہے کُنْ یعنی ہو جا۔ تو وہ موجود ہو جاتی ہے۔ یہی حال معارف کی بسم اللہ کا ہے۔

اَللّٰہ وہ کلمہ ہے جو ہر مہم کو آسان اور ہر ایک غم و فکر کو دور کر دیتا ہے۔ یہ وہ کلمہ ہے۔ جو زہر کے اثر کو بھی کھو دیتا ہے۔ یہ وہ کلمہ ہے۔ کہ جس کا نور عام ہے۔ اللہ ہر غالب پر غالب ہے اَللّٰہ مظہر العجائب ہے۔ اللہ تعالےٰ کی سلطنت تمام سلطنتوں سے زبردست ہے۔ اللہ تمام بندوں کے حال سے مطلع اور اُن کے دل کے راز سے واقف ہے۔ اللہ تمام سرکشوں کو پست کرنے والا اور تمام زبردستوں کو توڑ دینے والا ہے۔ اللہ عالم الغیب والشہادہ ہے۔ اللہ سے کوئی چیز مخفی نہیں جو اللہ کا ہے۔ وہ اللہ کی حفاظت میں ہے۔ جو اللہ کو دوست رکھتا ہے۔ وہ غیر اللہ کو دوست نہیں رکھتا۔ جو اللہ کی راہ میں قدم رکھتا ہے۔ وہ اس تک پہنچ جاتا ہے۔ وہ اس کے سایۂ عاطفت میں زندگی بسر کرتا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کا مشتاق ہوتا ہے۔ وہ اللہ تعالےٰ کے ساتھ انسیت رکھتا ہے اور جو اغیار کو چھوڑ دیتا ہے۔ اُس کے اوقات خدا تعالےٰ کے ساتھ گذرتے ہیں۔ وہ خدا کے

[۱] اسم اللہ اسم ذات ہی جو کہ اکابر نقشبندیہ کا معمول ہے اور باقی اسماء صفاتی ہیں پس اسم اعظم یہی ہے واللہ اعلم۔ تبذیر محمد نقشبندی مجددی

ہی در پر اس سے التجا کرتا ہے ٭

خدا تعالیٰ سے بھاگنے والو۔ اب بھی اس کی طرف آؤ۔ تم اس کا نام سرائے فانی میں سن رہے ہو۔ تو بقا میں اس کے جمال کا کیا کچھ ظہور ہو گا۔ دار محنت میں تمہارے لئے یہ کچھ ہے۔ تو دار نعمت میں کیا کچھ ہو گا۔ خدا کا نام لو۔ اور اس کے در پر آکر اسے پکارو۔ پھر جب حجاب اٹھ جائے۔ تو دیکھو کہ لوگ مشاہدہ میں ہوں گے۔ اور وصال کے دریا ان پر سے بہ رہے ہوں گے۔ دوست کی مثال اس پرندے جیسی ہے۔ جو شاخوں پر بیٹھ کر صبح تک اپنے دوست کی یاد میں نغمہ سرا رہے۔ اور شب بھر ذرا بھی اپنی آنکھ نہ لگائے۔ اور اسی طرح سے اس کا شوق محبت روز افزوں رو بترقی ہو۔ تم خدا تعالیٰ کو تسلیم و رضا سے یاد کرو۔ وہ تمہیں اپنے تقرب و وصال سے یاد کریگا۔ دیکھو وہ فرماتا ہے وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ (جو خدا پر بھروسہ کرے۔ تو خدا اس کے لئے کافی ہے) تم اسے شوق و اشتیاق سے یاد کرو۔ وہ تمہیں اپنے تقرب و وصال سے یاد کرے گا۔ تم اسے حمد و ثنا سے یاد کرو۔ وہ تمہیں اپنے انعامات و احسانات سے یاد کرے گا۔ تم اسے توبہ سے یاد کرو۔ وہ تم کو اپنی بخشش و مغفرت سے یاد کرے گا۔ تم اسے بدوں غفلت کے یاد کرو۔ وہ تمہیں بدوں مہلت کے یاد کرے گا۔ تم اسے ندامت سے یاد کرو۔ وہ تمہیں کرامت و بزرگی سے یاد کریگا۔ تم اسے معذرت سے یاد کرو۔ وہ تمہیں مغفرت سے یاد کرے گا۔ تم اسے خلوص و اخلاص سے یاد کرو۔ وہ تمہیں خلاصی سے یاد کریگا۔ تم اسے صدق دل سے یاد کرو۔ تمہاری مصیبتیں دور کرنے کے ساتھ تمہیں یاد کریگا۔ تم اسے تنگدستی میں یاد کرو۔ وہ تمہیں فراخدستی سے یاد کرے گا۔ تم اسے استغفار کے ساتھ یاد کرو۔ وہ تمہیں رحمت و بخشش کے ساتھ یاد کرے گا۔ تم اسے اسلام کے ساتھ یاد کرو۔ وہ تمہیں انعام و اکرام کے ساتھ یاد کرے گا۔ تم اسے فانی ہو کر یاد کرو۔ وہ تمہیں بقا کے ساتھ یاد کرے گا۔ تم اسے عاجزی سے یاد کرو۔ وہ تمہاری لغزشیں معاف کرنے کے ساتھ تم کو یاد کریگا۔ تم اسے معافی مانگنے کے ساتھ یاد کرو۔ وہ تمہارے گناہ معاف کرنیکے ساتھ تم کو یاد کریگا۔ تم اسے صدق سے یاد کرو۔ وہ تمہیں رزق سے یاد کریگا۔ تم اسے تعظیم سے یاد کرو۔ وہ تمہیں تکریم سے یاد کرے گا۔ تم اسے ظلم و جفا چھوڑنے کے ساتھ یاد کرو۔ وہ تمہیں وفا کے ساتھ یاد کریگا۔ تم اسے ترک معصیت و خطا کیساتھ یاد کرو۔ وہ تمہیں بخشش و عطا کیساتھ یاد کریگا۔ تم اسے عبادت و اطاعت کے ساتھ یاد کرو۔ وہ تمہیں اپنی بھرپور نعمتوں کے ساتھ یاد کرے گا۔ تم اسے ہر جگہ یاد رکھو۔ وہ بھی تمہیں یاد کریگا۔ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ۔ (اور اللہ تعالیٰ ہی کا ذکر ذکروں سے بہتر ہے۔ جو کچھ تم کر رہے ہو ٭

علم کے متعلّق

پہلے علم پڑھو۔ اس کے بعد گوشہ نشین ہو۔ جو شخص بدوں علم کے عبادتِ الٰہی میں مشغول ہوتا ہے۔ اس کے جملہ کام بہ نسبت سدھرنے کے بگڑتے زیادہ ہیں۔ پہلے اپنے ساتھ شریعت الٰہی کا چراغ لے لو۔ پھر عبادتِ الٰہی میں مشغول ہو۔ جو شخص اپنے علم پر عمل کرتا ہے۔ خدائے تعالےٰ اس کے علم کو وسیع کرتا ہے۔ اور علم (یعنی لدنی) جو اسے حاصل نہیں تھا۔ سکھلاتا ہے۔ تم اسباب اور تمام تعلق سے منقطع ہو جاؤ۔ وہ تمہارے دل کو مضبوط اور عبادت و پرہیزگاری کی طرف اس کا میلان کر دے گا۔ ماسوی اللہ سے جدا رہو۔ اور اپنا چراغ شریعت گل ہونے سے ڈرتے رہو۔ خدائے تعالےٰ سے نیک نیتی رکھو۔ چالیس روز تک اگر تم اس کی یاد میں بیٹھے رہو۔ تو تمہارے دل سے زبان کی راہ حکمت کے چشمے پھوٹ نکلیں گے۔ اور تمہارا دل اس وقت موسےٰ علیہ السلام کی طرح محبت الٰہی کی آگ دیکھنے لگیگا۔ اور آتشِ محبت دیکھ کر تمہارے نفس تمہاری خواہش تمہارے شیطان تمہاری طبیعت تمہارے اسباب اور وجود سے کہنے لگے گا کہ ٹھہر جاؤ۔ میں نے آگ دیکھی ہے۔ اور مقام سر سے اسکی ندا ہوگی۔ کہ میں ہوں تیرا رب۔ تو میرے غیر سے تعلق نہ رکھ۔ مجھے پہچان لے۔ اور میرے ماسوا کو بھول جا۔ مجھ ہی سے علاقہ رکھ۔ اور سب سے علاقہ توڑ دے۔ میرا طالب بنا رہ۔ اور باقی سب سے اعراض کر۔ میرے علم سے میرا تقرب حاصل کر۔ پھر جب لقا تمام ہو جائے گی۔ تو تمہیں حاصل ہوگا۔ جو کچھ کہ حاصل ہوگا۔ الہام ہوگا۔ اور حجاب زائل ہو جائیں گے اور کدورت دور ہو جائیگی۔ اور نفس بھی ساکن ہو جائیگا۔ الطاف کریمانہ ہونے لگیں گے۔ خطاب ہوگا۔ کہ اے قلب فرعون۔ نفس و خواہش و شیطان کے پاس جاؤ۔ اور انہیں میرے پاس لاؤ۔ میں انہیں ہدایت کروں گا۔ اور جا کر ان سے کہنا کہ تم میری پیروی کرو۔ میں تمہیں نیک راہ بتاؤں گا ✦

زہد و ورع کے متعلّق

آپ نے فرمایا ہے۔ کہ ورع سے اس بات کی طرف اشارہ ہے۔ کہ بندہ تمام اشیاء سے رُکا رہے۔ شریعت جس شے کی اسے اجازت دے۔ اسے اختیار کرے۔ اور باقی سب کو چھوڑ دے۔ ورع کے تین درجے ہیں:۔

اوّل۔ ورع عوام۔ ورع عوام یہ ہے کہ حرام اور شبہ کی چیزوں سے رکا رہے ✦

دوم - ورع الخواص - اور وہ یہ ہے - کہ نفس و خواہش کی کُل چیزوں سے رُکا رہے +

سوم - ورع خواص الخواص - اور وہ یہ ہے - کہ بندہ ہر ایک چیز سے کہ جس کا کہ وہ ارادہ کر سکتا ہے - رُکا رہے +

ورع کی دو قسمیں ہیں +

اوّل - ورعِ ظاہری - وہ یہ کہ بجز امر الٰہی کے حرکت نہ کرے +

دوم - ورعِ باطنی - وہ یہ کہ دل پر ماسوائے اللہ کے کسی کا گذر نہ ہو +

جو شخص ورع کی باریکیوں کو مدِ نظر رکھتا وہ اُس کے مراتبِ عالیہ تک نہیں پہنچ سکتا - اور ورع زبان کے ساتھ بہت مشکل ہے - (یعنی گفتگو میں اور امارت و ریاست کے ساتھ بہت مشکل ہے - اور زہد و ورع کی پہلی سیڑھی ہے - جیسا کہ قناعت رضا کی پہلی سیڑھی ہے - ورع کی قوانین کھانے پینے اور بیٹھنے کی چیزوں میں بھی ہیں - متقی کا کھانا خلق کے کھانے کے برخلاف ہوتا ہے - کہ نہ تو شریعت اس پر گرفت کر سکتی ہے - اور نہ کسی کو اس میں کچھ نزاع ہوتی ہے - اور ولی کا کھانا وہ ہے - کہ جس میں اس کا کچھ ارادہ نہیں ہوتا ہے - بلکہ محض فضلِ الٰہی سے وہ کھانا اُسے ملتا ہے - تو اب جس کے لئے کہ پہلی صفت متحقق نہیں ہو سکتی - وہ بالترتیب دوسرے درجہ تک بھی نہیں پہنچ سکتا - اور حلال مطلق یہ ہے - کہ اس میں کسی طرح سے بھی معصیتِ الٰہی متصور نہ ہو سکے - اور نہ اُس کی وجہ سے کسی وقت خدا تعالےٰ کو بھولے - اور لباس تین طرح پر ہے - لباسِ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام - لباس اولیاء رحمہم اللہ - لباس ابدال رضی اللہ عنہم +

لباس انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام حلال مطلق ہے - خواہ روئی سن - صوف وغیرہ کسی شے کا بھی ہو - اور لباس اولیاء اللہ رضی اللہ عنہم یہ ہے - کہ شریعت نے جتنا کہ حکم کیا ہے - وہ صرف یہی ہے کہ جس سے ستر پوشی ہو سکے - اور ضرورت پوری ہو جائے - یہ اس لئے کہ اس سے اُن کی خواہشیں مرد ہو جائیں ساتھ اُن کا نفس مر جائے - اور لباس ابدال یہ ہے - کہ جو کچھ اللہ تعالےٰ نے انھیں اپنے فضل و کرم سے عطا فرمائے - پہنتے ہیں - خواہ کم قیمت کا ہو - یا زیادہ قیمت کا - خود انہیں نہ اعلےٰ کی خواہش - اور نہ ادنےٰ سے نفرت +

ورعِ کامل نہیں ہو سکتا - تا وقتیکہ دس صفتیں اپنے نفس پر لازم نہ کر لی جائیں :-

اوّل زبان کو قابو میں رکھنا +

دوم - غیبت سے بچنا - جیسا کہ خدائے تعالےٰ نے فرمایا ہے - وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ

بعضاً۔ (کوئی کسی کی غیبت نہ کرے) +

سوم۔ کسی کو حقیر نہ جانے۔ اس کی ہنسی نہ اڑائے۔ جیسا کہ اللہ فرماتا ہے۔ لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓی اَنْ یَّکُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْھُمْ (ایک قوم دوسری قوم کو ہنسی نہ اڑائے شائد کہ وہ اس سے بہتر نکلے) +

چہارم۔ محارم پر نظر ڈالنا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔ قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِھِمْ (اے پیغمبر! مسلمانوں سے کہدو۔ کہ اپنی نظر نیچی رکھا کریں) +

پنجم۔ راستی و راستبازی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا (جب بات کہو۔ تو انصاف کی) یعنی سچی +

ششم۔ انعامات و احسانات الٰہی کا اعتراف کرتا رہے۔ تاکہ نفس عجب و غرور میں مبتلا نہ ہو جائے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ بَلِ اللّٰہُ یَمُنُّ عَلَیْکُمْ اَنْ ھَدٰکُمْ لِلْاِیْمَانِ اللہ ہی تم پر احسان کرتا ہے۔ دیکھو اس نے تمہیں ایمان کی ہدایت کی) +

ہفتم۔ اپنا مال و متاع راہ حق میں صرف کرے۔ نہ کہ اپنے نفس و خواہش میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ وَالَّذِیْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ یُسْرِفُوْا وَلَمْ یَقْتُرُوْا (وہ لوگ جب خرچ کرتے تو اسراف نہیں کرتے۔ اور نہ بخل کرتے ہیں) یعنی وہ اپنا مال گناہ و معصیت میں نہیں ڈالتے اور نہ نیک راہ میں اسے خرچ کرنے سے رکتے ہیں +

ہشتم۔ اپنے نفس کے لئے بہتری اور بھلائی نہ چاہے۔ اور کبر و غرور سے بچے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔ تِلْکَ الدَّارُ الْاٰخِرَۃُ نَجْعَلُھَا لِلَّذِیْنَ لَا یُرِیْدُوْنَ عُلُوًّا فِی الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا (یہ (یعنی جنت) ہی اصل گھر ہے۔ اس میں انہی لوگوں کو جگہ دیں گے۔ جو کہ دنیا میں برتری نہیں چاہتے۔ اور نہ کوئی کام فساد کا کرتے ہیں) +

نہم۔ نماز پنجگانہ کی حفاظت کرنا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے حَافِظُوْا عَلَی الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوۃِ الْوُسْطٰی وَقُوْمُوْا لِلّٰہِ قٰنِتِیْنَ (نماز پنجگانہ اور خصوصاً نماز عصر کی حفاظت کرو۔ اور نہایت عاجزی سے اس کے سامنے کھڑا ہوا کرو) +

دہم۔ سنت نبوی اور اجماع مسلمین پر قائم رہے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔ وَاَنَّ ھٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْہُ (یہ (یعنی دین اسلام) میری سیدھی راہ ہے۔ اسی کی تم پیروی کرتے رہو) +

خلیفہ المستنجد کا آپ سے کرامت کی خواہش کرنا

شیخ ابو العباس الخضر الحسینی الموصلی بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک وقت کا ذکر ہے۔ کہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اُسوقت خلیفہ المستنجد باللہ بھی آپ کی خدمت میں حاضر تھا۔ خلیفہ موصوف نے اُس وقت آپ سے اظہارِ کرامت کی خواہش کی۔ آپ نے فرمایا۔ اچھا تم کیا چاہتے ہو؟ خلیفہ موصوف نے کہا کہ مجھے سیب کی خواہش ہے۔ (اُسوقت سیب کی فصل بھی نہ تھی) آپ نے اپنا دستِ مبارک اوپر کو پھیلایا۔ تو آپ کے ہاتھ میں دو سیب نظر آئے۔ ایک آپ نے خلیفہ موصوف کو دے دیا۔ اور دوسرا سیب آپ نے خود توڑا۔ تو وہ سفید نکلا۔ اور مشک کی طرح اُس کی خوشبو پھیل گئی۔ اور خلیفہ موصوف نے اپنا سیب توڑا۔ تو اُس میں کیڑے نکلے۔ خلیفہ موصوف نے پوچھا یہ کیا بات ہے؟ آپ کا سیب ایسا۔ اور میرا سیب ایسا۔ آپ نے فرمایا۔ ابو المظفر! اس کو ولایت کے ہاتھ نے چھوا ہے۔ اس لئے یہ عمدہ نکلا۔ اور اُس کی خوشبو مہک گئی۔ اور اس کو ظلم کے ہاتھ نے چھوا۔ اس لئے اس میں کیڑے نکلے۔ رضی اللہ تعالےٰ عنہ؛

ایک تاجر کے حق میں آپ کا دُعا کرنا

شیخ ابو سعود الحریمی بیان کرتے ہیں۔ کہ ابو المظفر الحسن بن نعیم تاجر شیخ حماد الدباس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آئے۔ اور بیان کیا۔ کہ حضرت شام کی طرف سفر کرنے کا میرا مقصد ہے میرا قافلہ بھی تیار ہے۔ جس میں میں سات سو دینار کا مال لے جاؤں گا۔ آپ نے اُن سے فرمایا کہ اگر تم اس سال میں سفر کرو گے۔ تو تم مارے جاؤ گے۔ اور تمہارا سارا مال لُٹ جائیگا۔ یہ اُس وقت عین عالم شباب میں تھے۔ آپ کا یہ قول سُنکر نہایت مغموم ہو کر نکلے۔ راستے میں اُن کی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے ملاقات ہو گئی۔ تو اُنہوں نے حضرت شیخ حماد کا مقولہ آپ سے ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا۔ بیشک تم جاؤ۔ انشاء اللہ تعالےٰ تم اپنے سفر سے صحیح و تندرست واپس آؤ گے۔ میں اِس بات کا ضامن ہوں۔ غرض یہ اپنے سفر کو گئے۔ اور شام جا کر ایک ہزار دینار کو اُنہوں نے اپنا مال فروخت کیا۔ بعد ازاں یہ اپنی کسی ضرورت کے لئے حلب گئے۔ وہاں ایک مقام پر اُنہوں نے اپنے ہزار دینار رکھ دیئے۔ اور اُنہیں بھول کر اپنی جگہ چلے آئے۔ اُس وقت اُنہیں کچھ نیند کا غلبہ معلوم ہوا۔ اِس لئے یہ آتے ہی سو گئے۔ اور خواب میں دیکھا۔ کہ عرب بدوؤں نے اِن کا قافلہ لوٹ لیا

اور قافلہ کے بہت سے لوگوں کو مار بھی ڈالا۔ اور خود اِن پر بھی وار کر کے اُن کو بھی مار ڈالا۔ جس کا اثر اُن کی گردن پر ظاہر تھا۔ اور خون بھی اِس پر نمایاں تھا۔ اور جس کا درد بھی اُنہیں محسوس ہؤا۔ یہ گھبرا کر اُٹھے۔ اور اُسی وقت اِن کو اپنے دینار بھی یاد آئے۔ اور فوراً دوڑے گئے۔ تو وہاں پر اُنہیں اپنے دینار ویسے ہی رکھے ہوئے ملے یہ اُن کو لیکر اپنی جگہ پر چلے آئے۔ اور اب اُنہوں نے یہاں سے کوچ کیا۔ اور بغداد واپس آئے۔ جب بغداد آچکے۔ تو اُنہیں خیال ہؤا۔ کہ اگر پہلے میں شیخ حماد کی خدمت میں حاضر ہوؤں۔ تو وہ بزرگ اور کبیر سن بزرگ ہیں۔ اور اگر شیخ عبدالقادر کی خدمت میں جاؤں۔ تو وہ بھی اس بات کے مستحق ہیں۔ کیونکہ میرے حق میں اُنکا قول صادق آیا ہے۔ غرض اُنہیں تردد تھا۔ کہ پہلے کِن کی خدمت میں جاؤں۔ مگر حُسنِ اتفاق سے سُوق سلطان میں اُنہیں شیخ حماد مل گئے اور آپ نے اِن سے فرمایا۔ کہ نہیں تم پہلے شیخ عبدالقادر کی خدمت میں جاؤ۔ وہ محبوب سُبحانی ہیں اُنہوں نے تمہارے حق میں ستر دفعہ دُعا مانگی ہے۔ یہاں تک کہ خدائے تعالےٰ نے تمہارے واقعہ کو بیداری سے خواب میں تبدیل کر دیا ہے۔ چنانچہ یہ پہلے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں گئے۔ تو آپ نے اُن سے فرمایا۔ کہ شیخ حماد نے پہلے میرے پاس آنے کے لئے فرمایا ہے۔ میں نے ستر دفعہ تمہارے حق میں خدائے تعالیٰ سے دُعا مانگی۔ کہ وہ تمہارے واقعہ کو بیداری سے خواب میں تبدیل کر دے اور تمہارے مال کے ضائع ہونے کو صرف تھوڑی دیر کے لئے نسیان سے بدل دے۔ اور تمہیں صحیح و تندرست مع الخیر واپس لائے رضی اللہ تعالےٰ عنہما ✦

ایک بزرگ کا آپ کے مراتب و مناصب کی خبر دینا

شیخ عبداللطیف بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد سے سُنا۔ اُنہوں نے بیان کیا کہ شیخ عزاز بن مستودع البطائحی رح مجھ سے بیان کرتے تھے۔ کہ بغداد میں ایک عجمی شریف نوجوان جس کا عبدالقادر نام ہے۔ داخل ہؤا ہے۔ یہ نوجوان عنقریب نہایت ہیبت و عظمت و جلال و مقامات و کرامات کے ساتھ ظاہر ہوگا۔ اور حال و احوال اور درجۂ محبت میں سب پر غالب رہیگا۔ تصرفاتِ کون و فساد اُسے سونپ دیا جائیگا۔ بڑے چھوٹے سب اس کے زیرِ حکم ہونگے۔ قدر و منزلت میں اُسے قدم راسخ اور معارف حقائق میں اُسے ید بیضا حاصل ہوگا۔ مقام حضرت القدس میں زبان کھول سکے گا۔ صاحبِ مراتب و مناصب ہوگا۔ جو کہ اکثر اولیاء اللہ سے فوت ہو گئے ہیں ✦

ایضاً۔ اسی طرح ایک بڑی جماعت نے آپ کے متعلق شیخ الرفاعی کا قول بیان کیا ہے

کہ ہمارے شیخ منصور البطائحی کے روبرو حضرت شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کا ذکر ہوا۔ تو آپنے انکی نسبت فرمایا۔ کہ وہ زمانہ عنقریب آنے والا ہے۔ کہ اُن کی طرف رجوع کیا جائے گا۔ عارفین میں اُن کی وقعت و منزلت زیادہ ہوگی۔ اور وہ ایسے حال میں وفات پائیں گے۔ کہ اسوقت اللہ اور اُس کے رسول کے نزدیک روئے زمین ان سے زیادہ اور کوئی محبوب نہ ہوگا۔ تم میں سے جو کوئی اس وقت تک زندہ رہے۔ تو اُسے لازم ہے۔ کہ اُن کی عزت و حرمت کو بجا۔ اور اُن کی قدر کرے +

ایک بزرگ کی حکایت

شیخ محمد بن الخضر بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے اپنے والد ماجد سے سُنا۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں ایک وقت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر تھا۔ مجھے اُس وقت خیال ہوا۔ کہ مجھے شیخ احمد الرفاعی سے بھی نیاز حاصل کرنا چاہیئے۔ مجھے یہ خیال گذرتے ہی آپ نے فرمایا۔ کہ خضر لو شیخ احمد رفاعی سے ملاقات کرو۔ میں نے آپکے بازو کی طرف نظر ڈالی۔ تو مجھے ایک ذی ہیبت بزرگ دکھائی دیئے۔ میں اُٹھ کر اُنہیں سلام علیک اور ان سے مصافحہ کیا۔ تو آپ نے مجھ سے فرمایا۔ خضر! جو شخص کہ شیخ عبدالقادر جیسے اولیاء اللہ کو دیکھ لے۔ تو پھر اُسے مجھ جیسے شخص کے ملنے کی کیا آرزو رکھنی چاہیئے۔ کیونکہ میں بھی تو آپ ہی کے زیر حکم ہوں۔ اس کے بعد آپ مجھ سے غائب ہوگئے۔ آپ کی وفات کے بعد پھر میں شیخ موصوف کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو میں نے دیکھا۔ کہ آپ وہی بزرگ ہیں۔ کہ جن کو میں نے آپ کے بازو سے بیٹھا ہوا دیکھا تھا۔ تو آپ نے مجھ کو فرمایا۔ کہ تمہیں میری پہلی ملاقات کافی نہیں ہوئی۔ رضی اللہ تعالےٰ عنہ +

شیخ عبدالبطائحی بیان کرتے ہیں۔ کہ شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کی حیات بابرکات میں مجھے شیخ احمد الرفاعی کی خدمت میں حاضر ہونے کا اتفاق ہوا۔ تو میں جاکر آپ ہی کے نزدیک ٹھیرا۔ اور کئی روز تک ٹھیرا رہا۔ ایک روز آپ نے مجھ سے فرمایا۔ کہ آپ کچھ شیخ عبدالقادر جیلانی کے حالات جو کچھ کہ آپ کو معلوم ہوں بیان کریں۔ میں آپ کے حالات بیان کر رہا تھا کہ اتنے میں ایک شخص آیا۔ اور شیخ احمد الرفاعی کی طرف اشارہ کر کے مجھ سے کہنے لگا کہ تم ہمارے سامنے آپ کے سوا اور کسی کا ذکر نہ کرو۔ آپ نے نہایت غصے ہو کر اُس شخص کی طرف دیکھا۔ اور فوراً یہ شخص گر کر مرگیا۔ پھر آپنے فرمایا۔ کہ شیخ عبدالقادر جیلانی کے مراتب کو کون پہنچ سکتا ہے۔ آپ وہ شخص ہیں کہ بحر شریعت جس کی داہنی طرف اور بحر حقیقت جس کی بائیں طرف جس میں سے چاہے پانی

بھرے۔ اُسوقت آپ کا کوئی جواب نہیں +

نیز مَیں نے آپ سے سُنا۔ کہ اُس وقت آپ اپنے بھتیجوں شیخ ابراہیم الاعراب اور ان کے برادران ابوالفرح عبدالرحمن، نجم الدین احمد اولاد الشیخ علی الرفاعی کو ۔ اس وقت آپ ایک شخص کو جو بغداد جانے والے تھے۔ رخصت کر رہے تھے، اِس بات کی وصیت کی۔ کہ جب تم بغداد پہنچو۔ تو حضرت شیخ عبدالقادر سے پہلے اگر زندہ ہوں۔ تو اور کسی کے پاس نہ جانا۔ اور اگر وفات پا گئے ہوں تو آپ کی قبر سے پہلے اور کسی کی زیارت نہ کرنا۔ آپ کے لئے عہد لیا جا چکا ہے۔ کہ جو صاحب حال کہ بغداد جائے اور آپ سے ملاقات نہ کرے۔ تو اُس سے اُس کا حال سلب ہو جائے گا۔ اُس پر افسوس ہے کہ جس نے آپ سے مُلاقات نہ کی ہو۔ رضی اللہ تعالےٰ عنہما +

مؤلفِ کتاب روض الابرار و محاسن الاخیار نے بیان کیا ہے۔ کہ اِس کے ناقل عبداللہ یونینی ہیں +

ایک رجال غیب کا ذکر

شیخ خلیفہ۔ النہر ملکی تلمیذ شیخ ابوسعید قیلوی بیان کرتے ہیں۔ کہ مجھے ایک دفعہ بلادِ سواد میں جانے کا اتفاق ہوا۔ وہاں مَیں نے ایک شخص کو ہوا میں بیٹھا ہوا دیکھا۔ مَیں نے اُنہیں سلام کیا۔ اور ان سے پوچھا۔ کہ آپ ہوا میں معلق کیوں بیٹھے ہیں؟ اُنہوں نے بیان کیا کہ مَیں ہوا و ہوس کو چھوڑ کر تقوےٰ و پرہیزگاری کے تخت پر بیٹھا ہوا ہوں۔ شیخ موصوف بیان کرتے ہیں۔ کہ پھر جب میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی خدمت میں حاضر ہوا تو مَیں نے اُس شخص کو پھر آپ کے سامنے قبۃ الاولیاء میں معلق ہوا میں مؤدب بیٹھے ہوئے دیکھا۔ اس وقت اُنہوں نے بہت سی حقائق و معارف کی باتیں آپ سے دریافت کیں جنہیں میں مطلق نہیں سمجھا۔ پھر آپ وہاں سے اُٹھ گئے۔ اور صرف میں اُن کے ساتھ رہ گیا۔ میں نے اُن سے کہا۔ کہ آپ یہاں بھی موجود ہیں۔ اُنہوں نے کہا۔ کیوں نہیں۔ کوئی ایسا ولی و مقرب بھی ہے۔ کہ جس کی اِس در پر آمد و رفت نہ ہو پھر مَیں نے اِن سے دریافت کیا۔ کہ اِس کی کیا وجہ ہے۔ کہ مَیں آپ کا کلام مطلق نہیں نہیں سمجھا۔ اُنہوں نے کہا۔ کہ ہر مقام کے احکام جُدا ہوتے ہیں۔ اور ہر حکم کے معنی علیحدہ اور ہر معنی کی عبارت دیگر۔ اُس عبارت کو وہی سمجھتا ہے۔ جو کہ اِس کے معنے سے واقف ہو۔ اور معنے سے وہی واقف ہوتا ہے جو کہ حکمت سے آگاہ ہو۔ اور حکمت سے وہی آگاہ ہوتا ہے۔ جو کہ مقام عالی میں پہنچا ہو۔ اس کے

بعد میں نے آپ سے کہا۔ کہ آپ نہایت مؤدب ہو کر آپ کے سامنے بیٹھتے ہیں۔ تو انہوں نے کہا۔ کہ میں آپ کے سامنے مؤدب ہو کر کس طرح نہ بیٹھوں حالانکہ آپ نے سو رجالِ غیب پر جو ہوا میں معلق رہتے ہیں اور جن کو بجز مستثنے الذین کے اور کوئی دیکھ نہیں سکتا مجھے افسر بنایا ہے۔ اور ان میں ہر طرح کے تصرفات کی آپ نے مجھے اجازت دی ہے۔ رضی اللہ تعالے عنہ +

نیز خلیفہ موصوف بیان کرتے ہیں۔ کہ اس وقت امر ولائیت آپ ہی کی طرف منتہی تھا۔ جس طرف کہ آپ نظر اٹھا کر دیکھتے تھے۔ اس طرف کے رہنے والے خواہ مشرق و مغرب کے کسی حصہ میں رہتے ہوں۔ کانپ اُٹھتے تھے۔ آپ کی ہیبت و غضب سے خائف ہو کر اپنا حال و احوال سلب ہو جانے سے ڈرتے رہتے اور آپ کی برکت و توجہ سے اس میں ترقی و تضاعف کے امیدوار رہتے تھے +

شیخ عمر البزاز بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک روز کا واقعہ ہے۔ کہ میں جمعہ کے دن آپ کے ہمراہ نماز جمعہ پڑھنے جا رہا تھا۔ اس روز راہ میں کسی نے آپ کو سلام نہیں کیا۔ مجھے خیال گزرا کہ ہر جمعہ کو لوگوں کے اژدہام کی وجہ سے نہائیت مشقت اور دشواری سے مسجد تک پہنچتے تھے۔ مگر آج آپ کو کسی نے بھی سلام نہیں کیا۔ مجھے اس خیال کا گذرنا تھا۔ کہ لوگ چاروں طرف سے آپ کو سلام کرنے کے لئے دوڑے۔ پھر آپ مجھے دیکھ کر مسکرائے میں نے اپنے جی میں کہا۔ کہ یہ اور بھی بہتر ہے۔ تو آپ پھر مسکرائے۔ اور فرمایا۔ کہ عمر تو نے ہی چاہا تھا۔ تمہیں یہ معلوم نہیں۔ کہ لوگوں کے دل میرے ہاتھ میں ہیں۔ خواہ ان کو اپنی طرف کھینچ لوں۔ اور خواہ اپنی طرف سے روکے رہوں۔ رضی اللہ تعالے عنہ +

آپ کی بی بی صاحبہ کا حال

آپ کے صاحبزادے شیخ عبد الجبار بن سیدنا الشیخ عبد القادر جیلانی بیان کرتے ہیں۔ کہ میری والدہ جب کسی اندھیرے مکان میں جاتی تھیں۔ تو وہاں شمع کی طرح روشنی ہو جاتی تھی۔ ایک دفعہ ایسے موقعہ پر میرے والد ماجد بھی آئے۔ جب اس روشنی پر آپ کی نظر پڑی۔ تو وہ روشنی معدوم ہو گئی۔ آپ نے ان سے فرمایا۔ کہ یہ روشنی شیطان کی تھی۔ اس لئے میں نے اسے خاموش کر دیا۔ اور اب میں اسے روشنی رحمانی میں تبدیل کئے دیتا ہوں۔ اور یہی معاملہ میرا اس کے ساتھ ہے۔ جو کہ میری طرف منسوب ہو۔ یا خود مجھے جس کا خیال ہو۔ اس کے بعد جب میری والدہ ماجدہ کسی اندھیرے

مکان میں جاتی تھیں۔ تو وہ روشنی کی طرح معلوم ہو جاتی تھی۔ رضی اللہ تعالےٰ عنہ +

شیخ عبداللہ جبائی بیان کرتے ہیں۔ کہ ہمدان میں ایک شخص سے کہ جس کا نام طریف تھا۔ میری ملاقات ہوئی۔ یہ شخص دمشق کا رہنے والا تھا۔ اُس نے مجھ سے ذکر کیا۔ کہ نیشاپور کے راستے میں بشر المفرضی سے میری ملاقات ہوئی۔ یہ چودہ اونٹوں پر شکر لادے ہوئے جا رہے تھے۔ انہوں نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ ہمیں راستے میں ایک خوفناک بیابان میں اُترنے کا اتفاق ہوا۔ کہ جہاں خوف کی وجہ سے بھائی کے لئے بھائی نہیں ٹھیر سکتا۔ جب اول شب کو اونٹ لادے جا چکے۔ تو ان میں سے میرے چار اونٹ گم گئے۔ میں نے ہر چند تلاش کیا۔ مگر کچھ پتہ نہیں ملا۔ میں قافلہ سے جدا ہو گیا اور شتربان بھی میرے ساتھ رہ گیا۔ پھر جب صبح ہوئی۔ تو میں نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کو پکارا۔ آپ نے مجھ سے فرمایا تھا۔ کہ جب تمہیں کوئی مشکل پیش آئے۔ تو تم نے مجھ کو پکارنا۔ تمہاری مشکل احسان ہو جائے گی۔ جب میں نے آپ کو پکارا۔ کہ یا شیخ عبدالقادر میرے اونٹ نامعلوم کہاں چلے گئے ہیں۔ میں صبح تک انہیں دیکھتا رہا۔ کہیں پتہ نہ لگا۔ اور میں قافلے سے بھی جدا ہو گیا۔ تو اس وقت ایک ٹیلے پر مجھے ایک شخص دکھلائی دیا۔ جو سفید لباس پہنے ہوئے تھا۔ اس نے مجھے ایک طرف کو ہاتھ سے اشارہ کر کے بتلایا۔ پھر جب نے اُسے ٹیلے پر چڑھ کر دیکھا۔ تو مجھے کوئی نظر نہیں آیا۔ پھر ٹیلے کے دامن میں مجھے اپنے اونٹ بیٹھے دکھائی دیئے ان کا بوجھ ان پر لدا ہوا تھا ہم نے انہیں پکڑ لیا۔ اور انہیں لیکر اپنے قافلہ سے جا ملے +

ایک رجالِ غیب کا ذکر

ابو الغنائم الحسنی رح بیان کرتے ہیں۔ کہ میں ایک وقت مغرب و عشاء کے درمیان میں آپ کے مدرسہ کی چھت پر تھا اور قریب ہی آپ بھی قبلہ رو بیٹھے ہوئے تھے۔ اس وقت میں نے ایک شخص کو ہوا پر اڑتا ہوا دیکھا۔ یہ تیر کی طرح اڑتا ہوا جا رہا تھا۔ اس کا لباس سفید اور سر پر ایک نہایت عمدہ عمامہ بندھا ہوا تھا۔ جب آپ کے سامنے آیا۔ تو اتر کر مودب آپ کے سامنے بیٹھ گیا۔ اور آپ کو سلام کر کے واپس چلا گیا۔ میں نے اٹھ کر آپ کی دست بوسی کی۔ اور آپ سے پوچھا۔ کہ یہ شخص کون تھے۔ آپ نے فرمایا۔ یہ شخص رجال الغیب سے تھے۔ جو کہ ہمیشہ پھرتے رہتے ہیں۔ علیھم سلام اللہ ورحمتہ وبرکاتہ، و اذکی تحیاتہ +

ایک قافلہ کے متعلق آپ کی کرامت

شیخ ابو عمر عثمان الصدفینی و شیخ محمد عبد الخالق الحریمی بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک وقت کا ذکر ہے کہ ہم صفر ۵۵۵ھ کو آپ کے مدرسہ میں آپ ہی کی خدمت میں حاضر تھے۔ اس وقت آپ نے اُٹھ کر کھڑائیں پہنیں۔ اور وضو کیا۔ وضو کر کے آپ نے دو رکعت نماز پڑھی۔ پھر جب آپ سلام پھیر کر نماز سے فارغ ہوئے۔ تو آپ نے ایک چیخ ماری۔ اور ایک کھڑام اُٹھا کر ہوا میں پھینک دی۔ اس کے بعد آپ نے ایک چیخ ماری۔ اور دوسری کھڑام بھی آپ نے اُٹھا کر ہوا میں پھینک دی۔ یہ دونوں کھڑائیں ہماری نظروں سے غائب ہو گئیں۔ پھر آپ خاموش ہو کر بیٹھ گئے۔ اور اُس وقت آپ سے یہ واقعہ پوچھنے کی کسی کو جرأت نہیں ہوئی۔ پھر تین روز بعد ایک قافلہ آیا۔ اور کہنے لگا۔ کہ ہم نے حضرت شیخ عبد القادر جیلانی کی خدمت میں نذرانہ پیش کرنا ہے۔ ہم نے اس قافلہ کے اندر آنے کی اجازت چاہی۔ آپ نے اُسے آنے کی اجازت دی۔ اور ہم سے فرمایا۔ کہ جو کچھ یہ دیں لے لو۔ غرض اہلِ قافلہ اندر آ گئے۔ اور انہوں نے ریشمی اور اُونی کپڑے اور کچھ سونا۔ وغیرہ اور آپ کی دونوں کھڑائیں کہ جن کو آپ نے اُس روز پھینکا تھا۔ ہم کو دیا۔ پھر ہم نے باہر آ کر اُن سے دریافت کیا۔ کہ یہ کھڑائیں تمہیں کہاں ملی تھیں۔ انہوں نے بیان کیا۔ کہ تیسری صفر کو ہم جا رہے تھے۔ کہ راستے میں ہم کو بدوؤں نے آ کر لوٹ لیا۔ اور ہمارے قافلہ کے بہت سے لوگوں کو مار ڈالا۔ اور ایک طرف جا کر ہمارا مال تقسیم کرنے لگے۔ اُس وقت ہم نے کہا۔ کہ اگر ان قزاقوں کے ہاتھوں سے بچ کر صحیح و تندرست رہیں تو ہم اپنے مال میں سے حضرت شیخ عبد القادر جیلانی کا حصہ نکالیں گے۔ ہم یہ کہہ رہے تھے۔ کہ ہم نے دو بڑی بڑی چیخیں سنیں۔ جنہوں نے سارے بیابان کو ہلا دیا۔ اور جس سے یہ تمام قزاق ہیبت زدہ سے رہ گئے۔ ہم سمجھے۔ کہ کوئی شخص آ رہا ہے۔ جو ان سے بھی مال کو چھین کر لے جائے گا۔ اتنے میں یہ ہمارے پاس آئے۔ اور کہنے لگے۔ کہ آؤ تم اپنا مال اُٹھا لو۔ اور دیکھو ہمارا کیا حال ہو گیا۔ ہم اُن کے ساتھ گئے۔ تو ہم نے دیکھا کہ اُن کے دونوں سردار مرے پڑے تھے۔ غرض انہوں نے ہمارا مال واپس دے دیا۔ اور کہنے لگے یہ ایک نہایت عظیم الشان واقعہ ہے۔ رضی اللہ تعالےٰ عنہ +

آپ کی دُعا سے ایک چیل کا مر کر زندہ ہونا

قدوۃ الشیوخ محمد بن قائد الاوانی بیان کرتے ہیں کہ ایک روز آپ کی مجلس پر سے ایک چیل بھناتی اور چلاتی ہوئی نکلی۔ جس سے مجلس میں تشویش پھیل گئی۔ اُس روز ہوا بھی ایک نہایت تیز تھی۔ آپ نے فرمایا کہ ہوا اُس کا سر پکڑ لے۔ آپ کا فرمانا تھا۔ کہ اُس کا سر ایک طرف اور دھڑ ایک طرف گر گیا۔ اس کے بعد آپ نے تخت سے اُتر کر اُس کے سر کو اُٹھایا۔ اور اپنا دوسرا ہاتھ اُس پر پھیرا۔ اور فرمایا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم تو وہ چیل زندہ ہو کر اُڑ گئی +

آپ کا پہلی دفعہ حج بیت اللہ کرنا

آپ نے اپنے عین عالمِ شباب کا ایک واقعہ بیان کیا ہے۔ کہ جب میں حج بیت اللہ کو گیا۔ تو اُس وقت میں عالمِ شباب میں تھا۔ جب میں منارہ معروف بہ اُم القرون کے قریب پہنچا۔ تو یہاں پر شیخ عدی بن مسافر سے میری ملاقات ہوئی۔ آپ بھی اُس وقت عین عالمِ شباب میں تھے۔ آپ نے مجھ سے پوچھا۔ کہ کہاں قصد کیا ہے؟ میں نے کہا مکہ معظمہ کا۔ پھر آپ نے پوچھا۔ کہ کیا میرا آپ کا ساتھ ہو سکتا ہے؟ میں نے کہا۔ کیوں نہیں؟ میں تو ایک تن تنہا شخص ہوں آپ نے کہا۔ علےٰ ہذالقیاس میں بھی تن تنہا ہوں۔ غرض ہم دونوں ایک ساتھ ہو لئے۔ آگے چلکر ایک روز کا واقعہ ہے۔ کہ ہم جا رہے تھے۔ کہ راستہ میں ایک نوعمر حبشن لڑکی ملی۔ یہ لڑکی نحیف البدن اور برقعہ پہنے ہوئے تھی۔ میرے سامنے آکر کھڑی ہوگئی۔ برقعہ میں سے اس نے مجھے دیکھا۔ اور دیکھ کر کہنے لگی۔ کہ آپ کہاں کے رہنے والے ہیں۔ میں نے کہا۔ کہ میں بغداد میں رہنے والا ہوں۔ پھر کہا۔ کہ آپ نے مجھے بہت تھکا یا ہے۔ میں نے کہا وہ کس طرح؟ بولی۔ ابھی میں بلادِ حبشہ میں تھی۔ مجھے اس وقت مشاہدہ ہوا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے دل پر تجلّی کی۔ اور اپنا وہ فضل و کرم کیا۔ کہ جو اوروں پر اب تک نہیں کیا ہے۔ اِس لئے میں نے چاہا۔ کہ میں آپ کو پہچانوں۔ پھر اُس نے کہا۔ کہ میں چاہتی ہوں۔ کہ آج دن بھر میں آپ دونوں صاحبوں کے ہمراہ رہوں۔ اور آپ ہی کے ساتھ روزہ افطار کروں۔ میں نے کہا حُبّاً و کرامةً (یعنی بسروچشم۔ بڑی خوشی سے) اِس کے بعد وہ ایک بازو سے وہ چلنے لگی۔ اور ایک سے ہم چلنے لگے۔ جب مغرب کا وقت آیا۔ اور افطار کا وقت ہو چکا۔ تو آسمان سے ہماری طرف ایک طباق اُترا جس میں چھ روٹیاں

اور سرکہ اور کچھ ترکاری کے قسم سے تھا۔ اس لڑکی نے خدائے تعالےٰ کا شکر کرتے ہوئے کہا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَکْرَمَنِیْ وَ اَکْرَمَ ضَیْفِیْ اِنَّہٗ لِذٰلِكَ اَھْلٌ فِیْ کُلِّ لَیْلَةٍ یُنْزِلُ عَلَیَّ رَغِیْفَانِ وَ اللَّیْلَةَ سِتَّةٌ اِکْرَامًا لِاَضْیَافِیْ (اللہ تعالےٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اُس نے میری اور میرے مہمانوں کی عزت کی۔ روزانہ میرے لئے دو روٹیاں اترا کرتی تھیں۔ اور آج چھ روٹیاں اُتریں۔ اس نے میرے مہمانوں کی عزت کی) پھر ہم تینوں نے دو دو روٹیاں کھائیں۔ اس کے بعد پانی کے لوٹے اُترے۔ اس میں سے ہم نے پانی پیا۔ جو زمین کے مشابہ نہ تھا۔ بلکہ اُس کی لذت و حلاوت کچھ اور ہی تھی۔ اس کے بعد پھر یہ لڑکی رخصت ہو کر چلی گئی اور ہم مکہ معظمہ چلے آئے۔ پھر ایک روز ہم طواف کر رہے تھے۔ کہ اس وقت اللہ تعالےٰ نے شیخ عدی پر الطاف و کرم کیا۔ اور ان پر اپنے الطاف اُتارے۔ آپ پر اُس وقت غشی سی طاری ہو گئی۔ یہاں تک کہ انہیں دیکھ کر کوئی کہہ سکتا تھا۔ کہ اُن کا تو انتقال ہو گیا۔ اس وقت پھر میں نے اس لڑکی کو یہیں کھڑے ہوئے دیکھا۔ یہ اُس وقت اُن کے سرہانے آکر انہیں اُلٹ پلٹ کر کے کہنے لگی۔ کہ وہی تمہیں زندہ کرے گا جس نے کہ تمہیں مار ڈالا ہے۔ پاک ہے اُسکی ذات اُسکی تجلی نور جلال سے حوادث نہیں ہوتی۔ مگر اُسی کے ثبوت کے لئے اور اُس کے ظہور صفات سے کائنات قائم نہیں ہے۔ مگر اُسی کی تائید سے اسکی تقدیس کی شعاعوں نے عقل کی آنکھوں کو بند۔ اور جوانمردوں کی دانائی کو محدود کر رکھا ہے۔ پھر اللہ تعالےٰ نے اس کے بعد مجھ پر الطاف و کرم کی نظر کی۔ اور باطن میں میں نے دیکھا۔ کہ مجھ سے کوئی کہہ رہا ہے۔ کہ عبدالقادر تجرید ظاہری کو چھوڑ کر تفرید التوحید و تجرید التفرید اختیار کرو۔ ہم تمہیں اپنے عجائبات دکھائیں گے۔ چاہیئے کہ ہمارے ارادے سے تمہارا ارادہ مشتبہ نہ ہو۔ تو تم ہمارے سامنے ثابت قدم رہو۔ اور وجود میں ہمارے سوا کسی کا تصرف نہ ہونے دو۔ تاکہ ہمیشہ ہمارے مشاہدہ میں رہو۔ اور لوگوں کو نفع پہنچانے کے لئے ایک جگہ بیٹھ جاؤ۔ ہمارے بہت سے بندے ہیں۔ کہ جنہیں ہم تمہاری برکت سے اپنا مقرب بنائیں گے۔ اسوقت مجھ سے اس لڑکی نے کہا۔ کہ اے نوجوان مجھے معلوم نہیں۔ کہ آج کس حد تک تمہاری عظمت و بزرگی ہوگی۔ تمہارے لئے ایک نورانی خیمہ لگایا گیا ہے۔ اور ملائکہ تمہارے گرد و اگرد ہیں۔ اور تمہیں دیکھ رہے ہیں۔ اور تمام اولیاء اللہ کی آنکھیں بھی تمہاری ہی طرف لگی ہوئی ہیں۔ اور تمہارے مراتب و مناصب کو دیکھ رہی ہیں۔ اس کے بعد یہ نوعمر چلی گئی۔ اور پھر میں نے اس کو نہیں دیکھا۔ رضی اللہ تعالےٰ عنہم اجمعین +

ایک بزرگ کا اپنے ایک مُرید کو آپ کی خدمت میں تعلیمِ فقر حاصل کرنے کے لئے بھیجنا

شیخ ابو محمد صالح وبرو بیرجان الزکالی بیان کرتے ہیں۔ کہ سیدی شیخ ابو مدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے فرمایا۔ کہ تم بغداد جاؤ۔ اور شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ سے تعلیم فقر حاصل کرو۔ چنانچہ میں بغداد آکر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو میں نے آپ کو سب سے زیادہ مہیب پایا۔ آپ نے مجھے اپنے خلوت خانہ کے دروازے پر بیس روز تک بٹھلایا۔ اس کے بعد آپ نے مجھ سے فرمایا کہ (صالح قبلہ کی طرف اشارہ کر کے) فرمایا۔ کہ اس طرف دیکھو میں نے اُس طرف دیکھا۔ تو قبلہ نظر آیا۔ پھر آپ نے مجھ سے پوچھا کہ کیوں کیا دیکھ رہے ہو۔ میں نے عرض کیا۔ کہ کعبہ شریف۔ پھر آپ نے (مغرب کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ کہ اس طرف دیکھو میں نے اُس طرف دیکھا۔ تو مجھے اپنے شیخ مدین نظر آئے۔ آپ نے فرمایا۔ کیوں کیا دیکھ رہے ہو میں نے عرض کیا۔ کہ اپنے شیخ مدین کو۔ پھر آپ نے فرمایا۔ کیوں کہاں جاؤ گے؟ کعبہ شریف کی طرف یا اپنے شیخ کی طرف۔ میں نے عرض کیا۔ اپنے شیخ کی طرف۔ پھر آپ نے فرمایا۔ کہ اچھا ایک قدم میں جانا چاہتے ہو۔ یا جس طرح سے کہ تم آئے ہو۔ میں نے عرض کیا۔ نہیں بلکہ اسی طرح سے کہ جس طرح سے کہ میں آیا ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ اچھا ایسا ہی ہوگا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ صالح تم فقر کو نہیں پا سکتے۔ تاوقتیکہ تم اُس کی سیڑھی پر نہ چڑھو۔ اور اُس کی سیڑھی توحید ہے۔ اور توحید کا دارومدار اسپر ہے کہ تمام آثار حادثہ کو اپنی طرف سے مٹا دو۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت مجھے آپ اس صفت سے موصوف کر دیجئے۔ آپ نے ایک نظر میری طرف دیکھا۔ تو میرے دل سے میرے تمام جذبات ارادہ کے جُدا ہو گئے۔ جس طرح کہ شب دن سے جُدا ہو جاتی ہے۔ اب تک میں آپ کی اُسی توجہ سے لوگوں کو مستفید کرتا ہوں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ؂

شیخ عمر بزاز نے بیان کیا ہے۔ کہ میں ایک روز آپ کی خدمت میں بیٹھا تھا اُس وقت آپ نے مجھ سے فرمایا۔ کہ فرزندِ من اپنی پُشت کو بلّی کے گرنے سے بچاؤ۔ میں نے اُس وقت اپنے جی میں کہا۔ کہ چھت میں کوئی روزن تو ہے نہیں۔ میرے اوپر بلّی کہاں سے گرے گی۔ میں نے اپنا یہ کلام پورا نہیں کیا تھا۔ کہ ایک بلّی میری پُشت پر گر پڑی۔ آپ نے میرے سینہ پر اپنا دستِ مبارک

مارا۔ تو میرا دل سورج کی طرح روشن ہو گیا۔ اور اُسی وقت مجھ پر تجلیاتِ الٰہی ہونے لگیں۔ اور اب دن بروز نور ترقی پاتا ہے ÷

صفات واردات الٰہیہ و طوارق شیطانیہ کے متعلق

آپ نے فرمایا۔ کہ اراداتِ الٰہیہ بدوں استدعا کے لئے وارد نہیں ہوتے۔ اور کسی سبب سے موقوف بھی نہیں ہوتے۔ نیز ان کا کوئی وقت معین نہیں ہے۔ اور نہ ان کا کوئی خاص طریقہ ہے اور طوارقِ اکثر اس کے برخلاف ہوتے ہیں ÷

محبت کی نسبت

آپ نے فرمایا ہے۔ کہ محبت دل کی تشویش کا نام ہے۔ جو کہ محبوب کے فراق سے اُسے حاصل ہوتی ہے اس وقت دُنیا اسے انگوٹھی کے حلقہ یا مجلس ماتم کی طرح معلوم ہوتی ہے۔ محبت وہ شراب ہے کہ اس کا نشہ کبھی اُتر نہیں سکتا۔ محبت محبوب سے خواہ ظاہر ہو۔ خواہ باطن۔ ہر حال میں خلوص نیتی کرنیکا نام ہے۔ محبت جز محبوب کے سب سے آنکھیں بند کر لینے کا نام ہے۔ عاشق محبت کے نشہ سے ایسے مست ہوتے ہیں۔ کہ انہیں بجز مشاہدۂ محبوب کے کبھی ہوش نہیں آتا۔ وہ ایسے مریض ہیں۔ کہ بغیر دیدارِ محبوب صحت نہیں پاتے۔ انہیں اغیار سے حد درجہ کی وحشت ہوتی ہے۔ بغیر مولے انہیں کسی سے اُنسیت نہیں ہوتی ÷

توحید کے متعلق

آپ نے فرمایا۔ کہ توحید مقام حضرت القدسؓ کے اشارات ستر ضمائر و خفائے عبر سرائر کا نام ہے۔ وہ قلب کا منتہائے افکار سے گذر جانے اعلےٰ درجات وصال میں پہنچنے اور اقدام تجرید سے تقرب الٰہی میں جانے کا نام ہے ÷

تجرید کے متعلق

آپ نے فرمایا ہے۔ کہ تجرید محبوب کو پاکر استقلال کے ساتھ مقام سر کو غور و فکر سے خالی رکھنا اور تنزل میں طمینان کے ساتھ مخلوق کو چھوڑ کر نہایت خلوص سے حق کی طرف رجوع کرنا ہے ÷

معرفت کے متعلّق

آپ نے فرمایا ہے۔ کہ معرفت یہ ہے۔ کہ مشیاتِ الٰہیہ میں سے ہر شے کے اشارے سے جو کہ اسکی توحید کی طرف کر رہی ہے خفایائے مکنونات و شواہدِ حق پر مطلع ہو۔ اور ہر فانی کی فنا سے علم حقیقت کا ادراک کرے۔ اور اس میں ہیبتِ ربوبیت اور تاثیرِ بقا کو دل کی آنکھ سے معائنہ کرے ؎

برگِ درختانِ سبز در نظرِ ہوشیار
ہر ورقے دفتریست معرفتِ کردگار

ہمّت کی نسبت

آپ نے فرمایا ہے۔ کہ وہ نفس کو حُبِّ دُنیا سے اور روح کو تعلّقِ عُقبےٰ سے دُور رکھنا اور ارادۂ مولا سے تبدیل اور مقامِ سرّ کو اشارۂ کون سے خواہ ایک لمحہ کے برابر کے لئے ہی سہی خالی کرنا ہے +

حقیقت کے متعلّق

آپ نے فرمایا ہے۔ کہ حقیقت یہ ہے کہ اس کے متضاد اس کے منافی نہیں ہوتے۔ اور نہ حقیقت کے مقابلہ میں وہ باقی رہ سکتے ہیں۔ بلکہ اس کے اشارات سے باطل اور فنا ہو جاتے ہیں +

اعلےٰ درجاتِ ذکر کے متعلّق

آپ نے فرمایا ہے۔ کہ اعلےٰ درجاتِ ذکر یہ ہے کہ اشاراتِ الٰہیہ سے دل متاثر ہو۔ یہی ذکر دائمی ہے۔ جسے نسیان کچھ نقصان نہیں پہنچاتا۔ اور نہ غفلت اس میں کچھ کدورت پیدا کر سکتی ہے۔ اس صورت میں سکون۔ نفس خطرہ سب ذاکر ہو جاتے ہیں۔ بہترین ذکر یہ ہے۔ کہ خطراتِ الٰہیہ سے جو کہ مقامِ سرّ میں وارد ہوتے ہیں۔ پیدا ہو +

شوق کے متعلّق

آپ نے فرمایا ہے۔ کہ بہترین شوق وہ ہے۔ جو کہ مشاہدہ سے پیدا ہو۔ اور لقاء کے بعد

بھول نہ ہو۔ بلکہ ہمیشہ اُنس باقی رہے۔ بدوں لقاء کے کسی طرح سے تسکین ممکن نہ ہو۔ جس قدر کہ لقاء حاصل ہو اس سے زیادہ شوق بڑھتا رہے۔ شوق کے لئے یہ بھی ضروری ہے۔ کہ وہ اپنے اسباب موافقتِ بُعُح یا متابعتِ ہمت یا حفظِ نفس سے خالی ہو۔ اسوقت مشاہدہ دائمی ہوتا ہے اور مشاہدہ سے مشاہدہ کا شوق ہوا کرتا ہے +

توکّل کے متعلّق

آپ نے فرمایا ہے۔ کہ توکّل اغیار کو چھوڑ کر خدا تعالےٰ سے لو لگانا۔ اور اس کے سبب ظاہری کو بھول جانا۔ اور یک اکیلی اُس کی ذات پر بھروسہ کر کے ماسوا سے بے پرواہ ہو جانا۔ یہی وجہ ہے کہ متوکّل مقام فنا سے آگے بڑھ جاتا ہے +

نیز توکّل کی حقیقت بعینہٖ اخلاص کی حقیقت ہے۔ اور حقیقتِ اخلاص یہ ہے۔ کہ اعمال سے معاوضہ کا ارادہ نہ کیا جائے۔ اور یہ وُہ توکّل ہے۔ کہ جس میں اپنی قوت سے نکلکر رب للارباب کی قوت میں آتا ہے +

اس کے بعد آپ نے فرمایا۔ کہ اے فرزند! اکثر تم سے کہا جاتا ہے۔ مگر تم نہیں سُنتے۔ اور اگر سُنتے بھی ہو۔ تو بہت سی باتیں سُنتے ہو۔ مگر انہیں تم نہیں سمجھتے ہو۔ اور اگر سمجھ بھی لیتے۔ تو بہت باتیں سمجھ کر اُن پر عمل نہیں کرتے۔ پھر افسوس تو یہ ہے۔ کہ تم عمل بھی کرو۔ تو تمہارے بہت سے اعمال ایسے ہیں۔ کہ تم اُن میں ذرا بھی اخلاص نہیں کرتے +

انابت (توجّہ الی اللہ) کے متعلّق

آپ نے فرمایا ہے کہ انابت درجات کو چھوڑ کر مقامات کی طرف رجوع کر کے مقامات اعلےٰ میں ترقی کرنا۔ اور مجالس حضرت القدس میں جا کر ٹھیرنا۔ اور اس مشاہدہ کے بعد کل کو چھوڑ کر حق کی طرف رجوع کرنا ہے +

توبہ کے متعلّق

آپ نے فرمایا ہے۔ کہ توبہ یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنی پہلی عنایت و توجہ اپنے بندے پر مبذول فرماکر اسکے دل پر اسکا اشارہ کرے۔ اور اپنی شفقت و محبت کے ساتھ خاص کر کے اسے اپنی طرف کھینچ لے۔ اس وقت بندے کا دل اپنے مولا کی طرف کھچ جاتا ہے۔ اور روح و قلب اور عقل اس کے تابع ہو جاتی ہے

اور اب وجود میں امرِ الٰہی کے سوا اور کچھ نہیں رہتا۔ یہی صحتِ توبہ کی دلیل ہے ۔

دُنیا کے متعلّق

آپ نے فرمایا ہے۔ کہ اِسے دِل سے نکال کر ہاتھ میں لے لو۔ پھر وہ تمہیں دھوکا نہیں دے سکیگی ۔

تصوف کے متعلّق

آپ نے فرمایا ہے۔ کہ صُوفی وہ ہے کہ اپنے مقصد کی ناکامی کو خدا کا مقصد جانے۔ دُنیا کو چھوڑ دے۔ یہاں تک کہ وہ خادم بنے۔ اور آخرت سے پہلے دُنیا ہی میں وہ فائز المرام ہو جائے۔ تو ایسے شخص پر خدا کی سلامتی نازل ہوتی ہے ۔

تعزز (ذی عزت ہونے) اور تکبّر (غرور کرنے) کے متعلّق

آپ نے فرمایا ہے۔ کہ تعزز یہ ہے کہ عزت اللہ تعالےٰ کے لئے حاصل کی جائے۔ اور اللہ تعالےٰ ہی کی راہ میں صرف کی جائے۔ اس سے نفس ذلیل ہوتا ہے۔ اور ارادت الی اللہ بڑھتی ہے۔ اور تکبر یہ ہے۔ کہ عزت اپنے نفس کے لئے حاصل اور اپنی خواہشات میں صرف کی جائے۔ کبرِ طبیعی کو اس سے ہیجان ہو کر قہرِ الٰہی کا باعث ہوتا ہے۔ کبرِ طبیعی کبرِ کسبی سے کم درجہ کا ہوتا ہے ۔

شکر کے متعلّق

آپنے فرمایا ہے کہ حقیقت شکر یہ ہے کہ نہایت عاجزی و انکساری سے نعمت کا اعتراف اور ادائے شُکر کی عاجزی کو مدِّ نظر رکھکر منت و احسان کا مشاہدہ کرتے ہوئے اُس کی عزت و حرمت باقی رکھی جائے۔ شُکر کے اقسام بہت ہیں۔ مثلاً شکرِ احسانی یہ ہے۔ کہ زبان سے نعمت کا اعتراف کرے۔ اور شُکر بالارکان یہ ہے کہ خدمت و وقار سے موصوف رہے۔ اور شُکر بالقلب یہ ہے کہ بساطِ شہود پر معتکف ہو کر حرمت و عزت کا نگہبان رہے۔ پھر اس مشاہدے کے نعمت کو دیکھ کر دیدار منعم کی طرف ترقی کرے اور شاکر وہ ہے کہ موجود پر۔ اور شکور وہ ہے کہ مفقود پر شُکر گذاری کرے اور حامد وہ ہے۔ کہ منع (نہ دینے) کو عطا (دینا) اور ضرر کو نفع مشاہدہ کرے۔ اور اِن دونوں وصفوں کو برابر جانے۔ اور حمد یہ ہے کہ بساطِ قرب پر پہنچکر معرفت کی آنکھوں سے تمام محامد و اوصاف جمالی و جلالی کا مشاہدہ کرے

اس کا اعتراف کرے ؞

صبر کے متعلق

آپ نے فرمایا کہ صبر مصیبت و بلا میں استقلال سے رہنا ہے۔ اور آپ شریعت کو ہاتھ سے نہ دینا بلکہ نہایت خوشدلی اور خندہ پیشانی سے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ پر قایم رہنا ہے۔ صبر کی کئی قسمیں ہیں۔ صبر للہ وہ یہ ہے کہ اس کے اوامر کو بجا لاتا اور اس کے نواہی سے بچتا رہے۔ اور صبر مع اللہ یہ ہے کہ قضائے الٰہی پر راضی اور ثابت قدم رہے۔ اور ذرا بھی چون و چرا نہ کرے۔ اور فقر سے نہ گھبرائے اور بغیر کسی قسم کی ترشروئی کے اظہار غنا کرتا رہے۔ اور صبر علی اللہ وہ یہ ہے کہ ہر امر میں وعدہ و وعید الٰہی کو مدِ نظر رکھ کر ہر وقت اس پر ثابت قدم رہے۔ دُنیا سے آخرت کی طرف رجوع کرنا سہل ہے مگر مجاز سے حقیقت کی طرف رجوع کرنا ہے۔ اور خلق کو چھوڑ کر حق سے محبت اس سے بھی زیادہ مشکل ہے اور صبر مع اللہ سب سے زیادہ مشکل ہے۔ اور صبر فقیر شکر غنی سے اور شکر فقیر اس کے صبر سے افضل ہے۔ مگر صبر و شکر فقیر صابر و شاکر سب سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔ اور مصیبت و بلا اسی کے سامنے آتی ہے۔ جو شخص کہ اس کے درجہ سے واقف ہوتا ہے ؞

حسنِ خلق کے متعلق

آپ نے فرمایا ہے کہ حسنِ خلق یہ کہ تم پر جفائے خلق اثر نہ ہو۔ خصوصاً جبکہ تم حق سے خبردار ہو گئے ہو۔ اور عیوب پر نظر کر کے نفس کو اور جو کچھ کہ نفس سے سرزد ہو۔ ذلیل جانو۔ اور جو کچھ کہ خدائے تعالیٰ نے خلق کے دلوں کو ایمان اور اپنے احکام ودیعت کئے ہیں۔ اس پر نظر کر کے ان کی اور اس کی اور جو کچھ ان سے تمہارے حق میں صادر ہو۔ عزت کرو۔ یہی انسانی جوہر ہے۔ اور اسی سے لوگوں کو پرکھا جاتا ہے ؞

صدق کے متعلق

آپ نے فرمایا ہے۔ کہ اقوال و افعال میں صدق یہ ہے۔ کہ رویتِ الٰہی کو مدِ نظر رکھ کر اُن کو وقوع میں لائے۔ اور صدق احوال میں یہ رہے۔ کہ ہر ایک حال خاطر الٰہیہ سے گذرے ؞

فنا کے متعلق

آپ نے فرمایا ہے۔ کہ فنا یہ ہے۔ کہ ولی کا سترا و نے تجلی سے حق کا مشاہدہ کرکے اور تمام اکوان کو حقیر جان کر اس کے اشارے سے فنا ہو جائے۔ اور یہی اس کا فنا ہو جانا اس کی بقا ہے۔ کیونکہ اشارہ حق اسے فنا کر دیتا ہے۔ اور اس کی تجلی اسے بقا کی طرف لے آتی ہے۔ اور اسی طرح سے وہ فنا ہو کر باقی رہتا ہے +

بقا کے متعلق

آپ نے فرمایا کہ بقا حاصل نہیں ہوتی۔ مگر اسی بقا سے کہ جس کے ساتھ فنا نہ ہو۔ اور نہ اس کے انقطاع ہو۔ اور وہ نہیں ہوتی۔ مگر صرف ایک لمحہ کے لئے۔ بلکہ اس سے بھی کم اہل بقا کی علامت ہے کہ ان کے اس وصف بقا میں کوئی فانی شے ان کے ساتھ نہ رہ سکے کیونکہ وہ دونوں آپس میں ضد ہیں +

وفاء کے متعلق

آپ نے فرمایا ہے۔ کہ حقوق الہٰی رعایت۔ اور قولاً و فعلاً اس کے حدود کی محافظت اور ظاہراً و باطناً اس کی رضامندیوں کی طرف رجوع کرنے کا نام وفا ہے

رضائے الہٰی کے متعلق

آپ نے فرمایا ہے۔ کہ محبت الہٰی میں بڑھنا اور علم الہٰی کو کافی جان کر قضا و قدر پر راضی رہنا رضائے الہٰی ہے +

وجد کے متعلق

آپ نے فرمایا ہے کہ وجد[1] یہ ہے۔ کہ روح ذکر کی حلاوت میں اور نفس لذت طرب میں

[1] صوفیہ کا وجد حق ہے۔ آیات قطعیہ و احادیث صحیحہ و اقوال صریحہ بکثرت اس کے حق ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔ اور وجد و حال کی منزل ارفع و اعلیٰ ہے۔ اس کو ابتدائی منزل کہنے والے خشک زاہد ریا کار ہیں۔ (بقیہ حاشیہ بر صفحہ ۱۷۴)

مشغول ہو جائے۔ اور سب سے فارغ ہو کر صرف حق تعالےٰ کی ہی طرف متوجہ ہو۔ نیز وجد شراب و محبتِ الٰہی ہے۔ کہ مولا اپنے بندے کو بلاتا ہے۔ جب بندہ یہ شراب پی لیتا ہے۔ تو اس کا وجود سبک اور ہلکا ہو جاتا ہے۔ اور جب اُس کا وجود ہلکا ہو جاتا ہے۔ تو اُس کا دل محبت کے بازوؤں پر اُڑ کر مقام حضرت القدس میں پہنچکر دریائے ہیبت میں جا گرتا ہے۔ اسی لئے واجد گر جاتا ہے۔ اور اُس پر غشی طاری ہو جاتی ہے +

خوف کے متعلق

آپ نے فرمایا ہے کہ خوف کے کئی اقسام ہیں۔ گنہگاروں کا خوف جو انہیں ان کے سبب سے ہوتا ہے۔ اور عابدوں کا خوف عبادت کا ثواب نہ ملنے یا کم ملنے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اور عاشقانِ الٰہی کا فوت ہو جانے کے سبب سے ہوتا ہے۔ اور عارفوں کا خوف عظمت و ہیبت الٰہی کے سبب سے ہوتا ہے۔ یہی اعلےٰ درجہ کا خوف ہے۔ کیونکہ زائل نہیں ہوتا۔ بلکہ ہمیشہ رہتا ہے خوف کی تمام قسمیں رحمت و لطفِ الٰہی کے مقابلہ میں ساکن ہو جاتی ہیں +

رجاء (اُمیدِ رحمت) کے متعلق

آپ نے فرمایا ہے کہ اولیاء اللہ کے حق میں رجاء یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ کے ساتھ حُسنِ ظن ہو۔ مگر نہ طمع رحمت کی وجہ سے۔ اور نہ کسی ولی کو زیبا ہے۔ کہ وہ بلا رجاء کے رہے۔ اور رجاء یہی ہے کہ خدائے تعالےٰ کے ساتھ حسنِ ظن ہو۔ مگر نہ کسی نفع یا دفع ضرر کی اُمید پر۔ کیونکہ اہل ولایت جانتے ہیں۔ کہ ان کو ان کی تمام ضروریات سے فارغ کر دیا گیا ہے۔ اسی لئے وہ اپنے علم کی وجہ سے مستغنی رہتے ہیں۔ اس وقت حُسنِ ظن رب سے افضل ہوتا ہے۔ اور رجاء کو خوف لازم ہے۔ کیونکہ جس شخص کو اس بات کی اُمید ہو۔ کہ وہ مثلاً ایک شے پالے۔ اُسے وہ بھی خوف ہوتا ہے کہ کہیں وہ شے اس سے فوت نہ ہو جائے۔ مگر وہ معرفت صفاتِ الٰہیہ پر نظر رکھ کر خدائے تعالےٰ سے حُسنِ ظن رکھتا ہے۔ اور پھر ڈرتا بھی ہے۔ اور محض اس کی عظمت و جلال کی وجہ سے نہ اس وجہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۷۳) خاکسار نے اس مسئلہ کو اپنی کتاب موسومہ بہ تحقیق الوجد میں نہایت بسط و تفصیل کیساتھ لکھا ہے اور اس کے ہر پہلو کو قرآن پاک و احادیث نبویہ سے ثابت کیا ہے۔ طالبانِ حق کیلئے اس کا مطالعہ نہایت ضروری ہے + بندہ نور محمد نقشبندی سجادہ نشین عفی عنہ

سے کہ وہ جانتا ہے کہ خدائیتعالےٰ محسن ہے۔ کریم ہے۔ لطیف ہے۔ رؤف ورحیم ہے۔ نیز حسن ظن اپنی ہمتوں کو عنایات توجہات الٰہیہ پر چھوڑ کر اپنے دل کو بلا کسی طمع و غرض کے لئے خدائیتعالےٰ کی طرف متوجہ کرتا ہے۔ اور رجا بلا خوف امن (بےخوفی) اور بلا رجاء قنوت (ناامیدی) ہے۔ اور دونوں مذموم ہیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ لَوْ وُزِنَ خَوْفُ الْمُؤْمِنِ وَرِجَاءُهٗ لَاعْتَدَلَا۔ اگر مسلمان کا خوف ورجا وزن کیا جائے۔ تو دونوں برابر اترینگے ✦

حیا کے متعلق

آپ نے فرمایا ہے کہ حیا یہ ہے۔ کہ خدائے تعالےٰ کے حق میں وہ بات نہ کہے۔ جس کا وہ اہل نہ ہو۔ محارم الٰہیہ کو چھوڑ دے۔ چاہیئے کہ تمام گناہوں کو صرف حیا کی وجہ سے چھوڑے نہ کہ خوف کی وجہ سے اُس کی اطاعت وعبادت کرتا رہے۔ اور جانتے رہے کہ خدائیتعالیٰ اُسکی ہر ایک بات پر مطلع ہے۔ اسی لئے اس سے شرماتا رہے۔ قلب اور ہیبت کے درمیان سے حجاب اُٹھ جاتا ہے۔ تو حیا پیدا ہوتی ہے ✦

مشاہدے کے متعلّق

آپنے فرمایا ہے کہ مشاہدہ یہ کہ دل کی آنکھ سے دونوں جہاں کو نہ دیکھے۔ اور خدائیتعالیٰ کو معرفت کی آنکھ سے دیکھے۔ اور جو کچھ اُس نے غیب کی خبریں دی ہیں۔ دل وجان سے اس کا یقین جانے ✦

سُکر (مستی عشق الٰہی) کے متعلّق

آپ نے فرمایا ہے کہ ذکر محبوب کے وقت دل میں جوش پیدا ہونے کا نام سُکر ہے۔ اسم فقیر کے معنے آپ سے پوچھے گئے۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ اس میں چار حرف ہیں (ف۔ ق۔ ی۔ ر) پھر آپ نے اِس کے معنے بیان کرتے ہوئے مندرجہ ذیل اشعار پڑھے:۔

فَاءُ الْفَقِيْرِ فَنَائُهٗ فِیْ ذَاتِهٖ ۔۔۔ وَفَرَاغُهٗ مِنْ نَعْتِهٖ وَصِفَاتِهٖ

فائے فقیر سے فنا فی اللہ ہو کر اپنی ذات وصفات سے فارغ ہو جاتا ہے۔

وَالْقَافُ قُوَّةُ قَلْبِهٖ بِحَبِيْبِهٖ ۔۔۔ وَقِيَامُهٗ لِلّٰهِ فِیْ مَرْضَاتِهٖ

اور قاف فقیر سے یادِ الٰہی سے اپنے دل کو قوت دینا اور ہمیشہ اُسکی رضامندی پر قائم رہنا ہے۔

وَالْیَاءُ یَرْجُوْ رَبَّہٗ وَیَخَافُہٗ وَیَقُوْمُ بِالتَّقْوٰی بِحَقِّ تُقَاتِہٖ

اور ی سے یرجو یعنی رحمت الٰہی کا اُمیدوار رہے۔ اور یخافہ یعنی اس سے ڈرتا رہے۔ اور یقوم بالتقویٰ یعنی پرہیزگاری اختیار کرے۔ اور جیسا کہ اُس کا حق ہے۔ پُورا ادا کرے ✦

وَالرَّاءُ رِقَّۃُ قَلْبِہٖ وَصَفَائُہٗ وَرُجُوْعُہٗ لِلّٰہِ عَنْ شَھَوَاتِہٖ

اور ر سے رقتِ قلب اور اس کی صفائی ہے۔ اور اپنی خواہشوں سے منہ موڑ کر رجوع اِلی اللہ تعالےٰ مراد ہے ✦

اس کے بعد آپ نے فرمایا۔ کہ فقیر کو مندرجہ ذیل صفات سے موصوف ہونا چاہیئے۔ اسے چاہیئے۔ کہ وہ ہمیشہ ذکر و فکر میں رہے۔ کسی سے جھگڑے۔ تو ایک عمدہ طریق سے۔ اور پھر جب حق معلوم ہو جائے۔ تو فوراً حق کی طرف رجوع کرے۔ اور جھگڑا چھوڑ دے۔ اور حق سے حق کا طالب رہے۔ اور راستی اور راستبازی اپنا شیوہ رکھے۔ اپنا سینہ سب سے وسیع رکھے۔ اور اپنے نفس کو سب سے ذلیل جانے۔ ہنسے تو آواز نہیں۔ بلکہ صرف مسکرا کر۔ جو بات کہ نامعلوم ہو۔ اُسے دریافت کرے۔ غافل کو نصیحت کرے۔ اور جاہل کو علم سکھلائے۔ اگر کسی سے ایذا پہنچے۔ تب بھی اُسے ایذا نہ پہنچائے۔ لایعنی فضول باتوں میں نہ پڑے۔ اور نہ ان میں غور و فکر کیا کرے۔ کثیر الفطاء اور قلیل الاذی اپنی عادت رکھے۔ محرمات سے بچے۔ اور مشتبہات میں توقف کرے۔ غریب کا معین اور یتیم کا مددگار رہے۔ چہرے پر خوشی ظاہر کرے۔ اور دل پر فکر و غم رکھے۔ اس کی یاد میں غمگین اور اپنے فقر میں خوشنود رہے۔ افشائے راز نہ کرے۔ کسی کی پردہ دری کر کے اُس کی ہتک نہ کرے۔ مشاہدے میں حلاوت پائے۔ ہر ایک کو فائدہ پہنچائے۔ ذی اخلاق۔ حلیم اور صابر و شاکر ہو۔ اگر کوئی اس سے جہالت کے ساتھ پیش آئے۔ تو وہ اس کے ساتھ حلم و بردباری سے کام لے۔ اگر کوئی اسے اذیت پہنچائے۔ تو وہ اس پر صبر کرے۔ مگر ناحق پر خاموش ہو کر حق کا خون بھی نہ کرے۔ کسی سے بغض نہ رکھے۔ بڑوں کی تعظیم اور چھوٹوں پر شفقت کرے۔ امانت کو محفوظ رکھے۔ اور کبھی اس میں خیانت نہ کرے۔ کسی کو بُرا نہ کہے۔ اور نہ کسی کو غیبت سے یاد کرے۔ کم سخن ہو۔ نمازیں زیادہ پڑھے۔ اور روزے بہت رکھے۔ غربا کو اپنی مجلس میں جگہ دے۔ جہانتک ہو سکے۔ مساکین کو کھانا کھلائے۔ ہمسایوں کو راحت پہنچائے۔ اور ان کو اپنی جانب سے کوئی اذیت نہ پہنچنے دے۔ کسی کو گالی نہ دے اور نہ کسی کی غیبت کرے۔ نہ کسی کو کچھ عیب لگائے۔ اور نہ کسی کو بُرا کہے۔ اور نہ کسی کی مذمت کرے

اُور نہ کسی کی چغلی کھائے۔ ایسے فقیر کے حرکات وسکنات۔ آداب واخلاق ہوتے ہیں۔ اور اس کا کلام عجیب ہوتا ہے۔ اُس کی خزانہ ہوتی ہے۔ اور اُس کا قول موزون اور دِل مخزون ہوتا ہے۔ اور فکر مَا کَانَ وَ مَا یَکُونُ میں جولانی کرتا ہے۔

محمد بن الخضر الحسینی بیان کرتے ہیں۔ کہ مَیں نے اپنے والد ماجد سے سُنا۔ اُنہوں نے بیان کیا۔ کہ آپ ہی اپنی مجلسِ وعظ میں انواع واقسام کے علوم بیان کرتے تھے۔ آپکی مجلس وعظ میں نہ تو کوئی تھوکتا تھا۔ اور نہ کوئی کھنگارتا تھا۔ نہ کلام کرتا تھا۔ اور نہ آپ کی ہیبت کی وجہ سے کوئی آپکی مجلس میں کھڑا ہوتا تھا۔ آپ فرمایا کرتے تھے یَمْضیٰ الْقَالُ وَعَطَفْنَا الُ بِالْحَالِ۔ یعنی ہم نے قال سے حال کی طرف رجوع کیا۔ تو یہ سُن کر لوگ نہایت مضطرب ہو جاتے تھے۔ اور اُن میں حال و وجد پیدا ہوجاتا تھا۔

منجملہ آپ کی کرامات کے یہ بات بھی ہے۔ کہ آپ کی مجلس میں باوجودیکہ لوگ بکثرت ہوتے تھے۔ لیکن آپ کی آواز جتنی کہ آپ سے نزدیک بیٹھنے والے کو سُنائی دیتی تھی۔ اُتنی ہی آپ سے دُور آخیر مجلس میں بیٹھنے والے کو سنائی دیتی تھی۔ آپ اہلِ مجلس کے مافی الضمیر بیان کردیا کرتے تھے۔ آپ کی مجلس میں جب لوگ زمین پر ہاتھ ٹیکتے۔ تو انہیں اِن کے سوا اور لوگ بھی بیٹھتے ہوئے محسوس ہوتے مگر دکھتے نہیں۔ نیز آپ کے اثنائے وعظ میں حاضرین کو فضا جو میں سے حِس وحرکت کی آواز سُنائی دیا کرتی تھی۔ اور اکثر اوقات اوپر سے کسی کے گرنے کی آواز بھی معلوم ہوا کرتی تھی۔ یہ لوگ رجال غیب ہوتے ہیں۔

ابو سعید قیلوی نے بیان کیا ہے۔ کہ مَیں نے کئی دفعہ جناب سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسّلام اور دیگر انبیائے علیہم السّلام کو آپ کی مجلس میں رونق افروز ہوتے دیکھا نیز مَیں نے کئی دفعہ دیکھا۔ کہ جو میں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسّلام کے ارواح چاروں طرف ہوا کی طرح گھوم رہے ہیں۔ اور فرشتوں کو تو مَیں نے دیکھا۔ کہ جماعت کی جماعت آپ کی مجلس میں آیا کرتے تھے۔ اور اسی طرح سے رجال غیب آپ کی مجلس میں آتے ہوئے ایک دوسرے سے سبقت کرتے تھے۔ اور حضرت خضر علیہ السّلام کو بھی مَیں نے آپ کی مجلس میں بکثرت آتے دیکھا۔ مَیں نے آپ سے ایک دفعہ آپ کے بکثرت آنے کی وجہ دریافت کی۔ تو آپ نے فرمایا۔ جسے فلاح مطلوب ہے۔ وہ اِس مجلس میں ہمیشہ آئے گا۔

جیوش عجم کا آپ کے حکم سے واپس ہو جانا

ایک دفعہ عجم کے ایک بادشاہ نے بہت بڑی جرار فوج خلیفہ بغداد پر چڑھائی کرنے کے لئے بھیجدی۔ جس کا مقابلہ کرنے سے خلیفہ موصوف عاجز ہوا۔ اور آپ کی خدمت میں استغاثہ کرنے آیا۔ آپ نے شیخ علی بن الہیتی سے فرمایا۔ کہ ان لوگوں سے کہدو۔ کہ تم بغداد سے چلے جاؤ شیخ موصوف نے فرمایا۔ بہت اچھا۔ اور اپنے خادم سے بلا کر کہا۔ کہ تم عجمی لشکر میں جاؤ۔ اور اس کے اخیر میں جا کر دیکھو۔ کہ وہاں چادرے کا ایک خیمہ سا بنا ہوا ہوگا۔ اور اس میں تین شخص بیٹھے ہوئے ہونگے۔ ان سے تم کہنا۔ کہ علی بن الہیتی تم سے کہتے ہیں۔ کہ تم بغداد سے چلے جاؤ اگر وہ تمہیں جواب دیں۔ کہ ہم تو دوسرے کے حکم سے آئے ہوئے ہیں۔ تو تم نے بھی یہی کہنا۔ کہ علیٰ ہذا القیاس میں بھی دوسرے کے حکم سے آیا ہوں۔ غرض خادم نے جا کر انہیں شیخ موصوف کا حکم سنایا۔ وہ کہنے لگے۔ کہ ہم تو دوسرے کے حکم سے آئے ہوئے ہیں۔ خادم نے کہا۔ کہ میں بھی دوسرے کے حکم سے آیا ہوں۔ تو یہ سن کر ان میں سے ایک شخص نے ہاتھ بڑھایا۔ اور چادر کے بندھن کھول ڈالے۔ اور چادر لپیٹ کر یہ تینوں شخص واپس ہوئے اور اسی وقت ان کے لشکر نے بھی خیمے گرا کر اپنا راستہ لیا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ؂

شیخ محمد الہروی بیان کرتے ہیں۔ کہ میں ایک وقت آپ کی مجلس میں حاضر ہوا۔ آپنے وعظ شروع کیا۔ حتیٰ کہ آپ اپنے کلام میں مستغرق ہو گئے۔ اور فرمایا۔ کہ اگر اس وقت اللہ تعالےٰ میرا کلام سننے کے لئے ایک سبز پرندے کو بھیجے۔ تو وہ ایسا کر سکتا ہے۔ آپ نے اپنا کلام پورا نہیں کیا تھا۔ کہ اتنے میں ایک نہایت خوبصورت سبز پرندہ آیا۔ اور آکر آپ کی آستین میں گھس گیا۔ اور پھر نہیں نکلا ؂

شیخ عبداللہ الجبائی نے بیان کیا ہے۔ کہ آپ نے فرمایا۔ کہ بغداد کے ایک مسافر خانہ میں شیخ یوسف ہمدانی آکر ٹھہرے۔ اور لوگ آپ کو قطب کہا کرتے تھے۔ میں بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جب آپ نے مجھے دیکھا۔ تو آپ میری طرف اٹھ کر آئے۔ اور میرا ہاتھ پکڑ کر آپ نے مجھے اپنے بازو سے بٹھا لیا۔ اور اپنی فراست سے آپ نے میرا احوال دریافت کر کے بیان کیا۔ اور جو امور کہ مجھ پر مشکل تھے۔ ان کو بھی آپ نے مجھ پر حل کر دیا۔ پھر آپ نے فرمایا۔ کہ عبدالقادر! تم وعظ کہا کرو۔ میں نے عرض کیا۔ کہ حضرت میں ایک عجمی شخص ہوں۔

فصحائے بغداد کے سامنے مَیں کیونکر اپنی زبان کھول سکتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ قرآن مجید یاد ہے۔ اور فقہ و اصول فقہ اور نحو و لغت و تفاسیر کی کتابیں یاد کی ہیں۔ کیا اب بھی آپ وعظ نہیں کہہ سکتے۔ آپ ضرور وعظ کہا کریں۔ مَیں آپ کے اندر ترقی کے نمایاں آثار دیکھ رہا ہوں رضی اللہ عنہما ٭

شیخ ابومدین بن شعیب المغربی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں۔ کہ حضرت خضر علیہ السلام سے میری ملاقات ہوئی۔ تو مَیں نے آپ سے مشائخ مشرق و مغرب کا حال دریافت کرتے ہوئے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا حال بھی دریافت کیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ امام الصدیقین وحجۃ العارفین ہیں۔ وہ روح معرفت ہیں تمام اولیائے اللہ کے درمیان میں انہیں تقرب حاصل ہے۔ رضی اللہ عنہما ٭

شیخ محمد بن الھروی یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ ایک روز آپ وعظ فرما رہے تھے۔ کہ بعض لوگوں میں کچھ بے توجہی سی پیدا ہوگئی۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اگر اللہ تعالٰے چاہے کہ میرا کلام سننے کے لئے سبز پرندوں کو بھیجے۔ تو ایسا کر سکتا ہے۔ آپ یہ کہہ کر فارغ نہیں ہوئے تھے۔ کہ مجلس میں بکثرت سبز پرندے بھر گئے۔ اور حاضرین نے انہیں دیکھا ٭

اسی طرح سے ایک روز آپ قدرت الٰہی کے متعلق بیان فرما رہے تھے۔ اور لوگ بھی متاثر ہوکر استغراق کی حالت میں ہوکر نہایت خشوع و خضوع کر رہے تھے۔ کہ اتنے میں ایک عجیب الخلقت پرندہ مجلس کے قریب سے گذرا۔ لوگ اس کے دیکھنے میں مشغول ہوگئے آپ نے لوگوں کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا۔ کہ اُس ذات پاک کی قسم ہے۔ کہ اگر مَیں اس پرندے سے کہوں تو مرجا اور ٹکڑے ٹکڑے ہوکر زمین پر گر جا۔ تو وہ اسی طرح ٹکڑے ٹکڑے ہوکر گر جائے آپ نے اپنا یہ کلام پورا نہیں کیا تھا۔ کہ یہ پرندہ ٹکڑے ٹکڑے ہوکر گر پڑا ٭

شیخ بقا بن بطو النہر ملکی علیہ الرحمۃ نے بیان کیا ہے۔ کہ مَیں ایک وقت حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی مجلس میں حاضر ہوا۔ اس وقت آپ تخت کی پہلی سیڑھی پر وعظ فرما رہے تھے۔ اس اثناء میں آپ اپنا کلام کرکے تھوڑی دیر خاموش رہے اور پھر نیچے اُتر آئے۔ پھر دوبارہ تخت پر چڑھتے ہوئے دوسری سیڑھی پر بیٹھ گئے۔ مَیں نے اس وقت پہلی سیڑھی کو دیکھا کہ وہ نہایت وسیع ہوگئی۔ اور اس پر ایک نہایت عمدہ فرش بچھ گیا۔ اور جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ اور حضرت علی رضی اللہ عنہم اجمعین رونق افروز ہوئے۔ اور

اِس وقت حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے دل پر حق تعالےٰ نے تجلّی کی۔ آپ اس کی برداشت نہ کر کے گرنے لگے۔ تو جناب سرورِ کائنات علیہ والسلام نے آپ کو تھام لیا۔ اس کے بعد آپ چڑیا کی طرح بہت چھوٹے سے ہو گئے۔ اور پھر آپ بڑھ کر ایک ہیبت ناک صورت پر ہو گئے شیخ موصوف بیان کرتے ہیں۔ کہ پھر بعد میں مَیں نے جناب سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپؐ کے اصحاب کی اس طرح سے دکھائی دینے کی وجہ آپ سے دریافت کی۔ تو آپ نے فرمایا کہ آپؐ کے اور آپ کے اصحاب کی ارواح نے ظاہری صورت اختیار کر لی تھی۔ اور خدائے تعالےٰ نے آپؐ کے اور اصحاب کی ارواح کو اس بات کی قوت دے رکھی ہے۔ چنانچہ حدیث معراج اس بات کی کافی دلیل ہے اسی طرح سے کہ جس کو کہ اللہ تعالےٰ قوت دیتا ہے۔ وہی آپ کو اس طرح سے بصورت احبّاء دیکھ سکتا ہے۔ نیز مَیں نے اس وقت آپ کے چھوٹے ہو جانے کی وجہ بھی دریافت کی۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ پہلی تجلّی وہ تھی۔ جس کو بدون تائید نبوی کے کوئی طاقت بشری برداشت نہیں کر سکتی۔ اس لئے اگر رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم رونق افروز نہ ہوتے۔ تو میں گر جاتا اور آپ نے مجھ کو تھام لیا۔ اور دوسری تجلّی جلالی تھی۔ کہ جس سے مَیں چھوٹا ہو گیا۔ اور تیسری تجلّی جمالی تھی۔ کہ جس سے مَیں بڑھ گیا۔ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَ اللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ ہ (یہ خدا کا فضل ہے جسے وہ چاہتا ہے اور اس کا فضل کرم وسیع ہے) +

شیخ العارفین شیخ مسعود الحارثی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں۔ کہ مَیں ایک وقت شیخ جاگیر و شیخ علی بن ادریس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہُوا۔ یہ دونوں بزرگ اس وقت ایک ہی جگہ تشریف رکھتے ہوئے مشائخ اسلاف رضی اللہ عنہم کا ذکرِ خیر کر رہے تھے۔ اِس اثناء میں شیخ جاگیر رضی اللہ عنہ نے یہ بھی فرمایا۔ کہ وجود میں تاج العارفین ابوالوفا جیسا کوئی ظاہر ہوا ہے۔ اور نہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا کوئی کامل التصریف اور کامل الوصف صاحب مراتب و مناصب و مقامات عالیہ گذرا ہے۔ اور اب آپ کے بعد قطبیت سیدی علی بن الہیتی رضی اللہ عنہ کی طرف منتقل ہو گئی ہے۔ اس کے بعد پھر آپ نے فرمایا کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ وہ بزرگ ہیں کہ جنہیں احوال قطبیت مقامات عالیہ اور استغراق میں بھی آپ کو مدارج اعلیٰ حاصل تھے۔ غرض جہاں تک کہ ہمیں علم ہے۔ آپ جیسے مراتب و مناصب دیگر مشائخین میں سے اور کسی کو حاصل نہیں ہوئے۔ پھر ہم نے تنہائی میں شیخ علی بن ادریس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آپ کے اس بیان کی

نسبت دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ آپ نے جو کچھ بیان کیا۔ وہ آپنے اپنے مشاہدے اور اپنے اس علم کے ذریعہ سے بیان کیا۔ جو کہ آپ کو اللہ تعالےٰ نے عطا فرمایا ہے۔ آپ اپنے اقوال و افعال میں صادق اور نہایت نیک و صالح بزرگ ہیں۔ رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ ✤

شیخ ابو عمرو شیخ عثمان الصیرفی و شیخ عبدالحق حریمی بیان کرتے ہیں۔ کہ ہمارے شیخ حضرت عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اکثر اوقات نہایت آبدیدہ ہو کر فرمایا کرتے تھے۔ کہ اے پروردگار۔ میں اپنی روح تجھے کیونکر نذر کروں۔ حالانکہ جو کچھ ہے وہ سب تیرا ہی ہے ✤

نیز آپ سے منقول ہے۔ کہ ایک روز آپ وعظ فرما رہے تھے۔ کہ لوگوں میں کچھ مستی پیدا ہو گئی۔ اس وقت آپ نے یہ شعر پڑھے ؎

لَا تَسْقِنِیْ وَحْدِیْ فَمَا عَوَّدْتَنِیْ ۔۔۔ اِنِّیْ اَشِحُّ بِهَا عَلَی الْجُلَّاسِ

تو مجھے اکیلے کو نہ پلا۔ کیونکہ تو نے مجھے عادی کر دیا ہے۔ کہ میں حریفوں کے ساتھ شراب پینے کا عادی ہوں با شراب

اَنْتَ الْکَرِیْمُ وَ هَلْ یَلِیْقُ تَکَرُّمًا ۔۔۔ اَنْ یَعْبُرَ النُّدَمَاءُ دُوْنَ الْکَاسِ

وہ تو کریم ہے۔ اور کریم و سخی کو یہ بات نہیں زیب دیتی۔ کہ حریف بدوں شراب پئے اٹھ جائیں اور لوگوں میں ایک اضطراب پیدا ہو گیا۔ اور دو تین آدمیوں کی روح بھی پرواز ہو گئی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

شیخ ابو عمرو شیخ عثمان بن عاشور السنجاری بیان کرتے ہیں۔ کہ شیخ سوید سنجاری رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو بارہا ہم نے بیان کرتے سنا۔ کہ شیخ عبدالقادر جیلانی ہمارے شیخ اور اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے ہمارے رہنما اور مقام حضرت القدس میں آپ ثابت قدم اور اپنے زمانہ میں حال و قال دونوں میں اپنے تمام معاصرین پر قدم اور ان سے اعلےٰ و افضل ہیں۔ رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ

چالیس سال تک آپ کا عشا کے وضو سے صبح کی نماز پڑھنا

ابو الفتح ہروی بیان کرتے ہیں۔ کہ میں سیدی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں چالیس سال تک رہا گیا۔ اس مدت تک میں نے دیکھا کہ آپ ہمیشہ عشا کے وضو سے صبح کی نماز پڑھتے رہے۔ آپ کا دستور تھا۔ کہ جب وضو ٹوٹ جاتا تو آپ فوراً وضو کر لیا کرتے اور وضو کر کے آپ دو رکعت نفل تحیۃ الوضو پڑھا کرتے تھے۔ اور شب کو آپ کا قاعدہ تھا۔ کہ عشا کی نماز پڑھ کر آپ اپنے خلوت خانہ میں داخل ہو جاتے تھے اور پھر صبح کی نماز کے وقت آپ باہر نکلا

کرتے تھے۔ اس وقت آپ کے پاس کوئی نہیں جا سکتا تھا۔ یہاں تک کہ خلیفہ بغداد شب کو آپ سے ملنے کی غرض سے کئی دفعہ حاضر ہوا۔ مگر طلوع فجر سے پہلے کبھی خلیفہ موصوف کی آپ سے ملاقات نہ ہوئی +

شیخ ابو سلیمان المنجبی بیان کرتے ہیں کہ میں ایک وقت شیخ عقیل کی خدمت میں حاضر تھا۔ اس وقت آپ سے بیان کیا گیا۔ کہ بغداد میں ایک شریف نوجوان کی جس کا کہ عبدالقادر نام ہے بڑی شہرت ہو رہی ہے۔ آپ نے فرمایا اس کی شہرت آسمان میں اس سے بھی زیادہ ہے۔ ملائے اعلےٰ میں یہ نوجوان باز اشہب کے لقب سے پکارا جاتا ہے۔ عنقریب زمانہ آتا ہے کہ امر ولایت اُنہیں کی طرف منتہی ہو جائیگا۔ اور اُنہیں سے صادر ہُوا کرے گا۔ شیخ عقیل پہلے بزرگ ہیں۔ کہ جنہوں نے آپ کو باز اشہب کے لقب سے یاد کیا۔ رضی اللہ عنہما +

ابو المظفر شمس الدین یوسف بن عبداللہ الترکی العفوقی البغدادی الحنفی سبط ابن الجوزی تغمدہما اللہ برحمتہ نے بیان کیا ہے۔ کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ چہار شنبہ کے روز وعظ فرمایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ میں شب سے ہی ارادہ کر رکھا تھا۔ کہ صبح آپ کے وعظ میں ضرور جاؤں گا اتفاق سے اسی شب کو مجھے احتلام ہو گیا۔ اور شب کو سردی بھی نہایت شدت کی تھی جس کی وجہ سے میں غسل نہیں کر سکا۔ میں نے کہا خیر۔ آپ کے وعظ میں تو ہو ہی آؤں اس کے بعد پھر غسل کروں گا۔ غرض میں آپ کی مجلس گیا۔ اور جب قریب ہُوا تو دور سے ہی آپ کی نظر پڑی۔ اور آپ نے فرمایا۔ کہ دیر پیچھے آنے والے، تم بحالت ناپاکی ہماری مجلس میں آ رہے ہو۔ اور سردی کا بہانہ کرتے ہو۔ رضی اللہ عنہ +

شمس الدین موصوف یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ ایک بزرگ نے جو اہل جرمیہ سے تھے۔ اور مظفر کے نام سے پکارے جاتے تھے مجھ سے بیان کیا۔ کہ میں اکثر اوقات آپ کی مجلس میں شریک ہونے کی غرض سے چہار شنبہ کی رات کو آپ ہی کے مدرسہ میں سویا کرتا تھا۔ ایک شب کو گرمی بہت تھی۔ اس لئے میں مدرسہ کی چھتوں پر چڑھ گیا۔ یہیں پر ایک طرف کے کمرے میں آپ بھی تشریف رکھتے تھے۔ اور آپ کے اس کمرے میں ایک چھوٹا سا دریچہ بھی تھا۔ جب میں اس کمرے کی طرف کو آیا۔ تو اس وقت مجھے یہ خواہش ہوئی۔ کہ اگر اس وقت مجھے چار پانچ دانے کھجور کے ملتے تو میں کھاتا۔ مجھے یہ خیال گذرتے ہی۔ آپ نے اپنے کمرے کا دریچہ کھولا اور میرا نام لے کر مجھے پکارا۔ اور کھجور کے پانچ دانے مجھے دیئے اور فرمایا کہ جو چیز تم کھانا چاہتے ہو لو۔ اس سے پہلے آپ میرا نام نہیں جانتے تھے۔ شیخ موصوف بیان کرتے ہیں۔ کہ آپ کی

اس قسم کی حکائتیں اور بھی بکثرت ہیں +

شیخ عمر الصلهاجی بیان کرتے ہیں۔ کہ ہمارے بعض احباب میں سے ایک بزرگ شیخ ابونصیر کی خدمت میں آپ سے اجازت چاہنے کی غرض سے حاضر ہوئے۔ یہ بزرگ اس وقت بغداد جا رہے تھے۔ آپ نے ان سے فرمایا۔ کہ تم بغداد جاکر شیخ عبدالقادر جیلانی سے ضرور ملنا اور آپ کو میرا اسلام پہنچانا۔ اور میری طرف سے آپ سے کہہ دینا۔ کہ ابونصیر کے لئے دُعائے خیر کیجیے۔ اور اسے بھی اپنے دل میں جگہ دیجیے۔ اس کے بعد آپ نے ان سے فرمایا۔ کہ آپ ایسے بزرگ ہیں۔ کہ عجم میں آپ اپنا نظیر نہیں رکھتے۔ تم عراق جاکر دیکھو گے۔ کہ وہاں پر تمہیں آپ کا کوئی جواب نہیں ملیگا۔ آپ اپنی شرافت علمی و نسبی دونوں کی وجہ سے تمام اولیاء سے ممتاز ہیں

شیخ شادر الشبتی المحلی نے بیان کیا ہے کہ خلیفہ بغداد نے ایک وقت ولیمہ کیا۔ جس میں خلیفہ موصوف نے عراق کے تمام علماء و مشائخ عظام کو دعوت دی۔ اور تمام علماء و مشائخ آئے اور طعام ولیمہ کھاکر چلے گئے۔ مگر شیخ عبدالقادر جیلانی شیخ عدی بن مسافر اور شیخ احمد الرفاعی اس وقت نہیں آئے۔ جب تمام علماء و مشائخ فارغ ہوکر چلے گئے۔ تو وزیر سلطنت نے خلیفہ موصوف سے کہا۔ کہ شیخ عبدالقادر جیلانی۔ شیخ عدی بن مسافر اور شیخ احمد الرفاعی نہیں آئے۔ اور یہ نہیں آئے تو گویا کوئی نہیں آیا۔ خلیفہ موصوف نے اپنے چوبدار کو حکم دیا۔ کہ وہ آپ کو بلا لائے اور جبلِ ہکار جاکر شیخ عدی بن مسافر اور شیخ احمد الرفاعی کو بھی بُلا لائے۔ شیخ شادر شبتی کہتے ہیں۔ کہ اس وقت آپ نے چوبدار کے آنے سے پہلے مجھے فرمایا۔ کہ تم محلہ (محلۂ) باب حلبہ کی مسجد میں جاؤ۔ وہاں پر تمہیں شیخ عدی بن مسافر اور ان کے ساتھ دو شخص اور ملیں گے ان سب کو بلا لاؤ۔ اس کے مقبرہ شونیزی میں جاؤ۔ وہاں تمہیں احمد الرفاعی ملیں گے۔ اور ان کے ساتھ بھی دو شخص ہوں گے۔ ان سب کو بھی بلا لاؤ۔ چنانچہ میں حسب ارشاد پہلے مسجد باب حلبہ میں گیا۔ وہاں پر مجھے شیخ عدی بن مسافر ملے اور دو شخص آپ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے آپ سے کہا۔ کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی آپ کو بلاتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا۔ کہ اچھا اپنے دونوں مصاحبوں کے آپ میرے ساتھ ہو لئے پھر راستہ میں آپ نے مجھ سے فرمایا۔ کہ شاید آپ نے تمہیں شیخ احمد الرفاعی کے بلانے کے لئے بھی تو کہا ہے تم ان کے پاس نہیں جاتے۔ میں نے عرض کیا۔ کہ جی ہاں میں وہاں بھی جاتا ہوں۔ پھر اس کے بعد مقبرہ شونیزی آیا۔ تو یہاں پر مجھے شیخ احمد الرفاعی اور آپ کے ساتھ دو آدمی ملے۔ میں نے آپ سے کہا۔ کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی آپ کو بُلاتے ہیں۔ آپ نے

بھی فرمایا۔ کہ اچھا۔ اور مع اپنے دونوں مصاحبوں کے میرے ساتھ ہو لئے۔ اور اب مغرب کا وقت تھا۔ کہ دونوں بزرگ آپ کے مسافر خانہ کے دروازہ پر آملے۔ آپ نے اُٹھ دونوں مشائخ کی تعظیم دی۔ یہ دونوں مشائخ آن کر رونق افروز ہوئے ہی تھے۔ کہ اتنے میں چوبدار آیا۔ اور دیکھ کر فوراً واپس گیا۔ اور خلیفہ موصوف کو اِس کی خبر کی۔ خلیفہ موصوف نے آپ کو ایک رقعہ لکھا۔ اور اپنے شہزادے اور چوبدار کو رقعہ دے کر آپ کی خدمت میں بھیجا۔ کہ آپ تناول طعام کے لئے تشریف لائیں۔ غرض آپ نے خلیفہ موصوف کی دعوت قبول کی۔ اور مجھے بھی آپ نے اپنے ہمراہ آنے کے لئے فرمایا۔ جب ہم دجلہ کے کنارے پہنچے۔ تو یہیں پر شیخ علی بن الہیتی بھی آتے ہوئے ملے اور آپ بھی ہمراہ ہو گئے۔ پھر جب ہم خلیفہ موصوف کے مہمان خانہ میں پہنچے۔ تو ہم ایک عمدہ کمرے میں لائے گئے۔ جہاں پر خلیفہ موصوف مع اپنے دو خادموں کے منتظر کھڑے ہوئے تھے۔ جب ہم اس کمرے کی صحن میں پہنچے۔ تو آپ کی طرف خلیفہ موصوف نے مخاطب ہو کر فرمایا۔ کہ اے سادات قوم جب بادشاہ اپنی رعایا پر گزرتے ہیں۔ تو وہ ان کی گذرگاہ پر مخمل وحریر بچھایا کرتی ہے۔ اس کے بعد خلیفہ موصوف نے اپنے کپڑے کا دامن بچھا کر فرمایا۔ کہ آپ اور آپ کے اور مشائخ موصوف اِس دامن پر سے ہو کر نکلیں۔ چنانچہ آپ کے ساتھ مشائخ موصوف بھی اس کے اوپر ہو کر نکلے۔ اِس کے بعد خلیفہ موصوف جہاں کہ دسترخوان چُنا ہُوا تھا۔ وہاں تک ہمارے ساتھ آئے۔ اور ہم سب نے کھانا تناول کیا۔ اور خلیفہ موصوف بھی ہمارے ساتھ شریک تھے۔ پھر جب ہم کھانا تناول کر کے فارغ ہوئے۔ اور خلیفہ موصوف سے رُخصت ہو چکے۔ تو آپ کے ساتھ مشائخ موصوف حضرت امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ کی زیارت قبر کے لئے تشریف لے گئے۔ مگر اس وقت اندھیرا بہت تھا۔ اور آپ آگے آگے تھے۔ جب آپ کسی پتھر یا لکڑی یا کسی دیوار و قبر کے پاس گذرتے۔ تو آپ اُنگلی سے اشارہ کر کے بتلا دیتے۔ اس وقت آپ کی انگشت مبارک مہتاب کی طرح روشن ہو جایا کرتی تھی۔ اسی طرح سے ہم سب آپ کی اس روشنی سے حضرت امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ کے مزار تک گئے۔ جب ہم آپ کے مزار پر پہنچے۔ تو آپ اور مشائخ موصوف مزار کے اندر چلے گئے۔ اور ہم لوگ دروازے پر کھڑے رہے۔ جب آپ زیارت سے واپس آئے۔ اور باقی تینوں مشائخ موصوف آپ سے رُخصت ہونے لگے۔ تو شیخ عدی بن مسافر نے آپ سے فرمایا۔ کہ آپ انہیں کچھ وصیت کریں۔ آپ نے اِن سے فرمایا۔ کہ میں تمہیں کتاب اللہ و سُنّت رسول اللہ کی وصیت کرتا ہوں۔ رضی اللہ عنہم +

شیخ عمر البزاز بیان کرتے ہیں۔ کہ مجھے ایک وقت شیخ عدی بن مسافر کی زیارت کرنیکا نہایت اشتیاق ہوا۔ مَیں نے آپ سے اُن کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت چاہی۔ آپنے مجھ کو شیخ موصوف کی خدمت میں جانے کی اجازت دی۔ جب شیخ موصوف کی زیارت کرنے کے لئے میں جبل ہکار آیا۔ اور شیخ موصوف کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو آپ نے میری خاطر تواضع کرنے اور میری خیر و عافیت پوچھنے کے بعد سے فرمایا۔ کہ عمر! دریاء کو چھوڑکر نہر پر آئے ہو۔ اس وقت شیخ عبدالقادر جیلانی تمام محبوں کے افسر ہیں۔ اور تمام اولیاء کی باگ آپ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ رضی اللہ تعالےٰ عنہ +

قدوۃ العارفین شیخ علی بن وہب الشیبانی الربعی الموسوی السنجاری نے آپکی نسبت فرمایا ہے۔ کہ شیخ عبدالقادر جیلانی اکابرین اولیا سے ہیں۔ بڑی خوش نصیبی کی بات ہے۔ جو کوئی آپ کی خدمت میں حاضر ہو۔ یا اپنے دل میں آپ کی عظمت رکھے +

شیخ موسیٰ ہامان الزولی یا بقول بعض ماہیں الزدلی نے بیان کیا ہے کہ شیخ عبدالقادر جیلانی اس وقت خیر الناس (بہترین مردم) و سلطان اولیاء سید العارفین ہیں۔ میں ایسے شخص کا کہ فرشتے جس کا ادب کرتے ہیں۔ کیونکر ادب نہ کروں۔ رضی اللہ تعالےٰ عنہما +

شیخ الصوفیاء شہاب الدین عمر السہروردی فرماتے ہیں۔ کہ ۵۶۰ھ ہجری میں میرے عم بزرگ شیخ ابو النجیب عبدالقاہر السہروردی حضرت شیخ القادر جیلانی کی خدمت میں تشریف لائے۔ مَیں بھی اُس وقت آپ کے ساتھ تھا۔ میرے عم بزرگ جب تک آپ کی خدمت میں بیٹھے رہے اُس وقت تک آپ نہایت خاموش و مؤدب ہو کر آپ کا کلام سُنتے رہے۔ پھر جب ہم آپ سے رُخصت ہو کر مدرسہ نظامیہ کو جانے لگے۔ تو میں نے راستہ میں آپ سے اس کی وجہ دریافت کی۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ مَیں آپ کا کیونکر ادب نہ کروں حالانکہ آپ کو وجود تام اور تصرف کامل عطا کیا گیا ہے۔ اور عالم ملکوت میں آپ پر فخر کیا جاتا ہے۔ عالم کون میں آپ اس وقت منفرد ہیں۔ میں ایسے شخص کا کیونکر ادب نہ کروں کہ جس کو خدائے تعالیٰ نے میرے اور تمام اولیاء کے دل اور ان کے حال و احوال پر قابو دیا ہے۔ کہ اگر آپ چاہیں۔ تو اُنہیں روک لیں۔ اور چاہیں تو اُنہیں چھوڑیں + رضی اللہ تعالےٰ عنہ +

شیخ ابو محمد یا بقول بعض مشائخ ابو محمد شبنکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا ہے۔ کہ ہمارے شیخ ابوبکر بن ہوارا جب آپ کا ذکر کرتے تھے۔ تو فرمایا کرتے تھے۔ کہ قریب ہی۔ کہ عراق میں

پانچویں صدی کے درمیان شیخ عبدالقادر ظاہر ہوں گے۔ اُن کے علم و فضل پر سب کو اتفاق ہوگا مجھ پر مقاماتِ اولیاء کا کشف کیا گیا۔ تو مَیں نے دیکھا۔ کہ آپ اُن میں بھی اعلےٰ درجہ پر ہیں۔ پھر مجھ پر مقاماتِ مقربین کا کشف کیا گیا۔ تو مَیں نے دیکھا۔ کہ آپ اُن میں بھی اعلےٰ درجہ پر ہیں۔ پھر مجھ پر اہلِ کشف کے حالات کا کشف کیا گیا۔ تو مَیں نے دیکھا۔ کہ آپ اُن میں اعلےٰ مقامات پر ہیں۔ آپ کو وہ مظہرِ عطا فرمایا جائیگا جو کہ بجز صدیقین اور اہلِ توفیق و تائیدِ الٰہی کے اور کسی کو عطا نہیں ہوتا۔ آپ اُن علمائے ربانی سے ہونگے کہ جن کے اقوال و افعال کی تقلید و پیروی کرنی چاہیئے۔ اللہ تعالےٰ آپ کی برکت سے اپنے بہت سے بندوں کے درجے عالی کرے گا۔ آپ اُن اولو العزم اولیاء اللہ میں سے ہونگے۔ کہ قیامت کے دن جن پر تمام اُمتوں میں فخر کیا جائے گا۔ رَضِیَ اللّٰہُ تعالیٰ عَنْہُ بِہٖ وَ نَفَعَنَا بِبَرَکَاتِہٖ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَۃِ۔

ذکرِ ساداتِ مشائخ کہ جنہوں نے آپ کی مدح سرائی کی ہے اور جن کے مناقب بیان کرنے کا ہم اوپر وعدہ کر آئے ہیں

منجملہ اُن کے سیدنا القطب الفرد الجامع الشیخ ابوبکر بن ہوار البطائحی (ہُوار بضم ہا و را درمیان دو الف) آپ اعلےٰ درجہ کے خلیق۔ متواضع۔ متبع شرع۔ اور اکابر مشائخ عراق سے تھے۔ اور اعیانِ مشائخ عراق آپ کی طرف منسوب ہیں۔ آپ عراق کے پہلے مشائخ ہیں۔ کہ جنہوں نے عراق میں مشیخیت کی بنیاد قائم و مضبوط کی۔ آپ کا قول ہے۔ کہ جو کوئی ہر چہار شنبہ کو چالیس چہار شنبہ تک میرے مزار کی زیارت کرے۔ تو آخری زیارت میں خدائے تعالےٰ اُسے آتشِ دوزخ سے نجات بخش دے گا۔ نیز آپ نے فرمایا ہے کہ مَیں نے خدائے تعالےٰ سے عہد لیا ہے۔ کہ جو جسم کہ میرے مزار میں داخل ہو اُسے آگ نہ جلا سکیگی۔ چنانچہ بیان کیا گیا ہے کہ مچھلی وغیرہ چیزیں آپکے مزار پر لائی گئیں۔ اور پھر انہیں رکھا گیا۔ تو وہ نہ پکیں۔ اور نہ بھُنیں۔

بہت سے اکابر مشائخ مثلاً شیخ محمد الشنبکی وغیرہ آپکی صحبت بابرکت سے مستفید ہوئے ہیں۔ اور بہت سے لوگوں کو کہ جن کی تعداد شمار سے زائد ہے۔ آپ سے تلمیذ حاصل ہے علماء و مشائخ کی ایک کثیر تعداد جماعت نے آپ کی تعظیم و تکریم پر اتفاق اور آپ کے قول و فعل کی طرف رجوع کیا ہے۔ دُور و دراز و اطراف و جوانب سے لوگ آپ کو نذرانہ پیش کرتے

اُور آپ کی زیارت کے لئے آیا کرتے تھے۔ آپ کے مکتوبات۔ عموماً مشہور و معروف تھے۔ اہلِ سلوک دور و دراز سے آپ کی خدمت میں حاضر ہُوا کرتے۔ حقائق و معارف کے متعلق آپکا کلام بہت کچھ مشہور و معروف ہے۔ منجملہ اس کے آپ نے فرمایا ہے۔ کہ حکومت عارفوں کے دلوں میں بلسان تصدیق سے اور زاہدوں کے دلوں میں تعظیم سے اور نیک لوگوں کے دلوں میں بلسان توفیق سے اور مریدوں کے دلوں میں بِلسان ذکر سے اور محبُوبوں کے دلوں میں لِسان شوق و اشتیاق سے ناطق ہوُا کرتی ہے۔ نیز آپ نے فرمایا ہے کہ تقرب الی اللہ حسن ادب و لزوم ہیبت و عظمت ربوبیت وطاعت و عبادت سے اور تقرب الی الرسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتباع سُنّت نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃُ وَ السلام سے تقرب الی الاہل (گھر والے اور کنبہ والے) حسنِ خلق سے اور تقرب الی الاحباب خندہ پیشانی اور خوش اخلاقی سے حاصل ہوُا کرتا ہے۔ اور چاہیئے کہ جہان کے لئے ہمیشہ دعائے خیر و خیر و رحمت و مغفرت کرتا رہے +

نیز آپ نے فرمایا ہے۔ کہ خدائے تعالےٰ سے لو لگانا غیر سے جُدائی ہے۔ اور غیر سے لگانا خدائے تعالےٰ سے جُدائی کرتا ہے۔ جبکہ خدائے تعالےٰ اپنی ذات وصفات میں واحد ہے۔ تو طالب کو چاہیئے۔ کہ یہ بھی سب سے تنہا ہو کر واحد ہوجائے مشتاق کی یہ شان ہے۔ کہ رب کو چھوڑ کر محبُوب کو اختیار کرے تاکہ اس پر معارف و حقائق کے در کھل جائیں۔ اور لِسانِ ازل غیب سے اپنی طرف بلائے +

اور یاد رہے کہ خوف سے وصال الی اللہ حاصل ہوتا ہے۔ اور عجب غرور سے اِس سے انقطاع ہوجاتا ہے۔ اور لوگوں کو اپنے آپ کو بہتر سمجھنا نہائیت برا اور لا علاج مرض ہے +

آپ کا ابتدائی حال بیان کیا گیا ہے۔ کہ اوّلاً آپ لُوٹ مار کیا کرتے تھے اور آپکے ساتھ اور بھی بہت سے لوگ تھے۔ ایک روز آپ نے ایک عورت کی آواز سُنی۔ یہ عورت اپنے شوہر سے کہہ رہی تھی۔ کہ تم یہیں اُتر جاؤ۔ ایسا نہ ہو کہ آگے جاکر ابن ہوا، اور اُس کے ساتھی ہمیں پکڑ لیں۔ قدرت الٰہی سے یہ اُس کی آواز آپ کے لئے اکسیر ہوگئی۔ اور اس کے اُس کہنے سے آپ کو نصیحت ہوئی۔ اور آپ اُس کا یہ کہنا سُن کر بہت روئے۔ اور فرمانے لگے۔ کہ لوگ مجھ سے اِس قدر خوف کھاتے ہیں۔ اور میں خدائے تعالےٰ سے ذرا بھی خوف نہیں کرتا۔ غرض آپ اثیم و قبیح اپنے افعال سے تائب ہو گئے۔ اور آپ کے ساتھ آپ کے رفقاء نے بھی توبہ کی۔ اور اب آ

آپ کے رفقاء نے صدق دل سے رجوع الی اللہ اختیار کیا۔ اِس وقت عراق میں کوئی شیخ طریقت مشہور و معروف نہ تھے +

آپ نے اُسی شب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا۔ آپ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ یا رسول اللہ مجھے خرقہ پہنا یئے۔ تو جناب سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ سے فرمایا کہ ابن ہوارا میں تمہارا نبی ہوں اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ کہ یہ تمہارے شیخ ہیں تم اپنے ہم نام سے خرقہ پہن لو۔ اس کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو ایک کپڑا اور ٹوپی پہنائی اور آپ کے سر پر دستِ مبارک پھیرا۔ اور فرمایا کہ خدا تعالیٰ تمہیں برکت دے۔ بعد ازاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے فرمایا۔ کہ ابو بکر تم عراق میں اہل طریقت کی سُنت زندہ کرو گے۔ میری اُمت میں بہت سے اربابِ حقائق پیدا ہوں گے۔ اور قیامت تک عراق میں تمہاری مشیخت باقی رہے گی +

اس کے بعد آپ بیدار ہو گئے۔ اور یہ کپڑا آپ نے اپنے جسم پر اور ٹوپی آپ کی آپ کو ملی اور عراق میں ہاتف نے پکار دیا کہ اب ابنِ ہوارا واصل الی اللہ ہو گئے +

شیخ عزازبن مستوزع البطائی نے بیان کیا ہے۔ کہ شیخ ابو بکر ہوارا اسلاف کے بعد عراق کے پہلے شیخ طریقت ہیں۔ آپ مستجاب الدعوات تھے۔ اور مطالع میں آپ کی وجہ سے رجال غیب کے بکثرت آنے سے انوار روشن ہوا کرتے تھے۔ آپ کو تصریف تام حاصل تھی +

شیخ احمد بن ابی الحسن علی الرافعی بیان کرتے ہیں۔ کہ آپ کی خدمت میں ایک عورت آئی۔ اور کہنے لگی کہ دجلہ میں میرا لڑکا غرق ہو گیا ہے۔ اور یہ میرا ایک ہی بیٹا تھا۔ اس کے سوا میرا اور کوئی نہیں۔ اور میں خدا کی قسم کھا کر کہتی ہوں۔ کہ آپ کو خدائے تعالےٰ نے اسے واپس کرنے کی قدرت عطا فرمائی ہے۔ اگر میرے لڑکے کو واپس نہ کر دینگے۔ تو قیامت کے دن خدائے تعالےٰ سے اور رسول اللہ صلے علیہ وسلم سے اس بات کی شکایت کروں گی۔ کہ انہوں نے باوجود قدرت کے میرے اس کام کو نہیں کیا +

اس عورت کا کلام سُن کر آپ تھوڑی دیر خاموش رہے۔ پھر فرمایا کہ چل مجھ کو بتلا کس جگہ تیرا لڑکا غرق ہوا۔ یہ آپ کو اس جگہ لائی۔ جب آپ قریب پہنچے۔ تو اُس کا لڑکا اُوپر اچھل آیا۔ اور آپ تیرتے ہوئے اُس کی لاش تک گئے۔ اور اُسے اپنے کندھے پر اُٹھا لائے اور اس کی والدہ

کو دیدیا - اور فرمایا - کہ لو اسے لے جاؤ میں نے اسے زندہ ہی پایا ہے - یہ عورت اپنے لڑکے کو لیکر چلی آئی اور وہ اُس کے ساتھ اس طرح سے چلا آیا - کہ گویا اس پر کوئی واقعہ گذرا ہی نہ تھا +

شیخ محمد الشبنکی نے بیان کیا ہے - کہ میں نے ایک زمانہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا - آپ اُس وقت تنہا دریا میں ایک درخت پر تشریف رکھا کرتے تھے - اور دریا کے کنارے آپ ہی کے قریب ایک شیر بیٹھا رہتا تھا - اور جب آپ دریا سے نکل کر باہر تشریف لاتے - تو یہ آپ کے قدموں پر لوٹ جایا کرتا تھا +

ایک دفعہ میں نے آپ کے سامنے بہت بڑا شیر بیٹھا دیکھا - اور ایسا معلوم ہوتا ہے - کہ گویا آپ سے کچھ کہہ رہا ہے - اور آپ گویا اسے جواب دے رہے ہیں - اِس کے بعد شیر اُٹھ کر چلا گیا - تو میں نے آپ سے دریافت کیا - کہ وہ آپ سے کیا کہہ رہا تھا - اور آپ نے اسے کیا جواب دیا - آپنے فرمایا - اس نے مجھ سے کہا تھا - کہ تین روز سے مجھ سے غذا نہیں ملی - اس لئے میں نہایت بھوکا ہوں - آج صبح کو میں نے خدائے تعالےٰ سے فریاد کی - تو مجھ کو بتلایا گیا کہ تیری غذا قریہ ہمامیہ میں ہے - جسے تو تکلیف اُٹھا کر حاصل کر سکے گا - اس لئے میں اس تکلیف سے ڈر رہا ہوں - تو اس وقت میں نے اُسے جواب دیا - کہ تیری داہنی جانب تجھکو وہاں پر کچھ زخم پہنچیگا - جو ایک ہفتہ تک تجھے تکلیف دے گا - پھر میں نے لوح محفوظ پر لکھا ہوا دیکھا تھا - کہ اس کی روزی ہمامیہ میں ہے - یہ وہاں سے ایک بکری نکال لائیگا - جس پر وہاں کے گیارہ شخص اس پر حملہ کرینگے - اور ان میں سے تین شخص مارے جائیں گے - اور اُس کو ایک زخم پہنچے گا - جس سے ایک ہفتہ تک اس کو تکلیف ہوگی - پھر وہ اچھا ہو جائے گا +

شیخ محمد الشبنکی بیان کرتے ہیں - کہ میں اس کے بعد فوراً ہمامیہ گیا - تو میں نے دیکھا - کہ شیر وہاں مجھ سے پہلے پہنچ چکا تھا - اور جو کچھ آپ نے فرمایا تھا - وہ بعینہٖ واقع ہوا - پھر ایک ہفتہ کے بعد آپ کی خدمت میں حاضر ہوا - تو میں نے دیکھا کہ شیر آپ کے سامنے بیٹھا ہوا تھا - وہ اس کا زخم بھی اچھا ہو چکا تھا +

نیز بیان کیا گیا ہے - کہ ایک دفعہ آپنے ایک کھارے کنوئیں سے وضو کیا - کہ آپ کے وضو کرنے سے اس کا پانی شیریں ہو گیا - اور اُس میں پانی بکثرت آنے لگا +

بطائح میں آپ سکونت پذیر تھے - اور وہیں پر آپ نے وفات پائی - تو جنوں نے بھی آپکا ماتم کیا - رضی اللہ عنہٗ +

آپ کا ابتدائی حال

منجملہ اُن کے شیخ محمد یا بقول بعض شیخ ابو محمد طلحۃ الشنبکی علیہ الرحمۃ ہیں۔ آپ جلیل القدر عظیم الشان مشائخ سے تھے۔ ریاست مشیخت اس وقت آپ ہی کی طرف منتہی تھی۔ شیخ ابو الوفا شیخ منصور شیخ ع۔۱۰۶از وغیرہ بہت سے علماء و فضلاء آپ کی صحبت با برکت سے مستفید ہوئے علاوہ ازیں اور بھی بہت سی خلقت کو آپ سے فخر تلمذ حاصل تھا۔ آپ اپنے شیخ، شیخ ابوبکر بن ہوارا رضی اللہ عنہ کے بعد مسندِ سلوک پر بیٹھے۔ آپ اعلےٰ درجہ کے وافر العقل و کامل الحیا متبع شرع تھے ✣

ابتداء میں آپ بھی لوٹ کیا کرتے تھے۔ ایک روز آپنے اور آپ کے رفقاء نے شیخ ابوبکر بن ہوارا کے قریہ کے قریب ایک قافلہ کو لوٹا۔ اور لوٹ کر اس کا مال تقسیم کرنے لگے۔ اور تقسیم روانہ ہوئے۔ اور جب سحر کے وقت زاویہ شیخ ابوبکر ہوارا کے قریب پہنچے۔ تو آپ اپنے رفقاء سے کہنے لگے۔ کہ تم لوگوں کو اختیار ہے۔ جہاں چاہو چلے جاؤ۔ مجھے اب اپنے دل پر قابو نہیں۔ میرے دل تو شیخ ابوبکر بن ہوارا نے قبضہ کر لیا ہے۔ آپ کے رفقاء نے کہا۔ کہ ہم بھی آپ کے ساتھ ہیں۔ جس قدر کہ مال متاع کہ اس وقت اُنہوں نے لوٹا تھا۔ وہ سب زمین پر ڈال دیا ✣

اسی وقت شیخ ابوبکر بن ہوارا نے اپنے احباب سے کہا۔ کہ آؤ چل کر مقبولین۔ بارگاہ سے ملاقات کریں۔ آپ اپنے مریدوں کو لیکر اُن کے پاس آئے۔ تو اُنہوں نے کہا کہ حضرت ہم وہ لوگ ہیں کہ مال حرام ہمارے شکم میں بھرا ہوا ہے۔ اور ناحق خوں ہماری تلواروں پر لگا ہوا ہے آپنے فرمایا کہ ان سب کو جانے دو۔ خدائے تعالےٰ نے تمہارے صدق و اخلاق کو قبول کیا ہے۔

غرض ان سبنے آپ کے دستِ مبارک پر توبہ کی اور سچی توبہ کی ؎

آنانکہ مس عیب را بنظر کیمیا کنند[علا]

آیا بود کہ گوشہ چشمے بما کنند

پھر شیخ محمد آپ کے پاس تین روز تک ٹھہرے رہے اور فرمانے لگے کہ پہلے روز میں نے دُنیا کو ترک کیا۔ دوسرے روز آخرت کی طرف رجوع کی۔ اور تیسرے روز میں نے خدائے تعالےٰ کو طلب کیا۔ اور اُن کے ماسوا سے روگردانی کی۔ اور میں نے اُسے بھی پالیا ✣

اطراف و جوانب میں آپ کی شہرت ہو گئی۔ اور آثارِ قرب الہٰی اور کرامات و خرق عادات بکثرت آپ سے ظاہر ہونے لگے۔ آپ کی دُعا سے مبروص و مجنون و نابینا تندرست ہو جاتے تھے ✣

علا آنانکہ خاک را بہ نظر کیمیا کنند۔ الخ ✣

ایک روز کا واقعہ ہے کہ آپ جنگل میں پانی کے کنارے بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ قریباً تو سے زائد پرندے آپ کے گرد آ بیٹھے۔ اور مختلف آوازوں میں چہچہانے لگے۔ آپ نے آسمان کی طرف نظر اُٹھا کر فرمایا۔ کہ اے پروردگار یہ میرے دل میں تشویش پیدا کرتے ہیں۔ یہ تمام پرندے مر گئے پھر آپ نے فرمایا۔ کہ اے پروردگار تجھے خوب معلوم ہے۔ کہ مَیں نے اِن کے مرجانے کا اِرادہ نہیں کیا تھا۔ تو اِس وقت یہ سب پرندے زندہ ہو گئے۔ اور اُڑ کر چلے گئے +

ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ کہ ایک مرتبہ آپ کا ایک محفل پر گذر ہوا۔ کہ جس میں شراب کے دَور چل رہے تھے۔ اور آلاتِ راگ و سرود اس میں مہیا تھے۔ آپنے اِن لوگوں کا حال دیکھ کر جناب باری درگاہ میں دُعا کی کہ اے پروردگار تو آخرت میں اِن کو دُرست کر دے۔ چنانچہ ان کی شراب نہایت صاف اور شیریں پانی ہو گئی۔ اور اہل محفل پر خوف الٰہی غالب ہو گیا۔ اور وہ یہ حال دیکھ کر چیخ اُٹھے۔ اور اُنہوں نے اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے۔ اور آلاتِ راگ و سرود توڑ ڈالے اور سب آپ کے دستِ مبارک پر تائب ہو گئے۔ ایک شخص نے آپ کی خدمت میں آکر عرض کیا۔ کہ آپ بارگاہ الٰہی سے میرا حال دریافت کریں۔ آپ تھوڑی دیر سرنگوں رہے پھر آپنے فرمایا کہ مجھ سے تمہاری نسبت کہا گیا ہے کہ نِعْمَ الْعَبْدُ اِنَّہٗ اَوَّابٌ ط (یہ ہمارا کیا ہی اچھا بندہ ہے وہ ہر حال میں ہماری طرف رجوع کرتا ہے) اور فرمایا کہ تم آج سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی خواب میں دیکھو گے۔ آپ بھی تمہیں اس بات کی بشارت دینگے۔ چنانچہ یہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ اور آپ نے ان سے فرمایا۔ کہ شیخ محمدؒ نے تم سے سچ کہا۔ اِن سے تمہاری نسبت ایسا ہی کہا گیا تھا۔ آپ کا انتقال بطائح سے قریب قریہ حداد یہ میں ہوا +

منجملہ اُن کے تاج العارفین شیخ ابوالوفا محمد بن محمد بن زاہد الحلوانی الشہیر بکاکیس رضی اللہ عنہ آپ بھی سادات مشائخ عراق سے تھے۔ آپ سے بھی کرامات و خوارق عادات ظہور میں آئے۔ شیخ علی بن الہیتی۔ شیخ بقا بن بطو۔ شیخ عبدالرحمٰن الطفسونجی۔ شیخ مطر شیخ ماجد الکروی اور شیخ احمد البقلی وغیرہ بہت مشائخ آپ سے مستفید ہوئے۔ آپ کے چالیسؔ خادم صاحبِ حال واحوال تھے۔ مشائخ عراق آپ کی نسبت فرمایا کرتے تھے۔ آپ کے جھنڈے کے نیچے آپ کے مریدوں میں سترہ سلاطین (اولیا) ہیں +

جب آپ کے شیخ شیخ محمد الشبنکی نے آپ سے بیعت لی۔ تو بیعت لیتے ہوئے آپ نے

فرمایا کہ آج میرے جال میں ایک ایسا پرندہ پھنسا ہے۔ جو کہ آج تک کسی شیخ طریقت کے جال میں ایسا پرندہ نہیں پھنسا +

آپ بھی ابتداء میں لوٹ مار کیا کرتے تھے۔ آپ کے تائب ہونے کا واقعہ اس طرح سے بیان کیا گیا ہے۔ کہ ایک دفعہ آپ معہ اپنے ہمراہیوں کے گائے بھینسوں کے ایک ریوڑ پر آئے اور اُسے لوٹ لے گئے۔ اور یہ ریوڑ آپ کے شیخ شیخ محمد الشبنکی کے قریب ہی واقع تھا۔ ریوڑ والے شیخ موصوف کے پاس حاضر ہوئے اور کہنے لگے۔ کہ فلاں شخص ہمارے مویشی نکال لے گیا ہے اور ہم جرأت نہیں کر سکتے۔ کہ ہم خود جا کر اُس سے اپنے مویشی چھین لائیں۔ شیخ موصوف نے اپنے خادم سے فرمایا۔ کہ تم جا کر ابوالوفا محمد سے کہو۔ کہ محمد الشبنکی تمہیں توبہ کرنے کے لئے بلاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ تم ان کے مویشی واپس کردو۔ جب شیخ موصوف کا خادم آپ کے پاس آیا۔ اور اُس پر آپ کی نظر پڑی تو وہ بیہوش ہو کر گر پڑا۔ اور جب ہوش میں آیا۔ تو اُس نے اپنا سر آپ کے زانو پر پایا۔ آپ نے خادم سے فرمایا۔ کہ تمہیں شیخ نے کیا کہہ بھیجا ہے۔ خادم نے کہا کہ آپ نے فرمایا ہے۔ کہ تم توبہ کر کے تمام مویشی مالکان کو واپس کردو۔ آپ نے فرمایا۔ کہ بیشک مَیں تائب ہوتا ہوں۔ اور پھر آسمان کی طرف سر اُٹھا کر کہا۔ کہ مجھ کو تیری ذات پاک کی قسم ہے۔ کہ مَیں اب توبہ کرتا ہوں۔ پھر آپ نے اپنے کپڑے چاک کر ڈالے۔ اور مویشی مالکان مویشی کو واپس کر دیئے۔ اور خادم سے فرمایا کہ تم جاؤ۔ اور حضرت سے کہدو۔ کہ وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں +

غرض آپ شیخ موصوف کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور شیخ موصوفؒ نے اُٹھ کر آپ سے مصافحہ کیا۔ اور پھر آپ سے بیعت لی۔ اور آپ کو خرقہ پہنا کر اپنے بازو سے بٹھا لیا۔ اور فرمایا۔ اللہ تعالےٰ تمہارے علم کو وسیع کرے گا۔ اور تم لوگوں کو حقائق و معارف سنایا کرو گے۔ اِس کے بعد آپ بغداد تشریف لے گئے۔ جب آپ بغداد پہنچے۔ تو منادی غیب نے پکار کر کہدیا۔ کہ آؤ خلق اللہ اِن کی طرف رجوع کرو +

شیخ عزاز نے بیان کیا ہے۔ کہ مَیں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ اور آپ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آپ شیخ ابوالوفا کی نسبت کیا فرماتے ہیں۔ آپ نے فرمایا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ مَیں ان کی نسبت بجز اِس کے اور کیا کہوں۔ کہ وہ اِن لوگوں میں سے ہے۔ کہ جن پر قیامت کے دن تمام اُمتوں میں فخر کیا جائے گا۔ آپ نرجسی الاصل اور قبائل اکراد سے تھے +

حضرت شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ نے آپ کی نسبت فرمایا ہے۔ کہ معارف وحقائق میں شیخ ابو الوفا جیسا کردی شخص اور نہیں گذرا۔

قاضی القضاۃ مجیر الدین العلیمی الحنبلی نے اپنی تاریخ المعتبر فی ابنائے من عبر میں آپ کا نسب اس طرح سے بیان کیا ہے۔ تاج العارفین ابو الوفا محمد بن محمد بن زید بن حسن بن المرتضے الاکبر عرض بن زید بن زین العابدین علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ الشریف الحسینی الصغرسانی آپ کا سن تولد ۴۱۷ھ ہجری بیان کیا گیا ہے۔ اس میں اختلاف ہے۔ کہ آپ شافعی المذہب تھے یا حنفی المذہب۔ بعض کہتے ہیں کہ حنبلی المذہب تھے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ آپ شافعی المذہب تھے۔ ۲۰ ربیع الاول ۵۰۱ھ ہجری کو قلمینیا میں آپ نے وفات پائی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

منجملہ ان کے سیدنا شیخ حماد بن مسلم بن وودۃ الدباس ہیں۔ آپ علماء راسخین سے تھے۔ اور علوم حقائق و معارف میں رتبہ عالی رکھتے تھے۔ اکابر مشائخ بغداد اور اعاظم صوفیائے کرام آپ کی طرف منسوب ہیں۔

حضرت شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ نے بھی منجملہ اپنے اور دیگر شیوخ کے آپ سے بھی طریقت حاصل کی۔ اور مدت تک آپ کی صحبت بابرکت سے مستفید ہوتے رہے۔ اور آپ کی بہت کرامات نقل کیں۔ آپ جب بغداد تشریف لے جاتے۔ تو آپ ہی کے پاس قیام فرماتے تھے۔ غرضیکہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی اور دیگر تمام مشائخ بغداد آپ کی نہایت تعظیم و تکریم کیا کرتے تھے۔ اور آپکی خدمت میں حاضر ہو کر نہایت غور سے آپ کا کلام سنا کرتے تھے۔

بیان کیا گیا ہے کہ ایک روز آپ شیخ معروف کرخی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں تشریف لے جا رہے تھے۔ کہ اثنائے راہ میں ایک گھر میں سے ایک عورت کے گانے کی آواز سنی۔ تو آپ اس کی آواز سنکر اپنے گھر لوٹ آئے۔ اور گھر میں جا کر سب سے پوچھا۔ کہ آج ہم کس گناہ میں مبتلا ہوئے ہیں۔ تو آپ سے کہا گیا۔ کہ بجز اس کے اور کوئی بات نہیں معلوم ہوتی۔ کہ ہم نے ایک برتن خریدا ہے۔ جس میں ایک تصویر ہے۔ آپ نے اس برتن کو منگا کر اس کی تصویر مٹا دی۔

آپ نے فرمایا ہے کہ سب سے زیادہ نزدیک و بہتر طریقہ خدائے تعالےٰ سے محبت رکھنا ہے۔ اور محبت الٰہی حاصل نہیں ہوتی تا وقتیکہ محب بے نفس اور بے روح ہو جائے۔ (نفس یا نفسانیت معدوم ہو جانے پر محبت الٰہی صادق ہوتی ہے۔

شیخ ابو النجیب السہروردی بیان کرتے ہیں کہ خلیفہ المسترشد کا ایک غلام آپکی خدمت میں

آیا کرتا تھا۔ ایک دفعہ آپ نے اس سے فرمایا۔ کہ مجھے تمہارے نصیب میں تقرب الی اللہ معلوم ہوتا ہے۔ مگر اُس نے آپ کے فرمانے پر کچھ توجہ نہیں کی۔ کیونکہ خلیفہ موصوف کے پاس اسکی بہت کچھ قدر و منزلت ہوتی۔ آپ نے اس سے پھر دوبارہ فرمایا۔ تو پھر بھی یہ آپکے ارشاد کی تعمیل سے باز رہا۔ آپ نے فرمایا مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں اُس کی طرف کھینچ لاؤں۔ اور اب میں (مرض برص) کو تم پر مُسلط کرتا ہوں۔ کہ وہ تمہارے جسم پر پھیل جائے۔ آپ یہ کہہ کر فارغ نہیں ہوئے تھے۔ کہ اُس کے سارے جسم پہ برص پھیل گیا۔ اور حاضرین خائف ہو گئے۔ یہ غلام اُٹھ کر خلیفہ موصوف کے پاس چلا گیا۔ تمام اطباء معالجہ کے لیے طلب کئے گئے۔ لیکن سبنے باتفاق یہی کہا۔ کہ اس کا کوئی علاج نہیں۔ غرض بعض ارکانِ دولت نے خلیفہ موصوف سے اُس کے نکال دینے کا اشارہ کیا۔ اور یہ نکال دیا گیا۔ نکال دیئے جانے کے بعد آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر قدمبوس ہوا۔ اور اپنے ردی حال کی شکایت کرنے لگا۔ اور آپ کے ارشاد کی تعمیل کا واقعی اقرار کیا۔ تو آپ نے اُسے اپنا قمیض پہنایا۔ جس سے اُسکا تمام جسم تندرست اور صاف ہو کر چاندی کی طرح نکھر آیا۔ پھر آپ نے اس خوف سے کہ کہیں پھر یہ خلیفہ موصوف کی طرف واپس نہ چلا جائے اس لئے آپ نے اُس کی پیشانی پر اپنی انگشت مبارک سے ایک چھوٹا سا خط کھینچ دیا۔ جس سے اس خط کے برابر اُس کی پیشانی پر برص کا نشان ہو گیا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اس سے تم خلیفہ موصوف کے پاس جانے سے باز رہو گے۔ غرض بعد ازاں یہ غلام تادم حیات آپ کی ہی خدمت میں رہا کیا +

شمس الدین ابو مظفر یوسف بن قز علی البغدادی سبط الحافظ بن الجوزی بیان کرتے ہیں۔ کہ حضرت شیخ حماد میں زہد و عبادت۔ طریقت و کشف و مکاشفہ سے بہت سے فضائل و مناقب جن سے کہ آپ موصوف تھے۔ اگر بالفرض نہ بھی ہوتے۔ تو آپ کی عظمت و وقعت کے لئے یہی ایک بات کافی ہوتی۔ کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ آپ کے جلیل القدر تلامذہ سے ہیں۔ انتہیٰ +

اصل میں آپ مُلک شام کی طرف کے تھے۔ اور آپ نے بغداد میں سکونت اختیار کر لی تھی اور محلہ مظفریہ میں آپ رہا کرتے تھے۔ یہیں پر ۵۲۵ھ ہجری میں آپ نے وفات پائی۔ اور مقبرہ شونیزی میں آپ مدفون ہوئے۔ رضی اللہ تعالےٰ عنہ +

منجملہ اُن کے شیخ عزاز بن مستودع البطائحی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ آپ بھی اعیانِ مشائخ عراق

سے اور اعلےٰ درجہ کے متبع سُنّت اور صاحب مجاہدہ و مراقبہ تھے۔ بہت سے صلحا وعُبّاد وزُہاد نے علمِ طریقت آپ سے حاصل کیا۔ تمام علماء مشائخ آپ کی تعظیم وتکریم کرتے۔ تھے +

معارف وحقائق میں آپ کا کلام عالی ہوتا تھا منجملہ آپ کے کلام کے ہم کچھ اس جگہ بھی نقل کرتے ہیں:۔ آپ نے فرمایا ہے۔ ارواح شوق واشتیاق سے لطیف ہو جاتی ہے۔ اور حقیقت سے ٹکرا کر ہمیشہ مشاہدے کے دامنوں سے متعلق رہتی ہے۔ اور پھر انہیں معلوم ہو جاتا ہے کہ خدائے تعالےٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔۔ انہیں اس بات پر یقین ہو جاتا ہے۔ کہ حادث اپنی صفاتِ معلولہ سے قدیم کو نہیں پا سکتا۔ کہ صفات الٰہیہ اس سے متصل ہیں۔ نیز آپ نے فرمایا۔ کہ عاشقوں کے دل معرفت کے بازو سے اُڑ کر حق تک پہنچتے ہیں۔ اور تجلیاتِ محبت کی سیر کر کے انوارِ قدسیہ میں محو رہتے ہیں +

قلب کی نسبت آپ نے فرمایا ہے۔ کہ قلب سلیم وہ ہے۔ جو کہ نیچے کی جانب سے وفا کی طرف اور اوپر کی جانب سے صفا کی طرف اور داہنی جانب سے عطا کی طرف اور بائیں جانب سے مقاصد کی طرف اور سامنے سے لقا کی طرف اور پیچھے سے بقا کی طرف اشارہ کرے انتھے +

جنات آپ سے کلام کرتے تھے۔ اور شیر درندے آپ سے اُنسیت رکھتے تھے +

شیخ عبد اللطیف بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک روز آپ کھجور کے درخت کے پاس سے گذرے اُس وقت آپ کو کھجور کھانے کی خواہش ہوئی۔ تو اُس کی شاخ آپ کے قریب ہوئی۔ اور آپ نے کھجور توڑ کر اُس سے کھالی۔ اور پھر وہ شاخ اُونچی ہوگئی +

آپ کے خادم شیخ ابو العمر اسماعیل الوسطی بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے اپنے شیخ عزّاز سے سُنا۔ آپ نے بیان کیا کہ میرے ابتدائی حالات میں سے ایک سال مجھ پر ایسا طاری ہوا۔ کہ مجھ کو اس میں استغراق حاصل تھا۔ چالیس روز تک میں نے اس میں کچھ کھایا پیا نہیں۔ اور نہ میں اس وقت کھانے پینے میں کچھ فرق کر سکتا تھا۔ پھر میں اپنے حس کی طرف لوٹا۔ اور اس کے سترہ روز مجھ پر اور گذرے۔ پھر میں اس کے بعد اپنی عادت کی طرف لوٹا۔ اور میں نے کھانا کھایا۔ میں دجلہ کے کنارے تھا۔ کہ مجھ کو موجوں کے درمیان میں کچھ کالی صُورتیں نظر آئیں۔ جب یہ صُورتیں مجھ سے قریب ہوئیں۔ تو میں نے دیکھا کہ وہ تین مچھلیاں تھیں۔ ایک مچھلی کی پشت پر دو روٹیاں تھیں۔ اور دوسری مچھلی کی پشت پر ایک برتن میں بھنی ہوئی مچھلی تھی۔ تیسری مچھلی کی پشت پر ایک سُرخ برتن میں پانی بھرا ہوا تھا۔ یہ تینوں مچھلیاں آکر انسان کی طرح اپنی اپنی پشت پر کی چیز میرے

سامنے اتار کر واپس چلی گئیں۔ میں نے کھانا کھایا اور کھانا کھا کر اس ابریق میں سے پانی پیا۔ جو ایسا شیریں تھا۔ کہ جس کی حلاوت میں نے دُنیا کے پانی میں کبھی نہیں پائی۔ اور اب میں کھا پی کر خوب سیراب ہو گیا۔ اور کھانا پانی جتنا کہ تھا۔ اتنا ہی رہا۔ اور اس میں سے کچھ بھی کم نہیں ہوا۔ پھر میں ویسا ہی چھوڑ چلا آیا +

نیز منقول ہے۔ کہ آپ کا ایک شیر پر گذر ہوا۔ جس نے ایک نوجوان کو شکار کرتے ہوئے اس کی پنڈلی کی ہڈی توڑ ڈالی اُس وقت یہ نوجوان نہایت ہی زور سے چیخا۔ اور شیر دہشت کھا کر بھاگا۔ اتنے میں آپ کو ایک کنکر مل گیا۔ اور آپ نے اسے پھینک کر شیر کو مارا۔ تو شیر مر گیا۔ پھر آپ اس نوجوان کے پاس آئے۔ اور اس کی پنڈلی کی ٹوٹی ہڈی اس کی جگہ پر برابر رکھ کر اور اس پر اپنا دستِ مبارک پھیرا۔ تو وہ ہڈی جڑ گئی۔ اور یہ نوجوان تندرست ہو کر دوڑتا ہوا اپنے گھر چلا آیا +

آپ نے شیخ منصور البطائحیؒ سے پہلے وفات پائی۔ ہمیں آپ کے سنِ تولد یا سنِ وفات کی تاریخ معلوم نہیں ہوئی۔ رضی اللہ عنہ +

منجملہ ان کے شیخ منصور البطائحی رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ بطائح کے عظام سے اور حسین و جمیل اور سلف صالحین کے اعلےٰ نمونہ تھے۔ آپ مجیب الدعوات صاحب حال تھے اور سختی و نرمی ہر حال میں احکام الٰہی کے پیرو رہا کرتے تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ جب کہ آپ سے حاملہ تھیں۔ آپ کے شیخ شیخ ابو محمد الشنبکیؒ کی خدمت میں آیا کرتی تھیں (آپ کی والدہ ماجدہ اور شیخ موصوف کے درمیان قریب کا کوئی رشتہ تھا) تو آپ کئی دفعہ اُنکی تعظیم کے لئے اُٹھے۔ آپ سے اس کا سبب دریافت کیا گیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ میں جنیں کی تعظیم کے لئے اُٹھا ہوں۔ کیونکہ مقربین الٰہی سے اور صاحب مقامات ذی شان ہے +

آپ سے کسی نے محبت کی نسبت دریافت کیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ اہلِ محبت ہمیشہ سُکر میں رہتے ہیں۔ اور اس کی شراب پی کر حیرت زدہ ہو جاتے ہیں۔ سُکر سے نکلتے ہیں تو حیرت میں اور حیرت سے نکلتے ہیں۔ تو سُکر میں آگرتے۔ اس کے بعد آپ نے مندرجہ ذیل اشعار پڑھے ؎

اَلْحُبُّ سُکْرٌ خُمَارُہٗ التَّلَفُ　　　یَحْسُنُ فِیْہِ الذُّبُوْلُ وَالدَّنَفُ

محبت وہ نشہ ہے۔ کہ جس کا خمار تلف ہو جاتا ہے اور جس میں لاغر اور ہمیشہ بیمار رہنا خوش لگتا ہے

؎ اَلْحُبُّ کَالْمَوْتِ یُفْنِیْ کُلَّ ذِیْ شَغَفٍ   وَمَنْ تَطْعَمْہُ اُوْذِیَ بِہِ التَّلَفُ

محبت موت کی طرح سے ہر ایک محبت والے کو فنا کر دیتی ہے۔ جو شخص کہ اس کا مزہ چکھتا ہے وہی مرجاتا ہے +

اس کے بعد آپ نے ایک ہرے بھرے سبز درخت کے پاس کھڑے ہو کر سانس لی۔ وہ خشک ہو گیا۔ اس کے تمام پتے جھڑ کر گر گئے۔ پھر آپ نے یہ اشعار پڑھے ؎

اِنَّ الْبِلَادَ وَمَا فِیْهَا مِنَ الشَّجَرِ
لَوْ بِالْهَوٰی عَطِلَتْ لَمْ تُرْوَ بِالْمَطَرِ

اگر تمام شہر اور درخت سب کے سب آتش محبت سے جھلس جائیں۔ پھر ان پر کتنا ہی پانی برسے تو بھی تر و تازہ نہ ہوں

لَوْ ذَاقَتِ الْاَرْضُ حُبَّ اللّٰهِ لَا اشْتَغَلَتْ
اَشْجَارُهَا بِالْهَوٰی فِیْهَا عَنِ الثَّمَرِ

اگر زمین محبت الٰہی کا ذرا بھی مزہ چکھ لے تو تمام درختوں کے پھلوں سے آتش محبت کے شعلے اُٹھنے لگے۔

وَعَادَ اَغْصَانُهَا جُرْدًا بِلَا وَرَقٍ۔
مِنْ حَرِّ نَارِ الْهَوٰی یَرْمِیْنَ بِالشَّرَرِ

یہاں تک کہ ان کی شاخوں میں پتوں کا نام نہ رہے۔ اور پھر آتش محبت کی چنگاریں اُن سے پھوٹا کریں +

لَیْسَ الْحَدِیْدُ وَلَا صُمُّ الْجِبَالِ اِذَا
اَقْوٰی عَلَی الْحُبِّ وَالْبَلْوٰی مِنَ الْبَشَرِ

غرضیکہ لوہا اور پہاڑ کوئی بھی مصیبت بلائے محبت کے اٹھانے میں انسان سے بڑھ کر قوی نہیں ہے +

آپ نے بطائح سے قریب نہر دقلا میں توطن اختیار کیا تھا۔ اور آپ نے وفات بھی وہیں پائی +

آپ نے اپنے بھتیجے کے لئے وصیت کرنے لگے۔ تو آپ کی بی بی صاحبہ فرمانے لگیں۔ کہ آپ اپنے بیٹے کے لئے وصیت کیجئے۔ جب انہوں نے کئی دفعہ کہا۔ تو آپ نے اپنے فرزند اور اپنے بھتیجے سے فرمایا۔ کہ تم میرے پاس ایک ایک پتہ لے آؤ۔ تو آپ کے صاحبزادے جاکر بہت سے پتے توڑ لائے۔ اور آپ کے بھتیجے گئے۔ مگر ایک پتہ بھی نہ لائے۔ آپ نے اُن سے پوچھا کہ کیوں تم پتہ نہیں لائے۔ انہیں نے کہا کہ میں نے پتوں کو تسبیح کرتے پایا۔ اس لئے میں نے نہیں چاہا۔ کہ میں ان میں سے کسی کو بھی توڑ کر لاؤں۔ پھر آپ نے اپنی بی بی صاحبہ سے

فرمایا۔ کہ مَیں نے کئی دفعہ اپنے بیٹے کیلئے درخواست کی۔ مگر مجھ سے یہی کہا گیا کہ نہیں بلکہ تم اپنے بھتیجے احمد کے لئے وصیت کرو۔ رضی اللہ عنہ؛

منجملہ اِن کے سیّد العارفین ابو العباس احمد بن علی بن احمد بن یحییٰ بن حازم الرفاعی المغربی الاصل البطائحی المولد والدار رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ جلیل القدر عظیم الشان مشائخ عظام سے تھے؛

آپ منجملہ اِن اولیائے کرام کے ہیں۔ جن کا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے۔ اور جو کہ باذنہٖ تعالیٰ نابینا کو بینا اور مُردے کو زندہ کیا کرتے تھے۔ آپ مشاہیر اولیائے کرام سے ہیں۔ کثیر التعداد خلق اللہ نے۔ کہ جس کا شمار نہیں ہو سکتا۔ آپ سے فخر تلمذ حاصل کیا؛

آپ کثیر المجاہدہ تھے۔ آپ علوم طریقت و شرح احوال قوم اور مشکلات قوم کے حل کرنے میں مرتبہ عالی رکھتے تھے؛

آپ کا کلام اہلِ حقیقت و طریقت میں مشہور و معروف ہے اور یہاں بیان کیے جانے کے محتاج نہیں۔ لہٰذا ہم آپ کے صرف مسائل و مناقب پر ہی اکتفا کرتے ہیں؛

آپ نہایت متواضع سلیم الطبع اور دُنیا سے کنارہ کش تھے۔ کبھی آپ نے کچھ جمع نہیں کیا۔ اَلْوَحْدَۃُ خَیْرٌ مِّنَ الْجَلِیْسِ السُّوْءِ (یعنی بُرے ہمنشین سے تنہائی بہتر ہے اِس کے متعلق کسی نے آپ سے دریافت کیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ اب ہمارے زمانہ میں تو نیک بخت ہم نشین سے بھی تنہائی بہتر ہے۔ تا وقتیکہ نیک بخت صاحب نظر نہ ہو۔ کیونکہ جب نیک بخت صاحب نظر ہوگا۔ تو اِس کی نظر شفا ہوگی۔ ورنہ نجات حاصل نہیں ہو سکتی؛

مگر توحید و تفرید سے آپ کے بھتیجے شیخ ابو الفرج عبد الرحمٰن بن علی الرفاعی نے بیان کیا ہے۔ کہ مَیں ایک وقت ایک موقعہ پر بیٹھا تھا۔ کہ مَیں آپ کو دیکھ رہا اور آپ کا کلام سُن رہا تھا۔ اور آپ اِس وقت تنہا تشریف رکھتے تھے۔ اِسی اثناء میں مَیں نے اِس وقت دیکھا۔ کہ ایک شخص ہوا سے اُتر کر آپ کے سامنے بیٹھ گیا۔ آپ نے اِسے فرمایا مَرْحَبًا بِوَفْدِ الْمَشْرِقِ (اے مشرقی وفد ہمیں تمہارا آنا مبارک ہو) اس کے بعد اِس شخص نے بیان کیا۔ کہ بیس روز سے مَیں نے نہ تو کھانا کھایا ہے۔ اور نہ پانی پیا ہے۔ اور اب مَیں چاہتا ہوں۔ کہ آپ میری خواہش کے موافق مجھے کھانا کھلائیں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ تیری کیا خواہش ہے۔ اس شخص نے اوپر نظر اُٹھا کر کہا کہ یہ جو پانچ مرغابیں اڑی جاتی ہیں۔ ان میں سے ایک مرغابی بھُنی ہوئی

اور دو روٹیاں اور ایک پیالہ بھر ٹھنڈا پانی۔ آپ نے فرمایا اچھا۔ اور اوپر نظر اٹھا کر مرغابی سے فرمایا۔ کہ اس شخص کی خواہش جلد پوری کر۔ آپ کا فرمانا تھا۔ کہ ان میں سے ایک مرغابی بھُنی ہوئی آپ کے سامنے گر پڑی۔ اس کے بعد آپ نے دو پتھر اٹھا کر اس کے سامنے رکھدیئے۔ تو وہ دونوں پتھر دو روٹیاں ہو گئیں۔ پھر آپ نے ہوا میں ہاتھ بڑھایا۔ تو آپ کے دست مبارک پر ایک سُرخ پیالہ پانی سے بھرا ہوا اُتر آیا۔ غرض اس شخص نے کھانا کھایا اور پانی پیا۔ اور کھانا کھا کر فارغ ہوا۔ تو جہاں سے یہ آیا تھا۔ اسی طرف ہوا میں اُڑتا ہوا واپس چلا گیا۔ بعد ازاں آپ اُٹھے۔ اور اُٹھ کر آپ نے اس مرغابی کی ہڈیاں ہاتھ میں لیں۔ اور اپنا داہنا ہاتھ ان پر پھیرا۔ اور فرمایا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ باذنہٖ تعالیٰ تو اڑ جا۔ تو وہ مرغابی آپ کے فرمانے سے باذنہ تعالےٰ اُڑ کر چلی گئی۔

شیخ جلال الدین عبدالرحمن السیوطی نے اپنی کتاب التنویر میں بیانِ امکان رویۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں بیان کیا ہے۔ کہ سیدی احمد الرفاعی جب حجرہ شریف کے سامنے کھڑے ہوئے۔ تو آپ نے یہ شعر پڑھے ؎

فِی حَالَۃِ البُعْدِ رُوْحِیْ کُنْتُ اُرْسِلُھَا
تُقَبِّلُ الْاَرْضَ عَنِّیْ وَھِیَ نَائِبَتِیْ

حالت بُعد میں اپنی روح کو بھیجا کرتا تھا۔ وہ میرا قاصد بن کر آتی اور میری طرف سے زمین چوما کرتی ؎

وَھٰذِہٖ نَوْبَۃُ الْاَشْبَاحِ قَدْ حَضَرَتْ
فَامْدُدْ یَمِیْنَکَ کَیْ تَحْظٰی بِھَا شَفَتِیْ

اور اب جسموں کی باری ہے۔ اور میں خود حاضر ہوں۔ آپ اپنا دستِ مبارک دراز کریں۔ تاکہ میرے مشتاق لب حِصّہ لے سکیں۔

چنانچہ دستِ مبارک ظاہر ہوا۔ اور آپ نے دست بوسی کی۔

شیخ شمس الدین سبط ابن الجوزی اپنی تاریخ میں بیان کرتے ہیں۔ کہ آپ اکابر مشائخ بطائح سے تھے (قریہ) ام عبیدہ میں آپ سکونت پذیر تھے۔ آپ کے کرامات و خوارق عادات بکثرت ہیں آپ کے مریدین درندوں پر سوار ہوا کرتے اور حشرات الارض سانپ وغیرہ کو ہاتھوں میں لیا کرتے تھے۔ اور کھجور کے بڑے بڑے درختوں پر چڑھتے۔ اور پھر زمین پر گر جاتے تھے۔ اور ذرا بھی انہیں اذیت نہیں پہنچتی تھی۔ ہر سال آپ کے پاس ایک وقتِ مقرر پر خلق کثیر

جمع ہوا کرتی تھی +

قاضی القضاۃ مجیر الدین عبد الرحمٰن العمری العلیمی الحنبلی المقدسی نے اپنی تاریخ المعتبر فی ابنأ من عبر میں بیان کیا ہے۔ کہ آپ ابن الرفاعی کے لقب سے مشہور اور شافعی المذہب تھے۔ اصل میں آپ مغربی تھے۔ اور بطائح کے قریۂ ام عبیدہ میں آپ نے سکونت اختیار کی تھی۔ اور یہیں پر ۱۱ جمادی الاولیٰ ۵۸۰ھ کو آپ نے وفات پائی +

رفاعی ایک مغربی شخص کی طرف جس کا کہ رفاعہ عام تھا۔ منسوب ہے۔ اور اُم عبیدہ اور بطائح چند مشہور بستیوں کا نام ہے۔ جو کہ واسط اور بصرے کے درمیان واقع ہوئی ہیں۔ اور عراق کے یہ مشہور مقامات سے ہے +

شمس الدین ناصر الدین دمشقی نے بیان کیا ہے۔ کہ سلطان العارفین سیدی شیخ ابو العباس احمد ابن الرفاعی کی نسبت ہمیں کچھ نہیں معلوم کہ آپ نے کوئی اولاد بھی چھوڑی یا نہیں۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ تک آپ کا نسب بھی ہمیں صحیح طور سے نہیں معلوم بلکہ ہمارے نزدیک آپ کے نسب سے متعلق صحیح وہی ہے۔ جو کہ حفاظ ثقات نے بیان کیا ہے۔ وہو ہذا +

ابو العباس احمد بن الشیخ ابی الحسن علی بن احمد بن یحییٰ بن حازم علی بن رفاعہ المغربی الاصل العراقی البطائحی اور رفاعی آپ کے جد اعلیٰ رفاعہ کی طرف منسوب ہے۔ آپ کے والد ماجد ابو الحسن رحمۃ اللہ علیہ بلاد مغربیہ سے آ کر بطائح کے قریب قریۂ اُم عبیدہ آ رہے تھے۔ یہیں پر آپ ۵۰۰ھ میں تولد ہوئے اور اپنے والد ماجد ابو الحسن علی القاری الزاہد اور اپنے ماموں وغیرہ سے علوم ظاہر و باطنی حاصل کئے۔ اور قدوۃ العارفین اور مشاہیر علمائے کرام سے ہوئے اور یہیں پر حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات سے قریباً سترہ سال بعد ۵۷۸ہجری میں آپ نے وفات پائی۔ رضی اللہ عنہٗ ہیں +

منجملہ ان کے شیخ عدی بن مسافر اسمٰعیل بن مروان بن الحسن بن مروان الاموی الشامی الاصل والمولد الھکاری المسکن رضی اللہ عنہٗ ہیں +

آپ اعلام علمائے کرام و اعاظم اولیائے عظام سے اور طریقت کے آپ اعلیٰ رکن تھے۔ ابتدائے حال میں ہی آپ نہایت سخت و مشکل مجاہدے کر چکے تھے۔ اس لئے آپ کا سلوک اکثر مشائخ پر دشوار گذار تا تھا +

سیدنا حضرت شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ آپ کی نہایت تعظیم و تکریم کیا کرتے اور آپ کی

نسبت فرمایا کرتے تھے۔ کہ اگر ریاضت و مشقت اور مجاہدات سے نبوت ملنا ممکن ہوتا۔ تو شیخ عدی بن مسافر اُسے حاصل کر سکتے تھے +

اوائل عمر میں آپ بیابانوں، پہاڑوں اور غاروں میں پھر کر مُدت تک انواع و اقسام کی ریاضیات و مجاہدات کرتے رہے۔ درندے اور حشرات الارض آپ سے مانوس ہوتے تھے کثیر التعداد اولیائے کرام نے آپ سے فخرِ تلمیذ حاصل کیا۔ اور بہت سے صاحب حال واحوال آپ سے مستفید ہوئے +

منجملہ آپ کے کلام کے یہ ہے کہ آپ نے اہل حقائق کے متعلق فرمایا ہے۔ کہ شیخ وہ ہے۔ کہ اپنے حضور میں وہ تمہیں خاطر جمع رکھے اور اپنی غیبت میں وہ تمہیں محفوظ رکھے اپنے اخلاق و آداب سے وہ تمہاری تربیت کرے۔ اور تمہارے باطن کو وہ اشراق سے منور کر دے اور مرید وہ ہے۔ کہ ہر حال میں تواضع اختیار کرے۔ فقراء کے ساتھ اُنسیت سے اور صوفیائے کرام کے ساتھ ادب و حُسنِ اخلاق سے اور علمائے اعلام کے ساتھ تعمیل ارشاد سے اور اہل معرفت کے ساتھ سکون و وقار سے اور اہلِ مقامات کے ساتھ توحید سے پیش آئے +

نیز آپ نے فرمایا ہے۔ کہ ابدال کھانے، پینے، سوتے، جاگنے سے ابدال نہیں ہوتے بلکہ وہ ریاضیات و مجاہدات سے ابدال ہوتے ہیں۔ کیونکہ جو شخص مرجاتا ہے وہ عیش نہیں پاتا۔ اور جو شخص کہ خدائے تعالےٰ کی راہ میں کچھ تکلیف کرتا ہے۔ تو انشاء اللہ تعالےٰ اُسے اس کا نعم البدل عطا فرماتا ہے۔ اور کوئی تقرب الی اللہ میں اپنے نفس کو تلف کرتا ہے۔ تو اللہ تعالےٰ اِسے بہتر نفس عطا فرماتا ہے +

سَنُزْجِی النُّفُوسَ عَلٰی ھَوْلِھَا　　فَاِمَّا عَلَیْھَا وَ اِمَّا لَھَا

ہم اپنی جانوں کو ریاضت و مُشقت میں ڈال دیتے ہیں۔ پھر یا تو نفع پاتے ہیں یا نقصان اُٹھاتے ہیں

فَاِنْ سَلِمَتْ تُسْتَنَالُ الْمُنٰی　　وَاِنْ تَلِفَتْ فَبِاٰجَالِھَا

اگر وہ زندہ رہیں تو وہ غایت مقصود کو پہنچیں۔ اور اگر وہ مر گئے۔ تو اپنی اجل سے مریں +

اگر تم نے مار ڈالا (یعنی نفس کو) تو تمہارا ہمارے بہادروں میں شمار ہوگا۔ اور اگر تم خود تلف ہو گئے۔ تو بھی ہمارے ہی نزدیک رہو گے۔ اگر تم (یعنی ریاضت و مجاہدہ کر کے) زندہ رہے تو نیکوں کی زندگی جیو گے۔ اور اگر مر گئے۔ تو شہادت کی موت مرو گے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ الَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا (جو لوگ ہماری راہ میں کوشش کرتے ہیں۔ ہم اُن

کو اپنے راستے بتلادیتے ہیں ٭

بیان کیا جاتا ہے۔ کہ ابو اسرائیل یعقوب بن عبد المقتدر السائح تین سال تک برہنہ پہاڑوں میں پھرتے رہے حتیٰ کہ ان کے جسم پر ایک اور کھال پیدا ہوگئی۔ اس کے بعد ان کے پاس ایک بھیڑیا آیا۔ ان کے جسم کو اس نے چاٹ کر صاف کر دیا۔ اور اس سے ان کے دل میں ایک قسم کا عجب پیدا ہوا۔ تو یہ بھیڑیا ان کے اوپر پیشاب کر کے چلا گیا۔ اور انہوں نے اس وقت یہ خواہش کی۔ کہ اللہ تعالٰے میرے پاس کسی ولی کو بھیجے۔ چنانچہ اس وقت آپ ان کی ایک جانب آموجود ہوئے۔ مگر آپ نے انہیں سلام علیک نہیں کیا۔ جس سے انہیں کچھ افسوس ہوا۔ آپ نے ان سے فرمایا۔ کہ جس پر بھیڑیا پیشاب کر جائے۔ ہم اس کے ساتھ سلام علیک کے ساتھ ملاقات نہیں کرتے۔ پھر انہوں نے آپ سے اپنے تمام واقعات بیان کئے۔ جب آپ ان سے رخصت ہونے لگے۔ تو آپ نے ایک پتھر پر اپنا پیر مارا۔ تو اس سے ایک چشمہ پھوٹ نکلا۔ اور ایک اور پتھر پر پیر مارا۔ تو اس سے ایک انار کا درخت پھوٹ نکلا۔ آپ نے اس درخت سے فرمایا کہ میں عدی بن مسافر ہوں۔ تو باذن اللہ ایک روز شیریں اور ایک روز ترش انار نکالا کر۔ پھر آپ نے ان سے فرمایا۔ کہ تم اس درخت سے انار کھایا کرو۔ اور اس چشمہ سے پانی پیا کرو۔ اور جب مجھ سے ملنا چاہو۔ تو مجھے یاد کیا کرو۔ میں تمہارے پاس موجود ہو جایا کروں گا پھر آپ انہیں چھوڑ کر واپس چلے گئے۔ اور یہ مدت تک اسی حال میں رہے ٭

شیخ رجاء البار ستقی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک روز شیخ عدی بن مسافر ایک کھیت کی طرف کو جا رہے تھے۔ کہ آپ کی مجھ پر نظر پڑی۔ آپ نے مجھے اپنے پاس بلا کر فرمایا کہ رجاء سنتے ہو۔ یہ صاحب قبر مجھ سے استغاثہ کر رہا ہے۔ اور آپ نے قبر کی طرف اشارہ کر کے مجھے بتلایا۔ جب میں نے اس قبر کی طرف نظر کی۔ تو میں نے دیکھا۔ اس کے اندر سے دھوآں نکل رہا ہے۔ پھر آپ اس قبر کے پاس جا کر ٹھہر گئے۔ اور بہت دیر تک وہاں کھڑے ہوئے خدائے تعالٰے سے دعا مانگتے رہے۔ یہانتک کہ میں نے دیکھا اس کے اندر سے دھوآں نکلنا موقوف ہو گیا۔ پھر آپ نے فرمایا۔ اے رجاء یہ اب بخش دیا گیا۔ اور اس کا عذاب موقوف ہو گیا۔ پھر آپ نے اس قبر سے اور زیادہ نزدیک ہو کر پکارا کہ "خوشا خوشا" (یعنی تم خوش ہو۔ تو صاحب قبر نے کہا۔ میں اب خوش ہوں۔ مجھ سے عذاب اٹھا لیا گیا۔ شیخ رجاء کہتے ہیں۔ کہ میں نے یہ آواز سنی پھر ہم واپس آ گئے ٭

ابو اسرائیل موصوف الصدر بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے آپ سے عبادان تک سفر کرنے کی اجازت چاہی۔ تو آپ نے مجھے سفر کی اجازت دی۔ اور فرمایا۔ کہ ابو اسرائیل جب تم راستے میں کہیں درندے وغیرہ کہ جن سے تمہیں خوف ہو۔ دیکھو۔ تم ان سے کہہ دینا۔ کہ علی تم سے کہتا ہے۔ کہ تم یہاں سے چلے جاؤ۔ تو وہ تمہارے پاس سے چلا جائیگا۔ اور جب تم دریا کی طغیانی سے خائف ہو جاؤ۔ تو اس سے بھی کہدینا کہ دریا کی موجو تم سے علی کہتا ہے۔ کہ تم ساکن ہو جاؤ۔ تو وہ ساکن ہو جائیں گی۔ چنانچہ جب میں درندوں وغیرہ کو دیکھتا۔ تو جو کچھ آپ نے فرمایا تھا۔ ان سے کہتا وہ میرے پاس سے چلے جاتے۔ جب میں بصرہ میں جہاز پر سوار ہوا اور ایک روز ہوا بشدت ہوگئی۔ اور کثرتِ امواج سے طغیانی کے آثار نمایاں ہوئے۔ تو اس وقت بھی میں نے جو کچھ کہ آپ نے فرمایا تھا۔ کہا تو طغیانی موقوف ہوگئی +

شیخ عمر بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک روز ہم آپ کی خدمت میں حاضر تھے۔ کہ اس وقت دقبائل اکراد سے ایک جماعت آپ کی زیارت کرنے کے لئے آئی۔ ان میں سے ایک شخص تھے۔ جو کہ خطیب حسین کے نام سے پکارے جاتے تھے۔ آپ نے ان کو پکارا۔ اور فرمایا خطیب حسین آؤ۔ اور اپنی جماعت کو بھی لے چلو۔ تاکہ ہم سب پتھر لا لا کے اس باغ کی دیوار کھڑی کر دیں غرض آپ اٹھے اور آپ کے ساتھ یہ تمام لوگ بھی گئے۔ اور آپ پہاڑ پر چڑھ کر پتھر کاٹ کاٹ کر انہیں نیچے لڑھکاتے جاتے تھے۔ اور یہ لوگ لا لا کر دیوار بناتے جاتے تھے۔ اتفاق سے ایک پتھر ایک شخص پر آپڑا جس سے یہ شخص اسی وقت دب کر فوراً جان بحق تسلیم ہوا۔ خطیب حسین نے آپ سے پکار کر کہا۔ کہ ایک شخص رحمت الہٰی میں غرق ہوگیا۔ آپ فوراً پہاڑ کی چوٹی سے اتر آئے۔ اور اس شخص کے پاس کھڑے ہو کر آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے لگے۔ اور باذنہٖ تعالےٰ یہ شخص زندہ ہوگیا اور اٹھ کر اس طرح سے کھڑا ہوگیا۔ گویا اسے کچھ درد پہنچا ہی نہیں تھا +

نیز بیان کیا جاتا ہے۔ کہ ایک دفعہ آپ کی خدمت میں امیر ابراہیم المہرانی صاحب القاعتہ الجراحیہ صوفیائے کرام کی ایک بہت بڑی جماعت کے ساتھ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ امیر موصوف صوفیائے کرام سے عموماً خصوصاً آپ سے نہایت محبت رکھتے تھے۔ امیر موصوف کے ساتھ جو فقراء و مشائخ کہ آئے ہوئے تھے۔ ان میں سے آپ جیسے مقامات والا کوئی بھی نہ تھا۔ ان کے سامنے کئی دفعہ امیر موصوف نے آپ کے بہت فضائل و مناقب بیان کئے تھے تو فقرائے موصوف نے کہا۔ کہ آپ سے ضرور ہمیں نیاز حاصل کرائیے۔ ہم لوگ امتحاناً آپ

سے کچھ سوالات بھی کریں گے۔ غرض جب فقرائے موصوف آپکی خدمت میں بیٹھ گئے۔ تو ان میں سے ایک بزرگ نے آپ سے گفتگو کی اور خاموش رہے۔ ان بزرگ نے آپ کے اس سکوت کو آپ کی عاجزی پر خیال کیا۔ اور آپ کو بھی ان کے خیال کا علم ہو گیا۔ اس کے بعد آپ نے ان کی طرف التفات کر کے فرمایا۔ اللہ تعالےٰ کے بہت سے بندے ایسے بھی ہیں۔ کہ اگر ان میں سے کوئی ان دونوں پہاڑوں سے کہہ دے۔ کہ تم مل کر ایک ہو جاؤ دونوں۔ تو یہ دونوں پہاڑ ملکر ایک ہو جائیں۔ یہ لوگ ان پہاڑوں کی طرف دیکھ رہے تھے۔ اور انہوں نے دیکھا کہ یہ دونوں پہاڑ مل کر ایک ہو گئے۔ اور یہ سب کے سب آپ کے قدموں میں گر پڑے۔ اور آپ اپنے حال میں مستغرق تھے۔ پھر آپ نے ان دونوں پہاڑوں کو فرمایا۔ کہ تم اپنی جگہ ہٹ جاؤ۔ تو یہ دونوں الگ الگ ہو گئے۔ پھر ان سب نے آپکے دستِ مبارک پر توبہ کی اور آپکے تلامذہ میں شامل ہو کر واپس ہوئے ✦

شیخ عمر بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک روز میں آپ کی خدمت میں حاضر تھا اور اُس وقت آپکی خدمت میں صلحا کا ذکر خیر ہو رہا تھا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ یہاں پر ایک بزرگ ہیں۔ جو کہ مبروص و مجذوم کو اچھا اور نابینا کو بینا کرتے ہیں۔ اور باوجود اس کے انہیں کسی بات کا دعویٰ نہیں۔ مجھے سن کر نہایت استعجاب ہوا۔ پھر میں آپ سے رخصت ہو کر چلا گیا۔ پھر چند روز کے بعد میں ان بزرگ موصوف کی خدمت میں حاضر ہوا۔ کیونکہ مجھے آپ کی زیارت کرنے کا نہایت اشتیاق تھا۔ جب میں سلام علیک کر کے آپ کی خدمت میں بیٹھ گیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ عمر تم میرے ساتھ سفر میں رہ سکتے ہو۔ بشرطیکہ تم کلام نہ کرو۔ میں نے کہا بسر و چشم۔ غرض آپ اپنی جگہ سے نکلے اور میں بھی آپ کے ہمراہ ہوا۔ ہم نہایت دور تک چلے گئے یہاں تک کہ ہم ایک عظیم الشان بیابان میں پہنچے۔ یہاں پر مجھے نہایت شدت کی بھوک معلوم ہوئی جس سے میں بیقرار ہو کر آپ سے علیحدہ ہو گیا۔ آپ نے فرمایا کیوں عمر تھک گئے ہو۔ میں نے عرض کیا کہ نہیں بلکہ میں بھوک سے بیقرار ہوں۔ آپ نے اُس وقت سوکھے ہوئے خرنوب بری جو کہ زمین پر پڑے ہوئے تھے۔ اٹھا اٹھا کر کھلائے۔ جب آپ اس کو میرے منہ میں رکھ دیتے۔ تو وہ مجھے تر و تازہ معلوم ہوتا تھا۔ پھر جب مجھ کو تقویت ہو گئی۔ اور بھوک کا اضطراب مٹ گیا۔ تو آپ چلنے لگے۔ اور مجھے چھوڑ دیا۔ پھر اس کے بعد مجھے خیال ہوا۔ کہ اس کا پھل میں بھی اٹھا کر کھاؤں۔ چنانچہ میں نے ایک پھل اُٹھا کر کھایا۔ تو اس سے میرا منہ چھلنے لگا۔ اور میں نے اُسے نکال کر پھینک دیا۔ آپ نے مجھ کو لوٹ کر دیکھا۔ اور فرمایا۔ کہ کیوں تم پھر پیچھے رہ گئے۔ اس کے بعد ہم

ایک گاؤں میں پہنچے جس کے قریب ایک چشمہ تھا۔ اور چشمے کے قریب ایک درخت تھا۔ جس کے نیچے ایک نوجوان مبروص بیٹھا ہوا تھا۔ یہ نوجوان علاوہ مبروص ہونے کے اندھا بھی تھا۔ جب میں نے اس نوجوان کو دیکھا۔ تو مجھے اس وقت شیخ عدی بن مسافر رضی اللہ عنہ کا قول یاد آیا۔ میں نے اپنے جی میں کہا کہ اگر واقعی آپ کا فرمانا درست ہے۔ تو اب اس کی تصدیق ہو جائے گی۔ اس وقت آپ نے میری طرف دیکھ کر فرمایا کہ اے عمر تمہیں اس وقت کیا خیال گذر رہا ہے۔ میں نے عرض کی۔ مجھے اس وقت صرف یہی خیال گزرا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ آپ کی برکت سے اس نوجوان کو تندرست کر دے۔ تو آپ نے فرمایا۔ کر دے عمر تم ہمارے راز کو افشا نہ کرو۔ پھر جب میں نے آپ کو قسم دلائی۔ تو آپ نے چشمہ پر وضو کیا اور وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھی۔ اور مجھ سے فرمایا۔ کہ جب میں سجدہ میں دعا کروں۔ تو تم میری دعا پر آمین کہتے جانا چنانچہ میں آپ کی دعا پر آمین کہتا گیا۔ پھر آپ دعا سے فارغ ہو کر اٹھے اور نوجوان کے جسم پر آپ نے اپنا دست مبارک پھیرا۔ اور اس سے فرمایا۔ کہ باذنہٖ تعالیٰ اٹھو کھڑے ہو۔ تو یہ نوجوان اٹھ کھڑا ہوا۔ اور ایسا ہو گیا کہ گویا اسے کوئی بیماری ہوئی ہی نہیں تھی۔ یہ نوجوان اچھا ہو کر گاؤں میں جا کر لوگوں سے ذکر کیا کہ میرے پاس سے دو شخص گذرے تھے۔ ان میں سے ایک نے میرے جسم پر ہاتھ پھیرا۔ تو میں اچھا ہو گیا۔ تمام گاؤں والے یہ سن کر ہمارے پاس دوڑے آئے۔ جب آپ نے انہیں آتے ہوئے دیکھا۔ تو مجھے آپ نے اپنے سامنے بٹھلا کر اپنی آستین سے چھپا لیا۔ اور وہ لوگ ہمیں نہ دیکھ سکے اور واپس چلے گئے۔ اور اس کے بعد پھر آپ بھی واپس ہوئے اور تھوڑی دیر میں ہم آپ کے زاویہ پہنچ گئے۔ رضی اللہ عنہ۔

شیخ عمر القبیصی بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک وقت کا ذکر ہے۔ کہ شیخ علی المتوکل اور شیخ محمد بن رشاد آپ کی خدمت میں تشریف لائے۔ اور شیخ بن رشاد آپ کی داہنی جانب شیخ علی المتوکل کی جگہ بیٹھ گئے۔ جس سے شیخ موصوف کو کچھ ناگوار سا گزرا۔ اور اسی وجہ سے مجلس میں تھوڑی دیر تک سکوت کا عالم رہا۔ اور آپ کو بھی شیخ موصوف کا یہ امر ناگوار گذرنے کا حال معلوم ہو گیا۔ میں بھی اس وقت آپ کی خدمت میں حاضر تھا۔ اس کے بعد شیخ موصوف نے آپ سے اجازت مانگی۔ کہ اگر آپ اجازت فرمائیں۔ تو میں اپنے برادر مکرم شیخ محمد بن رشاد سے کچھ بات دریافت کروں۔ آپ نے شیخ موصوف کو ان سے ہم کلام ہونے کی اجازت دے دی

شیخ موصوف نے آپ سے دریافت کیا۔ کہ کیا آپ کل کے مجمع میں موجود تھے۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں میں موجود تھا۔ شیخ موصوف نے پوچھا کہ اس میں کس قدر اور کن کن قبائل کے اشخاص تھے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ مستعرب سترہ ہزار۔ اور قبائل اکراد سے پچیس ہزار۔ اور ترکمان کے سات آدمی اور ہندوان کے تین۔ اور ہنود کے بھی تین ہزار آدمی تھے +

شیخ موصوف نے اِن سے فرمایا۔ بیشک آپ درست فرماتے ہیں۔ یہ سن کر آپ خوشنود ہوئے اور آپ نے بھی گفتگو شروع کی۔ اور شیخ علی المتوکل سے فرمایا۔ کہ تم کھانے پینے سے کب تک صبر کر سکتے ہو۔ شیخ موصوف نے کہا۔ کہ میں صرف ایک سال کھاتا ہوں۔ اور ایک سال صرف پانی ہی پیتا رہتا ہوں۔ اور پھر ایک سال تک کھانا پانی دونوں چھوڑ دیتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ تم حد درجہ کی قوت رکھتے ہو +

پھر آپ نے شیخ محمد بن رشاد سے فرمایا۔ کہ تم کتنے دن تک صبر کرتے ہو۔ انہوں نے کہا۔ کہ حضرت میں اپنے برادر مکرم شیخ علی المتوکل سے کم ہوں۔ میں نو ماہ تک صرف کھانے پر اور نو ماہ تک صرف پانی پر بسر کرتا ہوں۔ اور ۹ ماہ تک نہ کھاتا ہوں۔ اور نہ پانی پیتا ہوں +

پھر آپ نے میری طرف التفات کر کے فرمایا۔ کہ عمر تم جاؤ۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت میں چھ ماہ تک صرف کھانا کھاتا ہوں۔ اور چھ ماہ تک صرف پانی پیتا ہوں۔ اور چھ ماہ تک نہ کھانا کھاتا ہوں۔ نہ پانی پیتا ہوں +

آپ نے فرمایا۔ کہ الحمد للہ میں خدائے تعالےٰ کا بڑا شکر کرتا ہوں۔ کہ میرے مریدوں میں تم جیسے لوگ بھی ہیں +

اس کے بعد شیخ محمد بن رشاد نے آپ سے عرض کیا۔ کہ حضرت آپ کا خدائے تعالےٰ کے ساتھ جو کچھ معاملہ ہے۔ اسے آپ بھی بیان فرمائیے۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ تم تو ایک بالکل فضول آدمی ہو۔ خاموش بیٹھے رہو +

پھر آپ نے فرمایا۔ کہ اچھا میں تم سے اپنا حال بھی بیان کرتا ہوں۔ مگر بشرطیکہ کوئی تم میں سے تا میری زیست کسی سے بیان نہ کرے۔ اور میں تجھے اس بات کی قسم بھی دلاتا ہوں۔ غرض ہم سب نے آپ کے روبرو قسم کھا کر آپ سے عہد کیا۔ کہ ہم ہرگز کسی سے ذکر نہ کرینگے۔ پھر آپ نے فرمایا۔ کہ یہ وہ شخص ہے کہ جسے خدا تعالےٰ نے کھلایا پلایا اور میرا ایسا ناز اُٹھاتا ہے۔ کہ جیسا ماں اپنے بچہ کا ناز اُٹھاتی ہے۔ پھر آپ نے مندرجہ ذیل اشعار پڑھے ؎

شَرِبْنَا عَلٰی زَهْرِ الرَّبِیْعِ الْمُفْهَفِ ۔ وَجَادَ لَنَا السَّاقِی بِغَیْرِ تَکَلُّفِ

پی ہم نے (شراب) موسم بہار کے نازک پھول پر۔ اور ساقی نے ہم سے بے تکلف ہو کر دوڑ دھوپ کی۔

فَلَمَّا شَرِبْنَاهَا وَدَبَّ دَبِیْبُهَا ۔ اِلٰی مَوْضِعِ الْاَسْرَارِ قُلْتُ لَهَا قِفِیْ

پھر جب ہم نے (شراب) پی اور اس نے بدرجہ غایت اثر کیا یہاں تک کہ موضع راز (یعنی قلب) تک تو میں نے کہا دبی ٹھہر جا

مَخَافَۃَ اَنْ یَّبْدُوْ دَاعَلَیَّ شُعَاعُهَا ۔ وَتَظْهَرُ جُلَاسِیْ عَلٰی سِرِّیَ الْخَفِیْ

اس ڈر سے کہ اس کی شفقت بڑھ جائے۔ اور میرا راز نہاں میرے ہم نشینوں پر کھل نہ جائے +

شیخ تقی الدین محمد بن الواعظ البنا نے آپ کے حالات تولد کو بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ آپ کے والد ماجد مسافر بن اسماعیل غابہ میں (حجاز میں ایک مقام کا نام ہے) چلے گئے۔ اور چالیس سال تک وہیں ٹھیرے رہے۔ آپ نے خواب میں دیکھا۔ کہ کوئی شخص ان سے کہہ رہا ہے کہ مسافر جاؤ۔ اپنی بی بی سے ہم بستر ہو۔ خدا تعالیٰ تمہیں ولی عطا فرمائے گا۔ جس کا شہرہ مشرق سے مغرب تک ہوگا۔ جب آپ اپنے گھر آئے۔ تو آپ کی بی بی صاحبہ نے فرمایا۔ کہ پہلے تم اس منارہ پر چڑھ کر پکار دو۔ کہ میں مسافر تھا۔ اور مجھے حکم ہوا ہے۔ کہ آج میں اپنی بی بی سے ہم بستر ہوں۔ اور آج جو کوئی اپنی بی بی سے ہم بستر ہوگا۔ اُسے خدائے تعالےٰ ولی عنایت کرے گا۔ چنانچہ آپ کی وجہ سے تین سو تیرہ اولیائے اللہ پیدا ہوئے۔ پھر جب آپکی والدہ ماجدہ حاملہ ہوئیں تو شیخ مسلمہ اور شیخ عقیل کا آپ پر گذر ہوا۔ آپ اس وقت کنوئیں میں سے پانی نکال رہی تھیں۔) شیخ مسلمہ نے شیخ عقیل سے فرمایا۔ کہ جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں۔ تمہیں بھی نظر آتا ہے۔ تو شیخ نے فرمایا کہ وہ کیا۔ آپ نے کہا کہ دیکھو۔ ان خاتون کے شکم سے آسمان کی طرف نور اُٹھ رہا ہے۔ شیخ عقیل نے کہا۔ کہ یہ ہمارا فرزند عدی ہے۔ پھر شیخ مسلمہ نے شیخ عقیل سے فرمایا۔ کہ آؤ ہم انہیں سلام کرتے چلیں۔ غرض دونوں مشائخ موصوف قریب آئے۔ اور شیخ مسلمہ نے کہا کہ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا عَدِیْ۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا عَدِیْ۔ اس کے بعد دونوں مشائخ موصوف چلے گئے۔ اور سیاحت کرتے ہوئے سات برس کے بعد واپس آئے۔ اور آپ کو انہوں نے لڑکوں کے ساتھ گیند کھیلتے ہوئے دیکھا۔ اور آپ کے پاس آکر سلام کیا۔ آپ نے انہیں تین دفعہ سلام کا جواب دیا۔ مشائخ موصوف نے آپ سے فرمایا۔ کہ تم نے ہمیں تین دفعہ سلام کا جواب کیوں دیا۔ آپ نے بیان کیا۔ کہ جب میں اپنی والدہ ماجدہ کے شکم میں تھا۔ اور آپ نے مجھ کو سلام علیک کیا تھا۔ تو اس وقت اگر مجھ کو حضرت عیسےٰ علیہ السلام کا لحاظ نہ ہوتا۔ تو آپ کے

دونوں سلاموں کا جواب میں اُسی وقت دیتا۔ پھر جب آپ بالغ ہوئے۔ تو آپ نے ایک شب کو خواب دیکھی کہ آپ سے کوئی کہہ رہا ہے۔ کہ عدی اُٹھو۔ اور خلق اللہ کو نفع پہنچاؤ۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ تمہاری برکت سے بہت سے مُردہ دلوں کو زندہ کرے گا +

نیز شیخ تقی الدین موصوف بیان کرتے ہیں۔ کہ شیخ ابوالبرکات نے بیان کیا ہے۔ کہ ایک روز کا ذکر ہے۔ کہ ہمارے عم بزرگ شیخ عدی بن مسافر کی خدمت میں تیس فقراء حاضر ہوئے ان میں سے دس فقراء نے آپ سے عرض کیا۔ کہ حضرت ہم سے حقائق و معارف بیان فرمایئے آپ نے ان سے حقائق و معارف کے کچھ امور بیان فرمائے۔ تو یہ لوگ سنتے ہی اسی جگہ پگھل کر پانی کی طرح بہ گئے۔ ان کے بعد پھر دس فقراء اور آگے بڑھے۔ انہوں نے عرض کیا۔ کہ حضرت ہم سے حقیقت و محبت کے کچھ امور بیان فرمایئے۔ آپ نے ان سے حقیقت و محبت کے کچھ امور بیان فرمائے تو یہ لوگ سنتے ہی جان بحق تسلیم ہوئے۔ اس کے بعد باقی دس فقرا آگے بڑھے۔ اور انہوں نے عرض کیا۔ کہ حضرت ہمیں حقیقت فقر سے آگاہ فرمایئے آپ نے ان سے حقائق فقر بیان فرمائے۔ تو یہ لوگ سن کر اپنے کپڑے پھاڑتے اور ناچتے ہوئے جنگل کی طرف نکل گئے +

ایک روز آپ کے پاس بہت لوگ آئے۔ اور کہنے لگے۔ کہ کچھ کرامات قوم (یعنی اولیاء اللہ) ہمیں بھی بتلایئے۔ آپ نے فرمایا۔ ہم تو فقیر لوگ ہیں۔ انہوں نے کہا۔ کہ فقراء کے لئے یہ ضروری بات ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالےٰ کے بہت سے بندے ایسے ہیں کہ وہ ان درختوں سے کہیں کہ تم خدا تعالےٰ کو سجدہ کرو۔ تو وہ سجدہ کرنے لگیں۔ چنانچہ آپ کے فرمانے ہی وہ درخت جُھک گئے۔ اور اب تک ان میں جو شاخ نکلتی ہے سو وہ آپ کے زاویہ کی طرف کو جُھکی ہوئی نکلتی ہے +

عماد الدین ابن کثیر نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے۔ کہ شیخ عدی بن مسافر بن اسمٰعیل بن موسےٰ بن مروان ابن الحسن ابن مروان الہکاری الہکاری شیخ الطائفۃ العدویہ ہیں +

آپ اصل میں دمشق کے قریب قریۂ بیت فار کے رہنے والے تھے۔ اور بغداد میں آن کر عرصہ تک آپ حضرت عبد القادر جیلانی رح۔ شیخ حماد الدباس رح۔ شیخ عقیل المنبجی رح۔ شیخ ابو الوفاء الحلوانی رح اور شیخ ابو النجیب السہروردی وغیرہ مشائخ کے ہم صحبت رہے۔ پھر آپ نے جبل ہکار جاکر اپنا زاویہ بنایا۔ اور وہیں پر سکونت اختیار کی۔ وہاں کے اطراف و جوانب کے آدمی آپ کے نہائت معتقد ہو گئے۔ یہاں تک کہ بعض لوگوں نے اس عمر میں حد درجہ کا غلو کیا۔ جو کہ زیبا و شایان

نہیں +

حافظ ذہبی نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے۔ کہ برسوں تک آپ سیاحت کرتے رہے اور اثنائے سیاحت میں آپ نے بڑے بڑے مشائخ سے ملاقات کی۔ اور انواع و اقسام کے مجاہدات و ریاضتیں اُٹھائیں۔ پھر آپ جبال موصل میں آکر ٹھیرے۔ جہاں پر کہ آپ کا کوئی انیس و غمخوار نہ تھا۔ پھر اللہ تعالےٰ نے آپ کی برکت سے اسے آباد کر دیا۔ یہاں تک کہ بیشمار خلقت آپ سے مستفید ہوئی۔ اور وہاں کے راستے لُٹنے موقوف ہو گئے۔ اور امن قائم ہو گیا۔ اور جا بجا آپ کا چرچا ہونے لگا۔ آپ سراپا خیر۔ نہایت متشرع اور عابد و زاہد تھے حق بات کہنے میں آپ کو کسی سے بھی کچھ خوف نہیں ہوتا تھا۔ آپ کی عمر قریباً اسی سال کی ہوئی۔ آپکی عمر بھر میں ہمیں نہیں معلوم کہ آپ نے کسی شئے کی خرید و فروخت کی یا کسی قسم کی بھی دُنیاوی مکروہات میں آپ مبتلا ہوئے۔ آپ کی تھوڑی سی زمین تھی۔ اس میں آپ خود ہی غلہ بویا اور کاٹ لیا کرتے تھے۔ روئی بھی آپ اپنے لئے خود ہی بویا کرتے تھے۔ اور اسی سے اپنے کپڑے بنایا کرتے۔ اور آپکسی کے گھر نہیں جایا کرتے تھے۔ اور نہ کسی کے آپ مال سے کچھ کھایا کرتے تھے۔ اکثر آپ صوم وصال رکھا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ بعض لوگوں کو خیال ہُوا۔ کہ آپ کچھ کھاتے بھی ہیں یا نہیں۔ اور آپ کو اس کی اطلاع ہوئی۔ تو آپ نے مجلس میں سب کے سامنے کچھ کھایا +

ابن خلکان نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے۔ کہ شیخ عدی بن مسافر الصالح الہکاری المسکن اعلیٰ درجہ کے مشہور عابد و زاہد تھے۔ اطراف و جوانب کے بلاد میں آپ کا چرچا رہتا تھا۔

بہت خلقت نے آپ کی پیروی کی۔ اور آپ سے فائدہ اُٹھایا۔ اور بہت سے لوگ آپ سے حسن اعتقاد رکھنے میں حد سے متجاوز ہو گئے۔ جس قدر خلقت کو آپ کی طرف سے میلان تھا۔ ہمیں اس کی نظیر نہیں معلوم

بعلبک کے مضافات سے قریہ بیت فار میں آپ متولد ہوئے اور ۵۵۵ھ میں آپ نے وفات پائی +

آپ مزارات متبرک مزاروں میں سے شمار کیا گیا ہے۔ جو کہ انگلیوں پہ شمار کئے جا سکتے ہیں +

قاضی القضاۃ مجیر الدین العمری المقدسی العلیمی الحنبلی نے اپنی تاریخ المعتبر فی ابناء من عبر میں بیان کیا ہے کہ شیخ عدی بن مسافر بن اسمٰعیل بن موسےٰ بن مروان الاموی بن الحسن مروان بن ابراہیم

بن الولید بن عبد الملک بن مروان بن الحکم ابن ابی العاص بن عثمان بن عفان بن ربیعۃ بن عبد الشمس بن زہرہ بن عبد مناف رضی اللہ عنہم اجمعین الہکاری المسکن مشہور و معروف عابد و زاہد تھے۔ گروہ فقرائے عدویہ آپ کی طرف منسوب ہے۔ دور و دراز کے بلاد میں بھی آپ کا ذکر و چرچا رہتا تھا۔ بہت لوگ آپ کے پیرو ہوئے مضافات بعلبک سے قریۂ بیت فار میں آپ تولد ہوئے اور ۵۵۷ھ یا بقول بعض ۵۵۵ھ میں نوے برس کی عمر پاکر بلدۂ ہکاریہ میں آپ نے وفات پائی۔ اور اپنے زاویہ میں ہی آپ مدفون ہوئے۔ رضی اللہ عنہ و رضی عنا بہ +

منجملہ ان کے قدوۃ العارفین علی بن الہیتی (بکسرہ ہائے ہوز و سکون یائے تحتانی) رضی اللہ عنہ ہیں +

آپ کبار مشائخ عراق میں سے قطب وقت و صاحب کرامات و مقامات اور ان چار مشائخ میں سے تھے۔ جو کہ باذنہ تعالیٰ مبروص کو اچھا اور نابینا اور مردے کو زندہ کردیا کرتے تھے +

بیان کیا جاتا ہے۔ کہ ایک بہرے شخص نے آپ کے وسیلے سے دُعا مانگی۔ کہ اے پروردگار تو آپ کی برکت سے میرے کان اچھے کردے۔ تو اس کی دُعا قبول ہوکر اس کے کان اچھے ہوگئے۔ اور اس کے کانوں میں بہرہ پن مطلق نہیں رہا +

آپ کے پاس دو کپڑے تھے۔ جو کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواب میں شیخ ابوبکر بن ہوارا کو پہنائے تھے۔ ان میں سے ایک ٹوپی تھی۔ اور ایک کوئی اور کپڑا تھا جب شیخ موصوف بیدار ہوئے۔ تو یہ دونوں کپڑے شیخ موصوف کو اپنے جسم پر ملے۔ پھر شیخ موصوف سے یہ دونوں کپڑے شیخ محمد الشنبکی نے اور ان سے شیخ ابوالوفا نے اور ان سے آپ نے آپ سے شیخ علی بن ادریس نے لئے۔ اور شیخ بن ادریس کے پاس سے وہ کپڑے مفقود ہوگئے +

بیان کیا جاتا ہے۔ کہ آپ قریباً اسی سال تک زندہ رہے۔ مگر اس وقت تک آپ نے اپنا کوئی خلوت خانہ نہیں بنایا۔ بلکہ آپ اور دیگر فقرا کے درمیان ہی سو جایا کرتے تھے۔ آپ منجملہ ان فقرا کے تھے۔ کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے قبول عام عطا فرمایا۔ اور جن کی ہیبت و محبت سے مخلوقات کے دلوں کو بھر دیا تھا۔ بہت سے امور مخفیہ آپ کی زبان سے اور بہت سے

خوارق عادات آپ کی ذات با برکات سے ظاہر ہوئے۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ آپ سے بہت خلوص رکھتے۔ اور آپ کی نہایت ہی تعظیم و تکریم کرتے تھے۔ اور اکثر اوقات آپ کی تعریف کیا کرتے تھے مگر جس قدر اولیاء اللہ عالم غیب یا عالم شہادت سے بغداد میں آئیں۔ وہ ہمارے مہمان ہیں۔ اور ہم سب شیخ علی بن الہیتی کے مہمان ہیں +

شیخ علی بن الخباز بیان کرتے ہیں۔ کہ ہمیں نہیں معلوم کہ آپ کے معاصرین میں سے آپ کی خدمت میں شیخ علی بن الہیتی سے زیادہ اور بھی کوئی آیا کرتا تھا۔ پھر جب آپ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں تشریف لانا چاہتے۔ تو آپ دجلہ میں آکر غسل فرماتے اور اپنے اصحاب کو بھی غسل کرنے کے لئے فرماتے۔ جب وہ لوگ غسل کرکے فارغ ہوجاتے۔ تو آپ ان سے فرماتے۔ کہ اب تم اپنے دلوں کو خطرات سے صاف کرلو کیونکہ اب ہم سلطان الاولیاء کی خدمت میں جاتے ہیں۔ پھر جب آپ آپ کے مدرسہ میں پہنچتے تو مدرسہ کے اندر جاکر آپ کے دولتخانہ کے دروازہ پر کھڑے ہوجاتے اور کھڑے ہوتے ہی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ آپکو اندر بلاکر اپنے بازو سے آپکو بٹھا لیتے۔ اور آپ لرزتے ہوئے بیٹھ جاتے۔ تو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ اللہ آپ سے فرماتے۔ کہ آپ تو عراق کے کوتوال ہیں۔ آپ اتنے کیوں لرزتے ہیں۔ آپ فرماتے کہ حضرت آپ سلطان الاولیاء ہیں۔ اس لئے مجھے آپکا خوف ہوتا ہے۔ مگر جب آپ مجھے اپنے خوف سے امن دیدینگے۔ تو میں اس وقت آپ سے بیخوف ہوجاؤں گا۔ آپ فرماتے لا خوف علیک (آپ پر کوئی خوف نہیں) تو پھر آپ کے جسم سے لرزہ جاتا رہتا +

ایک دفعہ آپ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں تشریف لائے۔ اور آپ کو سوتے ہوئے پاکر آپ کہنے لگے۔ کہ میں گواہی دیتا ہوں۔ کہ حواریوں میں آپ جیسا کوئی نہیں اور کہہ کر چلے گئے۔ مگر آپنے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کو جگایا نہیں۔ مگر جب آپ بیدار ہوئے تو فرمانے لگے۔ میں تو محمدی ہوں۔ اور حواری عیسائی تھے +

غرضیکہ مردانِ صادق کی تربیت آپ کی طرف بھی منتہی تھی۔ آپ نے بہت سے حالات ان پر منکشف کئے۔ اور بہت سے مشکلات کو ان پر حل کیا۔ بڑے بڑے اکابرین مثل ابو محمد علی بن ادریس دیعقوبی وغیرہ آپ کی صحبت بابرکت سے مستفید ہوئے اور صاحبانِ حال و احوال نے آپ سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ کل علماء و مشائخ آپ کی حد درجہ تعظیم و تکریم کرتے تھے۔ آپکے شیخ شیخ تاج العارفین آپ کی ہمیشہ تعریف کرتے۔ اور اولویت آپ کو ترجیح دیا کرتے +

حقائق و معارف میں آپ کا کلام نہایت نفیس ہوتا تھا منجملہ آپ کے کلام کے یہ ہے۔ کہ شریعت وہ ہے۔ کہ بندے کو تکالیف میں ڈالے۔ اور حقیقت وہ ہے۔ کہ معرفت و تعریف سے اور شریعت حقیقت سے اور حقیقت شریعت سے مؤید ہے۔ اور شریعت افعال کو بوجہ اللہ کرنا یا بوجہ ان کا پایا جانا ہے۔ اور حقیقت احوال کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ مشاہدہ کرنا ہے +

آپ نے فرمایا ہے۔ کہ اگر اندھیری رات میں کالی چیونٹی اسبھی کوہ قاف میں چل رہی ہو۔ اور بلا واسطہ خدائے تعالیٰ مجھے اس پر مطلع نہ کرے۔ تو اسی وقت میرا پتہ پھوٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے +

شیخ ابو محمد حسن الحورانی و ابو حفص عمر بن مزاحم الانیسوی نے بیان کیا ہے۔ کہ ایک دفعہ آپ قرائے نہر الملک میں سے قریہ ملتیقی میں آئے۔ اور اپنے اعزہ کے پاس بیٹھے۔ اسی اثناء میں آپ کی بعض مجالس میں ایک شخص سے آپ نے فرمایا۔ کہ اس مرغی کو ذبح کرو۔ اس وقت آپ نے اسی مرغی کی طرف اشارہ کیا جو کہ اس وقت پاس موجود تھی۔ اس شخص نے آپ سے اس مرغی کو لیکر ذبح کیا۔ تو اس کے شکم سے سو اشرفیاں نکلیں۔ یہ شخص ان اشرفیوں کو دیکھ کر حیران ہوا۔ یہ اشرفیاں اس کی ہمشیرہ کی تھیں۔ جن کو وہ رکھ کر بھول گئی تھی۔ اور اس مرغی نے ان کو نگل لیا تھا جس سے اس گھر کے تمام آدمیوں کو اس پر بدگمانی ہوئی۔ کہ نامعلوم کیا واردات ہے۔ اور اس بدظنی کی وجہ سے ان سب نے اسی شب کو اس کے مار ڈالنے کا قصد کر لیا تھا۔ پھر آپ نے اس شخص سے فرمایا۔ کہ خدائے تعالیٰ نے تمہاری ہمشیرہ کے بری ہونے اور تمہارے اس ارادے پر کہ آج شب کو تم اسے مار ڈالو گے۔ مجھے مطلع کر دیا تھا۔ اور میں نے اللہ تعالیٰ سے اس بات کی اجازت مانگی کہ اس کی اطلاع دیکر تم سب کو ہلاکت سے بچالوں تو مجھے اس نے اس کی اجازت دے دی +

ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ کہ قریہ ...یران میں آپ سماع کے لئے تشریف لے گئے۔ جب تمام مشائخ سماع سے فارغ ہوئے۔ تو اس مجلس میں جس قدر فقہاء و قراء موجود تھے۔ انہوں نے باطن میں عفراء پر انکار کیا۔ تو اس وقت آپ اٹھے۔ اور اٹھ کر آپ نے ہر ایک کے سامنے جا جا کر سب کو ایک ایک نظر دیکھا جس سے ان میں سے ہر ایک کا علم اور جو کچھ کہ ان کو قرآن وغیرہ یاد تھا۔ وہ سب ان کے سینہ سے جاتا رہا۔ ایک ماہ تک یہ لوگ اسی حال میں رہے۔ پھر ایک ماہ کے بعد آپ کی خدمت میں آئے اور آپ کی قدمبوسی کی۔ اور آپ سے معافی چاہی۔ آپ نے

دسترخوان چنے جانے کا حکم دیا۔ اور جب دسترخوان چنا جا چکا اور ان سب نے کھانا کھایا۔ اور ان کے ساتھ ہی آپ نے بھی کھانا تناول کیا۔ اور پھر آخر میں سب کو آپ نے ایک لقمہ کھلایا۔ جس سے جو کچھ کہ علم و قرآن ان کے سینہ سے نکل گیا تھا۔ وہ ان کے سینہ میں بعینہٖ پھر واپس آگیا +

ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ کہ قرائے نہرالملک میں سے بعض گاؤں میں آپ کو تشریف لیجانے کا اتفاق ہؤا۔ وہاں پر دو گاؤں والے ایک مقتول کے پیچھے تلواریں نکالے ہوئے لڑنے مرنے کو تیار تھے۔ اور وجہ یہ ہوئی۔ کہ قاتل مشتبہ تھا یقینی طور سے فریقین میں سے کسی کو قاتل معلوم نہ تھا۔ اور مقتول دونوں فریقوں کے درمیان پڑا ہؤا تھا۔ آپ اس موقعہ پر مقتول کے پاس آئے۔ اور اس کی پیشانی پکڑ کر فرمانے لگے۔ کہ اے بندۂ خدا تجھ کو کس نے مار ڈالا ہے یہ مردہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اور کہنے لگا۔ کہ مجھ کو فلاں شخص نے قتل کیا ہے۔ اور پھر وہ گر کر جیسا کہ تھا ویسا ہی ہوگیا +

شیخ ابوالحسن الجوسقی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے۔ کہ ایک دفعہ میں نے آپ کو دریا کے کنارے ایک کھجور کے درخت کے نیچے بیٹھے ہوئے دیکھا۔ اور میرا خیال ہے۔ کہ شاید آپ نے مجھے نہیں دیکھا۔ غرض اس وقت میں نے دیکھا۔ کہ اس درخت کی شاخیں کھجوروں سے پُر ہوگئیں اور نیچے جھک کر آپ سے قریب ہوگئیں۔ اور آپ اس سے کھجوریں توڑ توڑ کر تناول فرمانے لگے۔ اس وقت عراق میں کھجور کے کسی درخت میں بھی پھل نہیں آیا تھا۔ اس وقت میں اپنی جگہ سے پھرا۔ اور آپ کے پاس آیا۔ تو ایک پھل مجھے بھی ملا۔ میں نے اسے کھایا۔ تو مشک کی طرح اس میں خوشبو آتی تھی +

قرائے نہرالملک میں سے قریا رذیریان میں آپ سکونت پذیر تھے۔ اور یہیں پر ۵۶۴ھ میں آپ نے وفات پائی۔ اور یہیں پر آپ مدفون ہوئے۔ اور اب تک آپ کی قبر ظاہر ہے۔ اور دور دراز سے لوگ زیارت کے لئے آیا کرتے ہیں +

آپ کی عمر اس وقت ایک سو بیس سال متجاوز تھی۔ آپ اعلےٰ درجہ کے ظریف و جمیل و جمیع مکارم اخلاق اور صاحب فضائل و مناقب عالیہ تھے۔ آپ کے اصحاب و مریدین بھی آپ ہی کے سلوک پر قدم بقدم بقدم چلتے ہے۔ رضی اللہ عنہم اجمعین +

منجملہ ان کے شیخ ابوالعیز المغربی رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ مغرب کے اعیان مشائخ عظام

سے تھے۔ کرامات ظاہرہ و تعریف تام و مقامات و احوال عالیہ رکھتے تھے۔ آپ عارف و زاہد اور محققین اولیاء اور اوتاد مغرب سے تھے۔ ہمیشہ ریاضت و مجاہدہ اور مراقبہ میں رہتے تھے اور ہر وقت نفس سے تشدد اور محاسبہ کیا کرتے تھے۔ بہت سے مشائخ عظام آپ کی صحبت بابرکات سے مستفید ہوئے۔ اور اس قدر خلق اللہ نے آپ سے ارادت حاصل کی۔ کہ جس کی تعداد شمار سے زائد ہے۔ اہلِ مغرب خشک سالی میں آپ سے دعا کراتے تھے۔ تو آپ کی برکت سے باراں ہوتی تھی۔ اور جب وہ اپنی مصیبتیں لیکر آپ کے پاس آتے تھے۔ تو آپ ان کے لئے دعا کرتے تھے۔ اور آپ کی دعا کی برکت سے ان کی مصیبتیں دور ہو جاتی تھیں +

اقوال آپؒ

آپ نے فرمایا ہے۔ کہ اہل احوال اہل بدایات کے مالک ہوتے ہیں کہ اہلِ بدایات میں تصرف کرتے ہیں۔ اور اہل نہایات کے مملوک ہوتے ہیں۔ کہ وہ ان میں تصرف کرتے ہیں۔ اور جو حقیقت کہ آثار و رسوم عبدیت کو نہ مٹا دے۔ وہ حقیقت حقیقت نہیں ہے +

نیز آپنے فرمایا ہے۔ کہ جو شخص کہ حق کو طلب کرتا ہے۔ وہ اسے پا لیتا ہے +

نیز آپنے فرمایا ہے۔ کہ جو شخص کہ کسی کے لئے نہیں ہوتا ہے۔ وہ کسی کے ہاتھ نہیں ہوتا ہے +

نیز آپ نے فرمایا ہے۔ کہ زیادہ نفع وہ وہ کلام ہے کہ مشاہدہ سے حاصل ہوا ہو +

آپ کے ابتدائی حالات

آپ اپنے ابتدائی حالات میں پندرہ سال تک جنگل و بیابان میں پھرتے رہے۔ اور اس اثنائے میں آپنے بجز تخم خبازی کے اور کچھ نہیں کھایا +

شیر وغیرہ آپ سے انسیت رکھتے تھے۔ اور پرندے آپکے گرد اگرد پھرتے رہتے تھے۔ اور جس جس مقام پر کہ شیر رہتے تھے۔ اور ان کی وجہ سے راستے بند ہو جاتے تھے۔ تو آپ اس مقام پہ آکر شیر کا کان پکڑ لیتے تھے۔ اور ان سے فرماتے تھے۔ کہ کتو تم یہاں سے چلے جاؤ۔ اور اب پھر ادھر رخ نہ کرنا۔ چنانچہ اس مقام سے تمام شیر چلے جاتے تھے۔ اور اس جگہ پر کبھی دکھائی نہیں دیتے تھے +

شیخ محمدؒ الافریقی نے بیان کیا ہے۔ کہ ایک دفعہ لکڑیاں کاٹنے والے آپ کی خدمت میں شاکی ہوئے۔ کہ ہمارے جنگل میں شیر بکثرت ہیں۔ جن کی وجہ سے ہمیں نہایت پریشانی رہتی ہے۔ آپ نے اپنے خادم سے فرمایا۔ کہ ان کے جنگل میں جاؤ۔ اور بلند آواز سے پکار کر کہدو۔ کہ اے گروہ شیر شیخ ابو الیعزؒ تمہیں حکم دیتے ہیں۔ کہ تم یہاں سے نکل کر چلے جاؤ۔ اور پھر ادھر کا رخ نہ کرنا۔ تو

آپ کے خادم کے یہ کہتے ہی اس جنگل کے تمام شیر بچوں کو لیکر وہاں سے چلے گئے۔ اور اس جنگل میں کوئی شیر نہیں رہا۔ اور نہ اس کے بعد کبھی وہاں شیر دکھائی دیا +

شیخ ابو مدین رضی اللہ عنہٗ نے بیان کیا ہے۔ کہ ایک دفعہ قحط سالی کے موقعہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ اس وقت ایک جنگل میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اور وحوش وطیور اور شیر وغیرہ درندے آپ کے گرداگرد جمع تھے۔ اور کوئی کسی کو ایذا نہیں پہنچاتا تھا۔ اور ان میں سے ایک کے بعد ایک آپ کی خدمت میں آتا تھا۔ اور باآواز بلند چلاتا تھا۔ گویا کہ وہ آپ سے کسی بات کی شکایت کر رہا ہے۔ اور آپ اس سے فرما رہے تھے کہ جاؤ تمہاری روزی فلاں جگہ پر ہے۔ اور چلا جاتا تھا۔ جب یہ سب جا چکے۔ تو آپ نے مجھ سے فرمایا۔ کہ یہ وحوش وطیور میرے پاس بھوک کی شدت کی شکایت کرنے آئے تھے۔ اور اللہ تعالےٰ نے مجھے ان کی روزی پر مطلع کر دیا تھا۔ اس لئے میں نے ان کی روزی کے مقامات انہیں بتلادیئے اور وہ اپنی اپنی جگہ چلے گئے +

ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ کہ شیخ ابو مدین کے مریدوں میں سے ایک شخص کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا۔ کہ حضرت میری تھوڑی سی زمین ہے۔ جس سے مَیں اپنی اور اپنے بال بچوں کی روزی بسر کرتا ہوں۔ اور اب خشک سالی کی سے وہ سوکھی پڑی ہے۔ آپ اس شخص کے ساتھ آئے۔ اور اس زمین میں آپ پھرے۔ تو اس میں اچھی طرح سے بارش ہوئی۔ اور اس میں غلہ بھی ہوا۔ اور اس کے سوا مغرب میں اور کسی زمین میں نہ بارش ہوئی اور نہ غلہ ہوا +

آپ قری فارس سے قریۂ باعیت میں سکونت پذیر تھے۔ اور یہیں پر کبیرسن ہو کر آپ نے وفات پائی۔ اہلِ مغرب آپ کو یَلْ دِ کے لقب سے پکارتے تھے۔ یعنی بلند ذی عظمت چونکہ اہلِ مغرب کے نزدیک آپ نہایت ذی شان تھے۔ اس لئے وہ آپ کو اس لقب سے پکارا کرتے تھے۔ رضی اللہ عنہٗ +

منجملہ ان کے قدوۃ العارفین شیخ ابو نعمۃ مسلمۃ بن نعمۃ السروجی ہیں۔ آپ شیخ المشائخ وسید الاولیاء ورئیس الاصفیاء والاتقیا اور صاحبِ کرامات ومقامات عالیہ تھے۔ اور ہمّت عالیہ وقدم راسخ رکھتے تھے +

آپ منجملہ ان اولیاء اللہ کے تھے۔ کہ جن کو اللہ تعالےٰ نے قبول عام وہیبت و عظمت وتصرف تام عطا فرمایا۔ اور جن کی ہیبت وعظمت اس نے اپنی مخلوق کے دل میں بھردی +

آپ اعلےٰ درجہ کے ذی علم۔ سخی اور غربا پرور تھے۔ اور غربا و مساکین کے ساتھ ہی آپ بیٹھا اُٹھا کرتے تھے ✦

شیخ عقیل المنبجی وغیرہ مشائخ عظام کی ایک بہت بڑی جماعت آپ کی صحبت بابرکت سے مستفید ہوئی۔ اور کثیر التعداد لوگوں نے آپ سے شرفِ تلمذ حاصل کیا۔ آپ کے بڑے بڑے چالیس مرید تھے۔ منجملہ ان کے شیخ عدی بن مسافر۔ شیخ موسیٰ الزولی۔ شیخ رسلان الدمشقی۔ شیخ شبیب الشطی الفراتی وغیرہ وغیرہ تھے رضی اللہ عنہم ✦

مؤلف کتاب الابعاح نے بیان کیا۔ کہ ایک دفعہ آپ کی حیات بابرکات میں کفار فرنگ یا جرمن نے بلدۂ سروج پر چڑھائی کی اور کشت و خون کرتے ہوئے آپ کے زاویہ تک آئے لوگوں نے آپ سے کہا۔ کہ حضرت دشمن آ پہنچے۔ آپ نے فرمایا ٹھیر جاؤ۔ پھر کئی دفعہ لوگوں نے آپ سے عرض کرتے ہوئے کہا۔ کہ حضرت یہ تو ہمارے سامنے ہی آ گئے۔ آپ اِس وقت اندر سے تشریف لائے اور اپنے دستِ مبارک سے اِن کی طرف اشارہ کیا۔ اور اشارہ کرتے ہی اِن کے گھوڑے پیچھے کو لوٹ پڑے اور پھر اِن کے قابو نہیں آئے۔ اِس وقت ان کے بہت سے لوگ مارے گئے۔ اور نہایت مشکل سے وہ شہر پناہ تک پہنچ سکے اور اب وہ عاجز ہوکر شہر پناہ سے باہر اُتر پڑے اور آپ کا ادب کرتے ہوئے نہایت عاجزی وانکساری سے پیش آئے۔ اور آپ سے معذرت کرتے ہوئے اپنا قاصد آپ کے پاس بھیجا۔ آپنے قاصد سے فرمایا۔ کہ تم اُن سے جاکر کہدو کہ اِس کا جواب تم کو انشاء اللہ تعالیٰ کل صبح کو ملے گا مگر اِن لوگوں کی سمجھ میں نہیں آیا۔ صبح کو مسلمانوں کا ایک بہت بڑا لشکر گیا اور ان کا فیصلہ کر آیا ✦

نیز بیان کیا گیا ہے۔ کہ اسی لشکر منہدم نے ایک دفعہ آپ کے فرزند کو گرفتار کر لیا تھا۔ اور مدت تک وہ اس کے پاس گرفتار رہے۔ جب عید کا روز آیا۔ تو ان کی والدہ نہایت آبدیدہ ہوئیں۔ آپ نے اِن سے فرمایا کہ صبر کرو۔ کل صبح کو انہیں ہم اپنے پاس بلا لینگے۔ پھر صبح کو آپ نے لوگوں سے فرمایا کہ جاؤ اور تل حرل کے پاس سے انہیں لے آؤ۔ آپ کے حسب ارشاد لوگ تل حرل گئے۔ تو وہاں ایک شیر اِن کے پاس کھڑا ہوا تھا۔ جب اس نے ان لوگوں کو دیکھا تو وہ اِن کے پاس سے چلا گیا۔ پھر جب یہ لوگ ان کے پاس پہنچے۔ اور اِن سے حالات دریافت کیا۔ تو انہوں نے بیان کیا۔ کہ اس جگہ پر میں محبوس تھا۔ وہاں سے یہ شیر مجھ کو اپنی پیٹھ پر لاد لایا اور یہاں پر لاکر مجھے کھڑا کر دیا۔ پھر یہ لوگ ان کو گھر لے آئے۔ آپکے گاؤں سے تل حرل ایک گھنٹہ کی مسافت پر

نا واقعہ تھا ٭

نیز بیان کیا گیا ہے۔ کہ آپ کے خدام میں سے ایک شخص حج بیت اللہ کو گئے۔ عید کے روز اُن کی والدہ آئیں۔ اور کہنے لگیں۔ کہ ہم نے کچھ نان وغیرہ پکوائے ہیں۔ اس وقت ہمیں اپنا فرزند یاد آتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ لاؤ تم اِن کا حصہ مجھے دو۔ مَیں کپڑے میں لپیٹ کر انہیں پہنچا دوں گا۔ اِن کی والدہ نے نان وغیرہ چیزیں آپ کو لا دیں۔ آپ نے ان کو چادر میں لپیٹ کر رکھ لیا۔ پھر جب وہ حج سے واپس آئے۔ اور ان کی والدہ نے اِن سے دریافت کیا۔ تو انہوں نے اور اُن کے رفقا نے بیان کیا کہ یہ نان ہم کو اس چادر میں لپیٹے ہوئے عید کے روز شب کو ملے تھے ٭

آپ نے ۵۶۶ھ میں بمقام قریۂ علی وفات پائی۔ اور وہیں پر آپ مدفون ہوئے۔ یہ قریہ بلدۂ سروج سے ڈیڑھ گھنٹے کی مسافت پر واقعہ تھا۔ اور سروج بالفتح اول بلدہ سروج کی طرف منسوب ہے۔ رضی اللہ عنہ ٭

منجملہ ان کے قدوۃ العارفین شیخ عقیل المنبجی رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ اکابر مشائخ شام سے تھے۔ شیخ عدی بن مسافر اور موسیٰ الزولی وغیرہ چالیس بڑے بڑے مشائخ عظام آپکی صحبت با برکت سے مستفید ہوئے۔ آپ پہلے شیخ ہیں۔ کہ شام میں خرقہ عمریہ لیکر گئے۔ آپکو لوگ طیار کے لقب سے پکارا کرتے تھے۔ کیونکہ آپ بلاد مشرق کے ایک منارے سے اُڑ کر منبج گئے تھے۔ جب لوگوں کو معلوم ہوا کہ آپ منبج میں ہیں۔ تو لوگوں نے آن کر آپ کو دیکھا۔ اور آپ یہاں پر اُن کو ملے۔ اور آپ کو غواص بھی کہتے تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی۔ کہ شیخ مسلمۃ السروجی کے مریدوں میں ایک بہت بڑی جماعت کے ساتھ آپ حج بیت اللہ کو گئے۔ جب یہ لوگ دریائے فرات پر پہنچے۔ تو ہر ایک شخص اپنا اپنا مصلا پانی پر بچھا بچھا کر اس پر بیٹھ گیا۔ اور اسی طرح سے دریا کو عبور کیا۔ اور آپ اپنا سجادہ بچھا کر اس پر بیٹھ گئے۔ اور دریا میں غوطہ لگا کر آپنے دریا کو عبور کیا۔ اور آپ کو ذرا بھی تری نہیں پہنچی۔ جب لوگ حج بیت اللہ سے واپس آئے۔ تو شیخ موصوف سے آپ کا ذکر کیا گیا۔ شیخ موصوف نے فرمایا۔ کہ عقیل غواصین میں سے ہیں ٭

آپ منجملہ ان مشائخ عظام کے ہیں۔ جو اپنی حیات بابرکات میں جس طرح سے کہ تصرف کرتے تھے۔ اسی طرح وہ اپنی قبور میں بھی تصرف کرتے ہیں۔ اور وہ چار مشائخ عظام حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی۔ شیخ معروف الکرخی شیخ عقیل المنبجی اور شیخ حیات بن قیس الحرانی رضی اللہ عنہم ہیں ٭

آپ نے فرمایا ہے۔ کہ ہمارا طریقہ جدوجہد ہے۔ پھر نوجوان یا تو اپنے مقصود کو پہنچتا ہے۔ یا ابتدا اسے حال میں ہی مرجاتا ہے۔ نیز آپ نے فرمایا ہے۔ کہ جو شخص کہ اپنے نفس کے لئے کوئی حال یا مقام طلب کرتا ہے۔ وہ طرقِ معارف سے دور ہو جاتا ہے۔ اور جو شخص کہ بدوں حال کے اپنے نفس کی طرف اس کا اشارہ کرے تو وہ کذاب ہے +

شیخ عثمان بن مرزوق نے بیان کیا ہے۔ کہ ایک دفعہ ابتدائے حال میں آپ شیخ مسلمۃ السروجی رضی اللہ عنہ کے ستر۷۰ مریدوں کے ساتھ ایک غار میں بیٹھے۔ اور ہر ایک نے اپنا اپنا عصا نیچے رکھ دیا اس کے بعد رجالِ غیب آئے۔ اور اگر ہر ایک نے ایک عصا اُٹھا لیا مگر آپ کا عصا اُن میں سے کوئی بھی نہ اٹھا سکا۔ اور سب نے مل کر اُٹھایا۔ تو وہ پھر بھی آپ کا عصا نہ اُٹھا سکے۔ جب یہ سب شیخ موصوف کے پاس واپس آئے۔ تو انہوں نے یہ واقعہ آپ سے بیان کیا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ یہ لوگ اولیاء اللہ تھے۔ اور ان میں سے جس نے کہ تم میں سے جس کا عصا اُٹھا لیا وہ اسی کے مرتبہ کا تھا۔ جس نے کہ اس کا عصا اُٹھایا۔ اور ان میں ان کے مقام و مرتبہ والا کوئی نہیں تھا۔ اسی لئے ان سے ان کا عصا نہیں اُٹھ سکا۔ اور سب کے سب اس کے اُٹھانے سے عاجز رہے +

شیخ ابو المنبجی نے بیان کیا ہے۔ کہ مجھ سے میرے والد ماجد نے اور ان سے میرے جد امجد نے بیان کیا ہے کہ میں ایک وقت منبج کے میدان میں پہاڑ کے نیچے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت صلحا کی ایک بہت بڑی جماعت آپ کی خدمت میں حاضر تھی۔ حاضرین میں سے بعض لوگوں نے آپ سے پوچھا۔ کہ صادق کی کیا علامت ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اگر صادق اس پہاڑ سے کہدے کہ تو حرکت کر تو یہ حرکت کرنے لگے۔ آپ کا فرمانا تھا۔ کہ یہ پہاڑ ہلنے لگا پھر انہوں نے پوچھا کہ متصرف کی کیا علامت ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر بحر و بر کے وحوش و طیور کو بلائے تو وہ اس کے پاس آنے لگیں۔ آپ کا فرمانا تھا۔ کہ ہمارے پاس وحوش و طیور آکر جمع ہو گئے۔ اور تمام فضا ان سے پر ہو گیا۔ اور دریا کے شکاریوں نے ہم سے بیان کیا کہ اس وقت دریا کی مچھلیاں اوپر آگئیں تھیں +

اس کے بعد انہوں نے پوچھا کہ حضرت اپنے زمانہ کے اہل برکت کی کیا علامت ہے تو آپ نے فرمایا کہ اگر وہ اپنا قدم (مثلاً) اس پتھر پہ مارے۔ تو اس سے چشمے پھوٹ نکلیں اور پھر جیسا کہ ہے ویسا ہی ہو جائے۔ اور آپ نے اسی پتھر پہ جو کہ آپ کے سامنے تھا اپنا قدم مارا

اور اس سے چشمے پھوٹ نکلے اور پھر جیساکہ تھا ویسا ہو گیا +

سنہ ۷۹۰ ہجری میں آپ نے منبج میں سکونت اختیار کی - اور کبیر سن ہو کر یہیں پر آپ نے وفات پائی - آپ کی قبر اب تک یہاں پر ظاہر ہے - اور لوگ زیارت کے لئے آیا کرتے ہیں - احقر کو بھی عین عالم شباب میں آپ کے مزار کی زیارت کرنے کا موقعہ ملا - زیارت کر کے ہر ایک طرح کی خیر و برکت سے مستفید ہوا - رضی اللہ عنہ و رضی عنا بہ +

منجملہ اُن کے قدوۃ العارفین شیخ علی وہب الربیعی رضی اللہ عنہ ہیں - آپ عراق کے مشائخ کبار سے تھے - اور کرامات و مقاماتِ عالیہ رکھتے تھے - آپ منجملہ اُن اولیاء اللہ کے تھے کہ جن کی عظمت و ہیبت اللہ تعالےٰ نے اپنی مخلوق کے دل میں بھر دی تھی - اور جن کی ذات بابرکات سے اُس نے بہت سے خوارق و عادات ظاہر کر دیئے - اور جن کی زبان کو اس نے امورِ خفیہ پر گویا کیا - جملہ علماء و مشائخ آپ کی تعظیم و تکریم پر متفق تھے +

منجار میں تربیت مریدین آپ ہی کی طرف منتہی تھی - شیخ سوید السنجاری اور شیخ ابوبکر الخیار شیخ سعد الصنائی وغیرہ مشائخ عظام کو آپ سے فخر تلمذ حاصل تھا - اہل مشرق اس قدر آپ کی طرف منسوب تھے - کہ جن کی تعداد شمار سے زائد ہے +

بیان کیا گیا ہے - کہ آپ نے اپنی وفات کے بعد اکہتر مرید چھوڑے - جو کہ سب کے سب صاحب حال و احوال تھے +

آپ کی وفات کے روز آپ کے کل مرید آپ کے مزار کے سامنے ایک باغیچہ میں جمع ہوئے اور سب نے اس باغیچہ سے ایک ایک مٹھی سبزہ اُٹھایا - اور ہر ایک کے سبزی میں مختلف قسم کے پھول نکل آئے +

آپ کا قول تھا - کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک خزانہ عطا فرمایا ہے - جو کہ اسی کی قوت و طاقت سے مہر کیا ہوا ہے +

آپ کو رادّ الغائب کے لقب سے پکارا کرتے تھے - کیونکہ جسکا حال و احوال مفقود ہو جاتا اور وہ آپ کے پاس آتا - تو آپ اُس کے حال و احوال کو اس پر واپس کر دیا کرتے تھے +

آپ منجملہ اِن دو مشائخ کے ہیں - کہ جنہوں نے خواب میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے خرقہ شریف پہنا - اور بیداری کے بعد انہیں خرقہ شریف سر پر ملا - اور وہ دو مشائخ یہ ہیں - منجملہ اِن کے ایک آپ خود ہیں - اور دوسرے شیخ ابوبکر بن ہوارا رضہ ہیں +

بلاد مشرق میں سے بلدہ شکریہ کے قریب ایک عظیم الشان چٹان کے نیچے ہمکو شیخ عدی

بن مسافر اور شیخ موسیٰ الزوملی کے ساتھ جمع ہونے کا اتفاق ہوا۔ دونوں مشائخ موصوف نے آپ سے پوچھا کہ توحید کیا چیز ہے۔ آپ نے اس چٹان کی طرف اشارہ کیا۔ اور فرمایا یا اللہ تو آپ کے فرماتے ہی، اس چٹان کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ یہ چٹان وہاں کے مشہور معروف مقامات میں سے ہے اور لوگ۔ ان دونوں ٹکڑوں کے درمیان میں نماز پڑھا کرتے ہیں۔

عمر بن عبد الحمید نے بیان کیا ہے۔ کہ مجھ سے میرے والد ماجد نے اور ان سے میرے جد امجد نے بیان کیا ہے۔ کہ میں نے چالیس برس تک آپ کے پیچھے نماز پڑھی۔ ایک دفعہ میں نے آپ کے ابتدائی حالات دریافت کئے۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ پہلے میں نے اپنی سات سالہ عمر میں قرآن مجید یاد کیا۔ اور پھر تیرہ برس کی عمر میں بغداد گیا اور وہاں پر علمائے بغداد سے تحصیل علم کرتا رہا۔ اور باقی اوقات اپنی مسجد میں عبادت الٰہی میں مشغول رہتا تھا۔ ایک مدت کے بعد میں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو خواب میں دیکھا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ علی مجھ کو حکم ہوا ہے۔ کہ میں تمہیں خرقہ پہناؤں۔ پھر آپ نے اپنی طاقیہ (ایک قسم کی ٹوپی ہوتی ہے) آستین مبارک میں سے نکالی۔ اور میرے سر پر رکھ دی۔ پھر کئی روز کے بعد خضر علیہ السلام تشریف لائے۔ اور فرمایا اب تم لوگوں کو وعظ نصیحت کر کے انہیں نفع پہنچاؤ۔ اس کے بعد پھر میں نے حضرت ابابکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو خواب میں دیکھا۔ اور جو کچھ حضرت خضر علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا تھا وہی آپ نے مجھ سے فرمایا۔ پھر جب میں بیدار ہوا۔ تو میں نے اس کام کے انجام دینے کا ارادہ کر لیا۔ پھر دوسری شب کو میں نے جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خواب میں دیکھا۔ آپ نے بھی مجھ سے فرمایا۔ کہ جو کچھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا تھا۔ پھر آخر شب کو میں نے حق سبحانہ وتعالیٰ کو خواب میں دیکھا۔ فرمان ہوا۔ کہ میرے بندے میں نے تجھ کو اپنی زمین میں برگزیدہ لوگوں میں سے کیا۔ اور تیرے تمام حال واحوال میں میں نے تجھ کو اپنی تائید فرمائی۔ اور اپنے اس علم سے کہ میں نے تجھ کو عطا فرمایا ہے ان میں حکم کر۔ اور میری نشانیاں ان پر ظاہر کر۔ جب میں بیدار ہوا۔ تو میں لوگوں کی طرف نکلا۔ اور خلقت کا میرے پاس ہجوم ہو گیا۔

آپ کے فرزند شیخ محمد نے بیان کیا ہے کہ ایک دفعہ آپ کی خدمت میں ایک ہمدانی شخص جن کا کہ شیخ محمد بن احمد الہمدانی نام تھا آئے۔ ان کا حال ان سے مفقود ہو گیا تھا۔ اور وہ یہ تھا کہ ان کی بصیرت ملکوت اعلیٰ سے عرش تک دیکھتے تھے۔ یہ تمام بلاد میں پھرتے رہے۔ مگر کسی

نے بھی ان کا حال انہیں واپس نہیں کیا۔ پھر جب یہ آپ کے پاس آئے۔ تو آپ نے فرمایا کہ شیخ محمد میں تمہارا حال واپس کراتا ہوں۔ بلکہ اس سے اور زائد۔ آپ نے فرمایا۔ کہ تم اپنی آنکھیں بند کر لو۔ انہوں نے آنکھیں بند کر لیں۔ تو انہوں نے ملکوت اعلیٰ سے عرش تک دیکھا۔ آپ نے ان سے فرمایا۔ کہ یہ تمہارا حال ہے۔ اور اب میں تمہارے حال میں دو باتیں اور زائد کرتا ہوں۔ پھر آپ نے ان سے فرمایا۔ کہ آنکھیں بند کرو۔ انہوں نے آنکھیں بند کر لیں تو اس دفعہ انہوں نے ملکوت اسفل سے بہموت تک دیکھا۔ پھر آپ نے فرمایا۔ کہ یہ ایک بات ہے۔ دوسری بات یہ ہے۔ کہ میں تمہارے قدموں میں وہ قوت دیتا ہوں۔ کہ جس سے تم تمام افاق میں پھر سکتے ہو۔ چنانچہ انہوں نے اپنا ایک قدم اُٹھا کر ہمدان میں رکھا۔ اور آپ کی برکت سے اُسی ایک قدم میں ہمدان پہنچ گئے +

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک مغربی شخص جس کا نام عبدالرحمن تھا۔ آپ کی خدمت میں چاندی کا ایک بڑا سا ٹکڑا لیکر حاضر ہوا۔ اور اسے آپ کے سامنے رکھ کر کہنے لگا۔ کہ یہ چاندی میں نے خاص فقراء کے لئے بنائی ہے۔ آپ نے حاضرین سے فرمایا۔ کہ جس جس کے پاس کہ تانبے کے برتن ہوں وہ اپنے برتن میرے پاس لے آئے۔ لوگ جاکر بہت سے برتن آپکے پاس لے آئے۔ آپ اُٹھے اور اُن کے اوپر سے چلے۔ تو ان میں سے بعض برتن سونے کے اور بعض چاندی کے ہو گئے مگر دو طشت جیسے کہ تھے۔ ویسے ہی رہے۔ پھر آپ نے فرمایا۔ کہ جس کا جونسا برتن ہو۔ وہ اپنا اپنا برتن لے جائے۔ سب نے اپنے اپنے برتن اُٹھا لئے۔ اور اُس شخص سے آپ نے فرمایا۔ کہ اے فرزند من۔! اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ سب برتن عطا فرمائے تھے۔ مگر ہم نے ان سب کو چھوڑ دیا اور اب ہمیں ان کی ضرورت نہیں۔ تم اپنی چاندی اُٹھا کر اپنے پاس رکھ لو۔ پھر آپ سے بعض برتن سونے کے اور بعض چاندی کے ہو جانے اور بعض اُسی حالت میں رہنے کی وجہ دریافت کی گئی۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ جس کے دل کو برتن لانے میں ذرا بھی روکاوٹ نہیں ہوئی۔ اس کا برتن سونے کا اور جس کے دل میں کچھ بھی روکاوٹ ہوئی تو اس کا برتن چاندی کا ہو گیا۔ اور جس کے دل میں بدظنی ہو گئی۔ اُس کا برتن جیسا کہ تھا۔ ویسا ہی رہا +

نیز بیان کیا گیا ہے۔ کہ آپ کے پاس دو بیل تھے۔ اسی سے آپ کاشتکاری کیا کرتے تھے۔ اور آپ اُنہیں ہاتھ نہیں لگاتے تھے۔ اور جب آپ ان کو کہتے کہ کھڑے ہو جاؤ۔ تو وہ کھڑے ہو جاتے۔ اور جب آپ ان سے کہتے۔ کہ چلو تو چلنے لگتے تھے۔ اور بعض اوقات ایسا بھی ہوتا تھا کہ آپ گندم

وغیرہ بویا کرتے اور معاً آپ کے بعد ہی وہ گھاس بھی آتے تھے۔ ایک دفعہ آپ کا ایک بیل مرگیا۔ تو آپنے اس کا سینگ پکڑ کر کہا۔ کہ اے پروردگار عالم تو میرے اس بیل کو زندہ کر دے۔ اور وہ باذنہٖ تعالیٰ زندہ ہوگیا۔
خلاصہ کلام یہ کہ آپ کے فضائل ومناقب بکثرت ہیں۔ آپ ایک فصیح و بلیغ فاضل تھے۔ کبھی آپ قسم نہیں کھاتے تھے۔ اور شدت حیا کی وجہ سے آسمان کی طرف نظر نہیں اُٹھایا کرتے تھے۔ قرائے سنجار میں سے قریۂ بدریہ میں آپ رہتے تھے۔ اور اسی برس سے زیادہ عمر پاکر یہیں آپنے وفات پائی تھی۔
(مؤلف) آپ اصل میں بدوی اور ہمارے قبیلہ ربیعہ سے تھے ہمارے برادر عم زادے علامۂ محقق رضی الدین محمدؒ الحنیفی الرضوی نے اپنی تالیف موسوم بالاثار المرفیعہ فی ماثر بنی ربیعہ میں آپ کا ذکر بھی کیا ہے۔ رضی اللہ عنہٗ۔
منجملہ ان کے قدوۃ العارفین موسیٰ بن ہامان الزولی یا بقول بعض ابن ماہین الزولی رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ بھی مشائخ کبار سے تھے۔ جملہ علماء ومشائخ آپ کی نہائت تعظیم وتکریم کرتے تھے بہت سے مشائخ نے آپسے تلمذ حاصل کیا۔ اور بے شمار لوگ آپ کی صحبت بابرکت سے مستفید ہوئے۔ بہت سے امور مخفیہ آپ بیان کیا کرتے تھے۔ آپ سے کرامات وخوارق عاداتہ بکثرت ظاہر ہوئے۔ سیدنا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہٗ آپ کی نہایت تعظیم تکریم کرتے اور بسا اوقات آپ کی تعریف کیا کرتے تھے۔
ایک دفعہ آپ نے فرمایا۔ کہ اے اہلِ بغداد تمہارے شہر میں ایک ایسا سورج طلوع ہوگا جو کہ ابتک ایسا سورج تم پر طلوع نہیں ہوا ہے۔ لوگوں نے پوچھا وہ کونسا سورج ہے آپ نے فرمایا۔ اس سے میری مراد شیخ موسیٰ الزولی ہیں۔
ایک دفعہ آپ حج سے واپس آئے۔ تو آپ نے دو دن کے راستہ سے لوگوں کو آپ کا استقبال کرنے کے لئے بھیجا۔ اور بغداد میں آگئے۔ تو خود آپ نے بھی آپ کی نہایت تعظیم وتکریم کی۔
آپ مستجاب الدعوات تھے۔ جس کے لئے بھی کہ آپ جو دعا کرتے تھے۔ آپ کی دُعا قبول ہو جاتی تھی۔ اگر آپ نابینا کے لئے دعا کرتے۔ تو وہ آپ کی دُعا کی برکت سے بینا ہو جاتا اور بینا کے لئے بد دُعا کرتے تو وہ نابینا ہو جاتا۔ فقیر کے لئے دُعا کرتے تو وہ غنی ہو جاتا۔ اور غنی کے لئے دُعا کرتے تو وہ فقیر ہو جاتا۔ مریض کے لئے دُعا کرتے تو وہ تندرست ہو جاتا۔ غرض جس بات کی کہ آپ دُعا مانگتے فوراً اس کا ظہور ہو جایا کرتا۔

احمد المارودینی نے بیان کیا ہے۔ کہ مجھ سے میرے والد ماجد نے اور ان سے میرے جد امجد نے بیان کیا کہ آپ اکثر رسولِ مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے مشاہدے میں رہا کرتے تھے۔ آپ دُعا مانگتے مگر رسولِ مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا ظہور ہو جایا کرتا تھا۔

ایک عورت اپنے بچہ کو جو کہ چار ماہ کا تھا۔ آپ کی خدمت میں لائی۔ آپ نے اس کے لئے دعا کی وہ دوڑنے لگا۔ پھر آپ نے اسے پکڑ لیا۔ اور قُل ہُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ اس کو پڑھایا۔ تو اس نے آپ کے ساتھ ساتھ پوری صورت پڑھ لی۔ اور پھر اس کے بعد سے وہ اچھی طرح سے چلنے پھرنے اور باتیں کرنے لگا۔ آپ کی وفات کے بعد یہ لڑکا پھر دیکھا گیا۔ تو اس کی عمر تین سال کی تھی۔ اور یہ اسی طرح سے نہایت صاف زبان سے بولتا تھا۔ اور اب اس کو لوگ ابومسرور کہہ کر پکارتے تھے۔

آپ نے قصبہ ماردین میں سکونت اختیار کی تھی۔ اور یہیں پر آپ نے وفات پائی۔ اب تک آپ کا مزار ظاہر ہے۔ اور لوگ زیارت کو آیا کرتے ہیں۔ بیان کیا گیا ہے۔ کہ جب آپ کو قبر میں اتارا گیا۔ تو آپ اُٹھ کر نماز پڑھنے لگے۔ اور قبر وسیع ہو گئی۔ اور جو لوگ کہ قبر میں اترے تھے۔ ان پر بیہوشی طاری ہو گئی رضی اللہ عنہ و رضی عنا بہٖ۔

منجملہ ان کے قدوۃ العارفین شیخ رسلان الدمشقی رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ عراق کے مشائخ عظام سے تھے۔ اور کرامات و مقامات عالیہ رکھتے تھے۔ اور معارف و حقائق اور قرب و کشف کے اعلےٰ منصب پر تھے۔ سب کے دل آپ کی ہیبت و محبت سے بھرے ہوئے تھے۔ اور قبولیت عامہ کو حاصل تھی۔ آپ امام السالکین تھے۔ اور شام میں تربیت مریدین آپ ہی کی طرف منتہی تھی۔ بہت سے عجائبات و خوارقِ عادات آپ سے ظاہر ہوئے۔ دور دراز کے لوگ آپ کے پاس آکر ٹھیرتے تھے۔

معارف و حقائق میں آپ کا کلام نہایت نازک و عالی تھا منجملہ اس کے کچھ ہم اس جگہ بھی نقل ہیں۔ اور وہ یہ ہے:۔

مُشَاہَدَۃُ الْعَارِفِ تَقْیِیْدُہٗ فِی الْجَمِیْعِ وَبُرُوْزُ الْمَعْرِفَۃِ فِی الْاِطْلَاعِ لِاَنَّ الْعَارِفَ وَاصِلٌ اِلَّا اِنَّہٗ تَرِدُ عَلَیْہِ اَسْرَارُ اللّٰہِ تَعَالٰی جُمْلَۃً کُلِّیَّۃً بِاَنْوَارٍ تُطْلِعُہٗ عَلٰی شَوَاہِدِ الْغَیْبِ وَتُطْلِعُہٗ عَلٰی سِرِّ التَّحْکِیْمِ فَہُوَ مَاخُوْذٌ عَنْ نَفْسِہٖ مَرْدُوْدٌ عَلٰی نَفْسِہٖ مُتَمَکِّنٌ فِیْ قَلْبِہٖ فَاَخْذُہٗ عَنْ نَفْسِہٖ تَقْرِیْبٌ یُشْہِدُہٗ وَالتَّہْذِیْبُ یُوْجِدُہٗ وَالتَّخْصِیْصُ یُفْرِدُہٗ فَتَفْرِیْدُہٗ وُجُوْدُہٗ شُہُوْدُہٗ وَشُہُوْدُہٗ

شُهُوْدُهٗ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ فَعِنْدَ اِدْرَاكِهِ الْاَبْصَارَ شَهِدَتْهُ الْبَصَائِرُ +

یعنی عارف کا مشاہدہ اس کا کل میں مقید اور اس پر معرفت کا ظاہر ہونا ہے کیونکہ عارف واصل الی اللہ ہوتا اور اس پر اسرار و انوار الٰہی وارد ہونے لگتے ہیں جن سے عارف شواہد غیب اور اسرار سے مطلع ہوتا رہتا ہے۔ عارف نفس سے جدا اور نفس کی مخالفت پر آمادہ کر دیا جاتا ہے اور اس کے دل میں تمکین و وقار رکھا جاتا ہے۔ عارف کو نفس سے جدا ہونے سے تقرب الی اللہ حاصل ہوتا ہے۔ اور نفس کی مخالفت کرنے سے اس کو تہذیب نفس اور اس کے دل میں سکون و وقار رکھ دیئے جانے سے اس کو تخصیص حاصل ہوتی ہے۔ اور تقرب حق عارف کو شہود کے درجہ پر پہنچاتا ہے۔ تہذیب نفس اس کو توحید کے درجہ پر تخصیص اس کو تفرید کے درجہ پر پہنچاتی ہے۔ اور اس کی تفرید اس کا وجود اور اس کا وجود اس کا شہود اور اس کا شہود شہودِ حق ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ (لوگوں کی نظریں تو اسے نہیں پا سکتیں اور وہ لوگوں کی نظروں کو پا لیتا ہے) تو اس کے لوگوں کی نظریں پا لینے کے وقت ان کی بصیرتیں اس کا مشاہدہ کر سکتی ہیں +

قدوۃ العارفین شیخ ابو محمد ابراہیم بن محمود البعلی نے بیان کیا ہے۔ کہ ایک روز آپ موسم گرما میں دمشق کے باغات میں سے ایک باغ میں تشریف رکھتے تھے۔ اور اس وقت آپ کے مریدین میں سے ایک بہت بڑی جماعت بھی آپ کی خدمت میں موجود تھی۔ اس وقت بعض حاضرین نے آپ سے ولی کی تعریف پوچھی۔ آپ نے فرمایا۔ کہ ولی وہ شخص ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے تعریف تام عطا فرمائی۔ اس کے بعد آپ سے پوچھا گیا۔ کہ اس کی علامت کیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اس کی علامت یہ ہے۔ چار شاخیں آپ نے اپنے ہاتھ میں لیں۔ اور ان میں سے ایک کی نسبت فرمایا۔ کہ یہ خلوخ موسم گرما کے لئے ہے۔ اور دوسری کی نسبت فرمایا۔ کہ یہ خریف کے لئے ہے۔ اور تیسری کی نسبت فرمایا۔ کہ یہ موسم سرما کے لئے ہے۔ اور

عـــہ اس آیۂ کریمہ سے رویتِ الٰہی کی نفی لازم نہیں آتی۔ بلکہ صرف ادراک کی ہے۔ اور رویت اور ادراک میں فرق ظاہر ہے۔ اس مسئلہ کو امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ نے تفسیر کبیر میں اس آیت کے ذیل میں مفصل لکھ کر معتزلہ اور روافض علیہم اللعنۃ کا خوب رد کیا ہے +

فقیر محمد نقشبندی سجادہ نشین ١٢ +

چوتھی کی نسبت فرمایا۔ کہ یہ ربیع کے لیئے ہے۔ پھر آپ نے موسم گرما والی شاخ کو اُٹھا کر ہلایا۔ تو سخت گرمی ہونے لگی۔ پھر اسے رکھ کر آپ نے خریف والی شاخ کو اٹھا کر ہلایا۔ تو فصلِ خریف کی علامتیں ظاہر ہونے لگیں۔ پھر آپ نے اسے پھینک کر موسم سرما والی شاخ کو اُٹھا کر ہلایا۔ تو آثار سرما نمایاں ہو کر سرد ہوا چلنے لگی۔ اور سخت سردی ہو گئی۔ اس کے بعد باغ کے تمام درختوں کے پتے خشک ہو گئے۔ پھر آپ نے فصل ربیع والی شاخ کو اُٹھا کر ہلایا۔ تو درختوں کے تمام پتے تر و تازہ اور ہرے بھرے ہو گئے۔ اور تمام شاخیں میووں سے بھر گئیں۔ اور ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں چلنے لگیں۔ اس کے بعد آپ درختوں کے پرندوں کی طرف نظر کرتے ہوئے اُٹھے۔ اور ایک درخت کے نیچے آئے اور اسے ہلا کر اس کے پرندے کی طرف جو کہ اس پر بیٹھا ہوا تھا۔ اشارہ کیا۔ کہ تو اپنے خالق کی تسبیح پڑھ۔ تو وہ ایک نہایت عمدہ لہجہ میں چہچہانے لگا جس سے سامعین نہایت محظوظ ہوئے۔ اسی طرح سے آپ ہر ایک درخت کے نیچے آ آ کر پرندوں کی طرف اشارہ کرتے گئے۔ اور آپ کے حسب اشارہ تمام پرندے چہچہاتے گئے۔ مگر ان میں سے ایک پرندہ نہیں چہچہایا۔ آپ نے فرمایا۔ خدا کے حکم سے تو زندہ بھی نہ رہے۔ تو وہ اسی وقت گر کر مر گیا +

ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ کہ پندرہ شخص آپ کے یہاں مہمان آ گئے۔ اس وقت آپکے نزدیک بجز پانچ روٹیوں کے اور کچھ نہ تھا۔ آپنے بسم اللہ الرحمن الرحیم کہکر ان پانچ روٹیوں کو ان کے سامنے رکھ دیا۔ اور دعا کی۔ اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْمَا رَزَقْتَنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ کہ اے پروردگار تو ہماری روزی میں برکت کر۔ تو ہی سب کو روزی اور بہتر روزی دینے والا ہے۔ تو آپ کی دُعا کی برکت سے سب نے ان روٹیوں کو کھایا۔ اور سب کے سب خوب سیر ہو گئے۔ اور جو کچھ روٹی بچ رہی اُسے آپ نے ٹکڑے ٹکڑے کر کے سب کو ایک ٹکڑا دے دیا۔ پھر یہ لوگ بغداد شریف چلے گئے۔ اور اس ٹکڑے میں سے کئی دن تک کھاتے رہے +

نیز ابو احمد بن محمد الکردی بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے ایک دفعہ آپ کو ہوا میں جاتے ہوئے دیکھا۔ اس وقت کبھی تو آپ ہوا میں چلنے لگتے تھے۔ اور کبھی بیٹھے ہوئے ہوا میں جاتے تھے۔ اور کبھی آپ تیر کی طرح تیز ہو جاتے تھے۔ اور کبھی آپ پانی پر سے ہو کر چلنے لگتے تھے۔ پھر میں نے عرفات حج کے تمام موقعوں میں آپ کو دیکھا۔ اور اس کے بعد

پھر آپ مجھ کو دکھائی دیئے۔ جب میں دمشق آیا۔ اور لوگوں سے آپ کا حال پوچھا۔ تو انہوں نے بیان کیا۔ کہ بجز عرفہ اور قربانی کے دن اور ایام تشریق کے اور کسی روز آپ پورا دن ہم سے غائب نہیں ہوئے +

ایک روز میں نے آپ کو بیٹھے ہوئے دیکھا۔ کہ آپ اپنے حال میں مستغرق تھے۔ اور ایک شیر آپ کے قدموں پر لوٹ رہا تھا +

ایک روز میں نے دمشق کے ایک میدان میں آپ کو کنکریاں پھینکتے ہوئے دیکھا۔ اور آپ سے میں نے اس کی وجہ دریافت کی تو آپ نے فرمایا۔ کہ اس وقت فرنگیوں کا لشکر ساحل کی طرف نکلا ہے۔ اور مسلمانوں کے لشکر نے ان کا پیچھا کیا ہے۔ تو میں یہ ان کے لشکر کو تیر مار رہا ہوں۔ بعد ازاں مسلمانوں کے لشکر نے بیان کیا۔ کہ ہم فرنگیوں کے لشکر میں ان کے سروں پر آسمان سے کنکریاں گرتی ہوئی دیکھتے تھے۔ اور جو کنکری جس سوار پر گرتی تھی۔ آپ کی برکت سے وہ کنکری سوار کو معہ اس کے گھوڑے کے ہلاک کر دیتی تھی۔ یہاں تک کہ انہیں کنکریوں سے ان کا بہت سا لشکر ہلاک ہو گیا +

دمشق میں آپ سکونت پذیر تھے۔ اور یہیں پر آپ نے وفات پائی۔ اور یہیں پر آپ دفن بھی کئے گئے۔ اور اب تک آپ کا مزار مبارک ظاہر ہے۔ اور لوگ زیارت کرنے آیا کرتے ہیں +

جب آپ کے جنازے کو اٹھا کر قبرستان لیجانے لگے۔ تو اثنائے راہ میں سبز پرندے آئے اور آپ کی نعش کے ارد گرد پھرتے رہے۔ اور بہت سے سوار دکھائی دئے۔ جو کہ آپ کی نعش کے ارد گرد ہو گئے۔ یہ سوار سفید گھوڑوں پر سوار تھے۔ اور ان کو نہ تو اس سے پہلے کسی نے دیکھا تھا۔ اور نہ انہیں بعد میں کسی نے دیکھا۔ رضی اللہ عنہ +

منجملہ ان کے قدوۃ العارفین ضیاء الدین ابو النجیب عبد القاہر البکری الشہیر بالسہروردی رضی اللہ عنہ ہیں +

آپ اکابر مشائخین عراق اور محققین علمائے اسلام سے تھے۔ مفتی العراقین آپ کا لقب تھا۔ آپ علماء و مشائخ دونوں فریق میں مقتدا اور پیشوا مانے جاتے تھے۔ آپ کرامات جلیلہ و احوالِ نفیسہ رکھتے تھے۔ اور آپ صرف عارف متعارف تھے +

آپ منجملہ ان علماء و فضلاء کے ہیں۔ جنہوں نے مدرسہ نظامیہ بغداد میں مدتوں درس و تدریس کی

اور فتوے دیئے۔ آپ نے شریعت و حقیقت میں مفید مفید کتابیں بھی لکھیں۔ دور دراز مقام کے طلبہ بغداد آکر آپ سے مستفید ہوئے۔ دیگر علماء و مشائخ کی طرح آپ بھی چادر اور خچر پر سوار ہوا کرتے تھے ✦

آپ نہایت کریم الاخلاق تھے۔ اللہ تعالےٰ نے عام و خاص سب کے دلوں میں آپ کی ہیبت و محبت ڈال دی تھی ✦

آپ کے بھتیجے شیخ شہاب الدین عمر السہروردی۔ شیخ عبداللہ بن مسعود بن مطر رضی اللہ عنہم وغیرہ بہت سے اعیان مشائخ آپ کی صحبتِ بابرکت سے مستفید ہوئے۔ اور بڑے بڑے اکابرین صوفیائے کرام نے آپکی طرف اپنے آپ کو منسوب کیا ہے۔ تمام آفاق میں آپ کی شہرت ہوئی۔ اور دور دراز سے لوگ آپ کی زیارت کے لئے آیا کرتے تھے ✦

معارف و حقائق میں آپ کا کلام بہت کچھ ہے۔ منجملہ اُس کے کچھ ہم یہاں بھی نقل کرتے ہیں آپ نے فرمایا ہے۔ کہ احوالِ معاملاتِ قلب کا نام ہے۔ جس سے کہ صفات اذکار شیریں معلوم ہونے لگیں۔ منجملہ اس کے مراقبہ ہے۔ اور پھر قرب الٰہی پھر محبت پھر موافقت محبوب۔ اس کے بعد خوف۔ اور خوف کے بعد حیا۔ اور حیا کے بعد اُنس۔ اور اُنس کے بعد یقین۔ اور یقین کے بعد مشاہدہ ہے۔ اور بعض کی حالت قرب میں عظمتِ الٰہی پر نظر پڑ جاتی ہے جس سے محبت اور رجاء ان پر غالب آجاتی ہے ✦

نیز آپ نے فرمایا ہے۔ کہ تصوف کی ابتداء علم۔ اور اس کا اوسط عمل۔ اور اس کی نہایت موہبت و غایتِ مقصود ہے۔ کیونکہ علم سے مقصود منکشف ہو جاتا ہے۔ اور عمل طلب میں معین ہوتا ہے۔ اور موہبت غایتِ مقصود تک پہنچاتی ہے ✦

اور اہلِ تصوف کے تین طبقے ہیں۔ اوّل مرید طالب۔ دوم متوسط سائر۔ سوم منتہی و اصل مرید صاحب وقت۔ اور متوسط صاحب حال۔ اور منتہی صاحبِ یقین ہوتا ہے۔ اور متصوفین کے نزدیک سانسوں کو گِننا بہترین امور سے ہے۔ اور مرید کا مقام ریاضت و مجاہدہ میں رہنا۔ سختی و تلخی اختیار کرنا۔ اور حظوظ و لذاتِ نفسانی سے دور رہنا ہے۔ اور متوسط کا مقام طلب و مقصود میں سختیاں اُٹھانا۔ اور ہر حال میں صدق و راستی کو نہ چھوڑنا۔ اور تمام مقاماتِ آداب و اخلاق کو مدِ نظر رکھنا۔ اور ایک حال سے دوسرے حال کی طرف ترقی کرتے رہنا۔ اور منتہی کا مقام ہوشیار اور اپنے مقام پر ثابت قدم رہنا۔ اور جہاں کہیں کہ ہو۔ دعوتِ حق قبول کرنا۔ منتہی تمام مقامات

سے گذر کر مقامِ تمکین و ثبات میں پہنچ جاتا ہے۔ کوئی حال و احوال اُسے متغیر نہیں کر سکتا۔ اور نہ کسی قسم کی سختی و دُشواری کا اثر اُس پر ہوتا ہے۔ بلکہ سختی۔ نرمی۔ منع و عطا۔ جفا و وفا اس کے لئے برابر ہوتی ہے۔ اس کا کھانا بمنزلہ اس کی بھُوک کے اور سونا بمنزلہ اس کے جاگنے کے۔ اور اس کا ظاہر خلق کے ساتھ۔ اور اُس کا باطن حق کے ساتھ ہوتا ہے۔ اور یہ تمام احوال جناب سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام سے منقول ہیں ✦

قدوۃ العارفین شیخ شہاب الدین عمر السُّہروردی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے۔ کہ ہمارے عم بزرگ شیخ ضیاء الدین ابو النجیب عبد القاہر رضی اللہ عنہ جب کسی مرید کو نظرِ عنایت و توجہ سے دیکھتے تھے۔ تو وہ کامل ہو جاتا تھا۔ اور جب کسی شخص کو آپ خلوت میں اپنے ساتھ روزانہ بٹھلایا کرتے تھے۔ اور اگر اس سے اُس کے حال و احوال مفقود ہو جاتے۔ تو آپ اُس سے فرماتے کہ آج شب کو تمہیں یہ یہ حالات پیش آئیں گے۔ بعد تم اس مقام پر پہنچ جاؤ گے۔ اور فلاں فلاں وقت میں تمہارے پاس شیطان آئیگا۔ تو اُس سے تم ہوشیار رہنا۔ چنانچہ شب کو یہ تمام حالات اُس شخص پر واقع ہوتے ✦

ایک وقت کا ذکر ہے۔ کہ میں آپ کی خدمت میں حاضر تھا۔ ایک شخص سو قت گائے کا ایک بچہ آپ کے لئے لایا۔ اور کہنے لگا کہ حضرت یہ بچہ میں آپ کی نذر کرتا ہوں۔ اس کے بعد یہ شخص چلا گیا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ یہ گائے کا بچہ مجھ سے کہتا ہے۔ کہ میں شیخ علی بن الہیتی کے نذرانہ میں دیا گیا ہوں۔ اور آپ کے نذرانہ کو جو بچہ دیا گیا ہے۔ وہ دوسرا ہے۔ چنانچہ تھوڑی دیر کے بعد یہ شخص دوسرا بچہ لے کر آیا۔ اور کہنے لگا۔ کہ حضرت یہ دونوں بچے مجھ پر مشتبہ ہو گئے۔ اس لئے اس میں غلطی ہو گئی۔ در اصل آپ کے نذرانہ میں دیا ہوا یہ بچہ ہے۔ آپ نے اسے لے لیا اور اُسے واپس کر دیا ✦

شیخ محمد عبد اللہ بن مسعود الرومی بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک وقت میں بغداد کی سوق الشیاطین میں سے گذرتے ہوئے آپ کے ساتھ جا رہا تھا۔ کہ اثنائے راہ میں ایک ٹنگی ہوئی بکری کی طرف جسے قصاب بنا رہا تھا۔ آپ کی نظر پڑی۔ آپ نے اس قصاب سے فرمایا۔ کہ یہ بکری مجھ سے کہہ رہی ہے۔ کہ میں مردار ہوں۔ قصاب آپ کا کلام سُن کر بیہوش ہو گیا۔ اور جب ہوش میں آیا۔ تو اُس نے آپ کے دستِ مبارک پر توبہ کی۔ اور اقرار کیا۔ کہ بیشک یہ بکری مردار تھی ✦

ایک دفعہ میں آپ کے ساتھ جا رہا تھا۔ کہ اثنائے راہ میں آپ کو ایک شخص ملا۔ جو کہ

اپنے لئے کچھ میوے لئے جا رہا تھا۔ آپ نے اُس سے فرمایا۔ کہ یہ میوہ تم مجھے فروخت کر دو۔ اس نے کہا۔ کیوں۔ آپ نے فرمایا۔ یہ میوہ مجھ سے کہہ رہا ہے۔ کہ آپ مجھے اس شخص سے بچا لیجئے۔ اس نے مجھے اس لئے خریدا ہے کہ مجھے کھا کر پھر یہ شراب پئے۔ اتنا سُن کر یہ شخص بیہوش ہو کر گر پڑا۔ اور پھر آپ کے پاس آ کر شراب سے تائب ہو گیا۔ اور کہنے لگا۔ کہ بجز اللہ تعالیٰ میرے اس گناہ سے اور کوئی مطلع نہ تھا +

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میں آپ کے ساتھ (بغداد کے) محلہ کرخ میں جا رہا تھا۔ کہ راستہ میں ہمیں ایک مکان سے شراب خواروں کی آواز سُنائی دی۔ آپ لوگوں کی آواز سُن کر اُس مکان کی طرف آئے۔ اور آ کر اس مکان دہلیز میں آپ نماز پڑھنے لگے۔ اتنے میں وہ لوگ مکان میں سے نکل آئے۔ اور آپ کو اندر لے گئے۔ تو اُن کی تمام شراب پانی ہو گئی۔ اور یہ سب لوگ آپ کے دستِ مبارک پر تائب ہوئے +

آپ ۴۹۰ھ میں بمقام سُہرورد یا بقولِ بعض شہر روز تولد ہوئے۔ اور بغداد میں توطن اختیار کیا۔ اور ۵۶۳ھ میں یہیں پر آپ نے وفات پائی +

شیخ نورالدین بن علی الشافعی نے اپنی کتاب بہجۃ الاسرار میں آپ کا نسب نامہ اس طرح بیان کیا ہے :-

شیخ ضیاءُ الدین ابوالنجیب عبدالقاہر بن محمد بن عبداللہ المعروف بعمویہ ابن سعید بن الحسین القاسم بن النصر بن القاسم بن محمدؐ بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن القاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق اُلسہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

سمعانی نے اسے کچھ اختلاف کے ساتھ بیان کیا ہے۔ عبدالقاہر بن عبداللہ بن محمد بن عمویہ (ان کا نام عبداللہ تھا) بن سعد بن الحسن بن القاسم بن علقمہ بن النصر بن عبدالرحمٰن بن القاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

محمد القابسی نے بیان کیا ہے۔ کہ آپ امیر حشویہ کی اولاد سے اور کردی تھے۔ اور بکری نہ تھے +

ابن نجار نے بیان کیا ہے۔ کہ سہرورد بضمہ سین مہملہ و سکون ہائے ہوز و فتحہ رائے مہملہ و سکون رائے ثانیہ و ورا آخر دال مہملہ عراق عجم میں زنجان کے ایک شہر کا نام ہے +

منجملہ ان کے شیخ ابو محمد القاسم بن عبدالبصر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ آپ عیانِ مشائخ عراق

اُور علمائے عام میں سے تھے۔ اُور کراماتِ ظاہرہ و احوالِ نفسیہ رکھتے تھے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے تمکینِ جاہ و عظمتِ حقیقی اور قبولیّت عامّہ عطا فرمائی تھی۔ اُور آپ کو صاحب ہیبت و عظمت و صاحب تصرفِ تام کیا تھا آپ جامع شریعت و طریقت تھے۔ اُور مذہب مالکی رکھتے تھے۔ شہر بصرہ اور ملحقاتِ بصرہ میں اُس وقت تربیت مریدین اور فتوے دینا وغیرہ امور آپ ہی کی طرف منتہی تھے۔ صاحبِ حال و احوال سے کثیر التعداد لوگوں نے آپ سے ارادت حاصل کی اور آپکی صحبتِ بابرکت سے مستفید ہوئے۔ بصرہ میں آپ اپنے وعظ میں شریعت و حقیقت دونوں کا بیان فرمایا کرتے تھے۔ اور علماء و مشائخ اِس میں حاضر ہوا کرتے تھے۔

آپ کا کلام نہایت نفیس و عالی ہوتا تھا۔ منجملہ اُس کے ہم کچھ اِس جگہ بھی نقل کرتے ہیں وَہُوَ ہٰذا الوجد وجود ما لم یکن عن شاہد مشہود و شاہد الحق یفنی شواہد الموجود و ینفی عن العین الوسن سکرہ یوبی علی سکر الشراب و ادواح الواجدین عطرۃ لطیفۃ و کلامہم یحیی اموات القلوب و یزید فی العقول والوجد یسقط التمییز و یجعل الاماکن مکانًا واحدا و الاعیان عینا واحدا و اوّله رفع الحجاب و مشاهدة الرقیب و حضور الفهم و ملاحظة الغیب و محادثة السرّ و ایناس المفقود و شرط صحة الوجد انقطاع اوصاف البشریة عن التعلق بمعنی الوجد حال وجوده و من لا فقد له لا وجد له و هو مقامان ناظر و منظور الیه فالناظر مخاطب یشاهد الّذی وجده فی وجده و المنظور الیه مغیب و قد اختطفه الحق باوّل ما ورد الیه و الوجود نهایة الوجد لانّ التواجد یوجب استیعاب العبد و الوجد ثمّ ورود ثمّ شهود ثمّ وجود فمقدار الوجود یحصل الخمود و صاحب الوجود محو و صحو فحال صحوه بقائه و حال محوه فنائه بالحق الی الحق و هاتان الحالتان معاقبتان ابدا و الوجود اسم لثلثة معان الاوّل وجود علم لدنّی یقطع علم الشواهد فی صحبة مکاشفة الحق و الثانی وجود الحق وجودا غیر مقطوع و الثالث وجود رسم الموجود فاذا الموشف العبد بوصف الجمال سکر القلب فطرب الروح و هام السرّ فالصحو انّما هو بالحق و کلّما کان فی غیر الحق لم یخل من حیرة لا حیرة

شبهة بل حيرة في مشاهدة نور العزة وكلما كان بالحق لم تتنود عليه ملة ثم الصحو من اودية الجميع ولوائح الوجود الجمع ومنازل الحيات والحيات اسم لثلثة معان الاول حيات العلم ولها ثلثة انفاس نفس الخوف ونفس الرجاء ونفس المحبة والثاني حيات الجمع من الموت التفرقة ولها ثلثة انفاس نفس الاضطرار ونفس الافتقار ونفس الافتخار والثالث حيات الوجود من موت وهي حيات الحق ولها ثلثة انفاس نفس الهيبة وهو نفس يميت الاعتدال ونفس الوجود وهو يمنع الانفصال ونفس الانفراد يورث الاتصال وليس وراء ذلك ملحظ للنظارة من سوت الجبل الفناء ولا طاقة للشارة

ترجمہ یعنی جو وجد کہ مشاہدے سے خالی ہو۔ وہ وجد کذب و دروغ ہے۔ اور شاہد شواہد وجود میں فنا اپنی ہستی وجود سے نکل جاتا ہے۔ اور اس کا سکر سکر شراب سے بہت زیادہ ہوتا ہے۔ اور واجدین کی ارواح نہایت پاکیزہ اور لطیف ہوتی ہیں۔ اور ان کا کلام مردہ دلوں کو زندہ اور عقل کو زیادہ کرتا ہے۔ اور وجد تمیز کو اُٹھا دیتا ہے۔ اور مکانات متعددہ کو جو مکان واحد اور اعیان مختلفہ کو عین واحد کر دیتا ہے۔ اور وجد کی ابتدا حجابات کا اُٹھ جانا۔ اور تجلیاتِ حق کا مشاہدہ کرنا۔ اور فہم کا حاضر ہونا۔ اور اسرار غیب کا ملاحظہ اور گم گشتگی اور تنہائی کو پسند کرنا۔ صحتِ وجد کی یہ شرط ہے۔ کہ وجد کے سبب سے اور اوصافِ بشریت منقطع ہو جائیں اور جس وجد سے کہ اوصاف بشریت سے فقدان (گم گشتہ ہونا) نہ حاصل ہو۔ درحقیقت وہ وجد نہیں ہے۔ اور وجد کے دو مقام ہیں۔ مقام ناظر اور مقام منظور الیہ۔ مقام ناظر۔ مقام مشاہدہ ہے۔ اور مقام منظور الیہ مقام غیب ہے۔ کہ حق تعالیٰ اسے اول وجد میں اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔ کیونکہ تواجد استیعاب عبدیت اور وجد استغراق عبدیت اور وجود طلب فنا کو لازم کرتا ہے۔ اور اس کی ترتیب اس طرح سے ہے کہ اول حضور پھر ورود پھر شہود اور پھر وجود ہے۔ پھر وجود سے خمود حاصل ہوتا ہے۔ اور صاحب وجود صحو اور ہوشیاری میں رہتا ہے۔ اس کی ہوشیاری اس کی بقا اور اس کا محو اس کی فنا ہے۔ اور اس کی یہ دونوں حالتیں ہمیشہ یکے بعد دیگرے رہتی ہیں (متوفین کے نزدیک) وجود کے تین معنی ہوتے ہیں۔ اول وجودِ علم لدنی جس سے کہ علم شواہد قطع ہو جاتے ہیں۔ اور اس سے مکاشفہ حق حاصل ہوتا ہے۔ دوم وجود حق کہ پھر اس سے انقطاع نہ ہو سکے۔ سوم وجود رسوم وجود۔ اور جب بندے کو مکاشفہ جمال ہو جاتا ہے۔ تو اس کے دل میں سکر پیدا ہوتا ہے۔ اور اس کے روح میں خوشنودی

پیدا ہوتی ہے۔ اور ستر ظاہر ہوتا ہے۔ اور حالتِ صحو نہیں حاصل ہوتی مگر تجلیاتِ حق سے۔ پھر جب صاحب وجود غیر حق کی طرف مشغول ہوتا ہے۔ تو اُسے حیرت طاری ہوتی ہے۔ مگر حیرت حجب نہیں۔ بلکہ حیرت مشاہدۂ عزت و کمال۔ اور جب ذاتِ حق کی طرف مشغول ہوتا ہے۔ تو پھر اس پر کسی امر کا توارد نہیں ہوتا۔ کیونکہ صحو مقامات جمعیت و لوائح وجد اور منازل حیات سے ہے اور حیات کے تین معنی ہیں +

اوّل حیاتِ علم۔ اور حیاتِ علم کے تین انفاس ہیں۔ نفس خوف۔ نفس رجا۔ نفس محبت دوم حیات۔ حیات جمع جو کہ موت کے تفرقہ سے حاصل ہوتی ہے۔ اور اس کے بھی تین انفاس ہیں۔ نفس اضطرار۔ نفس افتقار۔ نفسِ افتخار۔ سوم حیاتِ وجود۔ جو کہ موت کے تفرقہ سے حاصل ہوتی ہے۔ اور یہ حیاتِ حق ہے۔ اور اس کے بھی تین انفاس ہیں۔ اوّل نفس ہیبت۔ اس سے اشتغال بالغیر نہیں رہتا۔ دوم نفس وجود۔ جو کہ انفصال کو مانع ہوتا ہے۔ سوم نفس انفراد اور اس سے اتصال ہوتا ہے۔ اس سے آگے پھر نہ مقام نظارہ ہے۔ اور نہ طاقتِ اشارہ +

قدوۃ العارفین شیخ الصوفیہ شیخ شہاب الدین عمر سہروردی بیان فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ آپ کی زیارت کرنے کے لئے بصرہ گیا۔ اور بصرہ پہنچتے ہوئے بہت سے مویشی اور کھیت اور باغات پر سے جو کہ آپ کی طرف منسوب تھے۔ میرا گذر ہوا۔ اور یہ حال دیکھنے سے مجھے خیال ہوا کہ یہ تو امارت کی شان ہے۔ پھر میں سورۂ انعام پڑھتا ہوا بصرہ میں داخل ہوا۔ اور میں نے اپنے جی میں کہا کہ دیکھوں کونسی آیت پر میں آپ کے دولت خانہ میں داخل ہوتا ہوں۔ اور آپ کے حق میں اس آیت کو میں نیک فالی سمجھوں گا۔ غرض میں پڑھتا ہوا گیا۔ اور اس آیت پر میں آپکے دولتخانہ کے دروازے پہنچا اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ یہ وہ لوگ ہیں۔ جن کو خدائے تعالیٰ نے ہدایت کی۔ تم اُن کی ہدایت کی پیروی کرتے رہو۔ میں یہ آیت پڑھتا ہوا آپ کے دروازے پر کھڑا ہوا تھا کہ آپ کا خادم قبل اس کے کہ میں اندر جانے کی اجازت چاہوں۔ مجھے اندر بلا لے گیا۔ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور آپ نے اوّل مجھ سے یہی فرمایا۔ کہ عمر جو کچھ زمین پر ہے۔ وہ زمین ہی پر ہے۔ اور اس میں سے میرے دل میں کچھ بھی نہیں مجھے آپ کے یہ فرمانے سے مجھے نہایت ہی تعجب ہوا +

شیخ علی خباز بیان کرتے ہیں۔ کہ میں ایک وقت اپنے بعض احباب کے ساتھ اُن کے ایک باغ میں تھا۔ اُس وقت اُن کے پاس ایک فقیر آئے۔ اور اُن سے کہنے لگے کہ تم مجھے انجیر

کھلاکر شکم سیر کردو۔ انہوں نے کوئی قریبًا آدھ سیر انجیر لاکر ان کو دیئے۔ اور انہوں نے کھاکر کہا۔ کہ اور لاؤ۔ انہوں نے اور لاکر دیئے۔ اور اسی طرح سے یہ قریبًا چار پانچ من انجیر کھا گئے۔ اور پھر نہر پر جاکر بہت سا پانی پیا۔ ایک مدتِ مدید کے بعد مالکِ باغ نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ اس سال سے میرے کھیت اور باغات کی پیداوار دوگنی ہوگئی۔ پھر اسی سال مجھے حج بیت اللہ جانے کا موقع ملا۔ چنانچہ میں حج بیت اللہ گیا۔ اور اسی اثناء راستہ میں میں قافلہ کے آگے جارہا تھا۔ کہ مجھ کو ان بزرگ موصوف کو جن کو کہ میں نے انجیر کھاتے ہوئے دیکھا تھا۔ دیکھنے کا اشتیاق ہوا۔ مجھے یہ خیال گذرتے ہی جب میں نے اپنی داہنی جانب دیکھا تھا۔ تو یہ بزرگ بھی جارہے ہیں مجھے ان کو دیکھتے ہی دہشت سی غالب ہوئی۔ اور میں نے ان کو سلام کیا۔ اور ان کے ساتھ ساتھ چلنے لگا۔ یہ بزرگ اور میں دونوں قافلہ کے آگے آگے چلے جاتے تھے۔ اور جب یہ بزرگ چلتے تو انہیں کے ساتھ ساتھ قافلہ بھی چلتا تھا۔ اور جب یہ بیٹھ جاتے تھے۔ تو قافلہ بھی اتر پڑتا تھا۔ انہیں ایام سے ایک روز کا ذکر ہے۔ کہ یہی بزرگ ایک حوض کے پاس آئے۔ کہ جس کا پانی خشک ہونے کے قریب ہوگیا۔ آپ نے اس کے نیچے کی مٹی نکال نکال کر کھانی شروع کی۔ اور ذرا سی یہی مٹی آپ نے مجھ کو بھی کھلائی۔ تو مجھے یہ مٹی ذائقہ حشو حشکلانج کی طرح اور خوشبو میں مشک کی طرح معلوم ہوئی۔ مٹی کھاکر پھر آپ نے بہت سا پانی پیا۔ اور پانی پیکر مجھ سے فرمایا۔ علی اس کے کھانیکے بعد جو تم نے مجھے کھاتے دیکھا تھا۔ آج میں نے کھایا ہے۔ اور اس کے درمیان میں نہ میں نے کچھ کھایا اور نہ پیا۔ میں نے اس وقت ان سے دریافت کیا۔ کہ حضرت یہ قوت آپ کو کس سے حاصل ہوئی ہے تو انہوں نے فرمایا۔ کہ ایک روز حضرت شیخ ابو محمد بن عبد بصری رضی اللہ عنہ نے مجھ پر توجہ کی۔ جس سے میرا دل محبت سے بھر گیا۔ اور میرا اسرحق سبحانہٗ و تعالیٰ سے واصل ہوگیا۔ تصرف اکوان وغطان عطا ہوا۔ اور بعید مجھ سے قریب ہوگیا۔ غرض آپ کی نظر سے میں غائیت مقصود کو پہنچا۔ اور وہ قوت حاصل ہوئی۔ کہ جس سے میں بجز۔ احکام بشریت باقی رکھنے کے اکثر اوقات کھانے پینے سے مستغنی ہوگیا۔ شیخ علی الخباز کہتے ہیں۔ کہ پھر اس کے بعد میں نے ان بزرگ کو نہیں دیکھا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم +

شیخ ابو عبداللہ البلخی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے۔ کہ میں ایک وقت مکہ معظمہ میں تھا۔ اسی وقت شیخ محمد بن عبد البصری بھی مکہ معظمہ میں تشریف لائے۔ آپ کے ہمراہ اس وقت چار اشخاص اور بھی تھے۔ انہوں نے آپ کے ساتھ نماز پڑھی۔ اور نماز پڑھ کے سب نے سات دفعہ طواف کیا اور طواف کرکے باب شیبہ کی طرف نکلے۔ میں بھی آپ کے ہمراہ گیا۔ اور آپ کے بعض ہمراہیوں نے

مجھ کو آپ کے ساتھ ہونے سے روکا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ نہیں مت روکو۔ آنے دو۔ پھر آپ نے سب کے آگے کھڑے ہو کر فرمایا۔ کہ میرے قدموں پر قدم رکھتے ہوئے چلے آؤ۔ غرض ہم آپ کے ساتھ ساتھ چلے گئے۔ یہاں تک۔ کہ ہم سب نے آپ کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھی۔ اس کے بعد پھر آگے جاکر عصر کی۔ اور پھر سدِ یاجوج ماجوج میں جاکر مغرب کی۔ اور جبل قاف میں جاکر عشاء کی نماز پڑھی۔ پھر آپ پہاڑ کی چوٹی پر جاکر بیٹھے۔ اور آپ کے گرداگرد ہم سب بھی بیٹھ گئے۔ اور جبل قاف کے چاروں طرف کے لوگ۔ آن آن کر آپ کو سلام علیک کرنے لگے ؞

ان لوگوں کے جسموں سے چاند و سورج کی طرح سے روشنی پھیلتی جاتی تھی۔ پھر جو میں سے بجلی کی طرح سے بہت سے لوگ۔ آئے۔ اور آپ کے پاس حلقہ باندھ کر بیٹھ گئے۔ اور آپ کا کلام سننے کے مشتاق ہوئے۔ آپ نے کلام کرنا شروع کیا۔ تو ان میں سے بعض کا یہ حال تھا۔ کہ لرزتے تھے۔ اور بعض کا یہ حال کہ جو میں دوڑنے لگتے تھے۔ یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔ اور ان سب نے آپ کے ساتھ صبح کی نماز پڑھی۔ پھر آپ واپس ہوتے ہوئے بہت سے ایسے مقامات میں اتر گئے جس کی زمین میں مشک کی سی خوشبو آتی تھی۔ اور جہاں بہت سے آدمی نہایت خوشحالی سے ذکر اللہ کر رہے تھے۔ اور آپ کے درمیان تسبیح پڑھتے جاتے تھے۔ اور آپ کو وجد ہو جاتا تھا۔ اور آپ اس کی فضا میں تیر کی طرح نکل جاتے تھے۔ اور کبھی آپ فرماتے تھے۔ کہ اے پروردگار جن لوگوں کا کہ تو ذمہ دار اور ان کا کفیل ہے۔ تو ان پر اپنا فضل و کرم کر۔ پھر ہم جس جگہ سے لے گئے تھے۔ وہیں واپس آئے۔ اور اس کے بعد ہم ایک شہر میں آئے۔ جو بلا مبالغہ گویا سونے چاندی سے بنا ہوا تھا۔ اور جس میں نہریں اور باغات بکثرت تھے۔ ہم نے اگر یہاں پر کچھ میوے کھائے۔ اور نہروں سے پانی پیا۔ اور ایک ایک سیب ہم نے اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ اور رخصت ہوئے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ یہ اولیائے اللہ کا شہر ہے۔ اس میں بجز اولیاء اللہ کے اور کوئی نہیں آسکتا۔ پھر ہم نے مکہ معظمہ میں آکر ظہر کی نماز پڑھی ؞

بصرہ میں آپ سکونت پذیر تھے۔ اور کبیر سن ہو کر سنہ ۵۸۰ھ ہجری میں آپ نے وفات پائی۔ اور آپ کی قبر اب تک ظاہر ہے۔ اور لوگ زیارت کیا کرتے ہیں۔ آپ کے وفات پانے کے بعد پرندوں نے بھی جو میں آپ کی نماز جنازہ پڑھی۔ اور لوگوں نے دیکھا۔ اور ان کی آواز سنی۔ اور اس روز بہت سے یہودی اور عیسائی مسلمان ہوئے ؞

منجملہ اُن کے شیخ ابوالحسن الجوسقی ہیں۔ آپ بھی اکابرین مشائخ عراق اور عظمائے عارفین سے تھے

کرامات و مقاماتِ عالیہ اور تصریف تام رکھتے تھے۔ بہت سے خوارقِ عادات اللہ تعالیٰ نے آپ کے دستِ مبارک پر ظاہر کئے۔ اور بہت سے امورِ خفیہ پر آپ کی زبان کو گویا کیا۔ آپ اعلےٰ درجہ کے عابد و زاہد اور عمل و علم دونوں میں کامل تھے +

شیخ علی بن الہیتی کی خدمتِ بابرکت سے آپ مستفید ہوئے۔ اور آپ کی طرف آپ اپنے آپ کو منسوخ بھی کرتے تھے +

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں بھی آپ آیا جایا کرتے تھے۔ شیخ بقا بن بطو۔ شیخ عبدالرحمٰن الطفسونجی ابوسعید القیلوی وغیرہ سے آپنے ملاقات کی +

آپ کی صحبتِ بابرکت سے اکابرین کی ایک بہت بڑی جماعت مستفید ہوئی۔ شیخ ابو محمدؒ عبدالرحمٰن البغدادی بن جیش آپ کی طرف منسوب تھے۔ نیز صلحاء سے کثیر التعداد لوگوں نے آپ سے فخرِ تلمذ حاصل کیا +

آپ نے فرمایا۔ کہ علماء کا فساد دو باتوں میں ہے:۔

اوّل یہ کہ علم پر عمل نہ کریں +

دوم یہ کہ جس بات کا علم نہ ہو۔ اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔ اور کلام لایعنی۔ اور جس امر سے کہ روکے جائیں۔ باز نہ رہیں۔ اور ہر ایک سے اُنسیت رکھنا ادبار کی نشانی ہے +

اور شقاوت کی تین علامتیں ہیں:۔

اوّل یہ کہ علم حاصل ہو۔ بعد عمل سے محروم رہے +

دوم۔ یہ کہ عمل کرتا ہو۔ مگر اخلاص سے محروم رہے +

سوم۔ یہ کہ اہلِ عرفان کی صحبت میں رہ کر اُن کی تعظیم نہ کرے +

اور یاد رہے کہ علم حرزِ جان اور جہل غرور ہے۔ اور صدق امانت، اور صلہ رحمی بقاء اور قطع رحمی مصیبت ہے۔ اور صبر شجاعت اور کذب عاجزی اور صدق قوت ہے۔ اور ایک شخص کو چاہیئے کہ ایسے شخص کی صحبت میں رہا کرے جو کہ اس کو آدابِ شریعت سے متنبہ اور اس کی غفلت شعاری میں اس کے حال کی حفاظت کرتا رہے +

آپ اکثر اوقات یہ دعائے پڑھا کرتے تھے۔ اَللّٰھُمَّ یَا مَنْ لَیْسَ فِی السَّمٰوٰتِ مِنْ قَطَرَاتٍ وَفِی الْاَرْضِ مِنْ حَبَّاتٍ وَّلَا فِیْ ھُبُوْبِ الرِّیْحِ وَلَجَاتٍ وَّلَا فِیْ قُلُوْبِ الْخَلْقِ مِنْ خَطَرَاتٍ وَفِیْ اَعْضَائِھِمْ مِنْ حَرَکَاتٍ، وَلَا فِیْ اَعْیُنِھِمْ مِنْ لَحَظَاتٍ اِلَّا وَھِیَ لَکَ

شَاهِدَاتٌ وَعَلَيْكَ دَلَالَاتٌ وَبِرُبُوْبِيَّتِكَ مُعْتَرِفَاتٌ وَفِيْ قُدْرَتِكَ مُتَحَيِّرَاتٌ فَاسْئَلُكَ يَا اللّٰهُ بِالْقُدْرَةِ الَّتِيْ تَحَيَّرَ بِهَا مَنْ فِي السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ اَنْ تُصَلِّيَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَذُرِّيَّاتِهٖ یعنی اے اللہ آسمان کے تمام قطرے اور زمین کے سارے دانے کل سخت سے سخت آندھیاں اور تیری مخلوق کے دلوں کے کل خطرات اور اُن کی آنکھوں کے نظارے سب کے سب تیری گواہی دیتے ہیں۔ اور تیری ذات پاک پر صریحًا دلالت کرتے ہیں۔ اور تیری ربوبیت کے معترف اور تیری قدرت میں متحیر ہیں۔ تیری اِس قدرت کی برکت سے جس نے کل آسمان زمین والوں کو متحیر کر رکھا ہے۔ دُعا مانگتا ہوں کہ تو محمد صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اور آپ کی آل اور اصحاب اور ذریات پر درود بھیج ۔ آمین +

جس کسی کو کوئی حاجت در پیش ہو اُسے چاہیئے کہ یہ دُعا پڑھے۔ اور اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت مانگے۔ انشاء اللہ تعالےٰ اُس کی حاجت پوری ہوگی۔ آپ اکثر مندرجہ ذیل اشعار پڑھا کرتے تھے :۔

اَشَارَ قَلْبِيْ اِلَيْكَ كَيْمَا   يَرَى الَّذِيْ لَا تَرَاهُ عَيْنِيْ

میرے دل نے تیری طرف اشارہ کیا۔ تاکہ وہ اُس ذات کا مشاہدہ کرے۔ جو کہ ظاہری آنکھوں سے نہیں دکھائی دیتی +

وَاَنْتَ تُلْقِيْ عَلٰى ضَمِيْرِيْ   حَلَاوَةَ السُّؤَالِ وَالتَّمَنِّيْ

میرے دِل پر تو ہی القا کیا کرتا ہے۔ حلاوتِ سوال اور حلاوتِ اشتیاق کو۔

تُرِيْدُ مِنِّيْ اِخْتِبَارَ شَيْءٍ   وَقَدْ عَلِمْتَ الْمُرَادَ مِنِّيْ

تو میری آزمائش کرنا چاہتا ہے۔ اور تجھے معلوم ہے۔ جو کچھ کہ میری مراد ہے +

وَلَيْسَ لِيْ فِيْ سِوَاكَ حَظٌّ   فَكَيْفَ مَا شِئْتَ فَاخْتَبِرْنِيْ

وہ یہ ہے۔ کہ بجز تیری ذات کے اور کسی شے سے مجھے راحت نہیں۔ سو جس طرح سے کہ تو چاہے مجھے آزما +

شیخ عمر البزاز نے بیان کیا ہے۔ کہ ایک دفعہ شیخ علی بن الہیتی کی طبیعت کچھ ناساز ہوئی۔ تو حضرت شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالےٰ عنہ آپ کی عیادت کے لئے تشریف لائے۔ اور اُس وقت شیخ بقا بن بطو۔ شیخ ابو سعید القیادی اور شیخ احمد الجوسی الصرصری وغیرہ بھی موجود تھے۔ شیخ علی بن الہیتی نے آپ (یعنی شیخ ابوالحسن الجوسقی) کو دستر خوان بچھانے کا حکم دیا۔ اور آپ نے

دسترخوان بچھایا۔ اور دسترخوان بچھا کر آپ متفکر کھڑے رہے۔ کہ مشائخ موصوف میں سے پہلے کس کے سامنے نان رکھیں۔ بعد ازاں آپ نے بہت سے نان اُٹھا کر اور دفعۃً بیچ میں چھوڑ دیئے جس سے نان چاروں طرف پھیل گئے۔ بادل اس کے کہ کسی کے سامنے رکھنے کی ضرورت پڑتی۔ حاضریں اِس لطیفہ سے بہت خوش ہوئے۔ اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔ کہ آپ کے خادم ابوالحسن نے اس وقت کیا عمدہ بات کی ہے۔ شیخ علی بن الہیتی نے فرمایا۔ کہ حضرت مَیں اور وہ دونوں آپ کے خادم ہیں +

پھر شیخ علی بن الہیتی نے آپ سے یعنی شیخ ابوالحسن الجوسقی سے فرمایا۔ کہ وہ آپ کی یعنی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی خدمت میں رہا کریں۔ یہ سُن کر آپ یعنی شیخ ابوالحسن جوسقی نہایت آبدیدہ ہوئے۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔ کہ ابوالحسن جس نہر سے کہ پانی پیا ہے وہ اسی کو دوست رکھتے ہیں۔ لہٰذا آپ نے ان کو اُن کے شیخ شیخ علی بن الہیتی کی خدمت میں ہی رہنے کی اجازت دیدی۔ رضی اللہ تعالےٰ عنہم +

شیخ مسعود الحارثی بیان کرتے ہیں۔ کہ مَیں اور شیخ عبدالرحمٰن بن ابی الحسن و شیخ عمران البریدی والدارانی شیخ ابوالحسن الجوسقی کی خدمت میں گئے۔ تو آپ کی طرف جاتے ہوئے دجلہ پر سے جو کہ جوسق کے بالمقابل واقعہ تھی گذرے۔ تو یہاں پر ہمیں ایک نہایت بدصورت شخص جو کہ زنجیروں سے جکڑا ہوا پڑا تھا۔ ملا۔ اُس نے ہمیں اپنے پاس بلا کر کہا۔ کہ جب تم شیخ ابوالحسن الجوسقی کی خدمت میں جاؤ۔ تو اُن سے میرے لئے سفارش کرنا۔ کہ وہ مجھے چھوڑ دیں۔ کیونکہ اُنہوں نے مجھے یہاں پر اِس طرح محبوس کیا ہے۔ غرض جب ہم آپ کی خدمت میں پہنچے۔ اور ہم نے اُس شخص کی نسبت کچھ کہنا چاہا۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ یہ شیطان ہے۔ تم اُس کے حق میں مجھ سے کچھ سفارش نہ کرنا۔ کیونکہ یہ ان فقرا کے نزدیک جو کہ ہم سے دور رہتے ہیں آیا کرتا تھا۔ اور اُن کے دلوں میں تشویش پیدا کرتا تھا۔ اور مَیں ہر دفعہ اس کو منع کیا کرتا۔ اور ڈرایا کرتا تھا۔ اور یہ مجھ سے عہد کر کے قسم کھا لیتا تھا۔ کہ پھر یہ اُن کے پاس نہ جائے گا۔ جب کئی دفعہ یہ اپنا عہد توڑ چکا۔ تو اب کی دفعہ میں نے اُسے محبوس کر رکھا ہے۔ جیسا کہ تم دیکھ آئے ہو +

آپ جوسق میں جو کہ بلاد عراق میں سے ایک شہر کا نام ہے۔ اور جو کہ ایک نہر اور پہاڑ پر واقعہ ہے۔ سکونت پذیر تھے۔ اور کبیر سن ہو کر یہیں پر آپ نے وفات پائی۔ اور یہیں پر آپ مدفون بھی کئے گئے۔ اور آپ کی قبر اب تک ظاہر ہے۔ اور لوگ زیارت کیا کرتے ہیں۔

رضی اللہ تعالےٰ عنہ ؛

منجملہ اُن کے قدوۃ العارفین شیخ عبدالرحمن الطفسونجی الاسدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ آپ بھی اکابرین و اعیانِ مشائخ عظام سے تھے۔ کراماتِ جلیلہ اور تصرف نافذ رکھتے تھے اور اکثر اوقات امورِ مخفیہ کی خبر دیا کرتے تھے۔ اور پھر جس امر کی نسبت آپ جو کچھ کہتے تھے۔ وہ بعینہٖ اسی طرح سے واقعہ ہوا کرتا تھا ؛

ایک مرتبہ ایک شخص نے آپ کی خدمت میں آکر کہا کہ حضرت میرے کچھ کھجور کے درخت ہیں۔ مگر اُن میں کھجوریں نہیں لگتیں۔ اور میرے پاس کئی گائے ہیں۔ وہ بچے نہیں دیتیں۔ آپ نے اُس شخص کے لئے دُعا کی۔ اور اسی سال اُس کے درختوں میں پھل آنے شروع ہو گئے۔ اور اسی سال میں اس کی گائیوں نے بچے دیئے۔ اور کثرت سے اس کے گھر میں مویشی ہو گئے۔ اور بکثرت دودھ ہونے لگا ؛

ایک شخص نے آپ سے کہا۔ کہ حضرت آپ کا فلاں مُرید کہتا ہے۔ کہ جو کچھ آپکو عطا ہوا ہے۔ اتنا ہی مجھے عطا ہوا ہے۔ آپنے فرمایا۔ کہ جس نے مجھے عطا فرمایا ہے۔ اُسی نے اس کو بھی عطا فرمایا ہے۔ لیکن میرے برابر اس کو عطا نہیں فرمایا۔ پھر آپنے فرمایا۔ کہ میں اُسے تیر مارتا ہوں۔ تھوڑی دیر سرنگوں رہے۔ اور فرمایا کہ میں نے اُسے تیر مارا۔ اور اُسے لگا۔ اور اب پھر دوسرا تیر مارتا ہوں۔ اور تھوڑی دیر سرنگوں رہے۔ اور فرمایا۔ کہ میں نے اُسے دُوسرا تیر مارا۔ اور اُسے میرا تیر لگا بھی۔ اور اب پھر تیسرا تیر مارتا ہوں۔ اگر یہ تیر بھی اُسے لگا۔ تو معلوم ہو جائے گا۔ کہ اُسے بھی میرے برابر عطا ہوا ہے۔ پھر آپ تھوڑی دیر سرنگوں رہے۔ اور فرمایا۔ وہ مر گیا۔ اس کا انتقال ہو گیا۔ لوگ گئے تو اُسے مُردہ پایا ؛

آپ مریدوں کی تربیت اور اُن کی ترقی بتدریج کیا کرتے تھے۔ یہاں تک۔ کہ اس سے فرماتے تھے۔ کہ کل تم اپنے مقصود کو پہنچ جاؤ گے۔ پھر جب وہ واصل الی اللہ ہو جاتا۔ تو آپ فرماتے ھَا اَنْتَ وَ رَبُّکَ یعنی تُو اور تیرا پروردگار تجھ کو کافی ہے ؛

ایک دفعہ آپ نے فرمایا۔ سُبْحَانَ مَنْ سَبَّحَ لَہُ الْوُحُوْشُ فِی الْقِفَادِ پاک ہے وہ ذات کہ تمام وحشی جانور جنگل میں جس کی تسبیح کیا کرتے ہیں۔ تو تمام بڑے چھوٹے جنگلی جانور آپ کے پاس آکر اپنی اپنی آوازوں میں بولنے لگے۔ اور شیر اور ہرن اور خرگوش وغیرہ کل جانور مخلوط ہو کر ایک جگہ جمع ہو گئے۔ اور بعض بعض جانور آپ کے قدموں پر آکر لوٹنے لگے۔ پھر آپ نے فرمایا۔

سُبْحَانَ مَنْ سَبَّحَتْ لَهُ الطُّيُوْرُ فِي أَوْكَارِهَا۔ پاک ہے وہ ذات کہ تمام پرندے اپنے گھونسلوں میں جس کی تسبیح کرتے ہیں۔ تو اُس وقت تمام انواع واقسام کے پرندے جو میں آپ کے سر مبارک پر آکر بھر گئے۔ اور عمدہ عمدہ لہجوں میں چہچہانے لگے۔ پھر آپ نے فرمایا۔ سُبْحَانَ مَنْ سَبَّحَتْهُ الرِّيَاحُ الْعَوَاصِفُ پاک ہے وہ ذات کہ ہوائیں اور آندھیاں جسکی تسبیح کرتی ہیں۔ تو مختلف اور نہایت لطیف ہوائیں چلنے لگیں۔ پھر آپ نے فرمایا سُبْحَانَ مَنْ سَبَّحَتْهُ الْجِبَالُ الشَّوَامِخُ پاک ہے وہ ذات کہ پہاڑ اور چٹانیں جسکی تسبیح کرتے ہیں۔ تو جس پہاڑ پر کہ آپ بیٹھے تھے۔ وہ پہاڑ حرکت کرنے لگا۔ اور اسکی بہت سی چٹانیں ہلکر نیچے گر گئیں +

ایک روز آپ نماز جمعہ کے لئے جاتے ہوئے خچر پر سوار ہونے لگے۔ مگر سوار ہوتے ہوتے رکاب سے پیر کھینچ لیا۔ اور پھر ذرا سا توقف کر کے خچر پر سوار ہوئے۔ لوگوں نے اس کی وجہ دریافت کی۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ اسی وقت حضرت شیخ عبد القادر جیلانی بھی اپنے خچر پر سوار ہونے کو تھے۔ اس لئے میں نے نہیں چاہا۔ کہ میں آپ سے پہلے سوار ہو جاؤں +

آپ کے صاحبزادے شیخ ابو الحسن علی الحسینی بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ میرے والد ماجد سفر کے ارادے سے نکلے۔ اور سوار ہوتے ہوئے رکاب پر پیر رکھکر واپس آگئے۔ آپ سے واپسی کی وجہ پوچھی گئی۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ زمین میں میں کوئی ایسی جگہ نہیں پاتا۔ کہ جہاں میرا قدم سما سکے۔ پھر آپ تمام حیات کبھی طفسونج سے نہیں نکلے +

طفسونج بلادِ عراق میں سے ایک شہر کا نام ہے۔ کبیر سن ہو کر یہیں پر آپ نے وفات پائی۔ اور یہیں آپ مدفون ہوئے۔ قبر آپ کی اب تک ظاہر ہے۔ اور لوگ زیارت کرتے ہیں +

جب آپ کی وفات کا وقت قریب ہوا۔ تو آپ کے صاحبزادے موصوف نے آپ سے کہا۔ کہ مجھ کو آپ کچھ وصیت کیجئے۔ آپ نے وصیت کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ تم حضرت شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ کی خدمت و تابعداری اور ہمیشہ ان کی تعظیم و تکریم کرتے رہنا۔ آپکی وفات کے بعد آپ کے صاحبزادے حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمتِ اقدس میں گئے۔ آپ نے ان کی بڑی عزت کی۔ اور انہیں خرقہ پہنایا۔ اور اپنی صاحبزادی اُن کے نکاح میں دی۔ رضی اللہ تعالےٰ عنہما +

منجملہ اُن کے قدوۃ العارفین شیخ بقا بن بطو رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہیں۔ آپ بھی اکابرینِ مشائخ عراق سے اور صاحب احوال وکرامات تھے۔ آپ منجملہ اُن چار مشائخ کے ہیں۔ چونکہ

باذنہ تعالےٰ مبروص کو اچھا اور نابینا کو بینا اور مردے کو زندہ کرتے تھے۔ جیسا کہ ہم اور کئی جگہ بیان کر آئے ہیں۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی آپ کی نہائت تعظیم و تکریم اور بسا اوقات آپ کی تعریف کیا کرتے تھے +

ایک روز آپ کراماتِ اولیاء بیان کر رہے تھے۔ اس وقت آپ کے پاس ایک شخص صاحب احوال و کشف کرامات بیٹھے ہوئے تھے۔ یہ شخص آپ سے کہنے لگے۔ کہ ایسا کون شخص ہے جو کہ اگر کنوئیں سے پانی طلب کرے۔ اس کے لئے ڈول میں سونا نکل آئے۔ یا جس طرف نظر توجہ سے دیکھے۔ تو وہ جانب سونے سے پر ہو جائے۔ اور نماز پڑھنے کے لئے کھڑا ہو۔ تو اسے کعبہ سامنے نظر آئے (چنانچہ اُن کا یہی حال تھا) آپ نے ان کی طرف نظر اُٹھا کر دیکھا۔ اور تھوڑی دیر سرنگوں رہے۔ تو اُن کا حال اُن سے سلب ہو گیا۔ پھر انہوں نے آپ سے معذرت کی آپ نے فرمایا۔ کہ جو چیز جا چکی وہ اب نہیں لوٹ سکتی +

ایک دفعہ تین فقہا شب کو آپ کی زیارت کرنے آئے۔ اور عشا کی نماز انہوں نے آپ ہی کے پیچھے پڑھی۔ آپ جیسا کہ چاہیئے۔ قرأت کا پورا حق ادا نہ کر سکے۔ جس سے فقہائے موصوف کو کسی قدر آپ سے بدظنی ہوئی۔ مگر انہوں نے آپ سے کچھ کہا نہیں۔ اور شب کو فقہائے موصوف آپ ہی کے زاویہ میں رہے۔ اور انہیں احتلام ہو گیا۔ اس شب سردی بھی بشدت تھی۔ مگر فقہائے موصوف اُسی وقت اُٹھ کر نہر پر جو کہ آپ ہی کے زاویہ کے روبرو واقعہ تھی۔ غسل کرنے گئے۔ اور ان کے کپڑوں پر ایک بہت بڑا شیر آ بیٹھا۔ فقہائے موصوف سردی کی وجہ سے نہائت پریشان ہوئے۔ اتنے میں آپ نکلکر نہر پر آئے۔ اور شیر آپ کے قدموں پر لوٹنے لگا۔ اور آپ اسے اپنی آستین سے مارتے ہوئے فرمانے لگے۔ کہ تو ہمارے مہمانوں سے کیوں تعرض کرتا ہے۔ گو انہوں نے ہمارے ساتھ سوءِ ظنی کی۔ تو اُس وقت شیر بھاگ گیا۔ اور فقہائے موصوف نے پانی سے نکل کر آپ سے معذرت کی۔ آپ نے فرمایا۔ کہ آپ لوگوں نے تو زبان کی اصلاح اور ہم لوگوں نے دل کی اصلاح کی ہے +

ایک دفعہ آپ کے گاؤں میں آگ لگی۔ اور دور تک پھیل گئی۔ آپ گئے اور آگ کے پاس کھڑے ہو کر آپ نے فرمایا۔ کہ اے آگ بس یہیں تک رہ۔ آگ اُسی وقت بجھ گئی +

آپ قریۂ انوس جو کہ قرے نہر الملک میں سے ایک گاؤں کا نام ہے۔ سکونت پذیر تھے۔ اور یہیں پر آپ نے وفات بھی پائی۔ آپ کی عمر اس وقت اسّی سال سے متجاوز تھی۔

آپ کی قبر اب تک ظاہر ہے۔ اور لوگ اس کی زیارت کیا کرتے ہیں۔ رضی اللہ تعالےٰ عنہ ۔

منجملہ اُن کے قدوۃ العارفین حضرت شیخ ابوسعید علی القیلوی یا بقولِ بعض ابوسعید القیلوی رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہیں ✤

آپ بھی صاحب احوال وکرامات جلیلہ اور اُن چار مشائخ میں سے تھے۔ جن کا ہم اوپر ذکر کر آئے ہیں۔ آپ جس امر کے لئے دُعا فرماتے تھے۔ تو آپ کی دُعا قبول ہوتی تھی۔ اور جس مریض کی کہ آپ عیادت کرتے تھے۔ خدائے تعالےٰ کے فضل سے وہ شفا پاتا تھا۔ اور جس ویران دِل کی طرف کہ آپ نظرِ توجہ کرتے تھے۔ وہ دِل محبت الٰہی سے معمور ہو جاتا تھا ✤

آپ مفتی زمانہ اور فقہائے معتبرین سے تھے۔ شیخ ابوالحسن علی القرشیؒ شیخ ابوعبداللہ محمد بن احمد المدینیؒ شیخ خلیفہ بن موسےٰؒ شیخ مبارک ابن علی الجبلیؒ اور شیخ محمد بن علی القیدیؒ وغیرہ مشائخ عظام آپ کی صحبت بابرکت سے مُستفید ہوتے ✤

ایک دفعہ آپ نے ایک چٹان پر کھڑے ہو کر جو کہ قیلویہ کے ایک میدان میں پڑی ہوئی تھی۔ اذان کہی۔ اور جب اذان کہتے ہوئے آپ نے اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہا۔ تو آپ کی تکبیر کی ہیبت سے چٹان کے پانچ ٹکڑے ہو گئے۔ اور زمین لرز گئی ✤

ایک دفعہ آپ کے بعض مُرید آپ کے لئے لوٹے میں پانی بھر کر لا رہے تھے۔ کہ لوٹا گر کر ٹوٹ گیا۔ اور پانی بھی ضائع ہو گیا۔ آپ نے آکر اُس لوٹے کو اُٹھایا۔ تو وہ درست ہو کر جیسا کہ تھا۔ ویسا ہی پانی سے لبریز ہو گیا ✤

ایک روز آپ وعظ فرما رہے تھے کہ اثنائے وعظ میں روافض کی ایک بڑی جماعت آپ کے پاس دو مٹکے کہ جن کا مُنہ بند تھا۔ لے کر آئی۔ اور جس شخص کے پاس کہ یہ دونوں مٹکے تھے اُس سے آپ نے فرمایا کہ تم لوگ روافض ہو۔ اور میرا امتحان کرنے آئے ہو۔ پھر آپ نے تخت پر سے اُتر کر ایک مٹکے کو کھولا۔ تو اُس میں سے ایک لنگڑا بچہ نکلا۔ اُس سے آپ نے فرمایا۔ قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہِ تو یہ اُٹھ کر دوڑنے لگا۔ اور دوسرے مٹکے کا مُنہ کھولا۔ تو اُس میں سے ایک تندرست بچہ نکلا۔ اُس سے آپ نے فرمایا۔ کہ بیٹھا رہ۔ تو اُس کے پیر میں لنگ ہو گیا۔ اور لنگ ہو جانے سے اُسی جگہ بیٹھا رہا۔ جب ان لوگوں نے آپ کی یہ کرامت دیکھی تو یہ سب آپ کے دستِ مبارک پر تائب ہو گئے۔ اور قسم کھا کر کہنے لگے کہ اس راز سے بجز اللہ تعالیٰ کے اور کوئی واقف نہ تھا ✤

آپ علمائے کرام کا لباس پہنا کرتے تھے۔ اور خچر پر سواری کیا کرتے تھے۔ آپ نہایت خوش طبع و مجمع مکارمِ اخلاق تھے +

آپ قرائے نہر الملک میں سے قریۂ قیلویہ میں سکونت پذیر تھے۔ اور ۵۵۷ھ ہجری میں یہیں پر آپ نے کبیر سن ہو کر وفات پائی۔ اور آپ کی قبر اب تک ظاہر ہے +

جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا۔ تو آپ کے صاحبزادے ابو الخیر سعید نے آپ سے کہا۔ کہ آپ مجھ کو کچھ وصیت کیجئے۔ آپ نے اُن سے فرمایا۔ کہ مَیں وصیت کرتا ہوں۔ کہ تم حضرت شیخ عبد القادر جیلانی کی تعظیم و تکریم کرتے رہنا۔ اُنہوں نے کہا۔ کہ آپ مجھے اُن کے حال سے آگاہ کیجئے۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ آپ اسوقت ریحانۂ اسرار اولیاء اور سب سے زیادہ اللہ تعالےٰ کے مقرب و محبوب ہیں۔ رضی اللہ تعالےٰ عنہم +

منجملہ اِن کے قدوۃ العارفین شیخ مطر الباذرانی رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ اکابرین مشائخ عراق سے۔ اور صاحب احوال و کرامات جلیلہ تھے +

شیخ احمد الہروی نے بیان کیا ہے۔ کہ آپ جس گنہگار کی طرف نظر کرتے تھے۔ تو وہ فوراً آپ کا مطیع و فرمانبردار ہو جاتا تھا۔ اور جس غفلت شعار کی طرف دیکھتے۔ تو وہ بیدار و ہوشیار ہو جاتا تھا۔ اور جو یہودی یا عیسائی شخص کہ آپ کے پاس آیا۔ فوراً مسلمان ہو گیا۔ جس زمین پر سے آپ گذرتے تھے۔ وہ زمین آپ کی برکت سے سرسبز و شاداب ہو جاتی تھی۔ اور جس امر کے لئے کہ آپ دعا کرتے۔ فوراً قبولیتِ دعا کے آثار نمایاں ہو جاتے تھے +

ایک دفعہ مَیں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اُسوقت میرے ساتھ پانچ شخص اَور بھی تھے آپ ہمارے آنے سے بہت خوش ہوئے۔ اور آپ نے ہمارے لئے قریباً ڈیڑھ سیر دودھ نکالا۔ اَور ہم نے اُس دودھ میں سے اتنا پیا۔ کہ ہم سیر ہو گئے۔ بعد ازاں سات شخص اَور آئے۔ اور اسی میں سے اُنہوں نے بھی پیا اور وہ بھی سیر ہو گئے۔ اس کے بعد دس شخص اَور آئے۔ اور وہ بھی پی کر سیر ہو گئے۔ اَور دودھ صرف ڈیڑھ سیر ہی تھا۔ اور اس سے زیادہ نہ تھا +

ایک دفعہ آپ نے خواب میں ایک عظیم الشان درخت دیکھا۔ جس کی شاخیں بکثرت اَور قریہ باذران سے متصل تھیں۔ آپ نے صبح کو یہ خواب اپنے شیخ شیخ تاج العارفین سے بیان کی۔ آپنے فرمایا۔ کہ مطر اس درخت سے میری ذات مراد ہے۔ تم جا کر قریہ باذران میں سکونت اختیار کرو۔ یہ قریہ باذران قرائے عراق میں سے ایک قریہ کا نام ہے۔ چنانچہ آپ اس قریہ میں

آکر سکونت پذیر ہوتے۔ اور یہیں پر آپنے وفات پائی +

جب آپ کی وفات کا زمانہ قریب ہوا۔ تو آپ کے صاحبزادے ابوالخیر کردم نے آپ سے کہا۔ کہ میں آپ کے بعد کس کی اقتدا کروں۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ حضرت شیخ عبدالقادرؓ کی۔ آپ کے صاحبزادے کہتے ہیں۔ کہ میں نے صرف آپ سے یہی پوچھا۔ تو پھر بھی آپ نے یہی کہا کہ حضرت شیخ عبدالقادر کی۔ اور فرمایا۔ کہ ایک زمانہ آئیگا۔ کہ لوگ انہیں کی اقتدا کریں گے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم +

منجملہ ان کے قدوۃ العارفین شیخ ماجد الکردی رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہیں۔ آپ اہل قوسان سے (جو کہ عراق کے ایک قریہ کا نام ہے) تھے۔ اور احوال و کرامات جلیلہ رکھتے تھے +

ایک دفعہ آپ کی خدمت میں ایک شخص آئے۔ اور کہنے لگے۔ کہ میں نے حج بیت اللہ کا ارادہ کر لیا ہے۔ آپ نے ان کو اپنا ایک پیالہ دیدیا۔ اور فرمایا۔ کہ اگر تم وضو کرنا چاہو۔ تو یہ تمہارے لئے پانی ہے۔ اور اگر پیاس لگے۔ تو یہ تمہارے لئے دودھ ہے۔ اور اگر تم پر بھوک کا غلبہ ہو۔ تو یہ تمہارے لئے ستو ہے۔ یہ شخص آپ کے اس عطیہ کے نہایت مشکور ہوئے اور حج بیت اللہ کو گئے۔ اور آپ کا یہ عطیہ ان کی مندرجہ بالا ضرورتوں کے لئے کافی و وافی ہوا یہ شخص شیخ تاج العارفین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے خاص مریدوں میں سے تھے +

آپ کے صاحبزادے سلیمان بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ میں اپنے والد ماجد کی خدمت میں حاضر تھا۔ اسوقت آپ کی خدمت بابرکت میں دس بارہ شخص آئے۔ آپ نے مجھ سے فرمایا۔ کہ جاؤ۔ خلوت خانہ میں سے کھانا نکال لاؤ۔ خلوت خانہ میں اسوقت کھانے پینے کی کوئی چیز بھی نہ تھی۔ مگر اس وقت آپ کی خلاف ورزی نہ کر سکا۔ اور خلوت خانہ میں چلا گیا۔ تو مجھے وہاں انواع و اقسام کے کھانے ملے۔ میں انہیں آپ کے پاس لے آیا۔ اس کے بعد پندرہ شخص اور آئے۔ پھر آپ نے مجھ سے ایسا ہی فرمایا۔ اور میں خلوت خانہ میں گیا۔ تو اس دفعہ بھی مجھے وہاں انواع و اقسام کے کھانے ملے۔ اس کے بعد آپ کے پاس تیس ۳۰ شخص اور آگئے اور ان کے لئے بھی میں یہی کھانے نکال کر لے آیا۔ بعد ازاں آپ نے اپنے دونوں خادموں کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا۔ تو وہ بیہوش ہو کر گر پڑے۔ اور اسی حالت میں وہ اپنے گھر لائے گئے۔ اور چھ ماہ تک ان کی یہی حالت رہی۔ پھر چھ ماہ کے بعد وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور آپ سے معذرت کرتے ہوئے کہنے لگے۔ کہ ہمیں یہ خیال تھا کہ یہ واقعہ سحر تھا۔ کہ جس کی وجہ سے آپ ہم پر خفگی فرما رہے ہیں +

ایک دفعہ آپ نے مجھ سے فرمایا۔ کہ سلیمان اس پہاڑ پر جاکر دیکھو۔ تمہیں وہاں رجال الغیب سے تین شخص ملیں گے۔ تم اُن سے میرا سلام کہنا۔ اور اُن سے پوچھنا۔ کہ آپ کو کس چیز کی خواہش ہے۔ غرض میں اِن کے پاس گیا۔ اور میں نے ان سے دریافت کیا۔ تو ان میں سے ایک شخص نے کہا کہ مجھے انار کی خواہش ہے۔ اور ایک نے کہا۔ کہ مجھے سیب کی خواہش ہے۔ اور ایک شخص نے کہا کہ مجھے انگور کی خواہش ہے۔ میں نے واپس آکر آپ کو اطلاع دی آپ نے فرمایا کہ یہ تینوں میوے فلاں درخت سے توڑ لاؤ۔ میں اُس درخت سے یہ تینوں میوے توڑ لایا اس سے پہلے میں نے اُس درخت کو خشک دیکھا تھا۔ پھر آپ نے یہ تینوں میوے دیکھ کر فرمایا۔ کہ جاؤ اُن کو دے آؤ۔ میں ان کے پاس لے گیا۔ اور ان میں سے دو شخصوں نے اپنی چیز لیکر کھالی۔ مگر جس شخص نے کہ سیب مانگا تھا۔ اس نے سیب نہیں لیا۔ اور کہا کہ یہ میں تمہیں کو دیتا ہوں۔ اس کے بعد یہ دونوں شخص ہوا میں اُڑ کر چلے گئے۔ مگر یہ شخص اُن کے ساتھ نہیں جا سکے۔ پھر آپ نے آن کر اُن کے لئے دُعا کی۔ اور اس سیب میں سے اُن کو کھلایا۔ اور کچھ خود آپ نے کھایا۔ اور اُن کے کندھے پر آپ نے ہاتھ مارا۔ تو یہ شخص بھی اُڑ کر چلے گئے۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ بھی آپ کی نہائت تعریف کیا کرتے تھے آپ کے سن تولد وغیرہ کے متعلق ہمیں کچھ معلوم نہیں ہوا۔ ۵۶۴ھ ہجری میں آپ نے وفات پائی۔ رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔

منجملہ اُن کے قدوۃ العارفین شیخ ابومدین شعیب المغربی ہیں۔ آپ اکابرین مشائخ مغرب وعظمائے عارفین اور ائمہ محققین سے تھے۔ اور کرامات و مقاماتِ عالیہ رکھتے تھے۔ آپ اوتاد مغرب سے تھے۔ اور اسرار حقائق و معارف کے آپ خزینہ تھے۔ آپ کو تصرف تام اور مقاماتِ ولائیت میں مقام وسیع حاصل تھا۔ آپ سے عجائبات و خوارق و عادات بکثرت ظہور میں آتے تھے۔ اسرار و معارف اور فنون حکمیہ ہمیشہ آپ کی زبان سے بیان ہوا کرتے تھے۔ آپ شریعت و طریقت دونوں کے جامع اور بلاد مغرب کے ایک نامور مفتی تھے۔ اور مذہب مالکی رکھتے تھے۔ قبولیت عامہ آپ کو حاصل تھی۔ دُور دراز کے طلبہ آپ کے پاس آتے۔ اور آپ سے مُستفید ہوتے تھے۔

شیخ عبدالرحمٰن بن حجوں المغربی و محمد بن احمد القرشی رح شیخ عبداللہ القشتانی المغاری رح قدوۃ الصالحین شیخ زکانی رح وغیرہ مشائخ عظام نے آپ سے علم طریقت حاصل کیا۔ اُن کے علاوہ

اور بھی بہت سے اہلِ طریقت نے فخر تلمذ حاصل کیا ہے ؛

غرضیکہ آپ اعلٰے درجہ کے جمیل و ظریف متواضع مجمع مکارم اخلاق اور متبع شرع شریف تھے۔ آپ کی ادعیہ مشہور و معروف ہیں منجملہ اُن کے کچھ ہم یہاں بھی نقل کرتے ہیں :۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّ الْعِلْمَ عِنْدَكَ وَھُوَ مَحْجُوْبٌ وَّلَا اَعْلَمُ اَمْرًا فَاَخْتَارُہٗ لِنَفْسِیْ فَقَدْ فَوَّضْتُ اِلَیْكَ اَمْرِیْ وَ اَرْجُوْكَ لِفَاقَتِیْ وَ فَقْرِیْ فَاَرْشِدْنِیْ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَحَبَّ الْاُمُوْرِ اِلَیْكَ وَ اَرْضَاھَا عِنْدَكَ وَحْمَدِھَا عَاقِبَۃً عِنْدَكَ فَاِنَّكَ تَفْعَلُ مَا تَشَاءُ بِقُدْرَتِكَ اِنَّكَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۔

یعنی اے پروردگار ! تمام امور کا علم تجھی کو حاصل ہے۔ اور اس میں سے مجھے کسی بات کا علم نہیں۔ تاکہ میں اُس سے بھلائی حاصل کرسکوں۔ میں اپنے تمام امور اے پروردگار ! تجھی کو سونپتا ہوں۔ اور اپنے فقر و فاقہ اور مصیبت میں تجھی سے مدد چاہتا ہوں۔ اے پروردگار ! تو انہیں امور کی طرف رہنمائی کر جو کہ تیرے نزدیک پسندیدہ اور آخرت میں میرے لئے مفید ہوں۔ کیونکہ جو کچھ تو چاہتا ہے کرسکتا ہے۔ اور ہر بات پر تجھ کو قدرت حاصل ہے ؛

شیخ عبدالرحیم القنادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا ہے کہ آپ نے ایک دفعہ بیان فرمایا۔ کہ مجھ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے سامنے کھڑا کرکے فرمایا۔ کہ شعیب ! تمہاری داہنی جانب کیا ہے ؟ میں نے عرض کیا۔ کہ اے پروردگار ! تیری عطا و بخشش ہے۔ پھر فرمایا۔ کہ تمہاری بائیں جانب کیا ہے ؟ میں نے عرض کیا۔ کہ اے پروردگار ! تیری قضاء و قدر ہے۔ ارشاد ہوا۔ کہ اے شعیب ہم نے اس کو (یعنی عطا کو) تمہارے لئے زیادہ کیا۔ اور اس کو (یعنی قضاء کو) تم سے معاف کیا۔ سو اس شخص کو مرحبا ہے جو تمہیں دیکھے۔ یا تمہارے دیکھنے والے کو دیکھے ؛

ایک دفعہ آپ نے نماز میں یہ آیت شریف پڑھی۔ وَیُسْقَوْنَ فِیْھَا كَاْسًا كَانَ مِزَاجُھَا زَنْجَبِیْلًا ۔ اور پڑھ کر اپنے لب چوسے اور نماز کے بعد آپ نے فرمایا۔ کہ اسوقت مجھے شراب طہور کا پیالہ پلایا گیا ؛

ایک دفعہ آپ نے یہ آیت شریف پڑھی :۔ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ وَاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِیْ جَحِیْمٍ ۔ اور فرمایا۔ کہ مجھے اِن دونوں فریق کے مقامات دکھلائے گئے ؛

شیخ صالح زکائی نے بیان کیا ہے۔ کہ ایک وقت کا ذکر ہے کہ مسلمانوں اور فرنگیوں کے درمیان لڑائی ہوئی۔ اسوقت آپ اپنی تلوار اور اپنے مریدوں کو ساتھ لے کر جنگل کیطرف گئے

اور جا کر آپ ایک ٹیلے پر بیٹھ گئے۔ اس کے بعد آپ کے سامنے کا سارا میدان خنزیروں سے بھر گیا۔ اور خنزیر مسلمانوں کی طرف حملہ کرنے لگے۔ تو اس وقت آپ تلوار نکالکر ان میں کود پڑے۔ اور چلا کر بہت سے خنزیروں کو آپ نے قتل کیا۔ اس کے بعد تمام خنزیر بھاگ پڑے پھر آپ نے فرمایا۔ کہ یہ فرنگی لوگ تھے۔ خدائے تعالےٰ نے انہیں ذلیل کیا۔ اور ان کو شکست دی۔ ہم نے یہ دن اور یہ وقت یاد رکھا۔ اس کے بعد فرنگیوں کے شکست پانے کی خبر آئی۔ اور اس خبر میں یہی دن اور یہی وقت مذکور تھا۔ جب مجاہدین واپس آئے۔ تو وہ آن کر آپ کے قدمبوس ہوئے۔ اور بیان کیا کہ معرکہ میں آپ ہمارے ساتھ شریک تھے۔ اور آپ نے ان کا بہت سا لشکر کاٹ ڈالا۔ یہاں تک کہ وہ شکست کھا کر پسپا بھاگ پڑا۔ اور اگر اسوقت آپ نہ ہوتے۔ تو اس روز ہم سب ہلاک ہو گئے ہوتے۔ اور پھر معرکہ کے بعد آپ ہمیں نہیں دکھائی دیئے۔ شیخ صالح زکائی بیان کرتے ہیں۔ کہ آپ کے اور معرکہ کے درمیان میں ایک ماہ سے زیادہ دنوں کی مسافت تھی +

ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ کہ فرنگیوں نے آپ کو اور بہت سے مسلمانوں کو قید کر لیا۔ اور قید کر کے سب کو ایک بڑی کشتی میں بٹھا لیا۔ اور جب وہ اپنی کشتی کا لنگر کھول کر اسے چلانے لگے۔ تو وہ جیسی کھڑی تھی۔ کھڑی رہی۔ اور ذرا بھی وہ اپنی جگہ سے نہ ہٹی۔ جس سے انہیں آپ کی عظمت وشان معلوم ہوئی۔ اور آپ سے کہنے لگے۔ کہ آپ جائیے۔ ہم نے آپ کو رہا کیا۔ آپ نے فرمایا کہ میرے ساتھ جتنے اور لوگ ہیں۔ انہیں بھی چھوڑ دو۔ تو ان لوگوں نے آپ کے تمام ہمراہیوں کو بھی رہا کر دیا +

ایک روز کا ذکر ہے۔ کہ آپ ایک دریا کے کنارے وضو کر رہے تھے۔ کہ اثنا وضو میں آپ کی انگشتری گر گئی۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اے پروردگار! میری انگشتری مجھے عطا فرما۔ تو ایک مچھلی اسے منہ میں لئے ہوئے اوپر آئی۔ اور آپ نے اس کے منہ سے اپنی انگوٹھی نکال لی +

آپ بلادِ مغرب میں سکونت پذیر تھے۔ خلیفہ وقت نے آپ سے تبرک حاصل کرنیکے لئے آپ کو بلایا۔ اور آپ خلیفہ موصوف کی طرف روانہ ہوئے۔ جب آپ تلمسان پہنچے۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ ہمیں بادشاہوں سے کیا واسطہ؟ پھر آپ سواری پر سے اترے۔ اور قبلہ رخ ہو کر آپ نے کلمۂ شہادت پڑھا۔ اور فرمایا اے پروردگار! میں نے تیری طرف جلدی کی۔ تاکہ تیری رضامندی مجھے حاصل ہو۔ اور یہ کہکر پھر آپ کی روح پرواز ہو گئی۔ اور وہیں پر

آپ مدفون ہوئے۔ اب تک آپ کی قبر ظاہر ہے۔ رضی اللہ تعالےٰ عنہ +

منجملہ اِن کے قدوۃ العارفین شیخ ابو البرکات صغر بن صغر بن مسافر الاموی ہیں۔ آپ اکابرین مشائخ عراق سے تھے۔ اور کرامات و مقامات انفاس روحانیہ۔ و فتوحات سینۂ عالیہ رکھتے تھے +

آپ اپنے قریہ بیت فار سے جبل ہکار جاکر مُدّت تک قدوۃ السالکین شیخ شرف الدین عدی بن مسافر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمتِ بابرکت میں رہے۔ اور آپ کی وفات کے بعد آپ کے خلیفہ بنے۔ علاوہ ازیں اور بھی بہت سے مشائخین سے آپنے ملاقات کی۔ اور کثیر التعداد صلحائے زمانہ اور آپکے صاحبزادے شیخ ابو البرکات کہ عنقریب ہی جنکا ذکر کیا جائیگا۔ آپ کی صحبتِ بابرکت سے مستفید ہوئے۔ آپ کریم الشمائل صاحب حیا و مروت اور نہائیت عقیل و فہیم بزرگ تھے +

محبت آلہیٰ کے متعلق آپ نے فرمایا ہے۔ کہ جو شخص کہ محبتِ آلہیٰ کی شراب پیتا ہے۔ اُس کا نشہ بدوں مشاہدہ محبوب نہیں اُترتا۔ شرابِ محبتِ آلہیٰ کا سُکر گویا وہ شب ہے۔ کہ جس کی صُبح مشاہدۂ جمالِ محبوب ہے۔ جیسے کہ صدق وہ درخت ہے۔ کہ جس کا پھل مجاہدہ و ریاضت ہے +

محبت کے تین اصُول ہیں۔ وفا۔ ادب۔ مروّت +

وفا یہ ہے کہ اس کی وحدانیت و فردانیت میں اپنے دِل کو منفرد کر کے انفرادِ قلب حاصل کرے۔ اور مشاہدہ آلہیٰ میں ثابت قدم رہے۔ اور اس کے نورِ ازلیت سے مانوس رہے +

ادب یہ ہے۔ کہ خطرات کی مراعات و حفظِ اوقات اور ما سوا سے انقطاع کرتا ہے +

مروّت یہ ہے۔ کہ قولاً و فعلاً۔ صدق و صفا کے ساتھ ذکر اللہ پر اور ظاہر و باطن میں اغیار سے روگردانی کر کے ستر اللہ پر ثابت قدم رہے۔ اور حالاتِ آئندہ کی رعایت کر کے حفظِ اوقات کرتا رہے +

جب بندے میں یہ تینوں خصلتیں جمع ہو جاتی ہیں۔ تو وہ لذتِ وصال پانے لگتا ہے اور اُسکے کے مقام سر میں آتش اشتیاق بھڑک اُٹھتی ہے +

شیخ ابو الفتح نصر بن رضوان بن مروان الدّانی نے بیان کیا ہے۔ کہ ایک روز کا ذکر ہے کہ موسم خریف میں مجھے آپ کے ساتھ آپ کے زاویہ سے پہاڑ تک جانے کا اتفاق ہوا۔ اُس وقت آپ کے ساتھ میرے علاوہ اور بھی بہت سے لوگ تھے۔ اُسوقت بعض رفقاء نے

کہا کہ آج ہمارا انار ترش و شیریں کھانے کو جی چاہتا ہے۔ بعد ازاں ہم نے دیکھا۔ کہ اطراف و جوانب کے تمام درخت انار سے بھر گئے۔ اور آپ نے فرمایا۔ آپ نے فرمایا کہ تم نے انار کی خواہش کی ہے۔ سو اسے توڑو۔ اور کھاؤ۔ غرض ہم نے بہت سے انار توڑے اور کھائے۔ اسوقت سیب و کشمش اور آلو بخارہ کے درختوں سے انار توڑ توڑ کر کھائے۔ اور ایک ہی درخت میں سے ہم نے ترش اور شیریں دونوں قسم کے انار توڑے۔ اور اس قدر کھائے۔ کہ ہم سیر ہو گئے۔ پھر جب ہم وہاں سے واپس آئے۔ تو کسی درخت پر ایک انار بھی نظر نہیں آیا +

ایک روز کا واقعہ ہے۔ کہ شیخ نصر اللہ بن علی الحمیدی الشیبانی الہکاری پہاڑ کے کنارے پر سے جا رہے تھے۔ اور اس روز ہوا بہت تیز تھی۔ اور خصوصاً اس وقت ایک بہت بڑی آندھی آئی۔ اور پہاڑ میں بھی کچھ اضطراب سا پیدا ہو گیا۔ اور شیخ موصوف پہاڑ پر سے گرے۔ آپ اس وقت پہاڑ کے سامنے ہی بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے پہاڑ کی طرف اشارہ کیا۔ تو پہاڑ تھم گیا۔ اور شیخ موصوف ہوا میں معلق رہ گئے۔ گویا کسی نے ان کو تھام رکھا ہے۔ پھر آپ نے ایک گھڑی کے بعد فرمایا۔ کہ اے ہوا تو ان کو ان کی جگہ پہاڑ پر پہنچا۔ چنانچہ شیخ موصوف بذریعہ ہوا کے پھر اپنی جگہ پہاڑ پر پہنچ گئے +

ابو الفضل معالی بن بنہان التمیمی الموصلی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ میں قریباً سات برس تک آپ کی خدمت بابرکت میں رہا۔ ایک وقت کھانے کے بعد میں آپ کے ہاتھ دھلا رہا تھا۔ آپ نے اس وقت مجھ سے فرمایا۔ کہ تم مجھ سے اس وقت چاہو۔ کیا چاہتے ہو۔ میں نے کہا حضرت آپ میرے واسطے دعا فرمایئے کہ اللہ تعالے مجھ پر قرآن یاد کرنا سہل کر دے۔ چنانچہ آپ کی دعا کی برکت سے مجھ پر قرآن مجید یاد کرنا سہل ہو گیا۔ یہاں تک کہ آٹھ ماہ میں میں نے پورا قرآن مجید یاد کر لیا۔ اور اس سے پہلے میری یہ حالت تھی۔ کہ میں ایک آیت کو تین تین دن میں یاد کیا کرتا تھا۔ اور اب میں شب و روز قرآن مجید پڑھا کرتا ہوں۔ علاوہ ازیں اللہ تعالے نے آپ کی دعا کی برکت سے میری ہر ایک مشکل کو آسان کر دیا +

آپ کے صاحبزادے ابو المفاخر بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص ہمیشہ نماز میں فضول حرکتیں کہ جن سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ کیا کرتا تھا۔ آپ نے بارہا اسے منع کیا۔ لیکن یہ شخص اپنی حرکت سے باز نہیں آیا۔ ایک دفعہ آپ نے اس سے کہا۔ کہ یا تو تو اپنی حرکت سے باز آ۔ ورنہ اللہ تعالے تیرے دونوں ہاتھ بیکار کر دیگا۔ اسی وقت سے اس کے دونوں ہاتھ بیکام ہو گئے۔ ایک روز

یہ شخص نہایت آبدیدہ ہوکر آپ کی خدمت میں آیا۔ اور نہایت عاجزی کرنے لگا۔ آپ نے فرمایا کہ اب تمہاری یہ عاجزی کچھ کام نہیں آسکتی۔ جب کہ خدائے تعالےٰ کا غضب تم پر آچکا۔ چنانچہ اُس شخص کے دونوں ہاتھ تادمِ حیات بیکار ہی رہے +

آپ جبل ہکار سے قریب مقام لالش میں سکونت پذیر تھے۔ اور یہیں پر آپ نے وفات پائی۔ اور یہیں آپ مدفون بھی ہوئے۔ آپ کی قبر اب تک ظاہر ہے رضی اللہ تعالےٰ عنہ +

منجملہ اُن کے آپ ہی کے صاحبزادے موصوف شیخ ابو المفاخر عدی بن ابی البرکات صخر بن صغر بن مسافر الاموی الشامی الاصل الہکاری المولد والدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں +

آپ بھی اکابرین مشائخِ عراق سے تھے۔ اور مقاماتِ احوال و کراماتِ عالیہ اور انفاسِ ربّانیہ و تصرفِ تمام رکھتے تھے۔ آپ اپنے والد ماجد کی صحبتِ بابرکت سے مستفید ہوئے۔ اور بہت کچھ شہرت آپ کو حاصل ہوئی۔ آپ ایک نہایت عقیل و فہیم۔ متواضع۔ کریم النفس بزرگ تھے۔ اور علم اور اہلِ علم کی آپ نہایت عزت کرتے تھے۔ ہمیں آپ کے سنِ تولد یا سنِ وفات کے متعلق کچھ معلوم نہیں ہوا۔ رضی اللہ تعالےٰ عنہ +

منجملہ اُن کے قدوۃ العارفین شیخ ابو یعقوب یوسف بن ایوب بن یوسف بن الحسین بن وہرۃ الہمدانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہیں +

آپ اعیانِ مشائخِ اسلام سے تھے۔ اور خراسان میں تربیت مریدین آپ ہی کی طرف منتہی تھی۔ ہمیشہ آپ کی خانقاہ میں علماء و فقہاء کی ایک بڑی جماعت رہا کرتی تھی۔ اور آپ سے مستفید ہوا کرتی تھی۔ اسی طرح سے کثیر التعداد اہل سلوک آپ کی صحبتِ بابرکت سے مستفید ہوئے آپ اپنی صغر سنی ہی سے تاحینِ حیات زہد و عبادت و مجاہدہ اور خلوت میں مشغول رہے جس طرح سے آپ نے کثیر التعداد علماء و فقہاء سے فخر تلمذ حاصل کرکے علوم دینیہ کی تکمیل کی۔ اور اسی طرح اعیانِ خراسان نے آپ سے تلمذ حاصل کیا +

شیخ علی الجونی بیان کرتے ہیں کہ میں ایک وقت آپ کی مجلس وعظ میں حاضر ہوا۔ آپ وعظ فرما رہے تھے۔ اثنائے وعظ میں آپ سے دو فقہاء نے کہا کہ بس خاموش رہو۔ تم ایک بدعتی شخص معلوم ہوتے ہو۔ آپ نے فرمایا۔ کہ تم خاموش رہو خدائے تعالےٰ تمہیں زندگی نصیب نہ کرے۔ چنانچہ اُسی مجلس میں ان دونوں شخصوں کا انتقال ہوگیا +

ابن خلقان اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے۔ کہ آپ ایک روز وعظ فرما رہے تھے۔ اور

ایک عالم آپ کی مجلس وعظ میں موجود تھا۔ اسی مجلس میں ایک فقیہہ جو کہ ابن سقاء کے نام سے مشہور تھا اُٹھا۔ اور آپکی نسبت کچھ اذیت دہ کلمات کہے۔ اور آپ سے کچھ سوالات کئے۔ آپنے اُس سے فرمایا۔ کہ بیٹھ جاؤ۔ تمہارے کلام سے ہمیں کُفر کی بُو آتی ہے۔ اور عجب نہیں کہ غیر دین اسلام پر تمہارا خاتمہ ہو۔ چنانچہ اسی اثناء میں ملک الروم کا ایک قاصد خلافت پناہی میں آیا ہوا تھا یہ اُس کے ساتھ قسطنطنیہ چلا گیا۔ اور وہاں جاکر عیسائی ہوگیا۔ اور اسی پر اُسکا خاتمہ بھی ہوا +

یہ شخص قاری قرآن اور نہایت خوش آواز تھا۔ اس کے دیکھنے والوں میں سے ایک شخص نے بیان کیا ہے۔ کہ میں نے اُس کو قسطنطنیہ کی ایک دوکان پر بیمار پڑا ہوا دیکھا۔ اس کے ہاتھ میں اُسوقت ایک پنکھا تھا۔ جس سے یہ اپنے مُنہ سے مکھیاں اڑا رہا تھا۔ میں نے اُس وقت اس سے پُوچھا۔ کہ کیوں تمہیں کچھ قرآن بھی یاد ہے۔ یا سب بھُول گئے۔ اُس نے کہا۔ کہ صرف مجھے ایک آیت رُبَمَا یَوَدُّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَوْ کَانُوْا مُسْلِمِیْنَ یاد رہ گئی ہے۔ یعنی ایک روز ایسا ہوگا کہ کافر بہتیرے ہی ارمان کرینگے کہ اَے کاش ہم بھی مسلمان ہوتے۔ انتہی کلامہٗ +

اللہ تعالےٰ ہر ایک مُسلمان کو اس بلاء سے محفوظ رکھے۔ اور ببرکت خاتم النبیین حضرت محمد مصطفٰے احمد مجتبےٰ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وعلےٰ آلہٖ وصحبہٖ وسلم ہم سب کا خاتمہ بالخیر کرے۔ وصلی اللہ علی النبی

پس ہر ایک شخص کو چاہیئے۔ کہ اتقیاء و ابرار اُمت مرحومہ اور اولیاء اللہ و عارفین کاملین سے بد اعتقادی نہ کرے۔ اور نہ ان کے ساتھ بدظنی سے کام لے۔ ورنہ ان کی بدعاء تیر بہدف اور سم قاتل کا حکم رکھتی ہے وَنَسْئَلُ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ وَحُسْنَ الْخَاتِمَۃِ بِحُرْمَتِہٖ وَاٰلِہٖ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ اَبَدًا اَبَدًا اہ

ایک وقت کا ذکر ہے۔ کہ ایک عورت آپ کی خدمت بابرکت میں آکر کہنے لگی۔ کہ فرنگیوں نے میرے لڑکے کو قید کرلیا ہے۔ آپ اُسے چھڑا دیجئے۔ آپ نے ہرچند اُس کو صبر دلایا۔ مگر یہ عورت ہرگز صبر نہ کرسکی۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اے پروردگار! اس کے لڑکے کو قید سے چھڑا کر اُسے اس کے پاس پہنچا دے۔ پھر آپ نے اُس سے فرمایا۔ کہ جاؤ گھر پر انشاء اللہ تعالیٰ تمہارا لڑکا تمہیں ملیگا چنانچہ یہ عورت اپنے گھر گئی۔ تو گھر میں اُس کا لڑکا موجود تھا +

اُس نے بیان کیا۔ کہ میں ابھی قسطنطنیہ میں محبوس تھا۔ ایک شخص آیا۔ جسے میں نہیں پہچانتا تھا۔ اور آکر ایک لمحہ بھر میں مجھے اُٹھا لایا۔ اور یہاں پہنچا دیا۔ اُس عورت نے واپس آکر آپ کو اُس کے آجانے کی خبر دی۔ آپ نے فرمایا کہ کیا تمہیں اس میں کچھ تعجب معلوم ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے

بہت سے بندے ایسے ہیں۔ کہ جو اپنے تمام کاموں میں بالکل نیک نیتی رکھتے ہیں۔ اور ہر ایک کام کو محض بوجہ اللہ کیا کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ اُن کے ارادوں کو اُسی وقت پورا کر دیتا ہے ✦

آپ سنہ ۴۴۰ھ ہجری میں قرائے ہمدان میں سے قریہ بوزنجرد میں تولد ہوئے۔ اور ۵۳۵ھ ہجری میں مضافاتِ ہمدان میں سے قریہ نایمن میں جو آرن سے قریہ مرو کی طرف لوٹتے ہوئے آپنے وفات پائی۔ اور یہیں پر آپ مدفون بھی ہوئے۔ پھر ایک مدت کے بعد آپ کی نعش کو نکال کر مرو لے جا کر دفن کیا گیا۔ اس وقت تک آپ کی نعش جیسی کہ تھی ویسی ہی رہی اور مرو میں اب تک آپ کی قبر ظاہر ہے۔ رضی اللہ تعالےٰ عنہ ✦

منجملہ اُن کے قدوۃ العارفین شیخ شہاب الدین عمر بن محمد بن عبد اللہ محمد عمویۃ السہروردی رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہیں ✦

آپ اعلےٰ درجہ کے عالم و فاضل جامع شریعت و طریقت اور اکابرین مشائخ عراق سے تھے۔ اور مقامات و کرامات عالیہ رکھتے تھے ✦

سیدنا حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے آپ کی نسبت فرمایا ہے کہ عُمر تم آخیر مشاہیر عراق سے ہو گے ✦

آپ اعلےٰ درجہ کے متبع شریعت و تابع سُنت نبوی تھے۔ علےٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام اور شریعت و طریقت میں مقام رفیع رکھتے تھے۔ نجم الدین تفلیسی جو کہ آپکے مریدوں میں سے تھے۔ بیان کرتے ہیں۔ کہ جبکہ میں بغداد میں آپ ہی کی خدمت میں چلہ کشی کے لئے خلوت خانہ میں بیٹھا۔ تو اخیر چلہ میں چالیسویں روز مجھے مشاہدہ ہوا۔ کہ آپ ایک پہاڑ پر بیٹھے ہوئے صاع بھر بھر کر لوگوں کو جواہرات تقسیم کر رہے ہیں۔ اور جب یہ جواہرات کم ہو جاتے ہیں۔ تو پھر یکایک خود بخود بڑھ جاتے ہیں۔ جب میں چلہ کا یہ اخیر دن پورا کر کے خلوت خانہ سے نکلا۔ اور آپ کی خدمت میں آیا۔ تو قبل اس کے کہ میں اس کی نسبت آپ سے دریافت کروں۔ آپنے فرمایا کہ جو کچھ تم نے اپنے مشاہدہ میں دیکھا ہے۔ ٹھیک دیکھا ہے۔ اور یہ سب کچھ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی برکت سے ہے۔ کہ آپ نے علم کلام کے عوض میں عطا فرمایا۔ کیونکہ آپ کو اللہ تعالےٰ نے تصریف تام میں ید طولےٰ عطا فرمایا تھا۔ (مترجم) آپ کا قصہ اوپر مذکور ہو چکا ہے۔ کہ آپ شب و روز علم کلام میں مشغول رہتے تھے۔ اور اس فن کی آپنے بہت سی کتابیں یاد کر رکھی تھیں۔ اور آپکے عم بزرگ آپ کو اس میں مشغول رہنے سے منع کیا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک روز آپ کے عم بزرگ

آپ کو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کی خدمتِ بابرکات میں لے گئے۔ اور فرمایا کہ یہ میرے بھتیجے شب و روز علمِ کلام میں مشغول رہتے ہیں۔ اور میں انہیں منع کیا کرتا ہوں۔ مگر یہ نہیں مانتے غرض آپ کی توجہ سے آپ کا سینہ علم کلام سے بالکل صاف ہو گیا۔ اور بجائے اس کے آپ کے سینہ میں حقائق بھر گئے۔ انتہیٰ ٭

معارف حقائق میں آپ کا کلام عالی ہوتا تھا۔ آپ یہ دُعاء بکثرت پڑھا کرتے تھے:-

اَللّٰھُمَّ بَصِّرْنَا بِعُیُوْبِ اَنْفُسِنَا لِنَشْغُلَ عُیُوْبَنَا وَلَا تَکِلْنَا عَلٰی اَنْفُسِنَا طَرْفَۃَ عَیْنٍ وَانْصُرْنَا عَلٰی اَعْدَآئِنَا وَلَا تَفْضَحْنَا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ ہ

یعنی اے پروردگار! تو ہمیں ہمارے عیب دیکھنے کی بصیرت دے۔ کہ ہم خود اپنے عیوب دیکھ لیا کریں۔ اور ایک لمحہ بھر بھی تو ہمیں ہمارے نفسوں پر مت چھوڑ۔ اور ہمارے دشمنوں پر تو ہماری مدد کر۔ اور اے پروردگار! تو ہمیں قیامت کے دن ذلیل نہ کرنا۔ بیشک تو اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا ٭

ابن نجار نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے۔ کہ آپ اپنے وقت کے عارف و کامل اور حقیقت و طریقت میں شیخ وقت تھے۔ خلق اللہ کو آپ نے وصول الی اللہ کی طرف بلایا۔ اور خود بھی زہد و عبادت و ریاضت و مجاہدات میں مشغول رہے ٭

آپ اوّلاً علوم دینیہ کی تحصیل کی۔ اور حدیث بھی سُنی۔ اس کے بعد آپ عرصہ دراز تک خلوت گزیں رہے۔ اور ذکر و اشغال کرتے رہے۔ بعد ازاں آپ نے اپنے عم بزرگ کے مدرسہ میں مجلس وعظ منعقد کی۔ اور خلقتِ کثیر آپ کے وعظ آنے لگی۔ اور قبولیتِ عامہ آپ کو حاصل ہوئی۔ اور اقطار و جوانب میں دور تک آپ کی شہرت ہو گئی۔ اور عام و خاص سب آپ کے فیض برکت سے مستفید ہوئے۔ امراء و سلاطین کے نزدیک بھی آپ کو بہت کچھ عزت و وقعت حاصل تھی۔ کئی دفعہ آپ شام اور سلطانِ خوارزم شاہ کی طرف بحیثیتِ قاصد بھیجے گئے۔ اور رباطِ ناصری و رباط بسطامی و رباطِ مامونیہ تینوں کے آپ ہی شیخ مقرر تھے۔ پھر اخیر عمر میں آپ کو ضربہ بھی پہنچایا گیا۔ مگر آپ اسی طرح بطریق اوّل اوراد و اذکار میں مشغول رہ کر خاطر جمع رہے ٭

قاضی القضاۃ مجیر الدین عبد الرحمٰن العلیمی نے اپنی تاریخ المعتبر فی ابنائے من عبر میں بیان کیا ہے۔ کہ شہاب الدین آپ کا لقب تھا۔ اور آپ کا نسب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے ملتا تھا۔ آپ اعلےٰ درجہ کے فقیہ شافعی المذہب عابد و زاہد اور نہایت ہی بزرگ صالح تھے۔

آپ شیخ الشیوخ تھے۔ اور آپ کی آخر عمر میں آپ کا بغداد میں کوئی نظیر نہیں تھا۔ آپ نے سلوک میں عمدہ عمدہ کتابیں بھی لکھی ہیں۔ منجملہ آپ کی کتب سے کتاب عوارف المعارف مشہور و معروف ہے ٭

منجملہ ان کے قدوۃ العارفین شیخ جاگیر الکردی رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہیں۔ آپ بھی اعیان مشائخ عراق سے تھے۔ اور احوالِ فاخرہ و مقاماتِ عالیہ و انفاس نفیسہ اور کراماتِ ظاہرہ رکھتے تھے۔ بہت سے عجائبات و خوارقِ عادات اللہ تعالےٰ نے آپ سے ظاہر کرائے۔ جمیع مشائخ عراق اور خصوصاً تاج العارفین آپ کی نہایت تعریف کیا کرتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے۔ کہ شیخ جاگیر اپنے نفس سے اس طرح نکل گئے ہیں جس طرح سے کہ سانپ اپنی کینچلی سے نکل جاتا ہے۔ صلحاء و عباد سے کثیر التعداد لوگ آپ کی صحبتِ بابرکت سے مستفید ہوئے۔ آپ اعلےٰ درجہ کے ظریف الشمائل کامل الادب اور شریف التصفات تھے۔ اور ہر حال میں آداب شریعت و قانونِ عبودیت کو مرعی رکھتے تھے۔ آپ کا قول تھا۔ کہ مَیں نے کسی مُرید سے عہد نہیں لیا مگر یہ کہ مَیں نے اُس کا نام لوحِ محفوظ میں لکھا دیکھا ٭

شیخ ابو محمد الحسن الحمیدی نے بیان کیا ہے۔ کہ آپ کی روزی بے شان و گمان محض غیب سے ہوتی تھی۔ ایک وقت کا ذکر ہے۔ کہ مَیں آپ کی خدمتِ بابرکت میں حاضر تھا۔ اُس وقت آپ کے سامنے سے کئی گائیں نکلیں۔ ایک گائے کی نسبت آپ نے فرمایا۔ کہ اِس گائے کے شکم میں سُرخ بچھڑا ہے۔ اور یہ گائے اس بچھڑے کو فلاں ماہ میں فلاں دن جنے گی۔ اور یہ بچھڑا میرے نذرانہ میں دیا جائیگا۔ اس کے بعد آپ نے ایک اور گائے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ اِس کے شکم میں بچھیا ہے۔ اور یہ گائے فلاں وقت جنے گی۔ اور اس کی کئی صفتیں بیان کر کے فرمایا کہ یہ بھی ہمارے نذرانہ میں دی جائے گی۔ اور فلاں شخص اس کو ذبح کریگا۔ اور فلاں فلاں شخص اس کو کھائیں گے۔ اور ایک سُرخ کُتا بھی اس میں سے لے جائے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور ایک سُرخ زاویہ کی طرف آکر ایک ران اُٹھا لے گیا ٭

ایک وقت کا ذکر ہے۔ کہ ایک نو وارد شخص آپ کی خدمت میں آئے۔ اور کہنے لگے۔ کہ آپ مجھے ہرن کا گوشت کھلائیے۔ چنانچہ اسی وقت ایک ہرن آن کر آپ کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ اور آپ نے ذبح کرنے کے لئے فرمایا۔ چنانچہ یہ ہرن ذبح کیا گیا۔ اور اُس کا گوشت پکوا کر کھلایا گیا ٭

ابو محمد الحسن راوی بیان کرتے ہیں۔ کہ مجھے تقریباً سات برس تک آپ کی خدمت میں رہنے کا اتفاق ہوا۔ مگر بجز اس کے اور کبھی میں نے آپ کے زاویہ پہ ہرن نہیں دیکھا۔ آپ ہمیشہ بیابان میں رہے +

قنطرۃ القصاص کے پاس آپ نے اپنا زاویہ بنالیا تھا یہیں آپ رہا کرتے تھے اور کبیر سن ہو کر یہیں پر آپ نے وفات پائی۔ اور یہیں پر آپ مدفون ہوئے۔ اس کے بعد لوگوں نے ایک گاؤں بسالیا۔ اور آپ سے برکت طلب کرتے رہے رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

منجملہ ان کے قدوۃ المعارفین شیخ عثمان بن مرزوق القرشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ آپ اکابرین مشائخ مصر سے تھے۔ اور احوال و مقامات رفیعہ و کراماتِ ظاہرہ رکھتے تھے۔ آپ جامع شریعت و طریقت تھے +

معارف و حقائق میں آپ کا کلام عالی ہوتا تھا۔ منجملہ اس کے کچھ ہم یہاں بھی نقل کرتے ہیں:-

آپ نے فرمایا ہے۔ کہ فکر معرفتِ الٰہی و معرفتِ قدرت و صفاتِ الٰہیہ کا راستہ ہے۔ اور اس کی حکمت و آیات اس کی نشانیاں ہیں اور عقل و فہم کو اس کی کُنہ ذات دریافت کرنے کی مطلق طاقت نہیں۔ کیونکہ خدائے تعالیٰ کی قدرتیں اور اس کی حکمتیں اگر متناہی محدود ہوتیں۔ اور انسان کی عقل و فہم اور اس کے علم میں سما سکتیں۔ تو یہ عظمت و قدرتِ الٰہیہ سے متعلق ایک قسم کا بہت بڑا نقصان ہوتا۔ تَعَالَى اللهُ عَنْ ذٰلِكَ عُلُوًّا كَبِيْرًا۔ اسی لئے اسرار ازلی اور اسرار جلالی آنکھوں سے پوشیدہ رہے۔ اور معنی وصفی وصف کی طرف راجع ہوئے۔ اور فہم اس کے اس کے ادراک سے قاصر رہی۔ اور ملک ملک میں دائر رہا۔ اور مخلوق اپنے مثل کی طرف راجع ہو کر اس کی تلاش میں سرگرداں رہے۔ اور چاروں طرف و زبانِ حال سے خدا کا نام پکارنے لگے۔ پس تمام مخلوق فرش سے عرش تک معرفتِ الٰہی کے راستے اور اس کی ازلیت کی کافی دلیلیں ہیں۔ اور تمام کائنات اپنی زبان حال سے اُس کی وحدانیت کی گواہی دے رہے ہیں۔ سارا عالم معرفت الٰہی کا سبق ہے۔ جس کے حروف کو وہی پڑھ سکتا ہے۔ جس کو بقدر اُس کی طاقت کے اس کی بصیرت عطا ہوئی ہے ؎

اَلَا کُلِّ شَیْءٍ لَهٗ اٰیَةٌ   تَدُلُّ عَلٰی اَنَّهٗ وَاحِدٌ

اور جس دل میں کہ شوق و محبت نہیں۔ وہ دل خراب و ویران ہے۔ اور جس فہم میں کہ آب معرفت نہ ہو

وہ گویا بدلی بے آب ہے۔ اور خلق سے وحشت ہونا اپنے مولا سے مونس ہونے کی دلیل ہے ÷

آپ مصر میں سکونت پذیر تھے۔ اور یہیں پر ۶۲۴ھ ہجری میں آپ نے وفات پائی۔ اور حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی قبر کے نزدیک آپ مدفون ہوئے۔ اور اب تک آپ کی قبر ظاہر ہے۔ اس وقت آپ کی عمر نشتر سال سے متجاوز تھی۔ رضی اللہ تعالےٰ عنہ ÷

منجملہ ان کے قدوۃ العارفین شیخ سوید السنجاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ آپ دیار بکر میں اعیان مشائخ عظام سے گذرے ہیں۔ آپ احوالِ فاخرہ و مقاماتِ رفیعہ وارشاداتِ عالیہ اور کراماتِ ظاہرہ رکھتے تھے۔ آپ امام العارفین حجۃ السالکین جامع شریعت و حقیقت تھے۔ قبولیتِ عامہ آپ کو حاصل تھی اور سنجار میں ریاست علمی و عملی اور تربیت مریدین آپ ہی کی طرف منتہی تھی ÷

شیخ حسن التلاعفری و شیخ عثمان بن عاشور السنجاری وغیرہ مشائخ عظام آپ کی صحبتِ بابرکت سے مستفید ہوئے۔ علاوہ ازیں اور بھی بہت سی خلقت نے آپ سے ارادت حاصل کی۔ تمام علماء و مشائخ وقت اور خصوصاً حضرت شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالےٰ عنہ آپ کی تعظیم و تکریم کیا کرتے تھے۔ آپ فرماتے ہیں :۔

علوم تین قسم پر ہیں۔ علم من اللہ۔ علم مع اللہ و علم باللہ۔ و علم الظاہر و علم الباطن و علم الحکم اور خاموشی اعلےٰ درجہ کی عقلمندی ہے۔ اور جب خواہش و نفسانیت غلبہ کرتی ہے تو عقل اس وقت مغلوب ہو جاتی ہے ÷

شیخ ابوالمجد سالم بن احمد الیعقوبی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں۔ کہ سنجار میں ایک شخص تھا۔ جو کہ سلف صالحین پر بلاوجہ طعن و تشنیع کیا کرتا تھا۔ جب یہ شخص بیمار ہو کر قریب المرگ ہوا۔ تو اُسوقت یہ شخص ہر ایک قسم کی باتیں کرتا تھا۔ مگر کلمۂ شہادت نہیں پڑھ سکتا تھا۔ بارہا لوگ اُسے کلمۂ شہادت پڑھ کر سناتے تھے۔ لیکن کسی طرح سے بھی یہ اُسے نہیں پڑھ سکتا تھا۔ لوگ اُس وقت دوڑ کر آپ کو بلا لائے۔ آپ اُس شخص کے پاس آن کر بیٹھے۔ اور تھوڑی دیر آپ سرنگوں رہے۔ پھر آپنے اُس شخص سے فرمایا کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھو۔ تو پھر اُس شخص نے کلمۂ شہادت پڑھا۔ اور کئی دفعہ پڑھا ÷

پھر آپنے فرمایا۔ چونکہ یہ سلفِ صالحین پر طعن کیا کرتا تھا۔ اسی لئے اس وقت کلمۂ شہادت پڑھنے سے اُس کی زبان روک دی گئی تھی۔ میں نے اس وقت جناب باری کی درگاہ میں اس کی سفارش کی۔ تو مجھ سے کہا گیا۔ کہ ہم نے تمہاری سفارش قبول۔ بشرطیکہ ہمارے اولیاء بھی اس سے

سی ہجوری

راضی ہو جائیں۔ اس کے بعد میں مقام حضرت الشریفہ میں داخل ہوا۔ اور حضرت معروف الکرخیؒ سری سقطیؒ جنید بغدادیؒ اور ابو بکر بسطامیؒ وغیرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے میں نے ان کی طرف سے معافی چاہی۔

پھر اس شخص نے بیان کیا۔ کہ جب میں کلمۂ شہادت پڑھنا چاہتا تھا۔ تو ایک سیاہ چیز آن کر میری زبان کو پکڑ لیتی تھی۔ اور کہتی تھی۔ کہ میں تیری بد قربانی ہوں۔ پھر اس کے بعد چمکتا ہوا ایک نور آیا اور اس نے اس کو دفع کر دیا۔ اور کہا کہ میں اولیاء اللہ کی رضا مندی ہوں۔

پھر اس شخص نے بیان کیا کہ اس وقت مجھے آسمان و زمین کے درمیان نورانی گھوڑے نظر آ رہے ہیں جن کے سوار بھی نورانی ہیں۔ اور یہ سب سوار ہیبت زدہ ہو کر سرنگوں ہیں اور سُبّوحٌ قُدُّوسٌ ربنا و ربّ الملٰئکۃ والروح پڑھ رہے ہیں۔ پھر آخر دم تک یہ شخص کلمۂ شہادت پڑھتا رہا۔ اور اسی پر اس کا خاتمہ ہوا۔ فالحمد للّٰہ علیٰ ذالک۔

عارف کامل شیخ عثمان بن عاشورہ السنجاری بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک روز آپ مسجد میں تشریف رکھتے تھے۔ اس وقت مسجد میں ایک نابینا شخص آئے۔ اور غیر قبلہ کی طرف نماز پڑھنے کھڑے ہو گئے۔ آپ نے یہ ان کی حالت دیکھ کر اللہ تعالےٰ سے دعا کی۔ کہ اے پروردگار! تو ان کو بینا کر دے۔ چنانچہ آپ کی دعا سے یہ بینا ہو گئے۔ اور اس کے بعد تیس برس تک زندہ رہے۔

عارف کامل شیخ ابو منصور بن سلامۃ المغروقی بیان کرتے ہیں۔ کہ کسی نے بطور قصاص کے ایک شخص کی ناک کاٹ لی۔ جب آپ کو اس کی خبر پہنچی۔ تو آپ نے آن کر اس کی کٹی ہوئی ناک کو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہہ کر جوڑ دیا۔ تو باذنہ تعالےٰ اس کی ناک جڑ کر جیسی تھی ویسی ہی ہو گئی۔

ایک روز کا ذکر ہے۔ کہ ایک مجذوم پر سے آپ کا گذر ہوا۔ اس مجذوم کے جسم سے کیڑے ٹپکتے تھے۔ اور خون و پیپ اس کے جسم سے بہتا تھا۔ اور اطباء اس کے علاج سے عاجز ہو گئے تھے۔ آپ نے اللہ تعالےٰ سے دعا کی۔ کہ اے پروردگار! تو اسے عذاب کرنے سے بے پروا ہے۔ تو اس کو صحت عطا فرما۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کی دعا سے اسے تندرست کر دیا۔

آپ سنجار میں سکونت پذیر تھے۔ اور کبیر سن ہو کر یہیں پر آپ نے وفات پائی۔ اور یہیں مدفون ہوئے اور آپ کی قبر یہاں پر اب تک ظاہر ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

منجملہ ان کے قدوۃ عارفین شیخ حیات بن قیس الحرانی ہیں۔ آپ بھی اکابرین مشائخ عظام سے تھے۔ اور احوالِ فاخرہ و مقاماتِ رفیعہ اور کراماتِ عالیہ رکھتے تھے۔ بہت سے عجائبات

و خوارق عادات اللہ تعالیٰ نے آپ سے ظاہر کرائے۔ اور بہت کثیر التعداد صاحب احوال و مقامات آپ کی صحبتِ بابرکت سے مستفید ہوئے۔ تمام علماء و مشائخ وقت آپ کی تعظیم و تکریم کرتے تھے۔ اور ہر خاص و عام کو آپ کی عظمت و بزرگی اور آپ کے مراتب و مناصب کا اعتراف تھا۔ بارہا اہلِ حرّان آپ کی دُعاء کی برکت سے باران طلب کرتے تھے۔ تو آپ کی دُعاء سے باران ہوتی تھی۔ اسی طرح وہ اپنی مصیبتوں اور سختیوں میں آپ سے دُعا کراتے تھے۔ تو آپ کی دُعاء کی برکت سے اُن کی مصیبتیں دُور ہو جاتی تھیں۔ اور آپ کے اس قسم کے حالات مشہور و معروف ہیں۔ معارف حقائق میں آپ کا کلام عالی ہوتا تھا۔ آپ فرمایا کرتے تھے۔ کہ چھلکوں کی قیمت اُن کے مغز سے اور مردوں کی قیمت اُن کی عقل سے اور محلّوں کی قیمت اُن کے مکینوں سے ہُوا کرتی ہے۔ اور احباب کا فخر احباب سے ہوتا ہے +

شیخ عبداللطیف بن ابی الفرج الحرانی المعروف بابن القبیطی بیان کرتے ہیں۔ کہ حرّان میں ایک مسجد بنائی جانی زیر تجویز تھی۔ جب اس کی بنا قائم کرتے ہوئے محراب نصب کی جانے لگی۔ تو مہندس نے کہا۔ کہ قبلہ کا رُخ یہ ہے۔ آپ نے فرمایا نہیں۔ قبلہ کا رُخ یہ ہے۔ اور مہندس کو اُس رُخ پر کر کے آپ نے فرمایا۔ کہ تم اپنے دِل کی طرف نظر کرو۔ تمہیں قبلہ نظر آئے گا۔ مہندس نے اپنے دل کی طرف توجہ کی۔ تو اُسے قبلہ بے حجاب دکھائی دیا۔ اور وہ بیہوش ہو کر گر پڑا +

شیخ نجیب الدین عبدالمنعم الحرانی الصقیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں۔ ایک دفعہ ہمیں آپ کے ساتھ ببول کے سایہ میں آرام لینے کا اتفاق ہوا۔ اُس وقت آپ کے ہمراہ بہت سے آدمی تھے۔ اُسوقت آپ کے خادم نے آپ سے عرض کیا۔ کہ حضرت اس وقت کھجور کھانے کو میرا جی چاہتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس درخت کو ہلاؤ۔ آپ کے خادم نے کہا۔ کہ حضرت یہ تو ببول کا درخت ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ تم اِسے ہلاؤ۔ تو سہی۔ آپ کے خادم نے اُسے ہلایا۔ تو تر و تازہ کھجوریں اس درخت سے ٹپکنے لگیں۔ اور سب نے اس قدر کھائیں کہ سیر ہو گئے +

آپ حرّان میں سکونت پذیر تھے۔ اور یہیں پر ۵۸۱ھ ہجری میں آپنے وفات پائی۔ اور یہیں پر آپ مدفون ہوئے۔ آپ کی قبر اب تک ظاہر ہے۔ رضی اللہ تعالےٰ عنہ +

منجملہ ان کے قدوۃ العارفین شیخ ابو عمر بن عثمان بن مرزوق البطائحی رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہیں۔ آپ بھی اکابرین شیخ عظام سے تھے۔ آپ احوال و مقاماتِ عالیہ و کرامات ظاہر رکھتے تھے۔ اور اسرار و مشاہدات و مقامات وصول الی اللہ میں آپ راسخ القدم تھے۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کو

قبولیتِ عامہ عطا فرمائی تھی۔ اور لوگوں کے دلوں کو آپ کی عظمت و بزرگی سے بھر دیا تھا +
معارف وحقائق میں آپ کا کلام عالی ہوتا تھا۔منجملہ اس کے کچھ ہم اس جگہ بھی نقل کرتے ہیں :۔
آپ نے فرمایا کہ اولیاء اللہ کے دل معرفتِ الہٰی سے اور عارفوں کے دل محبتِ الہٰی کے مشاہدہ سے اور اہلِ مشاہدہ کے دل فوائد سے بھرے ہوتے ہیں۔ اور احوالِ مذکورہ میں سے ہر ایک صاحب کے لئے آداب ہوتے ہیں۔ جنہیں وہ حسب محل بجالاتا رہتا ہے۔ اور جو شخص کہ انہیں نہیں بجالاتا۔ وہ ہلاکت میں پڑ جاتا ہے +
نیز آپ نے فرمایا ہے۔ کہ غافلین حکمِ الہٰی میں، ذاکرین روح اللہ میں اور عارفین لطفِ الہٰی میں اور صادقین قرب الہٰی میں زندگی بسر کرتے ہیں اور اہل محبت بساطِ الہٰی میں زندگی بسر کرتے ہیں۔ وہی ان کو کھلاتا ہے۔ اور وہی پلاتا ہے +
شیخ ابو حفص عمر بن مصد الہیتی واسطی نے بیان کیا ہے۔ کہ آپ اپنی ابتدائی عمر میں گیارہ سال تک سیاحت کرتے ہوئے جنگل بیابان میں پھرتے رہے۔ آپ اس اثناء میں تنہا رہتے تھے۔ کسی کے قریب نہیں آتے تھے۔ اور ساگ وغیرہ کی قسم سے مباح چیزیں کھایا کرتے تھے۔ اور ہر سال ایک شخص آن کر آپ کو صوف کا جبہ پہنا جایا کرتا تھا +
اسی اثناء میں ایک روز کا ذکر ہے کہ انوار و تجلیات کمال جلال آپ پر ظاہر ہوئے۔ اور آپ آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے اسی طرح سے سات برس تک کھڑے رہے۔ اس اثناء میں نہ آپ بیٹھے۔ اور نہ اس اثناء میں آپ نے کچھ کھایا پیا۔ پھر سات برس کے بعد آپ احکامِ بشریت کی طرف لوٹے۔ اور مقام سر میں آپ سے کہا گیا۔ کہ تم اپنے مکان جاؤ۔ اور اپنی زوجہ سے ہمبستر ہو۔ کیونکہ تمہاری پشت میں ایک فرزند کا نطفہ ہے۔ کہ جس کے ظہور کا وقت قریب آگیا ہے۔ چنانچہ آپ اپنے گھر آئے۔ اور آپ کی بی بی صاحبہ نے آپ سے کہا۔ کہ تم مکان کی چھت پر چڑھ کر اپنے اس واقعہ سے تمام بستی والوں کو مطلع کر دو۔ آپ مکان کی چھت پر چڑھے اور آپ نے پکار کر کہدیا۔ کہ میں عثمان بن مرزوق ہوں۔ مجھے آج شب کو اپنے گھر رہنے کا حکم ہوا ہے جو کوئی کہ آج شب کو اپنی بی بی سے ہم بستر ہوگا۔ اُسے اللہ تعالےٰ فرزندِ صالح عطا فرمائیگا چنانچہ اللہ تعالےٰ نے تمام بستی میں آپکی آواز پہنچادی۔ اور تمام لوگوں نے آپ کا مافی الضمیر سمجھ لیا۔ پھر آپ اس شب کو اپنے مکان پر رہ کر جس جگہ سے کہ آئے تھے۔ وہیں پھر واپس چلے گئے۔ پھر سات سال تک

اسی طرح آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے کھڑے رہے۔ یہاں تک کہ بال آپ کے جسم پر اس قدر بڑھ گئے۔ کہ آپ کا تمام جسم اِن سے چھپ گیا۔ شیر درندے اور وحوش وطیور آپ سے مانوس ہو گئے۔ اور سب کے سب آپ کے پاس آکر جمع ہوتے۔ اور کوئی کسی کو ایذا نہیں دے سکتا تھا۔ پھر سات برس کے بعد آپ احکام بشریت کی طرف لوٹے۔ اور چودہ سال کی قضائے فرائض کو آپ نے ادا کیا +

شیخ ابو الفتح الغنائم الواسطی بیان کرتے ہیں۔ کہ شیخ احمد ابن الرفاعی کے پاس ایک بیل لیکر آیا۔ اور کہنے لگا۔ کہ میرے پاس صرف ایک ہی بیل ہے۔ اسی میں اپنی اور اپنے اہل وعیال کی بسر اوقات کرتا ہوں۔ اور اب یہ بیل ضعیف وناتوان ہو گیا۔ آپ خدائیتعالٰے سے دُعا فرمایئے۔ کہ اللہ اس کے ضعف وناتوانی کو دُور کر دے۔ شیخ موصوف نے فرمایا۔ کہ تم اس بیل کو لیکر شیخ عثمان بن مرزوۃ کے پاس جاؤ۔ اور اُن سے میرا سلام علیک کہنا اور ان سے تم اپنے لئے اور ہمارے لئے بھی دعائے خیر وبرکت کرانا۔ یہ شخص اپنا بیل لیکر آپ کی خدمت میں آیا۔ آپ اسوقت ایک پانی کے کنارے پر بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے خود ہی اس شخص سے فرمایا۔ کہ وَعَلَيْكَ وَعَلَى الشَّيْخِ اَحْمَدَ السَّلَامُ مَخْتَمَ اللّٰهُ تَعَالٰى لِىْ وَلِكُلِّ الْمُسْلِمِيْنَ بِالْخَيْرِ یعنی تم پر اور شیخ احمد پر خدائیتعالٰی کی سلامتی اُترتی رہے۔ اور میرا اور ان کا اور ہر ایک مسلمان کا اللہ تعالٰی خاتمہ بالخیر کرے +

اس کے بعد آپ نے ایک شیر کی طرف اشارہ کیا۔ تو اُس نے اس بیل کو شکار کیا۔ اور شکار کرکے اس کا گوشت کھایا۔ پھر آپ نے اس شکار کو ہٹا کر دوسرے شیر سے اس کا گوشت کھانے کو کہا۔ اور اسی طرح سے جتنے شیر اس وقت آپ کے پاس موجود تھے۔ سب کو آپ نے اُس کا گوشت کھلا دیا۔ اور کچھ بھی باقی نہ رہا۔ اس کے بعد ایک موٹا تازہ بیل ایک جانب سے آپ کے پاس آیا۔ آپ نے اُس شخص سے فرمایا۔ کہ لو۔ اس کو تم اپنے اس بیل کے بدلے لے جاؤ۔ اس شخص نے اُٹھ کر اس بیل کو پکڑ لیا۔ اور اپنے جی میں کہنے لگا۔ کہ آپ نے میرا بیل تو ہلاک کر دیا۔ اور یہ نیا بیل مجھ کو دیا ہے۔ اگر یہ بیل کسی نے پہچان کر مجھ پر سوء ظنی کی۔ اور مجھ کو کچھ اذیت پہنچائی۔ تو میں کیا کروں گا۔ اتنے میں ایک اور شخص آپ کے پاس آیا۔ اور آپ کی دست بوسی کر کے آپ سے کہنے لگا۔ کہ حضرت میں نے ایک بیل آپ کی نظر کیا تھا۔ اور میں اُسے پانی پلانے لایا تھا۔ تو وہ میرے ہاتھ سے چھوٹ کر معلوم نہیں کہاں بھاگ گیا۔ آپنے فرمایا کہ فرزند من وہ ہمارے

پاس آگیا۔ اور وہ یہی بیل ہے۔ جس کو تم دیکھ رہے ہو۔ تو یہ شخص قدم بوس ہو کر کہنے لگا کہ حضرت اللہ تعالٰے نے تمام چیزوں کو آپ کی معرفت حاصل کرا دی ہے۔ اور کل چیزیں حتیٰ کہ جانوروں تک بھی آپ کو پہچانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ بات یہ ہے۔ کہ دوست سے دوست کوئی بات نہیں چھپایا کرتا ہے۔ جو شخص کہ خدائے تعالٰے کو پہچانتا ہے۔ اُسے کل چیزیں پہچانتی ہیں۔ پھر آپ نے اُس شخص سے فرمایا۔ کہ تم باطن میں مجھ پر اعتراض کرتے ہو۔ کہ میں نے تمہارے بیل کو ہلاک کر کے دوسرا نیا بیل تم کو دے دیا۔ تمہیں نہیں معلوم کہ اللہ تعالیٰ مجھے دل کے حالات سے بھی مطلع کر دیتا ہے۔ تو یہ شخص رونے لگا۔ پھر آپ نے اُس کے حق میں دُعائے خیر و برکت کر کے اس کو رخصت کیا۔ اور پھر رخصت ہوتے ہوئے اس کو یہ خیال ہوا۔ کہ مبادا راستہ میں کوئی درندہ جانور مجھے یا میرے بیل کو اذیت پہنچائے۔ تو آپ نے اُس شخص سے فرمایا کہ اب تمہیں یہ خیال پیدا ہوا ہے۔ کہ کوئی درندہ جانور تمہیں یا تمہارے بیل کو کچھ اذیت پہنچائے۔ تو آپ نے ایک شیر کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ وہ جا کر اس کو پہنچا آئے۔ چنانچہ یہ شیر اس شخص کی اور اس کے بیل کی نگرانی کرتا ہوا اِس کو پہنچا آیا۔ اور اثنائے راہ میں شیر اُس کے دائیں بائیں اور کبھی اس کے آگے پیچھے چلا کرتا تھا۔

جب یہ شخص شیخ احمد بن الرفاعی کی خدمت میں پہنچا۔ اُس نے آپ کے تمام واقعات بیان کئے۔ تو آپ نے فرمایا کہ شیخ مزروہ جیسے رُتبہ کا شخص پیدا ہونا بہت مشکل ہے۔ پھر آپ نے بھی اُس شخص کے حق میں دُعائے خیر کی۔ اور اُسے رخصت کیا۔

شیخ عبداللطیف بن احمد القرشی رح نے بیان کیا ہے۔ کہ ایک دفعہ جنگل میں سات شکاری جمع ہو گئے۔ اور بندوقوں سے پرندوں کا شکار کرنے لگے۔ یہ لوگ جس پرندے پر بندوق چلاتے تھے۔ وہ زمین پر مُردہ ہو کر گرتا تھا۔ اسی طرح سے انہوں نے بہت سے پرندے مار ڈالے۔ آپ نے اُن سے فرمایا۔ کہ تمہیں خود ان مردار پرندوں کا کھانا جائز ہے۔ اور نہ تمہیں یہ جائز ہے۔ کہ انہیں تم اور کسی کو کھلاؤ۔ تو یہ لوگ مذاق کے طور پر آپ سے کہنے لگے۔ کہ اچھا تو آپ انہیں زندہ کر دیجئے۔ آپ نے فرمایا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ اَللّٰهُمَّ اَحْيِهَا يَا مُحْيِيَ الْمَوْتٰى وَيَا مُحْيِيَ الْعِظَامِ وَهِيَ رَمِيْمٌ ۔ یعنی اے پروردگار! اور اے مردوں اور بوسیدہ ہڈیوں کو زندہ کرنے والے میں تیرے نام کی برکت سے دُعا مانگتا ہوں کہ تو اِن پرندوں کو زندہ کر دے۔ تو باذنہٖ تعالٰے یہ تمام پرندے زندہ ہو کر اُڑ گئے۔ اور یہ لوگ آپ سے معذرت کرتے ہوئے

آتشزدہ بندوق چلانے سے تائب ہوئے۔ اور اب آپ کی خدمت میں آنے جانے لگے +

آپ بطائح میں سکونت پذیر تھے۔ اور کبیرسن ہو کر یہیں پر آپ نے وفات پائی اور یہیں پر آپ مدفون بھی ہوئے۔ رضی اللہ تعالٰے عنہ +

منجملہ اُن کے قدوۃ العارفین ابوالثنا محمود بن مکارم النحال البغدادی الازجی الفقیہ الواعظ الزاہد صاحب الکرامات و الریاضات والمجاہدات رضی اللہ تعالٰے عنہ ہیں۔ آپ مجمع مکارم اخلاق اور اعلٰے درجہ کے عابد و زاہد اور نہایت ظریف و خوش طبع تھے خلق کثیر نے آپ سے نفع پایا۔ آپ ہمیشہ روزہ رکھا کرتے تھے۔ آپ شب و روز میں قرآن مجید کا روزانہ ایک ختم کیا کرتے تھے +

حافظ ابن رجب نے اپنی کتاب طبقات میں بیان کیا ہے۔ کہ ۵۲۳ھ ہجری میں آپ تولد ہوئے۔ آپ حافظِ قرآن تھے۔ حدیث آپ نے شیخ ابوالفتح بن البطی سے سُنی تھی۔ اور شیخ ابوالفتح بن المنے سے بھی کچھ پڑھا تھا۔ اور فقہ میں کتاب مختصر الخرقی آپ کو زبانی یاد تھی۔ علاوہ ازیں آپ ہمیشہ دیگر کتبِ فقہ و کتبِ تفسیر کا بھی مطالعہ کیا کرتے تھے۔ اور اپنی رباط (مسافر خانہ) میں آپ وعظ بھی فرمایا کرتے تھے +

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالٰے عنہ کی صحبت بابرکات سے بھی آپ مستفید ہوئے +

ابوالفرج بن الحنبلی نے بیان نے بیان کیا ہے۔ کہ آپ اور آپکے مرید دینی اور شرعی امور کی نہایت سختی سے پابندی کیا کرتے تھے۔ اور جو امرا و رؤسا امور شرعیہ کے خلاف ورزی کرتے۔ اور شراب خوری وغیرہ امور قبیحہ میں مبتلا رہتے تھے۔ اُن سے نہایت سختی سے پیش آتے تھے۔ اور اُنہیں شراب خوری وغیرہ امور قبیحہ سے مانع ہوتے تھے۔ اور اُن کے سامنے سے اُن کی شراب اُٹھا کر پھینک دیا کرتے تھے۔ چنانچہ اسی کے متعلق بارہا آپ کے اور امراء کے درمیان سخت معرکہ واقع ہو جایا کرتے تھے۔ آپ شیخ حنابلہ مشہور تھے +

۶۰۹ سنہ ہجری میں آپ نے وفات پائی۔ اور اپنی رباط میں آپ مدفون ہوئے رضی اللہ تعالٰی عنہ

منجملہ ان کے قدوۃ العارفین شیخ قضیب البان الموصلی رضی اللہ تعالٰے عنہ ہیں۔ آپ مشاہیر علمائے عظام سے گذرے ہیں۔ آپ بھی احوال و مقاماتِ رفیعہ اور کراماتِ عالیہ رکھتے تھے مشائخ وقت آپ کو بڑی تکریم و تعظیم سے یاد کرتے تھے۔ آپکے احوال میں استغراق آپ پر

زیادہ غالب رہتا تھا۔ معارف و حقائق میں آپ کا کلام عالی ہوتا تھا۔ اور آپ کے اشعار بھی اسی سے مملو ہوتے تھے ۔

شیخ ابو الحسن علی القرشی علیہ الرحمۃ بیان کرتے ہیں۔ کہ میں ایک دفعہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو اس وقت مَیں نے دیکھا۔ کہ آپ کا جسم خلافِ عادت حد سے بڑھ گیا۔ یہاں تک کہ مَیں خائف ہو کر واپس چلا آیا۔ اس کے بعد پھر مَیں اپنے زاویہ میں آیا۔ تو اس وقت مَیں نے آپ کے جسم کو اس قدر چھوٹا دیکھا۔ کہ چڑیا کے برابر ہو گیا تھا۔ اس وقت بھی میں واپس چلا آیا۔ اور تیسرے پہر پھر تیسری دفعہ آیا۔ تو مَیں نے آپ کو اصلی حالت پر دیکھا۔ اور اب میں نے آپ سے ان دونوں کی نسبت دریافت کیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ تم نے کیا مجھے ان دونوں حالتوں میں دیکھا ہے۔ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ پہلی حالت مشاہدۂ جمال کی اور دوسری حالت مشاہدۂ جلال کی تھی ۔

شیخ عبداللہ المارِدینی بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ علامہ یونس الموصلی کی مجلس میں آپ کا ذکر ہوا۔ اور لوگ آپ کے حالات سے بحث کرنے لگے حسنِ اتفاق سے اسی وقت آپ بھی آ موجود ہوئے۔ سب کو نہایت حیرت ہوئی۔ اور سب کے سب دم بخود رہ گئے۔ آپ نے آن کر سلام علیک کی اور سلام علیک کر کے علامہ موصوف سے فرمایا۔ کہ جو کچھ کہ خدا تعالےٰ جانتا ہے۔ آپ کو اس کا علم ہے۔ علامہ موصوف نے فرمایا۔ نہیں۔ پھر آپ نے فرمایا۔ کہ اگر خدا تعالیٰ نے مجھے وہ علم جو کہ آپ کو حاصل نہیں ہے عطا فرمایا ہو۔ تو علامہ موصوف خاموش رہے اور آپ کو اس کا کچھ جواب نہیں دیا ۔

شیخ عبداللہ المارِدینی بیان کرتے ہیں۔ کہ اس وقت آپ کی مجلس میں مَیں بھی موجود تھا مَیں نے اس وقت اپنے جی میں کہا۔ کہ آج مَیں صبح تک آپکے پاس رہ کر دیکھوں گا۔ کہ آپ کیا کرتے ہیں۔ چنانچہ اُس روز مَیں آپ کے ساتھ رہا۔ تو اُس وقت آپ نے اپنے ساتھ کچھ ٹکڑے سے (اس موقعہ پر راوی نے یہ بیان کیا۔ کہ یہ کس چیز کے ٹکڑے تھے) لیکر آپ کچھ گلیوں میں سے گذر کر ایک دروازے پر آئے۔ اور آپ نے اس کی کنڈی ہلائی۔ اندر سے ایک بڑھیا آئی۔ اور کہنے لگی کہ آج آپ نے بہت دیر لگائی۔ پھر آپ اس بڑھیا کو یہ ٹکڑے دیکر یہاں سے واپس ہوئے اور شہر کے دروازے پر آئے۔ اور آپ کے لئے دروازہ خود بخود کھل گیا۔ آپ نکل کر شہر کے باہر روانہ ہوئے۔ اور مَیں بھی آپ کے ساتھ ساتھ ہو لیا۔ ہم تھوڑی دیر چلے تھے کہ ایک نہر پر

پہنچے اور ٹھیر گئے۔ اور آپ غسل کر کے نماز پڑھنے کھڑے ہو گئے۔ اور صبح تک نماز پڑھتے رہے اور نماز پڑھ کر صبح کو آپ واپس چلے گئے۔ اور اخیر میں مجھے نیند کا غلبہ ہوا۔ اور میں سو گیا جب دھوپ نکلی۔ تو اُس کی تپش سے میری آنکھ کھُلی تو مَیں نے دیکھا کہ مَیں ایک بیابان میں ہوں۔ اور یہاں پر بجز میرے اور کوئی نہیں ہے۔ اسی اثناء میں یہاں سے بہت سے سوار گذرے۔ اور مَیں نے ان سے گفتگو کرتے ہوئے بیان کیا۔ کہ مَیں موصل کا رہنے والا ہوں۔ تو انہوں نے اس کا یقین نہیں کیا۔ اور کہا کہ شہر موصل یہاں سے چھ ماہ کے فاصلہ پر واقع ہے۔ پھر جب مَیں نے اپنا قصّہ بیان کیا۔ تو ان میں سے ایک شخص نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ تم یہیں پر ٹھیرے رہو شائد آپ آج شب کو پھر تشریف لاویں۔ اور آپ کے ساتھ تم پھر اپنے شہر پہنچ جاؤ۔ چنانچہ جب شب ہوئی۔ تو وہیں عشا کے وقت تشریف لائے۔ اور غسل کر کے صبح تک نماز پڑھتے رہے۔ پھر جب صبح ہوئی۔ اور آپ واپس ہوئے۔ تو آپ کے ساتھ مَیں بھی ہو لیا۔ جب ہم موصل پہنچے۔ تو مسجدوں میں صبح کی نماز ہو رہی تھی۔ آپ نے اُس وقت میری طرف نظر کی۔ اور میرا کان پکڑ کر فرمایا۔ کہ اب پھر کبھی ایسا خیال نہ کرنا۔ اور نہ اس راز کو کسی پر افشاء کرنا۔

شیخ ابو البرکات صخر بن مسافر بیان کرتے ہیں۔ کہ آپ قریباً ایک ماہ تک ہمارے زاویہ کے قریب ٹھیرے رہے۔ آپ اس عرصہ میں ہمیشہ استغراق میں رہے۔ اس اثناء میں ہم نے آپ کو کھاتے پیتے یا سوتے اٹھتے کبھی نہیں دیکھا۔ ہیں پر آپ کے پاس میرے عم بزرگ شیخ عدی بن مسافر آتے۔ اور آپ کے سرہانے کھڑے ہو کر فرمایا کرتے۔ هَنِيئًا لَكَ يَا قَضِيبَ الْبَانِ قَدِ اخْتَطَفَكَ الشُّهُودُ الْإِلٰهِيُّ وَاسْتَغْرَقَكَ الْوُجُودُ الرَّبَّانِيُّ یعنی اے قضیب البان! تمہیں مُبارک ہو۔ کہ شہود الٰہی نے تمہیں اپنی طرف کھینچ لیا ہے۔ اور وجود ربانی نے تمہیں مستغرق کیا ہے۔

شیخ محمد بن الخضر الحسینی الموصلی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے۔ کہ مَیں نے قاضی موصل سے سُنا۔ انہوں نے بیان کیا۔ کہ مَیں اُن کی کرامات اور اُن کے مکاشفات سُن سُن کر اُن سے کسی قدر بدظن سا رہتا تھا۔ یہاں تک کہ مَیں نے کئی دفعہ اس بات کا ارادہ کر لیا۔ کہ میں سُلطان سے کہکر انہیں شہر بدر کرا دوں۔ مگر مَیں نے ابھی کسی پر اظہار نہیں کیا تھا۔ کہ موصل کے بعض کوچوں میں سے مَیں نے آپ کو دُور سے آتے دیکھا۔ مجھے اُس وقت خیال ہوا۔ کہ اگر میرے ساتھ کوئی اور شخص ہوتا۔ تو آپ کو اس طرف آنیسے روک دیتا۔ اس وقت مَیں نے آپ کو

آپ کی مشہور و معروف صورت میں۔ اور پھر ایک کردی (منسوب بقبیلہ کرد) شخص کی صورت میں اور اس کے بعد ایک بدوی شخص کی صورت میں۔ اور بعدازاں فقیہ و عالم کی صورت میں دیکھا۔ چند قدم چلے اور پھر قریب آن کر آپ نے فرمایا۔ کہ بتلاؤ ان چاروں میں سے کس کس کو قضیب البان کہو گے۔ اور اس کے بھلا دینے کے لئے کوشش کرو گے۔ اس وقت مجھ سے آپ کی جانب سے بدظنی دور ہوگئی۔ اور میں نے آپ کی دست بوسی کر کے آپ سے اس بات کی معافی مانگی +

آپ شہر موصل میں سکونت پذیر تھے۔ اور یہیں آپ نے ۵۷۰ ہجری میں وفات پائی۔ اور یہیں آپ مدفون ہوئے آپکی قبر اب تک ظاہر ہے۔ رضی اللہ تعالےٰ عنہ +

منجملہ ان کے قدوۃ العارفین ابوالقاسم عمر بن مسعود بن ابی العز البزاز ہیں۔ آپ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے خاص مریدوں میں سے اور بہت بڑے زاہد و عابد تھے۔ اور کرامات ظاہرہ و احوالِ فاخرہ رکھتے تھے۔ بہت لوگ آپکی صحبت بابرکت سے مستفید ہوئے +

آپ کا کلام نہایت مؤثر ہوا کرتا تھا۔ جب آپ محبتِ الٰہی کا بیان کرتے تھے۔ تو آپکے لبوں سے نور نکلتا تھا۔ اور چہرہ پر اس وقت فرحت اور خوشی کے آثار نمایاں ہو جاتے تھے۔ اور جب آپ خوفِ الٰہی کا بیان کرتے تھے۔ تو اس وقت آپ کے چہرہ پر ڈر اور دہشت کے آثار نمایاں ہو جاتے تھے +

حدیث آپ نے شیخ ابوالقاسم سعید بن البناء اور شیخ ابوالفضل محمد بن ناصر الدین الحافظ اور شیخ عبدالاول السنجری وغیرہ شیوخ سے سُنی +

ابن نجار نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے۔ کہ آپ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خاص مریدوں میں سے تھے۔ مدت تک آپ کی صحبتِ بابرکت میں رہ کر آپ مستفید ہوئے اور آپ ہی سے آپ نے تفقہ حاصل کیا اور آپ ہی کے ساتھ جماعت کثیرہ سے حدیث سُنی۔ اور آپ ہی کے اخلاق و آداب اور طریقہ و سلوک پر تھے۔ آپنے کسبِ حلال کی غرض سے تجارت اختیار کی تھی۔ اور بغداد کی ایک منڈی سوق الثلاثاء میں اپنی دکان قائم کر کے اس میں آپ انواع و اقسام کا کپڑا فروخت کیا کرتے تھے۔ پھر آپنے تجارت بھی چھوڑ دی۔ اور اپنی مسجد کے سامنے ہی اپنا زاویہ بنا کر اس میں خلوت گزیں ہوئے۔ اور آپ کی شہرت ہو گئی۔ اور لوگ آپ کی زیارت کرنے کے لئے دور دراز سے آنے لگے۔ اور نذرانہ اور تحائف پیش ہونے لگے۔ آپ یہ سب کچھ جو کہ آپ کو ملتا تھا۔ فقراء اور اہل سلوک پر

جو کہ آپ کے پاس رہا کرتے تھے۔ خرچ کر دیا کرتے تھے۔ بہت سے لوگ آپ کے دستِ مبارک پر تائب ہو کر اعلےٰ درجہ کے عابد و زاہد ہوئے۔ آپ اکثر اوقات مندرجہ ذیل اشعار پڑھا کرتے تھے:۔

اِلٰھِیْ لَکَ الْحَمْدُ الَّذِیْ اَنْتَ اَھْلُهٗ　　عَلٰی نِعَمٍ مَا کُنْتُ قَطُّ لَھَا اَھْلًا

الٰہی وہ حمد و ثنا جس کا کہ تو اہل ہے۔ تجھی کو لائق و زیبا ہے۔ تُو نے مجھے وُہ نعمتیں عطا فرمائیں جن کا کہ میں اہل نہ تھا +

اِذَا زِدْتُ تَقْصِیْرًا تَزِدْنِیْ تَفَضُّلًا　　کَاَنِّیْ بِالتَّقْصِیْرِ اِسْتَوْجِبُ الْفَضْلَا

مجھ سے قصور ہوتا ہے اور پھر بھی تو فضل کرتا ہے۔ گویا ہر ایک قصور پر میں تیرے فضل و کرم کا مستحق ہوتا ہوں +

۵۳۲ھ ہجری میں آپ تولد ہوئے تھے۔ اور ۶۰۰ھ ہجری میں آپ نے وفات پائی۔ اور اپنے ہی زاویہ مذکور میں مدفون ہوئے۔ رضی اللہ تعالےٰ عنہ +

منجملہ اُن کے قدوۃ العارفین شیخ مکارم بن ادریس النہر خالصی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ آپ مشاہیر اعیان مشائخ عراق سے تھے۔ اور احوال و مقاماتِ عالیہ رکھتے تھے۔ آپ اکابر عارفین سے تھے۔ اعلےٰ درجہ کی شہرت اور قبولیتِ عامہ آپ حاصل تھی۔ آپنے اِس قدر مشائخ عظام سے ملاقات کی جسقدر آپ کے زمانہ کے دیگر مشائخ کو اُن کی ملاقات نہ تھی +

شیخ علی بن الہیتی آپ کے شیخ تھے۔ اور آپ کی بہت کچھ عزت کرتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے۔ کہ برادرم شیخ مکارم بن ادریس ایک کامل بزرگ ہیں۔ اور میری وفات کے بعد ان کو شہرت اور قبولیتِ عامہ حاصل ہوگی۔ بلاد نہر خالص اور لواحق بلاد نہر خالص میں تربیت مریدین آپ ہی کی طرف منتہی تھی۔ آپ کا کلام حسبِ ذیل ہے +

مُرید صادق وہ ہے۔ جو اپنے قلب میں حلاوتِ عدم پائے۔ اور اپنے نفس سے تکلیف والم کو دُور کر دے۔ اور قضا و قدر پر راضی اور خوش ہو کر مطمئن رہے۔ اور فقیر وہ ہے کہ صابر، بے طمع اور باادب اور نہایت خلیق ہو۔ اور مراقبہ الٰہی میں رہے۔ اور کسی پر افشائے راز نہ کرے۔ اور حق سبحانہٗ و تعالےٰ سے ڈرتا رہے۔ اور اپنے حال و احوال میں اسی سے الحاح و زاری کرتا رہے +

اور زاہد وہ شخص ہے۔ کہ راحتِ نفس اور ریاست و امارت کو چھوڑ کر نفس کو شہوت

وخواہش سے روکے رہے۔ اور اسے زجر و توبیخ کرتا رہے۔ اور اسے چھوڑ کر مولےٰ کی طرف رجوع کرے +

اور مجاہد فی اللہ وہ شخص ہے کہ غفلت و سستی کو چھوڑ دے اور بیدار ہو کر غور کرتا رہے اور خشوع و خضوع و استقامت کو لازم اور حقیقت کا استعمال اور صفات کو ڈھونڈا کرے۔ اور مجاری قضاء سے خاموش اور ایذادہی سے دور رہے اور حق سبحانہٗ و تعالےٰ سے حیا کرے۔ اور راحت و آرام میں نہ پڑے۔ اور اپنے تمام نفع و نقصان خدا کو سونپ دے +

اور مراقب وہ شخص ہے۔ کہ ہمیشہ غمگین رہے۔ اور لوگوں سے احسان کا سلوک کرتا ہے اور اپنے غصہ کو فرو کر دیا کرے۔ اور اپنے پروردگار سے ڈرتا رہے +

اور مخلص وہ شخص ہے۔ کہ رحمتِ الٰہی میں داخل ہو کر مخلوق سے نجات کلی حاصل کرے۔ اور تمام کائنات سے جُدا ہو کر سرّ اللہ پر قائم رہے۔ اور جناب سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے احکام بجا لاتا رہے +

اور شاکر وہ شخص ہے۔ کہ اپنے حوائج اور ضروریات پر صبر کر کے حق کے ساتھ رہے۔ اور خاص و عام میں سے کسی کی طرف رجوع نہ کرے۔ اور اپنے دل کو تدبیر و اہتمام سے خالی رکھے +

شیخ ابو الحسن الجوسقی بیان کرتے ہیں۔ کہ میں ایک دفعہ آپ کی خدمت حاضر ہوا۔ آپ اسوقت شوق و محبت الٰہی کے متعلق کچھ بیان فرما رہے تھے۔ کہ سلطانِ ہیبت و جلال کے وقت اسرار محبتین پست ہو جاتے ہیں۔ تو اِن کے انوار تمام انوارون کو جو کہ اُن کے انفاس کے مقابل میں ہوتے ہیں۔ پھیکا کر دیتے ہیں۔ پھر آپ نے ایک سانس لی۔ تو اُس مسجد کے جس میں کہ آپ تشریف رکھتے تھے۔ کل قندیلیں جو تعداد میں تیس سے زائد تھیں۔ گل ہو گئیں۔ اس کے بعد تھوڑی دیر آپ خاموش رہے۔ پھر آپ نے فرمایا۔ کہ جبکہ اُن کے اسرار زندہ ہو جاتے ہیں۔ تو اس وقت انوار انس و جلال متجلی ہوتے ہیں۔ اور اُن کی روشنی ہر ایک اس اندھیرے کو جو کہ اِن کے انفاس کے مقابل ہوتا ہے۔ روشن کر دیتی ہے۔ پھر آپ نے سانس لی۔ تو مسجد کی تمام قندیلیں روشن ہو گئیں +

ایک روز آپ دوزخ اور اس کے تمام عذابوں کا بیان کر رہے تھے۔ تو آپ کے اس بیان سے لوگوں کے دل دہل گئے۔ اور اُن کی آنکھوں سے آنسوں بہنے لگے۔ ایک معطل شخص نے اپنے جی میں کہا۔ کہ یہ سب ڈرانے کی باتیں ہیں۔ وہاں درحقیقت آگ کہاں ہوگی جس سے عذاب دیا جائیگا۔

توآپ نے اس وقت یہ آیت شریف پڑھی۔ وَلَئِنْ مَّسَّتْهُمْ نَفْحَةٌ مِّنْ عَذَابِ رَبِّكَ لَيَقُولُنَّ يَا وَيْلَنَا إِنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ ۝ اگر انہیں ذرا بھی عذاب پہنچے۔ تو ابھی کہنے لگیں۔ کہ افسوس ہم نے اپنے اوپر نہایت ظلم کیا۔ اور یہ آیت پڑھکر تھوڑی دیر آپ اور آپکے ساتھ تمام حاضرین خاموش ہو گئے۔ تو اس وقت یہ شخص چلا چلا کر الغیاث الغیاث کرنے لگا۔ اور نہایت بے چین ہو گیا۔ اور نہایت بدبودار دھواں اس کی ناک سے نکلنے لگا۔ جس کی بُو سے لوگوں کے دماغ پھٹے جاتے تھے۔ اس کے بعد آپنے یہ آیت شریف پڑھی۔ رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ إِنَّا مُؤْمِنُونَ ۝ یعنی اے پروردگار! ہم سے تو اپنا عذاب اٹھالے۔ ہم ایمان والے ہیں۔ تو اس آیت شریف پڑھنے سے اس شخص کی بے چینی جاتی رہی۔ اور اس شخص نے اُٹھکر آپ کی قدمبوسی کی۔ اور آپ کے دست مبارک پر اپنے اس بدعقیدے سے تائب ہوا۔ اور از سر نو اسلام قبول کیا۔ اور بیان کیا۔ کہ مَیں نے اپنے دل میں ایک ایسی سوزش اور تپش پائی۔ جو میرے تمام جسم میں پھیل گئی۔ جس سے میرے بطن میں بدبودار دھواں بھر گیا۔ اور قریب تھا کہ مَیں اس سے ہلاک ہو جاتا۔ اور مَیں نے سُنا۔ کہ کوئی مجھ سے کہ رہا ہے:۔ هَٰذِهِ النَّارُ الَّتِي كُنتُم بِهَا تُكَذِّبُونَ ۝ أَفَسِحْرٌ هَٰذَا أَمْ أَنتُمْ لَا تُبْصِرُونَ ۝ یعنی یہ وہی آگ ہے کہ جس کا تم انکار کرتے تھے۔ سو کیا یہ کوئی جادو کی بات ہے۔ یا تم اسے دیکھ نہیں رہے ہو۔ پھر اس شخص نے کہا۔ کہ اگر تم نہ ہوتے۔ تو مَیں اس وقت ہلاک ہو جاتا +

بلدہ نہر خالص میں آپ سکونت پذیر تھے۔ اور کبیر السن ہو کر یہیں پر آپنے وفات پائی آپ کی قبر اب تک ظاہر ہے۔ اور لوگ زیارت کرتے ہیں۔ رضی اللہ تعالےٰ عنہ +

منجملہ ان کے قدوۃ العارفین شیخ خلیفہ بن موسےٰ النہر ملکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ آپ اعیان مشائخ عراق سے تھے۔ اور احوال و مقامات و کرامات عالیہ رکھتے تھے۔ اہل السلوک سے کثیر التعداد صاحب حال و احوال آپ کی صحبت بابرکت سے مستفید ہوئے۔ آپ مجمع مکارم اخلاق و صفات حمیدہ اور نہایت عقیل و فہیم بزرگ تھے۔ آپ اعلےٰ درجہ کے متبع شریعت تھے اور علم اور صاحب علم کی آپ نہایت عزت کرتے تھے۔ آپ کا کلام حسب ذیل ہے:۔

مراتب زاہدین ابتدائی مراتب متوکلین ہوتے ہیں۔ اور ہر ایک شے کی نشانی ہوتی ہے اور ذلّت عقبیٰ کی نشانی دل کا غمگین ہو کر آنکھوں سے آنسو نہ بہنا۔ اور جو شخص کہ اپنے نفس کو کھو کر خدا تعالےٰ سے توسّل کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے نفس کو اسکے لئے محفوظ رکھتا ہے۔ اور

بہترین اعمال مخالفِ نفس اور مجاریِ قضاء قدر سے رضا مند رہنا ہے۔ اور جب کہ خوف قلب میں قائم ہوجاتا ہے۔ تو وہ تمام شہواتِ نفسانی کو جلا دیتا ہے۔ اور ہر ایک شے کی ایک ضد ہوتی ہے۔ اور نورِ قلب کی ضد شکم پُری ہے ؎

تہی از حکمتی بعلتِ آں۔ کہ پُری از طعام تا بینی۔

اور جو شخص کہ ما سوا کو چھوڑ کر خدائے تعالےٰ کی طرف رجوع کرتا ہے۔ وہ اسے پاکر اپنے مقصود کو پہنچتا ہے۔ اور جس کا وسیلہ صدق و راستی ہوتا ہے۔ خدائے تعالےٰ اس سے راضی رہتا ہے اور جو مال و دولت اور فرزند و زن بندے کو اللہ تعالےٰ سے دُور کر دے۔ وہ اس کے حق میں شوم و بدبختی ہے۔ اور جب کہ بندہ بھوکا پیاسا ہوتا ہے۔ تو اس کے باطن میں صفائی حاصل ہوتی ہے۔ اور جب وہ سیر اور سیراب ہو جاتا ہے۔ تو اس کے باطن میں کدورت پیدا ہو جاتی ہے +

آپ کی کرامات

شیخ ابن قوتا کے بعض مریدوں نے بیان کیا ہے۔ کہ مَیں نے ایک دفعہ خدائے تعالےٰ سے عہد کیا۔ کہ مَیں اب متوکل ہو کر جامع رصافہ میں بیٹھ جاؤنگا۔ اور کسی کو بھی اپنے حال سے آگاہ نہ کرونگا۔ چنانچہ مَیں اسی وقت جامع رصافہ میں آکر بیٹھ گیا۔ اور تین روز تک بے کھانے پینے کے بیٹھا رہا۔ اور نہ مَیں نے کسی شخص کو دیکھا۔ شدتِ بھوک کی وجہ سے مَیں نہائیت عاجز ہو گیا۔ اور وہاں سے نکلتے ہوئے بھی مجھے لحاظ آتا تھا۔ اور بس یہی جی چاہتا تھا۔ کہ اب کہیں سے کھانا ملے چنانچہ اسی وقت دیوار شق ہوئی۔ اور ایک سیاہ شخص کپڑے میں کھانا لپیٹا ہوا رکھ کر چلا گیا۔ اور مجھ سے کہہ گیا۔ کہ شیخ خلیفہ تم سے کہتے ہیں۔ کہ تو یہ کھانا کھا کر اپنی خواہش پُوری کرو۔ اور یہاں سے نکل جاؤ۔ کیونکہ تم اربابِ توکل سے نہیں ہو۔ مَیں یہ کھانا کھا کر آپ کی خدمت میں حاضر ہُوا تو آپ نے فرمایا۔ کہ جس شخص کو توکل کرنے کی قوت اور اس میں ظاہری و باطنی اطمینان حاصل نہ ہو اسے اس درجہ کا توکل نہ کرنا چاہیئے۔ تاکہ اسبابِ ظاہری کو چھوڑ کر معصیت میں نہ پڑے +

آپ نہر الملک میں سکونت پذیر تھے۔ اور یہیں پر آپ نے وفات پائی۔ اور اب تک آپ کی قبر ظاہر ہے +

جب آپ قریب الوفات ہوئے۔ تو آپ تسبیح و تہلیل کرتے رہے۔ اور آپ کے چہرے پر خوشنودی کے آثار زیادہ ہوتے جاتے تھے۔ اسی اثنائے میں آپ نے فرمایا کہ یہ جناب سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپکے اصحاب کبار ہیں۔ اور مجھے رضائے الٰہی کی خوشخبری سُنا رہے ہیں پھر آپنے فرمایا کہ یہ فرشتے ہیں۔ کہ مجھے پروردگار کے پاس لے جانیکے لئے نہایت عجلت کر رہے ہیں۔

پھر آپ مسکرائے۔ اور مسکرا کر آپ نے فرمایا۔ کہ بندے کی روح پرواز ہونے کے وقت اللہ تعالے اُس پر اپنی تجلی کرتا ہے۔ تو وہ خوش و خرم ہو جاتا ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت شریف پڑھی۔ یَآ اَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِيٓ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ٥ یعنی اے نفس مطمئنہ خوش و خرم ہو کر جلد اپنے پروردگار کی طرف چلی آ۔ آپ یہ آیت پوری کرنے نہ پائے تھے۔ کہ آپ کی روح پرفتوح پرواز ہو گئی۔ رضی اللہ تعالے عنہ +

منجملہ ان کے قدوۃ العارفین شیخ عبداللہ بن محمد بن احمد بن ابراہیم القرشی الہاشمی رضی اللہ تعالے عنہ ہیں +

آپ مشاہیر مشائخ مصر اور عظمائے عارفین سے تھے۔ اور احوال مقامات اور کرامات فاخرہ رکھتے تھے۔ آپ کو مقامات قرب میں مرتبۂ عالی و قدم راسخ و تصرف تام حاصل تھا۔ ہر خاص و عام کے دل میں آپ کی عظمت و بزرگی اور ہیبت تھی +

آپ ہاشمی و قریشی النسب تھے۔ اور آثار ولایت آپ کی پیشانی پر نمایاں تھے۔ اور سکونت و وقار آپکے چہرے پر ظاہر تھا۔ جو شخص آپ کو دیکھتا تھا۔ پھر وہ اپنی نظر آپ کی طرف سے نہیں ہٹا سکتا تھا جب آپ کبھی کسی منڈی یا بازار میں سے گذرتے تھے۔ تو لوگ اپنے کاروبار چھوڑ اور خاموش ہو کر آپ کی طرف دیکھنے لگتے تھے۔ اور بازار کا شور و غل بالکل مٹ جاتا تھا۔ بڑے بڑے اکابرین علماء مثل قاضی القضات عماد الدین بن السکری و علامہ شہاب الدین بن ابی الحسن علی الشہیر بابن الحمیر و شیخ ابو العباس احمد بن علی الانصاری القسطلانی و شیخ ابو طاہر محمد الانصاری الخطیب وغیرہ آپ کی صحبت بابرکت سے مستفید ہوئے۔ علاوہ ازیں اور بھی بہت سے علماء و فقراء آپ سے فخر تلمذ حاصل کر کے آپکی طرف منسوب ہوئے +

آپ نہایت خلیق ظریف و جمیل کریم و سخی اور متواضع تھے۔ اور علم اور اہل علم کی آپ نہایت عزت کرتے تھے۔ اخیر عمر میں آپ مرض جذام میں مبتلا ہو گئے۔ آپ کی آنکھیں بھی جاتی رہی تھیں۔ آپ کا کلام یہ ہے +

آپ نے فرمایا ہے کہ عبودیت میں ادب کو لازم رکھو۔ اور کسی شے سے تعرض نہ رکھو۔ اگر خدا تعالے چاہیگا۔ تو وہ تمہیں اس کے نزدیک پہنچا دے گا +

ایضاً جس شخص کو مقام توکل حاصل نہ ہو۔ وہ ناقص ہے +

ایضاً اس قبلہ یعنی دین اسلام کو لازم کرلو۔ کیونکہ بدوں اس کے فتوحات ممکن نہیں

ایضاً شیخ کو جائز نہیں کہ وہ اپنے مرید کو اسباب سے نکل جانے کی اجازت دے۔ مگر صرف اسی وقت

کہ وہ اپنے حکم پر قادر ہو۔ اور اچھی طرح سے اس کی حفاظت کر سکتا ہو ❖

آپ اکثر یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔ اَللّٰهُمَّ امْنُنْ عَلَيْنَا بِصَفَاءِ الْمَعْرِفَةِ وَهَبْ لَنَا صَحِيْحَ الْمُعَامَلَةِ فِيْمَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ وَارْزُقْنَا صِدْقَ التَّوَكُّلِ وَحُسْنَ الظَّنِّ بِكَ وَامْنُنْ بِكُلِّ مَا يُقَرِّبُنَا إِلَيْكَ مَقْرُوْنًا بِالْعَوَافِيْ فِي الدَّارَيْنِ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ط

یعنی اے پروردگار! ہمیں صفاتِ معرفت عطاء فرما۔ اور ہمارے اور اپنے درمیان ہمیں حسن معاملہ کی توفیق دے۔ اور صدقِ توکل تیرے ساتھ حسن ظنی پر ہمیں ثابت قدم رکھ۔ اور ہمیں تمام وسیلہ عطا فرما۔ جو کہ ہمیں تجھ سے قریب کر دیں۔ اور جو کہ دونوں جہان میں ہماری روحانی و جسمانی دونوں قسم کی تندرستی و عافیت کے باعث ہوں۔ آمین یا ارحم الراحمین ❖

نیز آپ نے فرمایا ہے کہ میں ایک دفعہ شیخ ابو عبداللہ المعادری کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو آپ نے مجھ سے فرمایا کہ کیا میں تم کو ایک دعاء سکھلاؤں۔ جس سے تم اپنے حوائج میں مدد لیا کرو۔ میں نے عرض کیا۔ کہ حضرت ضرور سکھلائیے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ جب تمہیں ضرورت ہوا کرے۔ تو تم یہ دعاء پڑھا کرو:۔ يَا وَاحِدُ يَا اَحَدُ يَا وَاجِدُ يَا جَوَادُ اِنْفَحْنَا مِنْكَ بِنَفْحَةِ خَيْرٍ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ط یعنی اے پروردگار اے واحد یگانہ اے کریم و رحیم ہمیں اپنے فضل کرم سے بہتر سے بہتر تحفہ اور عطیہ دے۔ بیشک تو ہر ایک بات پر قادر ہے ❖

علامہ دمیری نے اپنی کتاب حیوٰۃ الحیوان میں باب حرف شین معجمہ میں بیان کیا ہے۔ کہ مجھ سے امام العارفین شیخ ابو عبداللہ بن اسد الیافعی نے ان سے قدوۃ العارفین ابو عبداللہ محمد القرشی نے انہوں نے اپنے شیخ ابو الربیع المالقی سے بیان کیا ہے۔ کہ شیخ ابو الربیع نے شیخ ابو عبداللہ محمد القرشی سے فرمایا۔ کہ میں تمہیں ایک خزانہ بتلاتا ہوں۔ کہ تم اس خزانہ میں سے کتنا ہی خرچ کرو۔ لیکن کبھی وہ کم نہیں ہو سکتا۔ اور وہ خزانہ ایک دعا ہے۔ کہ جو شخص اس دعاء کو ہمیشہ نماز کے بعد اور خصوصاً ہر نماز جمعہ کے بعد پڑھا کرے۔ تو اللہ تعالیٰ اسے ہر ایک مصیبت و بلاء سے محفوظ رکھے گا۔ اور دشمنوں پر اس کی فتح کریگا۔ اور اسے غنی کر دیگا۔ اور ایسی جگہ سے اسے روزی پہنچائیگا جہاں سے اسے گمان بھی نہ ہوگا۔ اور اسباب معاش اس پر سہل کر دے گا۔ اور اس پر سے اس کا قرض اتار دے گا۔ گو وہ کتنا ہی کیوں نہ ہو۔ بمنّہٖ و کرمہٖ اور وہ دعا یہ ہے:۔

يَا اَللّٰهُ يَا وَاحِدُ يَا مُوْجِدُ يَا جَوَادُ يَا بَاسِطُ يَا كَرِيْمُ يَا وَهَّابُ يَا ذَا الطَّوْلِ يَا غَنِيُّ يَا مُغْنِيْ يَا فَتَّاحُ يَا رَزَّاقُ يَا عَلِيْمُ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ يَا رَحْمٰنُ

يَا دَحِيْمُ يَا بَدِيْعَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ يَا خَالِقُ يَا مَنَّانُ اَنْفَحْنِيْ مِنْكَ بِنَفْحَةِ خَيْرٍ بِهَا مِمَّنْ سِوَاكَ اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ جَآءَكُمُ الْفَتْحُ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ فَتْحٌ قَرِيْبٌ۔ اَللّٰهُمَّ يَا غَنِيُّ يَا حَمِيْدُ يَا مُبْدِئُ يَا مُعِيْدُ يَا وَدُوْدُ يَا ذَا الْعَرْشِ الْمَجِيْدِ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ اِكْفِنِيْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِيْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ وَ احْفَظْنِيْ بِمَا حَفِظْتَ بِهِ الذِّكْرَ وَانْصُرْنِيْ بِمَا نَصَرْتَ بِهِ الرُّسُلَ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

شیخ ابو العباس احمد العسقلانی نے بیان کیا ہے۔ کہ آپ بیان کرتے تھے۔ کہ ایک دفعہ میں شیخ ابراہیم بن ظریف کی خدمت میں حاضر تھا۔ آپ سے اس وقت پوچھا گیا کہ کیا یہ بات جائز ہے کہ کوئی شخص خدا تعالےٰ سے کسی بات کا عہد کرلے۔ کہ وہ اپنے مقصود کو حاصل کئے بغیر اپنا عہد نہ توڑے گا۔ تو آپ نے حدیث ابو لبابۃ الانصاری سے جو کہ قصہ بنی نضیر میں مذکور ہے۔ استدلال کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ جائز ہے۔ اور حدیث مذکور بھی آپ نے فرمائی۔ کہ ان کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اَمَا اِنَّهٗ لَوْ اَتَانِيْ لَاسْتَغْفَرْتُ لَهٗ وَلٰكِنْ اِذَا فَعَلَ ذٰلِكَ بِنَفْسِهٖ فَدَعُوْهُ حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ فِيْهِ یعنی ابو لبابہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ اگر میرے پاس آتے۔ تو میں ان کے لئے دعا کرتا۔ مگر جبکہ انہوں نے یہ کام صرف اپنی ذات کے لئے کیا ہے۔ تو تم اس سے تعرض نہ کرو۔ یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ خود ان کے حق میں کوئی فیصلہ کردے +

جب میں نے آپ کا یہ کلام سنا۔ تو میں نے بھی اس بات کا عہد کرلیا۔ کہ جب تک قدرت الٰہی سے مجھے کوئی چیز نہیں پہنچیگی۔ اس وقت تک میں کوئی شے بھی نہ لونگا۔ چنانچہ تین روز تک کھانے پینے سے رکا رہا۔ اور اپنی جگہ بیٹھا ہوا اپنا کام کر رہا تھا۔ تیسرے روز میں اپنے تخت پر بیٹھا ہوا تھا۔ کہ سامنے میں دیوار شق ہوئی۔ اور ایک شخص اپنے ہاتھ میں ایک برتن لئے ہوئے نمودار ہوا۔ اور کہنے لگا تم تھوڑی دیر اور صبر کرو۔ عشاء کے وقت اس برتن میں سے تم کو کچھ کھلایا جائے گا۔ پھر یہ میری نظر سے غائب ہوگیا۔ بعد ازاں میں اپنے ورد میں مشغول تھا کہ مغرب وعشاء کے درمیان پھر دیوار شق ہوئی۔ اس میں سے ایک حور نکلی۔ اس حور نے آگے بڑھ کر اسی برتن سے جس کو میں دیکھ چکا تھا۔ شہد کے مشابہ ایک نہایت شیریں چیز چٹائی جس کے ذائقہ نے مجھ پر دنیا کے تمام ذائقے پھیکے کردیئے۔ غرضکہ اس نے مجھے اس میں

بمقدار تین انگشت کے چٹایا۔ اور پھر میں بیہوش ہوگیا۔ بعدازاں مدت تک میں اسی ذائقہ کے سرور میں رہا۔ اور کھانا پینا کوئی چیز بھی مجھے اچھی نہیں معلوم ہوئی +

نیز آپ بیان فرماتے ہیں۔ کہ شیخ موصوف (یعنی شیخ ابو عبداللہ القرشی) نے ایک دفعہ بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ منا میں پیاس کا مجھے سخت غلبہ ہؤا۔ اور پیالہ لے کر میں کنوئیں پر آیا۔ اور کنوئیں پر جو لوگ تھے۔ اُن سے میں نے پانی مانگا۔ مگر کسی نے مجھے پانی نہیں دیا۔ اور میرا پیالہ دور پھینک دیا۔ تو میں نے دیکھا کہ نہایت شیریں حوض میں پڑا ہؤا ہے۔ میں نے اُس حوض پر جاکر پانی پیا۔ اور پانی پی کر پھر میں نے اپنے رفقاء کو اس کی خبر کی۔ اور وہ آئے۔ تو اُنہیں یہ حوض نہیں دکھائی دیا +

ایک دفعہ آپ نے مجھ سے فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ میں نے اپنے ایک رفیق کے ساتھ بحر جدہ پر تھا۔ اس وقت میرے رفیق کو پیاس کا غلبہ ہؤا۔ ہمارے پاس اسوقت بجز ایک چھوٹے سے چادر کے اور کچھ نہ تھا۔ بہت سے لوگوں سے ہم نے درخواست کی کہ وہ یہ چادر لیکر ہمیں پانی پلادیں۔ مگر کسی نے اس بات کو نہ مانا۔ بعدازاں میں نے اپنے رفیق کو یہ چادر دیکر ٹمیں قافلہ کے پاس بھیجا۔ اور وہ پیالہ اور چادر لیکر اُس کے پاس گئے۔ تو اُس نے ان کو نہایت جھڑکی دی۔ اور ان کا پیالہ دور پھینک دیا۔ اور یہ اپنا پیالہ اُٹھاکر میرے پاس واپس آئے۔ جس سے مجھے سخت رنج ہؤا۔ اور نہایت ہی میری دلشکنی ہوئی۔ بعدازاں میں نے ان سے پیالہ لیکر سمندر سے پانی بھرا۔ اور ان کو پلایا۔ اور خود میں نے بھی پیا۔ اور پھر اور بہت سے لوگوں نے جن کے پاس پانی نہ تھا۔ اسی سمندر کا پانی پیا۔ اور خوب سیراب ہو کر پیا۔ اس کے بعد پھر میں نے اسی پانی سے آٹا گوندھا۔ پھر جب ہم اپنے پکانے کھانے کی ضروریات سے فارغ ہو چکے۔ تو اس کے بعد پھر میں نے سمندر سے پانی لیا۔ تو اب وہ مجھے کھاری معلوم ہؤا جس سے مجھے معلوم ہوگیا۔ کہ ضرورت کے وقت اعیان میں بھی تبدیلی ہو جایا کرتی ہے رضی اللہ تعالےٰ عنہ +

منجملہ اُن کے قدوۃ العارفین شیخ ابو اسحاق ابراہیم بن علی المعلب بالاعرب رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہیں۔ آپ اکابرین مشائخ اور عظمائے عارفین سے تھے۔ آپ احوال و مقامات فاخرہ اور کرامات عالیہ رکھتے تھے۔ آپ نہایت کریم الاخلاق اور متواضع علم دوست بزرگ تھے۔ آپ شافعی المذہب تھے اور علمائے کرام کا لباس پہنا کرتے تھے +

آپ اپنے ماموں شیخ احمد بن ابی الحسن الرباعی کی صحبتِ بابرکت سے مستفید ہوئے۔ اور انہیں سے آپ نے علمِ طریقت حاصل کیا۔ علاوہ ازیں آپ نے بہت سے مشائخ عظام سے شرفِ ملاقات حاصل کیا۔ اور کثیر التعداد علماء و فقراء آپ کی صحبتِ بابرکت سے مستفید ہوئے اور خلق کثیر نے آپ سے فخر تلمذ حاصل کیا۔ آپ ہمیشہ خشوع و خضوع اور مراقبہ میں رہا کرتے تھے۔ اور کبھی بدوں ضرورت کے نظر نہیں اُٹھاتے تھے۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ بوجہ حیا کے چالیس برس تک آپ نے آسمان کی طرف نظر نہیں اُٹھائی۔ شیر اور درندے آپ سے انسیت رکھتے اور آپ کے قدموں پر اپنا مُنہ ملا کرتے تھے +

عارف کامل شیخ احمد بن ابی الحسن علی البطائحی بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ میں نے آپ کو دیکھا۔ کہ موسم گرما میں چھت پر سوئے ہوئے ہیں۔ اس روز گرمی نہایت شدت کی تھی۔ اور نہایت تیز و گرم ہوا چل رہی تھی۔ میں نے دیکھا۔ کہ اس وقت آپ کے سرہانے ایک بہت بڑا سانپ بیٹھا ہوا ہے۔ اور اپنے مُنہ میں نرگس کے بہت سے پتے لئے اُن کو آپ پر پنکھے کی طرح جھل رہا ہے +

ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ کہ میں آپ کی خدمت میں حاضر تھا۔ اس وقت آپ کے پاس ایک شخص ایک نوجوان کو لیکر آیا۔ اور کہنے لگا۔ کہ یہ میرا فرزند ہے۔ اور حد درجہ میری نافرمانی کرتا ہے۔ آپ نے نظر اُٹھا کر اس کی طرف دیکھا۔ تو یہ اپنے کپڑے نوچتا ہوا مدہوش ہو کر جنگل کی طرف نکل گیا۔ اور کھانا پینا سب چھوڑ دیا۔ اور چالیس روز تک یہ اسی طرح سے پھرتا رہا۔ اس کے بعد اس کے والد نے آپ کے پاس آکر اس کی بدحالی کی شکایت کی۔ تو آپ نے اس کو ایک کپڑا دیا۔ اور فرمایا۔ کہ اسے لے جا کر اس کے مُنہ پر مل دو۔ چنانچہ اس نے یہ خرقہ اس کے مُنہ پر مل دیا۔ تو اسے اس حال سے افاقہ ہوا۔ اور اب وہ آن کر آپ کی خدمت میں رہنے لگا۔ اور آپ کے خاص مریدوں میں سے ہوا +

آپ زیادہ سے زیادہ آگ سے ڈرنے والے شخص سے کہہ دیتے کہ تم آگ میں گھس جاؤ۔ تو وہ فوراً آگ میں گھس جاتا۔ اور اُسے کچھ بھی اثر نہ پہنچتا +

آپ فرمایا کرتے تھے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے مجھے ہر شخص میں جو کہ میرے پاس آئے۔ تصرف کرنے کی قوت عطا فرمائی ہے +

ایک دفعہ اسی موقعہ پر ایک شخص نے آپ سے کہا۔ کہ میں جب چاہتا ہوں۔ اُٹھ سکتا ہوں

اور جب چاہتا ہوں بیٹھ سکتا ہوں۔ آپ نے اُس سے فرمایا کہ اچھا اگر تمہیں قدرت ہے۔ تو اُٹھ۔ تو یہ شخص اُٹھ نہ سکا۔ یہاں تک کہ دُوسرے لوگوں نے اُسے اُٹھا کر اُس کے گھر پہنچایا۔ اور ایک ماہ تک یہ حس و حرکت نہ کر سکا۔ پھر ایک ماہ کے بعد یہ آپ کے پاس لایا گیا۔ اور اس نے آپ سے معذرت کی۔ تو یہ اُٹھ کھڑا ہُوا۔ اور اچھا ہو گیا +

ایک دفعہ آپ نے فرمایا۔ کہ جسے ہم چاہیں وہی ہماری زیارت کو سکتا ہے۔ ایک شخص نے اُس وقت اپنے جی میں کہا۔ کہ آپ چاہیں یا نہ چاہیں۔ مَیں بہر حال آپ کی زیارت کروں گا۔ چنانچہ ایک دفعہ آپ کے دولت خانہ پر گئے۔ تو ایک بہت مہیب صُورت شیر آپ کے دروازے پر کھڑا دیکھا۔ جس کی طرف یہ دہشت کی وجہ سے پوری طرح نظر نہیں کر سکتے تھے۔ گو یہ شیر کے بہت بڑے شکاری تھے۔ علاوہ ازیں شیر اُن کی طرف حملہ آور ہوا۔ تو وہاں سے بھاگ نکلے۔ اسی طرح سے کامل ایک ماہ تک نہیں جا سکے۔ اور دوسرے لوگوں کو یہ برابر آتے جاتے دیکھتے۔ اس سے انہیں اصل سبب کا پتہ لگا۔ اور اس کے بعد یہ اپنے اُس خیال سے تائب ہو کر آپ کے زاویہ پر آئے۔ تو یہ شیر اُٹھ کر ان سے پہلے اندر چلا گیا۔ اور اندر جا کر غائب ہو گیا۔ پھر جب یہ اندر گئے۔ تو آپ نے اُن کے تائب ہو جانے سے اُن کو مبارک باد دی اور اس سے خوش ہوئے +

مقدام ابن صالح البطائحی بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ آپ ایک شخص کی عیادت کو تشریف لے گئے۔ اُس شخص کو خارش کی بیماری تھی۔ اور اُس نے اپنی اس بیماری کی آپ سے شکایت کی۔ آپ نے اپنے خادم سے فرمایا۔ کہ تم اِن کی بیماری اُٹھا لو۔ تو آپ کے فرمانے سے آپ کے خادم کے جسم پر مرض خارش ہو گیا۔ اور اس شخص کے جسم سے خارش بالکل جاتی رہی۔ اور وہ بالکل اچھا ہو گیا۔ تو آپ اُس شخص کے پاس سے واپس ہوئے۔ اور راستے میں ایک خنزیر ملا۔ آپ نے خادم سے فرمایا کہ مَیں نے اِس خنزیر پر تُم سے مرضِ خارش کو منتقل کیا ہے چنانچہ آپ کے خادم سے بھی مرضِ خارش منتقل ہو کر خنزیر کے جسم پر منتقل ہو گیا +

ایک دفعہ آپ مجلسِ سماع میں آئے۔ اور جب قوال نے مندرجہ ذیل اشعار پڑھے۔ تو آپ کو وجد آ گیا +

رَمَانِی بِالصُّدُودِ کَمَا تَرَانِی ۔۔۔ وَاَلْبَسَنِی الْغَرَامَ فَقَدْ بَرَانِی

بے توجہی کے تیر مار کر اُس نے میری حالت مردہ کر دی اور جامۂ محبت پہنا کر گویا اُس نے مجھے پھر زندہ کر دیا

وَوَقْتِیْ کُلُّہٗ حُلْوٌ لَذِیْذٌ اِذَا مَا کَانَ مَوْلَائِیْ یَرَانِیْ

میرے تمام اوقات شیریں اور لذیذ ہیں۔ جبکہ میرا مولا مجھے دیکھ رہا ہے +

اور وجد میں آکر آپ یہ شعر پڑھنے لگے ؎

اِذَا کُنْتُ اَضْمَرْتُ غَدْرًا اَوْ هَمَمْتُ بِہٖ
یَوْمًا فَلَا بَلَغَتْ رُوْحِیْ اَمَانِیْھَا

اگر مَیں نے اپنے دل میں بیوفائی کو چھپایا ہو۔ یا کبھی مَیں نے اس کا ارادہ بھی کیا ہو۔ تو کبھی بھی میری روح اپنے مقاصد کو نہ پہنچے +

اَوْ کَانَتِ الْعَیْنُ مُنْذُ فَارَقْتُکُمْ نَظَرَتْ
شَیْئًا سِوَاکُمْ فَخَانَتْهَا اَمَاتِیْھَا

یا میری آنکھوں نے جب سے کہ مَیں تم سے جُدا ہُوا ہوں۔ تمہارے سوا اگر کسی کی طرف ذرا بھی نظر کی ہو۔ تو وہ ٹیڑھی ہو جائیں +

اَوْ کَانَتِ النَّفْسُ تَدْعُوْنِیْ اِلٰی سَکَنٍ
سِوَاکَ فَاحْتَکَمَتْ فِیْھَا اَعَادِیْھَا

یا میرے نفس کو تیرے بغیر ذرا بھی قرار ہوتا ہے۔ تو اس پر اس کے دشمنوں کا تسلّط ہو +

وَمَا تَنَفَّسْتُ اِلَّا کُنْتَ فِیْ نَفَسِیْ
تَجْرِیْ بِکَ الرُّوْحُ مِنِّیْ فِیْ مَجَارِیْھَا

ہر سانس میں میرا یہ حال ہے۔ کہ روح میرے تمام جسم میں تیری یاد کے سوا دوڑتی ہے +

کَمْ دَمْعَۃٍ فِیْکَ لِیْ مَا کُنْتُ اُجْرِیْھَا
وَلَیْلَۃٍ کُنْتُ اَفْنِیْ فِیْکَ اُفْنِیْھَا

مَیں نے تیری یاد میں بہت سے آنسو بہائے ہیں۔ اور بہت سی راتوں کو مَیں تیری یاد میں فنا ہوتا رہا ہوں +

حَاشَا فَاَنْتَ مَحَلُّ النُّوْرِ فِیْ بَصَرِیْ
تَجْرِیْ بِکَ النَّفْسُ مِنِّیْ فِیْ مَجَارِیْھَا

غرض کہ تو میری آنکھوں کی روشنی ہے۔ اور تیرے ہی سبب سے میرے جسم میں جان باقی ہے +

مَا فِي جَوَانِحِ صَدْرِي بَعْدَ جَانِحَةٍ
اِلَّا وَجَدْ تُكَ فِيْهَا قَبْلَ مَا فِيْهَا

میری ہڈیوں پسلیوں کے درمیان میں جو کچھ موجود ہے۔ تجھ کو میں نے اُس کے موجود ہونے سے پہلے اِس میں لیا +

آپ قریۂ اُم عبیدہ میں جو کہ بطائح کی سرزمین میں واقع ہے سکونت پذیر تھے۔ اور یہیں پر ۵۷۰ھ ہجری میں آپ نے وفات پائی۔ اور اب تک آپ کی قبر ظاہر ہے رضی اللہ تعالے عنہ +

منجملہ اِن کے قدوۃ العارفین ابوالحسن بن ادریس الیعقوبی رضی اللہ تعالے عنہ ہیں۔ آپ بھی اکابرین مشائخ عراق سے تھے۔ اور احوال و مقامات فاخرہ اور کراماتِ ظاہرہ رکھتے تھے۔ آپ سیدنا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے مریدین سے تھے۔ اور حضرت شیخ علی بن الہیتی رضی اللہ تعالی عنہ کی صحبتِ بابرکت سے بھی مستفید ہوئے تھے۔ اور آپ صحبتِ بابرکت سے بھی بہت سے مستفید ہوئے۔ اور خلقِ کثیر نے آپ سے فخرِ تلمذ حاصل کیا۔ آپ فرمایا کرتے تھے۔ کہ تمام کائنات کا مِنْ اَوَّلِهٖ اِلٰی اٰخِرِهٖ مجھ پر کشف ہو گیا۔ اور اللہ تعالے نے مجھے اہلِ جنت و اہلِ دوزخ کو بھی دکھا دیا ہے +

نیز بیان کیا جاتا ہے۔ کہ آپ ہر ایک آسمان کے فرشتے اور اُن کے مقامات اور اُن کے لغات اور اُنکی تسبیح کو بھی جانتے پہچانتے تھے۔ مندرجہ ذیل اشعار بھی آپ اکثر پڑھا کرتے تھے ؎

غَرَسْتُ الْحُبَّ غَرْسًا فِيْ فُؤَادِيْ
فَلَا اَسْلُوْ اِلَى يَوْمِ التَّنَادِيْ

محبت کا میرے دل میں بیج بو دیا گیا ہے۔ سو اب میں اُسے قیامت تک بھی نہیں بھول سکتا +

جَرَحْتُ الْقَلْبَ مِنِّيْ بِاتِّصَالٍ
فَشَوْقِيْ زَائِدٌ وَالْحُبُّ بَادِيْ

میں نے اپنے دل کو زخمی کر کے اتصالِ حقیقی سے جوڑ لیا ہے۔ سو میرا شوق دن بدن بڑھتا ہے۔ اور محبت زیادہ ہوتی ہے +

سَقَانِيْ شَرْبَةً اَحْيَى فُؤَادِيْ
بِكَاْسِ الْحُبِّ مِنْ بَحْرِ الْوِدَادِ

ایک گھونٹ پلا کر اُس نے مجھے زندہ دل کر دیا۔ اور وہ گھونٹ بھی محبت کے پیالہ میں دریائے محبت سے بھر کر پلایا +

وَلَوْ لَا اللّٰهُ يَحْفَظُ عَارِفِيْهِ
لَهَامَ الْعَارِفُوْنَ بِكُلِّ وَادِيْ

اگر خدا تعالے اپنے عارفوں کی نگہبانی نہ کرے تو وہ جنگل و بیابان میں حیران و پریشان پھرتے ہیں +

آپ فرماتے تھے کہ دس برس تک میں نے اپنے نفس کی خواہشوں سے۔ پھر دس برس تک میں نے قلب کی نفس سے اور دس برس تک قلب کی سر سے محافظت کی اس کے بعد مجھ پر (مقام) منازلہ الٰہی (یعنی رجوع الی اللہ) وارد ہوا - اور اس نے میری سر سے پیر تک حفاظت کی وَ اللّٰہُ خَیْرُ الْحَافِظِیْن - اور اللہ تعالےٰ سب سے زیادہ حفاظت کرنے والا ہے +

ایک دفعہ بعض لوگوں نے ایک ظالم حاکم کی کہ جس نے ان پر ظلم کیا تھا شکایت کی تو آپ نے ایک درخت پر اپنا قدم مار کر فرمایا - کہ ہم نے اُسے مار ڈالا - چنانچہ اسی وقت معلوم ہوا - کہ اُس کا انتقال ہوگیا +

آپ نے ۵۹۱ھ ہجری میں وفات پائی - رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

منجملہ ان کے قدوۃ العارفین شیخ ابو محمد عبد اللہ الجبائی رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہیں - آپ بھی اکابرین مشائخ عظام و عظمائے اولیائے کرام سے تھے - اور احوال و مقامات فاخرہ و کرامات عالیہ رکھتے تھے +

حافظ ابن النجار نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے کہ آپ اصل میں طرابلس کے رہنے والے تھے - اور آپ کے والد عیسائی تھے - اور خود آپ نے اپنی صغر سنی ہی میں اسلام قبول کر لیا تھا - اور اسلام قبول کر کے قرآن مجید بھی یاد کر لیا - اس کے بعد آپ علوم دینیہ حاصل کرنے کے لئے بغداد آئے - اور حضرت شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ کی خدمت بابرکت سے مستفید ہوئے - اور آپ سے فقہ حنبلی پڑھ کر تفقہ حاصل کیا - اور قاضی ابو الفضل محمد بن عمر الاموی و شیخ ابو العباس احمد بن ابی غالب بن الطلایۃ رح و شیخ ابو بکر محمد بن زاغونی رح و ابن البنا رح و شیخ ابو الفضل محمد بن ناصر الحافظ وغیرہ شیوخ سے آپ نے حدیث سنی - بعد ازاں آپ اصبہان آئے - اور یہاں آکر بھی آپ نے شیخ ابو الخیر محمد بن المباغان رح و شیخ ابو عبد اللہ حسن الرستمی رح و شیخ ابو الفرج مسعود الثقفی رح وغیرہ شیوخ حدیث سے حدیث سنی - اور اس کے بعد پھر آپ بغداد واپس آئے - اور مدت تک یہاں حدیث شریف پڑھاتے رہے - بعد ازاں پھر اصفہان آئے - اور پھر تا حین حیات آپ یہیں رہے - اور آپ کو قبولیت عامہ حاصل ہوئی +

آپ اعلےٰ درجہ کے متدین صدوق اور صاحب خیر و برکت اور نہایت عابد و زاہد بزرگ تھے +

شیخ ابوالحسن بن القطیعی نے بیان کیا ہے۔ کہ میں نے آپ سے آپ کا نسب نامہ دریافت کیا تو آپ نے فرمایا۔ کہ ہم لوگ قریہ حتبہ کے رہنے والے ہیں۔ یہ قریہ قرائے طرابلس میں سے جبل لبنان میں واقع ہے۔ ہم لوگ عیسائی تھے۔ اور میرے والد علمائے نصاریٰ میں سے تھے۔ اور ان کا میری صغر سنی میں ہی انتقال ہو چکا تھا۔ اسی اثنائے میں ہمارے اس قریہ میں کچھ معرکہ ہونے لگے۔ اور ہم یہاں سے نکل پڑے۔ نیز ہمارے اس قریہ میں بہت سے مسلمان بھی تھے۔ اور میں انہیں قرآن مجید پڑھتے دیکھتا۔ اور سنتا۔ تو میں آبدیدہ ہو جاتا تھا۔ پھر جب میں بلادِ اسلام میں داخل ہوا۔ تو میں نے اسلام قبول کر لیا۔ اُس وقت میری عمر گیارہ سال کی تھی۔ اس کے بعد ۵۸۱ھ میں بغداد گیا۔

ذہبی نے اپنی کتاب تاریخ الاسلام میں آپ کا ذکر کرتے ہوئے بیان کیا ہے۔ کہ موفق الدین و ضیاء الدین و ابن خلیل و ابوالحسن القطیعی وغیرہ نے آپ سے روایت کی ہے۔

ابن رجب نے اپنے طبقات میں بیان کیا ہے۔ کہ ابن جوزی نے بھی اپنی کتابوں میں اکثر مقامات پر آپ سے روائیت کی ہے۔ انتہے۔

۶۰۰ھ ہجری میں اصبہان ہی میں آپ نے وفات پائی۔ اور خانقاہ بہاالدین الحسن ابن ابی الہیجا میں آپ مدفون ہوئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

منجملہ ان کے قدوۃ العارفین شیخ ابوالحسن علی بن حمید المعروف با بن صباح رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ آپ بھی مشاہیر مشائخ عظام سے تھے۔ اور احوال مقامات فاخرہ اور کرامات عالیہ رکھتے تھے۔ بہت سے خوارق عادات اللہ تعالےٰ نے آپ سے ظاہر کرائے۔

آپ شیخ عبدالرحمٰن بن عجون المغربی کی خدمت بابرکت سے مستفید ہوئے۔ اور انہیں کی طرف آپ منسوب بھی تھے۔

علاوہ ازیں شیخ ابو محمد عبدالرزاق بن محمود المغربی وغیرہ اور دیگر مشائخ مصر سے آپ نے شرف ملاقات حاصل کیا۔

شیخ ابوبکر بن شافع القوصی شیخ علوم الدین منفلوطی امام العارفین شیخ مجدالدین علی بن وہب المطیع القشیری المعروف با بن دقیق وغیرہ مشاہیر مشائخ مصر آپ کی صحبت بابرکت سے مستفید ہوئے۔ دور دور کل دیار مصر میں سے خلق کثیر نے آپ سے فخر تلمذ حاصل کیا۔ علماء و فضلا آپ کی مجلس میں آن کر آپ کے کلام فیض اثر سے محفوظ و مستفید ہو تے تھے۔ کیونکہ آپ اعلےٰ درجہ کے فقیہ و فاضل

متواضع کریم الاخلاق اور نہائت علم دوست بزرگ تھے۔ آپ مندرجہ ذیل شعر بہت پڑھا کرتے تھے۔

تَسَرْمَدَ وَقْتِیْ فِیْکَ فَھُوَ مُسَرْمَدٌ وَاَفْنَیْتَنِیْ عَنِّیْ فَعُدْتُ مُجَرَّدًا

میرا کل وقت تیری ہی یاد میں ہمیشہ رہیگا۔ تو نے مجھے میری ہستی سے نابود کر کے مقام تجرید میں پہنچا دیا +

فَکُلِّیْ بِکُلِّ الْکُلِّ وَصْلٌ مُحَقَّقٌ حَقَائِقُ قُرْبٍ فِیْ دَوَامٍ تَخَلَّدَا

میرا کل کل کل کے ساتھ وصل حقیقی حاصل کر کے حقائق قرب میں ہمیشہ باقی رہے گا +

تُفَرِّدُ اَمْرِیْ فَانْفَرَدْتُ بِغُرْبَتِیْ فَصِرْتُ غَرِیْبًا فِی الْبَرِیَّۃِ اَوْحَدًا

جب میرا تعلق کسی سے نہ رہا۔ تو میں اپنی تنہائی میں منفرد ہو گیا۔ اور غریب مسکین ہو کر مخلوق سے جُدا اور اکیلا ہو گیا +

ایضاً

بَقَائِیْ فَنَائِیْ فِیْ بَقَائِیْ مَعَ الْھَوَاءِ
فَیَا وَیْحَ قَلْبٍ فِیْ فَنَاہُ بَقَاءُہٗ

مَیں نے بقا میں فنا ہو کر محبت الٰہی کے ساتھ بقائے حقیقی حاصل کی ہے۔ سو بڑی خوشی کی بات ہے، کہ جس کی فنا میں اس کی بقا ہو +

وَجُوْدِیْ فَنَائِیْ فِیْ فَنَائِیْ فَاِنَّنِیْ
مَعَ الْاُنْسِ یَبْتَلِیْنِیْ ھَنِیْئًا بَلَاءُہٗ

میرا وجود میری فنا میں میری فنا ہے۔ اور اب وہ انس و محبت کی میری آزمائش کرتا رہتا ہے +

فَیَا مَنْ دَعَی الْمَحْبُوْبَ سِرًّا اِسِرِّہٖ
اَتَاکَ الْمُنٰی یَوْمًا اَتَاکَ فَنَاءُہٗ

جو شخص کہ اپنے دوست کو رازو نیاز سے پکارتا ہے۔ اُسے یاد رہے کہ وہ اس روز کامیاب ہو گا۔ جس روز کہ وہ اس کی یاد میں فنا ہو جائے گا +

شیخ ابوالقاسم نصر اللہ الاسنائی بیان کرتے ہیں۔ کہ آپ ایک شخص کو اپنے ساتھ خلوت میں بٹھایا کرتے تھے۔ اسی اثناء میں یہ شخص رمضان المبارک کے اخیر عشرے میں سے ایک شب کو آپ کے ساتھ خلوت میں داخل ہوا۔ اور تھوڑی دیر کے بعد رونے لگا۔ آپ نے اس سے رونے کی وجہ دریافت کی۔ تو اس نے بیان کیا۔ کہ میں زمین پر تمام چیزوں کو سجدہ

کرتے ہوئے دیکھتا ہوں۔ اور جب میں سجدہ کرنا چاہتا ہوں۔ تو میں اپنی پشت میں ایک کھم سا اڑا ہوا پاتا ہوں۔ جس کی وجہ سے میں سجدہ نہیں کر سکتا۔ آپ نے اس شخص سے فرمایا۔ کہ تم اس سے نہ گھبراؤ۔ یہ کھم جسے تم اپنے وجود میں محسوس کرتے ہو۔ وہ میرا اسرار ہے۔ جو کہ تمہارے وجود میں رکھا گیا ہے۔ اور یہ تمام چیزوں کو تم سر بسجدہ دیکھ رہے ہو۔ یہ سب خیالِ شیطانی ہے۔ اس کے ذریعہ سے وہ تم پر فتح پانا چاہتا ہے۔ کہ ان سب چیزوں کو دیکھ کر تم بھی ان تمام چیزوں کی طرح سر بہ سجدہ ہو جاؤ +

اس شخص نے اپنے جی میں کہا کہ مجھے اس کی تصدیق کیونکر ہو؟ آپ نے فرمایا۔ کہ تم اس کی تصدیق چاہتے ہو۔ یہ کہہ کر آپ نے اپنا دہنا ہاتھ پھیلایا۔ تو اس شخص نے دیکھا۔ کہ آپ کا ہاتھ مشرق تک منتہی ہوا۔ پھر آپ نے بایاں ہاتھ دراز کیا۔ تو اس شخص نے دیکھا کہ آپ کا یہ ہاتھ مغرب تک منتہی ہوا۔ پھر آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں کو آہستہ آہستہ ملانا شروع کیا۔ یہ شخص بیان کرتے ہیں۔ کہ اس وقت یہ تمام چیزیں جو کہ مجھے سب کی سب سر بسجدہ معلوم ہوتی تھیں ایک دوسرے سے ملنے لگیں۔ یہاں تک کہ آپ کے دونوں ہاتھوں کے درمیان صرف ایک گز کا فاصلہ رہ گیا۔ تو وہ تمام چیزیں معدوم ہو کر آپ کے دونوں ہاتھوں میں بصورت انسان ایک روشنی سی نظر آنے لگی۔ اور یہ صورت انسانی چلاتی ہوئی الغیاث الغیاث پکارتی تھی اور جب یہ صورت آپ سے قریب ہوئی۔ تو آپ کے دہن مبارک سے ایک روشنی نکلی۔ جس نے تمام چیزوں کو روشن کر دیا۔ اور یہ صورت بالکل کوئلے کی طرح کالی ہو گئی۔ اور پھر اس نے ایک چیخ ماری۔ اور دھوئیں کی طرح ہوا میں اڑ گئی۔ پھر آپ نے فرمایا۔ کہ فرزند من اب تم نے دیکھا کہ ان تخائلِ شیطانی کا کیا حال ہو گیا +

فاضل ابو عبد اللہ محمد بن سنان القرشی بیان کرتے ہیں۔ کہ میں بمقام قنا آپ کی خدمت میں رہا کرتا تھا۔ اور ۱۹ ماہ کے بعد اپنے وطن جایا کرتا۔ ایک دفعہ مجھے اپنے عزیز و اقارب کے دیکھنے کا نہایت اشتیاق ہوا۔ اتنے میں آپ بھی مکان میں تشریف لائے۔ اور فرمایا۔ کہ کیوں محمدؐ تمہیں اپنے گھر جانے کا اشتیاق لگا ہوا ہے۔ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ آپ نے اس وقت میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے ایک مکان میں کر دیا۔ اور فرمایا۔ کہ تیار ہو جاؤ۔ میں تیار ہو گیا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اپنا سر اٹھاؤ۔ میں نے اپنا سر اٹھایا۔ تو میں نے دیکھا کہ مصر میں اپنے مکان کے دروازے پر کھڑا ہوں۔ میں اپنے مکان کے اندر گیا۔ اور میں نے اپنے والدین کو سلام علیک کیا

اور گھر کے سب عزیز و قریب سے ملا۔ اور اُن کے ساتھ میں نے کھانا کھا۔ اور میرے پاس دس روپیہ تھے۔ مَیں نے اپنے والد ماجد کو دیدیئے۔ مغرب تک اپنے گھر ٹھیر ا رہا۔ مگر مَیں نے کسی سے اپنا واقعہ ذکر نہیں کیا۔ پھر جب مَیں نے مغرب کی اذان سُنی۔ تو مَیں اپنے گھر سے نکلا۔ تو مَیں نے اپنے آپ کو آپ کی رباط میں پایا۔ آپ اُس وقت کھڑے تھے۔ آپ نے مجھ سے فرمایا۔ کہ کیوں محمد تم اپنا اشتیاق پُورا کر چکے۔ بعدازاں ایک ماہ تک اور مَیں آپ کی خدمت میں رہا۔ پھر مَیں آپ سے سفر کی اجازت لے کر سُوئے وطن روانہ ہؤا۔ اور پندرہ روز میں مَیں اپنے شہر مصر پہنچا۔ میرے والدین وغیرہ مجھے دیکھ کر نہایت خوش ہوئے۔ اور کہنے لگے۔ کہ ہم تو تم سے نا اُمید ہو گئے تھے۔ مَیں نے اِن سے کہا۔ کیوں۔ تو میری والدہ ماجدہ نے میرے اِس دفعہ آنے کا قصہ بیان کیا۔ اس دفعہ بھی مَیں نے اپنا واقعہ اِن سے چھپایا۔ اور آپ کی تا زیست اسے مَیں نے کسی سے ظاہر نہیں کیا ؛

ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ کہ آپ ساحل بحر پر وضو کر رہے تھے۔ اِسی اثنا میں آپ نے کسی شخص کے چیخنے کی آواز سُنی۔ اور آپ وضو چھوڑ کر اس طرف دوڑے گئے۔ اور لوگوں سے دریافت کیا تو معلوم ہؤا۔ کہ ابھی ایک مگرمچھ آن کر ایک شخص کو کھینچ لے گیا۔ اور کھینچکر دریا کی موج میں جا گھسا تھا۔ آپ نے اُسے دیکھا۔ اور دیکھ کر اس پر چلائے۔ تو وہ جُوں کا تُوں ٹھیر گیا۔ اور ذرا بھی حس و حرکت نہیں کر سکا۔ اِس کے بعد آپ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کہکر پانی پر سے چلتے ہوئے وہاں پر گئے۔ اور اس مگرمچھ سے کہا۔ کہ تو اِسے چھوڑ دے۔ اُس نے چھوڑ دیا۔ پھر آپ نے اُس سے فرمایا۔ تو باذن اللہ تعالےٰ مرجا۔ تو اُسی وقت مرگیا۔ اور اُس شخص سے فرمایا کہ تم اُٹھ کر چلو۔ تو اُس نے کہا۔ کہ مَیں تو ڈُوبا جاتا ہوں۔ اور میرے پیر نہیں تھمتے۔ آپ نے فرمایا کہ نہیں نہیں چلو۔ یہ تو خشکی کا راستہ ہے۔ تو اسی وقت دریا اِس جگہ سے کہ جہاں پر آپ کھڑے تھے۔ پتھر کی طرح خشک ہو گیا۔ اور اُس پر سے آپ اور یہ شخص کنارے پر آ گئے۔ تمام لوگ اس واقعہ کو دیکھ رہے تھے۔ اِس کے بعد دریا اپنی حالت پر ہو گیا۔ اور مگرمچھ کو لوگوں نے دریا سے باہر کھینچ لیا ؛

شیخ مجدالدین قشیری بیان کرتے ہیں۔ کہ شیر اور تمام درندے اور حشرات الارض وغیرہ سب آپ سے انسیت رکھتے تھے۔ اور آپ کے پاس آیا کرتے تھے۔ مَیں نے آپ کو اپنے قدموں پر سے بارہا اِن جانوروں کا لعاب دہن دھوتے ہوئے دیکھا ؛

ایک دفعہ مَیں نے آپ کو تنہا بیٹھے ہوئے دیکھا۔ اُسی وقت بہت سے رجال غیب یکے بعد دیگرے آن آن کر آپ کے پاس جمع ہو گئے۔ رجال غیب اور اولیاء اللہ اور جنات وغیرہ حتٰی کہ جانور بھی آپ کا ادب کرتے تھے۔ اور آپ کا حکم بجا لاتے تھے۔ آپ نہایت متبع شرع تھے۔ کبھی بھی آپ آداب شریعت کی خلاف ورزی نہ کرتے۔ بلکہ اِس کے ہر ایک ادب کو بجا لایا کرتے تھے +

شیخ ابوالحجاج الاقصری رضی اللہ تعالٰے عنہ بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ آپ کے بعض مریدین نے آپ سے دریافت کیا۔ کہ مشاہدۂ انوار جلال الٰہی کی کیا علامت ہے؟

آپ نے فرمایا۔ کہ مشاہدہ جلال انوار الٰہی مقام سر کو دیکھتا ہے۔ اور جب وہ کسی عاصی اور مردہ دِل کو نظرِ توجہ سے دیکھتا ہے۔ تو اُس کے دل کو زندہ کر دیتا ہے۔ اگر وہ کسی غافل پر توجہ کرتا ہے۔ تو وہ اُس کی توجہ سے متنبہ ہو جاتا ہے۔ اور اگر ناقص پر توجہ کرتا ہے۔ تو وہ کامل ہو جاتا ہے +

پھر آپ سے پوچھا گیا۔ کہ جو شخص ان صفات سے موصوف ہو۔ اِس کی کیا علامت ہے؟

آپ نے اپنے قریب کے ایک پتھر کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ کہ اگر ایسا شخص (مثلاً) اِس پتھر پر اپنی نظر ڈالے۔ تو وہ اس ہیبت سے پانی کی طرح پگھل جائے۔ پھر آپ نے اسی پتھر کی طرف نظر کی۔ تو وہ پانی کی طرح پگھل کر ایک جگہ جمع ہو گیا +

شیخ ابوالحجاج یہ بھی بیان کرتے ہیں۔ کہ اہلِ مصر میں سے ایک شخص مفقود الحال ہو گیا۔ تو یہ آپ کے پاس آیا۔ اور آپ سے کہنے لگا۔ کہ مَیں قسمیہ کہہ سکتا ہوں۔ کہ آپ مجھ پر میرا حال واپس کرا سکتے ہیں۔ آپ نے اُس شخص سے فرمایا کہ اچھا ٹھیر جاؤ۔ تاکہ مَیں تم پر تمہارا حال وارد کرنے کی اجازت لے لوں۔ تین روز تک یہ شخص آپ کی خدمت میں ٹھیرا رہا۔ چوتھے روز آپ نے اپنے ساتھ اِس شخص کو دُودھ اور شہد کھلایا۔ اور فرمایا۔ کہ تمہارا میرے ساتھ دُودھ کھانے سے تمہارا حال تم کو واپس ہو گیا۔ اور شہد کے کھانے سے تمہارے حال میں دوگنی ترقی کی گئی۔ اور تم میرے شہر سے نکلنے تک اِس کی تصریح نہیں کر سکتے۔ چنانچہ یہ شخص فائز المرام ہو کر اپنے شہر واپس ہو گئے۔ اور آپ کے شہر سے نِکلنے سے پہلے کچھ بھی تصرف نہ کر سکے +

نیز شیخ موصوف بیان کرتے ہیں۔ ایک دفعہ آپ کھانا کھا رہے تھے۔ اور اپنے اسی کھانے میں آپ نے ساتھ آدمیوں کو اور بھی شریک کر لیا۔ اور اسی طرح سے قریباً سو آدمیوں

نے اس میں سے کھایا۔ اور کچھ بچ بھی رہا +

آپ قریۂ قنا میں جو کہ مصر کی سرزمین میں سے ایک قریہ کا نام ہے۔ سکونت پذیر تھے۔ اور ۶۱۲ھ میں یہیں پر آپ نے وفات پائی۔ اور مقبرۂ قنا میں اپنے شیخ شیخ عبدالرحیم کے نزدیک آپ مدفون ہوئے۔ آپ کی قبر اب تک ظاہر ہے۔ رضی اللہ تعالےٰ عنہ +

خاتمۃ الکتاب للمؤلف

اب ہم حسب وعدہ خاتمہ میں بھی آپ ہی کے کچھ اور دیگر فضائل و مناقب کا ذکر کر کے اپنی کتاب کو ختم کرتے ہیں +

آپ نے اپنے صغر سنی کے حالات بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے۔ کہ جب میں اپنی صغر سنی میں مکتب کو جایا کرتا تھا۔ تو اُس وقت روزانہ انسانی صورت میں میرے پاس ایک فرشتہ آیا کرتا تھا۔ یہ فرشتہ آکر مجھے مدرسہ میں لے جاتا۔ اور لڑکوں کے درمیان میں مجھے بٹھلا دیتا۔ اور خود بھی میرے ساتھ بیٹھا رہتا۔ اور پھر مجھے اپنے مکان پر پہنچا کر واپس چلا جاتا۔ میں اُس کو مطلق نہیں پہچانتا تھا۔ ایک روز میں نے اس سے دریافت کیا کہ آپ کون ہیں؟ انہوں نے کہا۔ کہ میں فرشتہ ہوں اللہ تعالےٰ نے مجھے اسی لئے بھیجا ہے۔ کہ میں مدرسہ میں تمہارے ساتھ رہا کروں +

نیز آپ نے بیان کیا ہے۔ کہ جتنا کوئی ایک ہفتہ یاد کیا کرتے تھے۔ اتنا میں روزانہ ایک دن میں یاد کیا کرتا تھا +

بیان کیا گیا ہے۔ کہ آپ کے احباب میں سے ایک بزرگ نے اس بات پر کہ وہ حضرت بایزید بسطامی سے افضل ہیں۔ طلاقِ ثلثہ کی قسم کھالی۔ بعدازاں انہوں نے تمام علمائے عراق سے فتوےٰ دریافت کیا۔ لیکن کسی نے کچھ جواب نہیں دیا۔ یہ بہت حیران ہوئے۔ کہ کیا کریں۔ لوگوں نے آپ کی خدمت میں جانے کے لئے کہا۔ چنانچہ انہوں نے آپ کی خدمت میں آکر اپنا واقعہ بیان کیا۔ آپ نے ان سے فرمایا۔ کہ تمہیں ایسی قسم کھانے پر کس چیز نے مجبور کیا تھا۔ انہوں نے کہا کسی چیز نے بھی نہیں۔ بلکہ یہ محض ایک اتفاقی بات ہے۔ جو کہ مجھ سے سرزد ہوگئی اب آپ مجھے یہ فرمایئے کہ میں کیا کروں؟ آیا میں اپنی زوجہ کو اپنے پاس رکھوں۔ یا نہیں؟ آپ نے فرمایا۔ نہیں۔ تم اپنی زوجہ کو اپنے پاس رکھو۔ کیونکہ حضرت بایزید بسطامی تجے

کُل فضائل تم میں موجود ہیں۔ بلکہ تم کو اُن پر فضیلت حاصل ہے۔ کیونکہ تم مُفتی بھی ہو۔ اور وہ مُفتی نہیں تھے۔ تم نے نکاح کیا ہے۔ اور اُنہوں نے نکاح نہیں کیا۔ تم صاحب اولاد ہو۔ اور وہ صاحب اولاد نہ تھے ؎

ملک العلماء شیخ عزیز الدین عبد العزیز بن عبد السلام السلمی الشافعی نزیل القاہرہ رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ جس درجہ کے تواتر کے ساتھ آپ کی کرامات ثبوت کو پہنچیں ہیں۔ اس درجہ تواتر کے ساتھ دیگر اولیاء کی کرامات ثبوت کو نہیں پہنچیں۔ علم و عمل دونوں میں جو کچھ کہ آپ کا مرتبہ و منصب تھا مشہور و معروف ہے۔ اور محتاج بیان نہیں ؎

قاضی مجیر الدین العلیمی نے اپنی تاریخ میں شیخ عزیز الدین موصوف کے حالات ذکر کرتے ہوئے بیان کیا۔ کہ درجۂ اجتہاد کو پہنچے ہوئے تھے۔ اور زہد و عبادت اور کشف و مقامات میں رُتبہ عالی رکھتے تھے۔ اور نہایت ہی حاضر جواب تھے۔ اشعار نادرہ آپ کو بکثرت یاد تھے۔ اور مَلِکُ العلماء آپ کا لقب تھا ؎

شیخ الاسلام علامہ شہاب احمد بن حجر الشافعی العسقلانی علیہ الرحمۃ سے کسی نے پُوچھا۔ کہ فقراء میں سماع کا طریقہ جو کہ آلات و مزامیر کے ساتھ مشہور و معروف ہے۔ اس کے متعلق کیا آپ کو معلوم ہے۔ کہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ اس قسم کے سماع میں کبھی شریک ہوئے ہیں۔ یا آپ نے کسی کو اس میں شریک ہونے کے لئے فرمایا۔ یا اس کی اباحت و تحریم کے متعلق آپ کا کوئی قول ہو۔ تو آپ بیان فرمائیے۔ تو آپ نے جواب دیتے ہوئے فرمایا۔ کہ ہمیں اخبارِ صحیحہ سے معلوم ہوا ہے۔ کہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ایک اعلےٰ درجہ کے فقیہ اور عابد و زاہد تھے۔ اور لوگوں کو زہد و عبادت اور توبہ استغفار کی ترغیب دیا کرتے تھے۔ اور معصیت و گناہ اور عذاب الٰہی سے اُن کو ڈرایا کرتے تھے۔ اور اس قدر خلق اللہ نے آپ کے دستِ مبارک پر توبہ کی کہ جسکی تعداد احاطۂ شمار سے خارج ہے۔ اور اس کثرت سے آپ کی کرامات نقل ہوئی ہیں۔ کہ آپ کے معاصرین میں سے۔ یا آپ کے بعد کے زمانہ میں کسی کی کرامات اس کثرت سے نقل نہیں ہوئیں۔ اور ہمیں اس قسم کے سماع کے متعلق آپ کا قول یا فعل کچھ معلوم نہیں ؎

قدوۃ العارفین شیخ عفیف الدین ابو محمد عبد اللہ بن علی بن سلیمان بن فلاح الیافعی

الیمنی ثم المکی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ میں آپ کا ذکر کرتے ہوئے بیان کیا ہے۔ کہ قطب الاولیاء الکرام شیخ المسلمین والاسلام رکن الشریعۃ وعلم الطریقۃ وموضح اسرار الحقیقۃ حامل رائیۃ علماء المعارف والمفاخر شیخ الشیوخ وقدوۃ الاولیاء والعارفین استاذ الوجود ابو محمد محی الدین عبد القادر بن ابی صالح الجیلی قدس سرہٗ۔ علم شرعیہ کے لباس اور فنون دینیہ کے تاج سے مزین تھے۔ آپ نے کل خلائق کو چھوڑ کر خدائے تعالیٰ کی طرف ہجرت کی۔ اور اپنے پروردگار کی طرف جانے کے لئے سفر کا پورا سامان کیا۔ آداب شریعت کو بجا لائے۔ اور اپنے تمام اخلاق و عادات کو شریعتِ غرا کے تابع کر کے اس سے کافی سے زائد حصہ لیا۔ ولائیت کے جھنڈے آپ کے لئے نصب کئے گئے۔ اور اس میں آپ کے مراتب و مناصب اعلیٰ وارفع ہوئے۔ آپ کے قلب کے آثار و نقوش فتح کو کشفِ اسرار کے داموں اور آپ کے (مقام) سّر نے معارف و حقائق کے چمکتے ہوئے تاروں کو مطلع انوار سے طلوع ہوتے دیکھا۔ اور آپ کی بصیرت نے حقائق معارت کی دلہنوں کو غیب کے پردوں میں مشاہدہ کیا۔ آپ کا سریر ولائیت حضرت القدس میں مقام خلوت و وصل محبوب میں جا کر ٹھیرا۔ اور آپ کے اسرار مقامات مجدہ کمال تک رفیع ہوئے اور مقامِ عزو جلال میں حضور دائمی آپ کو حاصل ہوا۔ یہاں علم سّر آپ پر منکشف ہوا۔ اور حقیقت حق الیقین آپ پر واضح ہوئی۔ معانی و اسرارِ مخفیہ سے آپ مطلع ہوئے۔ اور مجاری قضاء و قدر اور تصریفات مشیئات کا آپ نے مشاہدہ کیا۔ اور معادنِ معارف و حقائق سے آپ نے حکمت و اسرار نکالے۔ اور انہیں ظاہر کیا۔ اور اب آپ کو مجلس وعظ منعقد کرنے کا حکم ہوا۔ اور مقام حلبۃ النورانیہ ۵۲۱؁ ہجری میں آپ نے مجلس وعظ جو کہ آپ کی ہیبت و عظمت سے مملو تھی۔ اور جس میں کہ ملائکہ و اولیاء اللہ آپ کو مبارک بادی کے تحفے دے رہے تھے منعقد کی۔ اور علیٰ رؤس الاشہاد کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کا وعظ کہنے کے لئے کھڑے ہوئے۔ اور خلق کو حق سبحانہ و تعالیٰ کی طرف بلانا شروع کیا۔ اور وہ مطیع و منقاد ہو کر آپ کی طرف دوڑی۔ ارواحِ مشتاقین نے آپ کی دعوت قبول کی۔ اور عارفین کے دلوں نے لبیک پکاری۔ سب کو آپ نے شرابِ محبتِ الٰہی سے سیراب کیا۔ اور ان کو قرب الٰہی کا مشتاق بنا دیا۔ اور معارف و حقائق کے چہروں پر سے شکوک و شبہات کے پردے اٹھا دیئے۔ اور دلوں کی پژمردہ شاخوں کو وصفِ جمال ازلی سے سرسبز و شاداب کر دیا۔ اور ان پر راز و اسرار کے پرندے چہچہاتے ہوئے دینی خوش الحانیاں سنانے لگے۔ وعظ و نصیحت کی دلہنوں کو آپ نے ایسا آراستہ پیراستہ کر دیا۔

کہ مشتاق جس کے حسن وجمال کو دیکھ کر دہشت کھلے گئے۔ اور تمام مشتاق ان کا نظارہ کر کے ان پر آشفتہ و فریفتہ ہو گئے۔ علوم و فنون کے ناپید اکنار سمندروں اور اس کی کانوں سے توحید و معرفت اور فتوحاتِ روحانیہ کے بے بہا موتی و جواہر نکالے۔ اور بساطِ الہام پر اُن کو پھیلا دیا اور اہل بصیرت اور اربابِ فضیلت آن آن کہ اُنہیں چننے۔ اور اس سے مزین ہو کر مقاماتِ عالیہ میں پہنچنے لگے۔ آپ نے اُن کے دل کے باغیچوں اور اس کی کیاریوں کو حقائق و معارف کے باران سے سرسبز و شاداب کر دیا۔ اور امراضِ نفسانی و روحانی کو ان کے جسموں سے دُور کیا اور اُن کے اوہام اور خیالاتِ فاسدہ کو ان سے مٹایا۔ جس کسی نے بھی کہ آپ کے بیان فیض اثر کو سُنا۔ وہی آبدیدہ ہوا۔ اور تائب ہو کر اُسی وقت اُس نے رجوع الی الحق کیا۔ غرضیکہ تمام خاص و عام آپ سے مستفید ہوئے اور بیشمار خلقت کو آپ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ہدائیت کی اور اُسے رجوع الی الحق کی توفیق دی۔ اور اس کے مراتب و مناصب اعلےٰ دارفع کئے۔ رحمۃ اللہ تبارک وتعالےٰ علیہ ؎

عَلَیۡہِ لَہٗ فَوۡقَ الۡمَعَالِیۡ رُتۡبَۃٌ ۔۔۔ وَلَہُ الۡمَحَاسِنُ وَالۡحِجَارُ الۡاَفۡخَرُ

آپ اُن بندگانِ خدا سے تھے۔ کہ جنکا مرتبہ عالی سے عالی تھا۔ محاسن اخلاق اور فضائلِ عالیہ آپ کو حاصل تھے

وَلَہُ الۡحَقَائِقُ وَالطَّرَائِقُ فِی الۡھُدٰی ۔۔۔ وَلَہُ الۡمَعَارِفُ کَالۡکَوَاکِبِ تَزۡھَرُ

حقیقت و طریقت کے آپ رہنما تھے۔ اور آپ کے حقائق و معارف تاروں کی طرح روشن اور ظاہر تھے۔

وَلَہُ الۡفَضَائِلُ وَالۡمَکَارِمُ وَالنَّدٰی ۔۔۔ وَلَہُ الۡمَنَاقِبُ فِی الۡمَحَافِلِ تُنۡشَرُ

آپ صاحب فضائل و مکارم اور صاحب جود و سخا تھے۔ محفلوں اور مجلسوں میں ہمیشہ آپ کے فضائل و مناقب کا ذکر تذکرہ رہتا ہے +

وَلَہُ التَّقَدُّمُ وَالۡمَعَالِیۡ فِی الۡعُلٰی ۔۔۔ وَلَہُ الۡمَرَاتِبُ فِی النِّھَایَۃِ تَکۡثُرُ

مقام بالا میں آپ کو مرتبہ حاصل تھا۔ اور مقام انتہا میں آپ کے مراتب و مناصب بکثرت تھے +

غَوۡثُ الۡوَرٰی غَیۡثُ النَّدٰی نُوۡرُ الۡھُدٰی ۔۔۔ بَدۡرُ الدُّجٰی شَمۡسُ الضُّحٰی بَلۡ اَنۡوَرُ

آپ خلق کے معین و مددگار اور اس کے حق میں بارانِ رحمت اور نور ہدائیت تھے۔ آپ چودھویں رات کے چاند اور روشن دن کے سورج سے بھی زیادہ روشن تھے +

قَطَعَ الۡعُلُوۡمَ مَعَ الۡعُقُوۡلِ فَاَصۡبَحَتۡ ۔۔۔ اَطۡوَارُھَا مِنۡ دُوۡنِہٖ تَتَحَیَّرُ

نہایت عقل و دانش کے ساتھ آپ نے جملہ علوم طے کئے جنکے مسائل کہ بدوں آپکے حل کئے حیرت میں ڈالدیتے تھے

مَانِیْ عَلَاهُ مَقَالَةُ الْمُخَالِفِ فَمَسَائِلُ الْاِجْمَاعِ فِیْہِ تُسْطَرُ

آپ کے مقام ومرتبہ میں کسی کو چون چرا نہیں۔ اور ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ باتفاقِ رائے سب نے آپ کے مقام ومرتبہ کو تسلیم کیا ہے +

الغرض زمانہ آپ کی روشنی سے منور ہوگیا۔ دینی عز وجلال دو بالا ہوا۔ علمی ترقی ہوئی۔ اور اس کے مدارج عالی ہوئے۔ شریعتِ غرا کو آپ سے کافی مدد واعانت پہنچی۔ علماء وفقراء میں سے کثیر التعداد بلکہ بے شمار لوگوں نے آپ سے فخرِ تلمذ حاصل کیا۔ اور آپ سے خرقہ پہنا۔ اور اکابرین علمائے اعلام ومشائخ عظام آپ کی طرف منسوب ہوئے۔ یمن کے کل شیوخ میں سے بعض نے خود آپ سے اور اکثروں نے بذریعہ قاصدوں کے آپ سے خرقہ پہنا ؎

وَمِنْهُمْ الْاَشْیَاخُ الْبَاسُ خِرْقَةٍ
وَمَنْشُوْرِ فَضْلٍ یَرْجِعُ الْفَرْعُ لِلْاَصْلِ

چونکہ طریقہ مشائخین خرقہ (خلافت) پہننے اور اجازت فضیلت حاصل کرنے میں فرع کو اصل سے ملاتا ہے +

وَلُبْسُ الْیَمَانِیْنَ یَرْجِعُ غَالِبًا
اِلٰی سَیِّدٍ سَامِیْ فَخْرًا عَلَی الْکُلِّ

لہٰذا اکثر یمانیوں کا خرقہ (خلافت) آپ ہی سے ملتا ہے۔ کیونکہ آپ سید سامی اور اپنے وقت کے) فخرِ کل اولیا تھے +

اِمَامُ الْوَرٰی قُطْبُ الْمَلَا قَائِلٌ عَلٰی
رِقَابِ جَمِیْعِ الْاَوْلِیَاءِ قَدَمِیْ عَلٰی

آپ امام اور قطب وقت اور اس قول کے قائل تھے کہ میرا قدم تمام اولیاء کے وقت کی گردنوں پر ہے +

فَطَأْطَأَ لَهٗ کُلٌّ بِشَرْقٍ وَمَغْرِبٍ
تَغَابَا سِوٰی فَرْدٍ فَعُوْقِبَ بِالْعَزْلِ

چنانچہ مشرق سے مغرب تک کل اولیاء نے اپنی گردنیں جھکائیں۔ اور صرف ایک فرد واحد نے اپنی گردن نہیں جھکائی۔ تو معزول کر کے عتاب کیا گیا +

مُلِّیْکَ لَهُ التَّصْرِیْفُ فِی الْکَوْنِ نَافِذٌ
بِشَرْقٍ وَغَرْبِ الْاَرْضِ وَالْوَعْرِ وَالسَّهْلِ

آپ تصریفِ تام کے مالک تھے۔ اور آپ کی تصرفِ تام (باذنہ تعالیٰ) مشرق سے مغرب تک زمین کے ہر ایک حصہ میں نافذ ہوئی تھی +

سِرَاجُ الْهُدٰى شَمْسٌ عَلٰى فَلَكِ الْعُلَا
بِجِيلَانَ مَبْدَاهَا عَلَاهَا بِلَا اُفُلٍ

آپ شمع ہدایت اور مقام بالا کے آسمان کے آفتاب تھے۔ وہ آفتاب کہ جو جیلان کے افق سے طلوع ہو کر پھر نہیں چھپا۔

طِرَازُ جَمَالٍ مُذْهَبٌ فَوْقَ حُلَّةٍ
عَلَى الْكَوْنِ فِيْمَا الدَّهْرِ يَخْتَالُ ذَا اِفْلِ

اس دن آپ کے حلۂ ولایت پر طرح طرح کے طلائی نقش ونگار گڑھے ہوئے تھے۔ وہ حلۂ ولایت جس پر زمانہ ہمیشہ ناز کرتا رہے گا۔

يَتِيْمَةُ دُرٍّ ذَاتُ عِقْدِ وِلَائِهِ
بِجِيدٍ عَلٰى جِيدِ الْوُجُوْدِ بِهِ مُحَلٍّ

اس دن آپ کا عقد ولایت مقامات عالیہ کے بے بہا موتیوں سے مزین تھا۔ وہ عقد ولایت ہی کی گردن کو بھاتا اور زیب دیتا ہے۔

تَجِلُّ ذَاكَ يَا بَحْرَ النَّدٰى عَبْدَ قَادِرٍ
اَيَا يَافِعِيْ ذُوْ افْتِخَارٍ وَذُوْ مَحَلٍّ

اے حضرت عبد القادر آپ دریائے جود وسخا ہیں۔ اور آپ کو سب کچھ حاصل ہے۔ اے یافعی (جو کہ آپ کے مریدوں سے ہے) صاحب فخر ومرتبۂ عالیہ۔

فَقَا هُنَا فِيْ دَائِسِ نَهْرٍ عُيُوْنِهِمْ
مَلَاهَا وَمِنْ بَحْرِ النُّبُوَّةِ مُسْتَمِيْ

آؤ ہم اور تم دونوں اس نہر کی بہار دیکھیں (نہر سے شیخ رضی اللہ عنہ مراد ہیں) جو فیض نبوت جیسے شیریں چشمہ اور دریائے نبوت سے نکلی ہے۔

وَسُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبًّا مُقَدَّسًا
وَوَاسِعَ فَضْلٍ لِلْوَرٰى فَضْلُهُ مُسْتَوْلِيْ

اور اب تیری حمد کرتا ہوں۔ اے پاک پروردگار اے وسیع فضل والے مخلوق پر تیرا فضل بے انتہا ہے

اس کے بعد شیخ موصوف بیان کرتے ہیں۔ کہ آپ کی کرامات دائرۂ حصر سے خارج ہیں۔ اور اکابرین علمائے اعلام نے مجھ سے بیان کیا ہے۔ کہ آپ کی کرامات درجۂ تواتر کو پہنچ گئی ہیں۔ اور باتفاق یہ امر مسلّم ہو چکا ہے۔ کہ جس قدر کرامات آپ سے ظہور میں آئی ہیں۔ دیگر

شیوخ آفاق سے اتنی کرامتیں ظہور میں نہیں آئیں۔ الغرض بندے نے مندرجہ بالا نثر و نظم میں آپ کے محاسن اور فضائل و مناقب کو مختصر بیان کیا۔ انتہٰے کلامہ (مؤلف)

مندرجہ بالا عبارت میں حلبۂ نورانیہ سے حلبہ برانیہ مراد ہے۔ جیسا کہ ابن نجار نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے۔ کہ ۵۲۸ھ ہجری میں بمقام حلبہ برانیہ آپ نے مجلس وعظ منعقد کی۔ انتہٰے کلامہ شاید شیخ یا شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے برانیہ کو نورانیہ سے تبدیل کر دیا۔ کیونکہ جب آپ مجلس وعظ میں تشریف رکھتے تھے۔ تو وہ انوار تجلیات سے خالی نہیں ہوتی تھیں۔ اور ممکن ہے۔ کہ کاتبوں سے اس میں تحریف ہوئی ہو۔ واللہ اعلم بالصواب +

شیخ الاسلام شیخ محی الدین النووی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب بستان العارفین میں بیان فرمایا ہے۔ کہ قطب ربانی شیخ بغداد حضرت محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی جس قدر کرامتیں کہ ثقہ لوگوں سے نقل کی ہوئی ہیں۔ ہمیں نہیں معلوم کہ اس قدر کرامتیں آپ کے سوا اور کسی بزرگ کی بھی نقل ہوئی ہوں۔ آپ شافعیہ اور حنابلہ دونوں کے شیخ تھے۔ ریاست علمی و عملی اس وقت آپ ہی کی طرف منتہی تھی۔ اکابرین و اعیان مشائخ عراق آپ کی صحبت بابرکت سے مستفید ہوئے۔ اور کثیر التعداد صاحبان حال و احوال نے آپ سے ارادت حاصل کی۔ اور بے شمار خلق اللہ نے آپ سے فخر تلمذ حاصل کیا۔ جملہ مشائخ عظام و علمائے اعلام آپ کی تعظیم و تکریم اور آپ کے اقوال کی طرف رجوع کرتے تھے۔ دور دراز سے لوگ آپ کی زیارت کرنے آتے۔ اور آپ کی خدمت میں نذرانہ پیش کیا کرتے تھے۔ چاروں جانب سے اہل سلوک آپ کی خدمت میں آتے۔ اور آپ سے مستفید ہو کر واپس جایا کرتے تھے۔ آپ جمیل الصفات شریف الاخلاق۔ کامل الادب والمروت۔ وافر العلم والعقل اور نہایت متواضع تھے۔ احکام شریعت کی آپ نہایت سختی سے پیروی کرتے تھے۔ اور اہل علم سے آپ اُنسیت رکھتے تھے اور ان کی نہایت تعظیم و تکریم کرتے تھے۔ اور اہل ہوا اور اہل بدعت سے آپ کو سخت نفرت تھی۔ اور طالبان حق و اہل مجاہدہ و مراقبہ سے بھی آپ کو نہایت محبت تھی۔ معارف و حقائق میں آپ کا کلام عالی ہوتا تھا۔ شعائر اللہ و احکام شریعت کی اگر کوئی ذرا بھی ہتک کرتا تھا۔ تو آپ نہایت غضبناک ہو جاتے تھے۔ آپ اعلیٰ درجہ کے سخی اور کریم النفس اور یگانۂ روزگار تھے۔ اور اپنی نظیر نہیں رکھتے تھے +

اب ہم آپ کے حالات کو قاضی ابو بکر بن قاضی موفق الدین اسحاق بن ابراہیم المعروف بن

الفتاح المصری علیہ الرحمۃ کے اِس قصیدہ پر جو اُنہوں نے آپ کی مدح میں لکھا ہے۔ختم کرتے ہیں۔ وہُوَ ہٰذا:۔

قصیدۂ مدحیہ

ذِکْرُ الْاِلٰہِ حَیَاتُ قَلْبِ الذَّاکِرِ فَاَمِتْ بِہٖ کَیْدَ الْغَرُوْرِ الْغَادِرِ

معبودِ حقیقی کا ذکر ذاکروں کے لئے زندہ دلی ہے۔ مَیں اس کے ذکر سے ہر ایک قسم کے مکر و فریب کی بیخ کنی کرتا رہوں گا +

وَاذْکُرْہُ وَاشْکُرْہُ عَلٰی اِلْہَامِہٖ ذِکْرًا تَعَنَّتَ بِالذِّکُوْرِ الشَّاکِرِ

اب تو خدا تعالےٰ کا ذکر و شکر کر کہ جس طرح وہ تجھے الہام کرے وہ ذکر و شکر جو ذاکر و شاکر کی عاجزی کا مظہر ہو +

وَارْعَ الْحَدِیْثَ عَنِ اللَّیَالِ قَدْ مَضَتْ بِالْاَبْرَقَیْنِ وَبِالْعُذَیْبِ فَحَاجِرِ

اور اِن راتوں کی باتیں یاد کر جو تُو نے مقام اَبْرَقَیْنْ مقام عُذیب اور مقام حاجر میں گذاریں +

سُقْیًا لِاَیَّامِ الْعَقِیْقِ وَاَہْلِہٖ وَبِکُلِّ مَنْ وَرَدَ الْحِمٰی مِنْ زَائِرٍ

ایام عقیق اور عقیق میں بسنے والوں کو مُبارک ہو۔ اور ہر ایک زائر کو جو اس کے جنگل کی بھیڑ میں سے ہو کر نکلے +

اَخَلَا مِنَ الْاَمْنِ اسْتَبَانَ لِخَائِفٍ وَالْوَصْلُ بَعْدَ تَقَاطُعٍ وَتَہَاجُرُ

اور کیا وہ (زائر) امن و امان سے خالی ہو کر دہشت زدہ ہوتا ہے۔ حالانکہ وصل بعد انقطاع و ہجر بھی ممکن ہے +

وَالْعَجْزُ عَنْ اِدْرَاکِہٖ اِدْرَاکُہٗ وَکَذَا الْہُدٰی فِیْہِ فُنُوْنُ الْحَائِرِ

اس کے ادراک سے عاجز ہونا اس کو پانا ہے۔ اور اسی طرح ہدایت میں تمام طریقوں سے واقف ہونا ہے +

اَیَّامُ لَا اَقْمَارُہَا مَحْجُوْبَۃٌ عَنَّا وَلَا اَغْزَالُہَا بِنَوَافِرِ

وہ دن جن کے چاند ہم سے چھپے ہوئے نہیں۔ اور نہ اُن کے ہرن ہم سے نفرت رکھتے ہیں +

وَتَعُوْدُ اَعْیَادِیْ بِعَوْدِ رِضَاکُمْ عَنِّیْ وَتَمْلَاءُ بِالسُّرُوْرِ سَرَائِرِیْ

میری عیدوں کے دن تمہاری رضا مندی سے لوٹ آئیں گے۔ اور میرے تمام راز خوشنودی سے بھر جائیں گے

وَلَقَدْ وَقَفْتُ عَلَى الطُّلُولِ سَائِلًا عَنْ اَهْلِ ذَاكَ الْحَيِّ وَقَفْتُ حَائِرًا

میں مکانوں کے نشانوں پر کھڑے ہو کر ان سے اس قبیلہ کا حال پوچھتا ہوا حیران کھڑا رہا +

فَاَجَابَنِيْ رَسْمُ الدِّيَارِ وَقَدْ جَرَتْ فِيْهِ دُمُوْعِيْ كَالسَّحَابِ الْمَاطِرِ

تو مجھے ان گھروں کی نشانیوں نے جواب دیا - اور میری آنکھوں سے آنسو اس طرح جاری ہو گئے - جیسے بدلی سے پانی +

ذَهَبُوْا جَمِيْعًا فَاحْتَسِبْهُمْ وَاصْطَبِرْ فَعَسَاكَ اَنْ تَحْظٰى بِاَجْرِ الصَّابِرِ

وہ سب کے سب چلے گئے - تو اب تم انہیں یاد کر کے صبر کرو - تاکہ تم صبر کرنیوالوں کا اجر و ثواب پاؤ -

وَتَزَوَّدُوْا التَّقْوٰى فَاَنْتَ مُسَافِرٌ وَبِغَيْرِ زَادٍ كَيْفَ حَالُ مُسَافِرِ

اور پرہیزگاری کا توشہ طیار کرو کیونکہ تم مسافر ہو - اور ظاہر ہے کہ بدون زاد راہ کے مسافر کا کیا حال ہوتا ہے -

فَالْوَقْتُ اَقْصَرُ مُدَّةً مِنْ اَنْ تَنِيْ فِيْهِ فَسَارِعْ بِالْجَمِيْلِ وَبَادِرِ

کیونکہ وقت کی مدت بہت کم ہے - کہ تم اسکو پا سکو - تو تمہیں نیکیوں کی طرف دوڑ کر جلد ان کو حاصل کرنا چاہیے -

وَاجْعَلْ مَدِيْحَكَ اِنْ اَرَدْتَ تَقَرُّبًا مِنْ ذِي الْجَلَالِ بِبَاطِنٍ وَبِظَاهِرِ
لِلْمُصْطَفٰى وَلِاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَالشَّيْخِ مُحْيِ الدِّيْنِ عَبْدِ الْقَادِرِ

(شاعر اپنی طرف خطاب کر کے کہتا ہے) اگر تو ظاہر و باطن اللہ جل شانہٗ کے تقرب کا خواہاں ہے - تو اپنی مدح کو جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اور آپ کی آل اور اصحاب اور حضرت شیخ عبد القادر جیلانی کے نام سے نامزد کرو -

بَحْرِ الْعُلُوْمِ الْحَبْرِ وَالْقُطْبِ الَّذِيْ وَرِثَ الْوِلَايَةَ كَابِرًا عَنْ كَابِرِ

آپ علوم کے دریا اور قطب وقت تھے - اور آپ نے بزرگان دین میں بڑے بڑے مشائخ عظام سے ولایت حاصل کی تھی

شَيْخِ الشُّيُوْخِ وَصَدْرِهِمْ وَاِمَامِهِمْ لُبِّ بِلَا قِشْرٍ كَثِيْرِ مَاثِرِ

آپ شیخ الشیوخ اور ان کے امام اور ان کے صدر تھے - آپ فضل و کمال کے لحاظ سے گویا مغز بے پوست اور صاحب فضائل کثیرہ تھے +

غَوْثِ الْاَنَامِ وَغَيْثِهِمْ وَمُجِيْرِهِمْ بِدُعَائِهٖ مِنْ كُلِّ خَطْبٍ جَائِرِ

آپ خلق کے معین و مددگار اور ان کے لئے باران رحمت تھے - اور ان کو اپنی دعا کی برکت سے ہر ایک مصیبت سے بچانے والے تھے +

تَاجِ الْحَقِيْقَةِ فَخْرِهَا نَجْمِ الْهُدٰى يَتَرُ فَجْرُهَا نُوْرِ الظَّلَامِ الْعَاكِرِ

آپ تاج حقیقت اور اس کے فخر اور ہدایت کے روشن تارے تھے - آپ ہدایت کی صبح اور گہری اندھیری کے نور تھے -

رُوحُ الوَلَایۃِ اُنسِہَا بدرِ الھُدَا ۔۔۔ یۃِ شَمسِہَا لُبّ اللُّبَابِ المَفَاخِرِ

آپ ولایت کی رُوح اور اُس کے اُنس اور ہدایت کے چاند اور اس کے سورج اور ہر ایک فخر وفضیلت کے خلاصہ تھے۔

صَدرِ الشَّرِیعَۃِ قَلبِہَا فَردِ الطَّرِیْ ۔۔۔ قَۃِ قُطبِہَا نَخلِ النَّبِیِّ الطَّاھِرِ

آپ صدر شریعت اور اس کے دِل اور طریقت کے فردِ کامل اور قطب وقت اور نبیٔ طاہر کی آل تھے۔

وَدَلِیْلُہُ الوَقتُ المُخَاطِبِ قَلبَہُ ۔۔۔ بِسَرَائِرٍ وَبَوَاطِنٍ وَظَوَاھِرِ

آپ کا رہبر آپ کا وقت ہوتا تھا جس وقت کہ مقام قلب سے ظاہری باطنی راز و نیاز اور اسرار کے ساتھ آپ کو خطاب ہوتا تھا۔

وَھُوَ المُقَرَّبُ وَالمُکَاشَفُ جَھرَۃً ۔۔۔ بِغُیُوبِ اَسرَارٍ وَسِرِّ ضَمَائِرِ

آپ مقرب بارگاہِ الٰہی تھے۔ اور آپ پر عالم غیب سے اسرارِ مخفیہ اور پوشیدہ راز کشف ہوتے تھے۔

وَھُوَ المُمَنطِقُ وَالمُؤَیِّدُ قَولُہُ ۔۔۔ وَلَہُ الفُتُوحُ الغَیبِ اٰیَۃُ قَادِرِ

آپ کا قول مدلّل اور مؤید بالصواب ہوتا تھا۔ اور فتوح الغیب (آپ کی کتاب) اسکی کافی دلیل ہے۔

وَلَہُ التَّحَبُّبُ وَالتَّوَدُّدُ وَالرِّضَاءِ ۔۔۔ مِن رَّبِّہٖ بِمَعَارِفٍ کَجَوَاھِرِ

آپ محبت الفت رضائے الٰہی اور معارف وحقائق میں جو کہ دُرِ بے بہا ہیں رُتبہ عالی رکھتے تھے۔

سِلکُ الطَّرِیقِ فَاَشرَقَت مِن نُورِہٖ ۔۔۔ وَعُلُومِہٖ کَضِیَاءِ بَدرٍ زَاھِرِ

آپ گویا طریقت کے موتیوں کی لڑی تھے۔ اور طریقت آپ کی علمی روشنی سے چودھویں رات کی طرح روشن ہوگئی۔

وَعُلَاہُ اَعلٰی فِی المَعَالِی رُتبَۃً ۔۔۔ وَفَخَارُہُ مَا مِثلُہُ لِمُفَاخِرِ

آپ کا رُتبہ مقاماتِ عالیہ میں اعلیٰ وارفع تھا۔ اور آپ کے وہ فضائل تھے جو کسی صاحب فخر کو حاصل نہیں ہو سکتے۔

خَلَعَ الاِلٰہُ عَلَیہِ ثَوبَ وِلَایَۃٍ ۔۔۔ وَاَمَدَّہُ مِن جُندِہٖ بِعَسَاکِرِ

اللہ تعالےٰ نے آپ کو خلعتِ ولایت عطا فرمایا۔ اور اپنے لشکروں سے اُس نے آپ کی مدد کی۔

فَلَہُ الفَخَارُ عَلَی الفَخَارِ بِفَضلِہٖ ۔۔۔ دَانِی وَبِالنَّسَبِ الشَّرِیفِ البَاھِرِ

فضلِ الٰہی سے آپ کو فضیلت پر فضیلت حاصل تھی۔ اور عالی نسبی کا فخر بھی آپ کو حاصل تھا۔

وَلَهُ الْمَنَاقِبُ جُمِعَتْ وَتَفَرَّقَتْ فِي كُلِّ نَادٍ ذَكَرُوا عَامِرٍ

آپ کے مناقب بکثرت ہیں۔ جو کہ قلمبند کئے گئے۔ اور جن کا ہر ایک ذی عزت و ذی شان محفل و مجلس میں تذکرہ رہتا تھا +

فَابْنُ الرِّفَاعِي وَ ابْنُ عَبْدٍ بَعْدَهُ وَ ابُو الْوَفَا وَ عَدِي بْنُ مُسَافِرٍ

شیخ ابن الرفاعی۔ ابن عبد۔ شیخ ابوالوفا۔ شیخ عدی بن مسافر +

وَ كَذَا ابْنُ قَيْسٍ مَعَ عَلِي مَعَ بَقَا مَعَهُمْ ضِيَاءُ الدِّيْنِ عَبْدُ الْقَاهِرِ

شیخ ابن قیس۔ شیخ علی۔ شیخ بقا ابن بطو۔ شیخ ضیاء الدین عبد القاہر وغیرہ جملہ مشائخ موصوف +

شَهِدُوا بِجَمْعِهِمْ مَشَاهِدَ مَجْلِسٍ مَا بَيْنَ بَادِي فَضْلِهِمْ وَ الْحَاضِرِ

آپ کی مجالس میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ اور یہ وہ مشائخ ہیں۔ جن کی فضیلت و بزرگی ہر ایک شہری اور دیہاتی کے نزدیک مسلّم تھی +

وَ اَقَرَّ كُلُّ الْاَوْلِيَاءِ بِاَنَّهُ فَرْدٌ شَرِيْفٌ ذُوْ مَقَامٍ ظَاهِرٍ

الغرض کل اولیاء اللہ نے اس بات کا اقرار کیا کہ آپ فرد کامل اور صاحب مقاماتِ ظاہرہ ہیں +

وَ بِاَنَّهُمْ لَمْ يُدْرِكُوا مِنْ قُرْبِهٖ مَعَ سَبْقِهِمْ عِلْمًا غُبَارَ الْعَابِرِ

اور وہ آپ کے قرب و مقامات میں سے باوجود آپ سے سبقت علمی رکھنے کے بھی چلنے والے کے غبار کے برابر بھی نہ پا سکے +

كَلَّا وَ لَا شَرِبُوْا اِذًا مِنْ بَحْرِهٖ مَعَ رَبِّهِمْ اِلَّا كَنُغْبَةِ طَائِرٍ

اُنہوں نے آپ کے دریائے وصال سے اپنے پروردگار کے ساتھ پرندے کے گھونٹ سے زیادہ پانی نہیں پیا +

اَصْحَابُهٗ نِعْمَ الصِّحَابُ وَفَضْلُهُمْ بَادٍ لِكُلِّ مُنَاضِلٍ وَ مُنَاظِرٍ

آپ کے احباب و مریدوہ بزرگ تھے۔ کہ جن کی فضیلت و بزرگی ہر ایک مخالف و موافق پر ظاہر تھی +

وَ هُمْ رُءُوْسُ الْاَوْلِيَاءِ مِنْهُمْ اُلُوْ قُطَّابُ بَيْنَ مَيَامِنٍ وَ مَيَاسِرٍ

وہ سب کے سب رئیس الاولیاء تھے۔ اور ان میں سے بعض اطراف و جوانب میں رتبہ قطبیت کو بھی پہنچے ہیں۔

يَا مَنْ تَخَصَّصَ بِالْكَرَامَاتِ الَّتِي صَحَّتْ بِاِجْمَاعٍ وَ نَصِّ تَوَاتُرٍ

آپ ہی کو یہ خصوصیت حاصل ہوئی۔ کہ آپ کی کرامات اجماع اور تواتر سے ثابت ہوئی ہیں +

وَتَنَاقَلَ الرُّكْبَانُ مِنْ اَخْبَارِهَا سِيَرًا اَحَلَّتْ لِلْمُسَامِرِ وَ مُسَافِرِ

مسافروں نے آپ کی وُہ وُہ کرامات اور آپ کی سیرتیں نقل کیں۔ کہ جن کو ہر ایک مقیم اور مسافر سُن کر محفوظ ہوا +

لَمَّا خَطَوْتَ وَ قُلْتَ ذَا قَدَمِيْ عَلَى عُنُقِ الرِّقَابِ بِجَنْبِ عُمُومٍ بَاتِرِ

جب کہ آپ نے آگے بڑھ کر ذی وقعت اور مضبوط ارادے سے فرمایا کہ میرا یہ قدم ہر ایک (ولی) کی گردن پر ہے +

مَدَّتْ بِهَيْبَتِكَ الرِّقَابُ اِذْ عَنَتْ مِنْ كُلِّ قُطْبٍ غَائِبٍ اَوْحَاضِرِ

تو آپ کی ہیبت سے تمام اولیاء اللہ کی گردنیں آگے بڑھیں۔ اور ہر ایک حاضر و غائب ولی اور قطب نے آپ کے قول کی تصدیق کی +

وَنَشَطْتَ حِيْنَ بَسَطْتَ فَانْقَبَضَتْ كَذَا الْاَقْطَارِ بَيْنَ مُعَاضِدٍ وَمُنَاظِرِ

جب آپ خوشی کے وقت خوشنود ہوئے۔ سب معاضد اور مناظر آپ کے فرمانبردار ہوئے۔

وَعَنَتْ لَكَ الْاَمْلَاكُ مِنْ كُلِّ الْوَرٰى مَا بَيْنَ مَا بَيْنَ مَامُوْرٍ لَّهُمْ اٰذَامِرِ

تمام جہان کے ملوک و سلاطین اور حاکم و محکوم بھی آپ کے سامنے سر جھکائے تھے +

وَظَهَرْتَ فَضْلًا وَاحْتَجَبْتَ جَلَالَةً وَعَلَوْتَ مَجْدًا فَوْقَ كُلِّ مُعَاصِرِ

آپ کی فضیلت و بزرگی عیاں تھی۔ اور آپ کا مقام و مرتبہ مخفی تھا۔ کیونکہ مقام و مرتبہ میں آپ اپنے تمام ہمعصروں سے آگے تھے +

وَعَظُمْتَ قَدْرًا فَارْتَقَيْتَ مَكَانَةً حَتّٰى دَنَوْتَ مِنَ الْكَرِيْمِ الْغَافِرِ

آپ قدر و منزلت کی سیڑھیوں پر چڑھتے چلے گئے۔ یہانتک کہ آپ اپنے پروردگار سے قریب ہوگئے

وَرَقِيْتَ غَايَاتِ الْوِلَا مُسْتَبْشِرًا مِنْ رَّبِّكَ الْاَعْلٰى بِخَيْرِ بَشَائِرِ

اور مقامِ ولائیت کے انتہا درجہ تک پہنچ کر اپنے پروردگار سے بہتر سے بہتر خوشخبریاں سُنیں +

وَبَقِيْتَ لَمَّا اَنْ فَنِيْتَ مُجَرَّدًا وَحَضَرْتَ لَمَّا غِبْتَ حَضْرَةَ نَاظِرِ

آپ اپنی ہستی سے فنا ہو کر مقامِ تجرید میں آئے۔ اور اپنی ہستی غائب ہو کر مقام حضرت القدس میں پہنچے +

فَشَهِدْتَ حَقًّا اِذْ دُهِشْتَ مَهَابَةً وَكَذَا شُهُوْدُ الْحَقِّ كَشْفُ بَصَائِرِ

پھر آپ نے حق کا مشاہدہ کیا۔ جب کہ آپ خوف زدہ ہو کر متحیر ہو گئے تھے۔ اور اسی طرح شہودِ حق سے کشفِ بصیرت ہوتی ہے +

مَدْحِي الطَّوِيْلُ وَقَصِيْدَتِيْ وَمَدِيْدَتِيْ   عَنْ وَصْفِ بَحْرِكَ بِالْعَطَاءِ الْوَافِرِ

میری طول و طویل مدح باوجود طویل ہونے کے بھی آپ کے دریائے وصف سے بمقابل آپ کی عطائے وافر کے بہت سی کم ہے +

اَعْدَدْتُ حُبَّكَ بَعْدَ حُبِّ الْمُصْطَفٰى   وَالْاٰلِ وَالْاَصْحَابِ خَيْرَ ذَخَائِرِ

وَجَعَلْتُ فِيْكَ الْمَدْحَ خَيْرَ وَسِيْلَةٍ   لِلّٰهِ لَا لِلْاِجَارَةِ كَالشَّاعِرِ

میں آپ کی محبت کو حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اور آپ کی آل اور آپ کے اصحاب کی محبت کے بعد بہتر ذخیرہ - اور اس کو میں خدا تعالےٰ کے نزدیک بہتر وسیلہ بناتا ہوں اور شاعروں کی طرح میں اس کو صلہ ملنے کا ذریعہ نہیں بناتا +

وَرَجَوْتُ مِنْ نَفَحَاتِ تُرْبَتِكَ نَفْحَةً   يُحْيِيْ بِهَا فِي الْعُمْرِ مَيْتَ خَاطِرِيْ

جس باد نسیم نے کہ آپ کی تربیت کی ہے - میں چاہتا ہوں کہ وہ بادِ نسیم مجھ پر ایک ہی دفعہ چل کر میری مردہ طبیعت کو زندہ کردے +

ثُمَّ الصَّلٰوةُ عَلَى النَّبِيِّ الْمُصْطَفٰى   خَيْرِ الْوَرٰى مِنْ اَوَّلٍ وَّاٰخِرِ

اور اب میں نبی کریم حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم پر درود بھیجتا ہوں - جو کہ خیر الخلق اور خیر الاولین والآخرین ہیں +

فَلَكُ الرِّسَالَةِ شَمْسُهَا رُوْحُ النُّبُوَّةِ   قَدْ سِهَا لِلْحَقِّ اَشْرَفُ نَاصِرِ

جو کہ فلک رسالت اور اس کے سورج اور روح نبوت اور حق تعالےٰ کے بہتر مددگار تھے +

فِيْ حُبِّهٖ قُلْ مَا تَشَاءُ فَقَدْرُهٗ   فَوْقَ الْمَقَامِ وَفَوْقَ نَثْرِ النَّاثِرِ

آپ کی محبت و شان میں جو چاہو - سو کہو - کیونکہ آپ کا رتبہ ارباب شعر و سخن کی قوتِ بیان سے آگے ہے

وَالْعِجْزُ عَنْ اِدْرَاكِهٖ اِدْرَاكُهٗ   وَكَذَا النُّهٰى فِيْهِ فُنُوْنُ الْحَائِرِ

آپکے مرتبہ کے دریافت کرنے سے قاصر رہنا اس سے واقف ہونا ہے - اور اسی طرح سے ہدایت جس میں عقلیں حیران ہیں -

اَللّٰهُ اَنْزَلَ مَدْحَهٗ فِيْ ذِكْرِهٖ   يُتْلٰى فَمَاذَا قَوْلُ شِعْرِ الشَّاعِرِ

جب کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کی مدح اپنے کلام پاک میں کی ہے - (جو شب و روز پڑھا جاتا ہے) تو اب اربابِ شعر و سخن کا کیا ذکر ہے +

مَا فِي الْوُجُوْدِ مُقَرَّبٌ اِلَّا بِهٖ   مِنْ مُرْسَلٍ اَوْ مِنْ وَلِيٍّ شَاكِرٍ

بدوں آپ کے وسیلے کوئی بھی مقرب الٰہی نہیں ہو سکا نہ کوئی نبی و رسول اور نہ کوئی ولی شاکر +

كُلُّ الْخَلَائِقِ وَالْمَلَائِكُ دُوْنَهٗ مَافَوْقَهٗ غَيْرُ الْمَلِيْكِ الْقَادِرِ

تمام مخلوقات اور فرشتہ وغیرہ سب آپ کے رُتبہ سے نیچے ہیں۔ اور آپ کے مرتبہ بجز مالک حقیقی قادر ذوالجلال کے اور کسی کا مرتبہ بالاتر نہیں ؞

صَلّٰى عَلَيْهِ اللّٰهُ مَا ابْتَسَمَ الدُّجٰى عَنْ جَوْهَرِ الصُّبْحِ الْمُنِيْرِ السَّافِرِ

اللہ تعالےٰ آپ پر اپنی رحمتیں اتارتا رہے۔ جبتک کہ راتوں کی اندھیریاں صبح کے چمکتے ہوئے نور سے روشن ہوتی رہیں ؞

یہ آپ کے اور اُن اولیائے کرام کے جو کہ ہمیشہ آپ کی مدح سرائی میں رطب اللسان رہا کرتے تھے۔ مختصر حالات ہیں۔ جن سے کہ ہم واقف ہوئے۔ اور اپنی اس تالیف میں ہمیں اُنکے ذکر کرنے کا موقع ملا۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ذٰلِكَ

اَللّٰهُمَّ بِبَرَكَتِهٖ وَبِحُرْمَتِهٖ لَدَيْكَ ارْزُقْنَا صِدْقَ الْيَقِيْنِ وَّلَا تَجْعَلْنَا مِمَّنْ يَاكُلُ الدُّنْيَا بِالدِّيْنِ وَاجْعَلْنَا مِمَّنْ يُؤْمِنُ بِكَرَامَاتِ الْاَوْلِيَاءِ الصَّالِحِيْنَ ۔ اٰمین

اب یہ قلیل البضاعت المعترف بالعجز والتقصیر ناظرین کی خدمت سامی میں عرض کرتا ہے کہ جہاں کہیں کہ اس میں کچھ سُقم پائیں۔ تو وہ اسے صرف اپنے دامنِ کرم سے چھپا ہی نہ لیں بلکہ اس کی اصلاح بھی کر دیں۔ اور مَیں بارگاہِ الٰہی میں دستِ بدعا ہوں۔ کہ وہ اپنے فضل و کرم سے ہمیں اپنے عیوب دیکھنے کی بصیرت عطا فرمائے۔ اور ہمارے آنے والے دنوں کو ہمارے گذشتہ ایام سے ہمارے حق میں بہتر کرے اور میرا جمیع اہل اسلام کا خاتمہ بالخیر کرے۔ اور قبر میں سوال وجواب پر ثابت قدم رکھے۔ اور ہمیں اصحاب یمین (نجات پانے والوں) میں سے کرے۔ اور قیامت کے دن سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جھنڈے کے نیچے ہمارا حشر کرے۔ اور اپنے فضل و کرم مجھے اور میرے والدین اور جن کا کہ مجھ پر کچھ بھی حق ہے۔ اور جو لوگ اس کتاب کا مطالعہ کریں۔ اور مؤلف و کاتب الحروف کو دعائے خیر سے یاد کریں۔ سب کو اور تمام مسلمان بھائیوں کو بخش دے۔ اٰمین رَبَّ الْعَالَمِیْنَ ؞

تَمَّ وَكَمُلَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَصَلَّى عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا دَائِمًا اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ وَرَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الصَّحَابَةِ كُلِّهِمْ اَجْمَعِيْنَ

شعبان المعظم ۱۳۴۷ ہجری تَمَّتِ الْكِتَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ

خاتمۂ کتاب از مترجم

الحمدللہ کہ آج بتاریخ ۱۶- ماہ ذی الحجہ ۱۳۳۲ ہجری علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام مطابق ۲۲، فروری ۱۹۱۹ء ترجمہ کتاب۔ قلائد الجواہر فی مناقب شیخ عبدالقادر موسوم بہ تذکرۃ الماثر فی مناقب الشیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ملقب بہ حیات جاودانی مناقب حضرت محبوب سبحانی اختتام کو پہنچا۔ وَ لِلّٰہِ الحَمد۔ نیز احقر قبل ازیں حسب فرمائش اپنے معزز دوست جناب منشی ملک فضل الدین صاحب تاجر کتب قومی و مالک اخبار اشاعت بازار کشمیری لاہور۔ کتاب عین الفقر گنج اسرار مجالستہ النبی۔ کلید التوحید۔ اور شرح چہل حدیث مسمیٰ بعضفوری (اس کے ترجمہ کا مواعظِ حسنہ نام رکھا گیا ہے) وغیرہ رسائل کا ترجمہ کر چکا ہے۔ اور غرض ان تمام ترجموں سے جو کہ احقر نے اس وقت تک کئے ہیں۔ یا بشرطِ زندگی انشاء اللہ تعالےٰ آئندہ بھی کئے جائینگے) صرف یہی ہے۔ کہ علوم دینیہ کی اشاعت میں دن دوگنی رات چوگنی ترقی ہو۔ اور قوم کو بجائے ہزلیات اور بیہودہ کتابوں کے آیاتِ قرآنی و احادیث نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے مطالعہ کرنے اور حالات سلفِ صالحین کے پڑھنے کا موقعہ ملے۔ کیونکہ قومی ترقی۔ قومی اصلاح۔ قومی بہبودی۔ اور اسی کے مجموعہ کو یا یوں کہو۔ کہ اسلامی ترقی اس کے بدوں ناممکن ہے۔ کہ قوم ہمہ تن احکام الٰہی یعنی کتاب اللہ اور ارشاد نبوی یعنی سُنّت رسول اللہ کی پوری پوری پابند ہو کر سلف صالحین کا ٹھیک نمونہ نہ بن جائے۔ بدوں اس کے وہ دینی یا دُنیوی بھلائی میں کچھ حصہ نہیں لے سکتی۔ ورنہ مقولہ مشہور ہے: "مُسلمانان درگور و مُسلمانی درکتاب"۔ اور ہم خدائے تعالےٰ سے دُعا کرتے ہیں۔ کہ وہ ہمیں یہ دن نصیب نہ کرے۔ جو کہ اس کا مصداق ہو۔ اور جب ہم اپنے اسلاف کے ٹھیک نمونہ بن جائینگے اسی وقت ہم ان کے اخلاف کہے جانے کے بھی مستحق ہو سکتے ہیں۔ اور جو کچھ کہ وہ کرتے تھے۔ ہم بھی کر سکیں گے۔ اگر قوم کی موجودہ حالت تمہیں معلوم نہیں ہے اور اپنے خیال میں تم اس کی تصویر کھینچنا چاہتے ہوں۔ تو مولانا الطاف حسین صاحب حالی مرحوم کی مسدس پڑھو۔ دو آنسو بہاؤ۔ مگر خالی خولی ٹپ ٹپ آنسو بہانے سے بھی کچھ نہیں ہوتا۔ یہ بھی جب ہی مفید ہو سکتا ہے۔ کہ انسان سچے دل سے رو کر متنبہ ہو جائے۔ اور غفلت شعاری سے باز آئے۔ اس دستِ علمی یا یوں کہو کہ اس

روشنی کے زمانہ میں غفلت کی نیند سونا۔ اور کسی کے جگائے نہ جاگنا اور بیدار ہو کر دینی دنیوی نفع سے بے بہرہ رہنا سخت گناہ کی بات ہے۔ اور اس سے توبہ کرنی ضروری ہے۔ مگر یہ توبہ وہی جس کا کہ اس آیۂ کریمہ میں مذکور ہے۔ وَتُوبُوا اِلَی اللّٰہِ تَوْبَۃً نَّصُوحًا یعنی "خدائے تعالےٰ کی درگاہ میں توبہ کرو۔ تو سچی توبہ کرو" ایسا ہی تائب اس ارشاد نبوی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا بھی مصداق ہوگا۔ التائبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَہٗ۔ گناہ سے توبہ کرنیوالا ایسا ہے کہ گویا اس نے گناہ ہی نہیں کیا +

جن کو خدائے تعالےٰ نے توفیق عطا کی ہے اور جن کے مقسوم میں لکھا ہے کہ وہ عربی زبان سیکھ کر علوم دینیہ کی تحصیل و تکمیل کر کے اس میں پورا حصہ لیتے ہیں۔ اور اس غرض سے اہل اسلام کے مختلف شہروں اور مقاموں میں اسلامی مدارس و کالج کھلے ہوئے ہیں۔ اور افراد قوم ان سے مستفید ہوتے رہتے ہیں۔ اور اس سے زیادہ سہولت کی غرض سے علمائے کرام نے علوم دینیہ کا بہت سا ذخیرہ اردو میں بہم پہنچا دیا ہے۔ اور اب حال ہی میں فنون دینیہ ہی سے متعلق اسلامی تاریخوں اور سلف صالحین اور بزرگان کی سوانح عمریوں کے بھی ترجمے ہو چکے ہیں۔ اور یوماً فیوماً یہ سلسلہ ترقی پذیر ہے +

علوم دینیہ کا جو کچھ ذخیرہ کہ اس وقت عربی زبان میں موجود ہے۔ اور مختلف اسلامیہ ممالک و بلاد کی اسلامیہ کتب خانوں اور لائبریریوں کی صورت میں پایا جاتا ہے۔ اردو میں اس کا فیصدی ایک۔ بلکہ ہزار (اور اگر میں کہوں۔ وَھَلُمَّ جَرًّا اور آگے بھی اسی طرح سلسلہ بڑھاؤ۔ تو میرا یہ کہنا کچھ بعید نہ ہوگا) ایک بھی حصہ موجود ہے۔ اور نہ موجود ہو سکتا ہے۔ اور جن لوگوں نے کہ اسلامی کتب خانوں کی بھی سیر کی ہے۔ اور علوم دینیہ کی درسگاہیں دیکھی ہیں۔ وہ میرے اس قول کی ضرور تصدیق کرینگے +

الغرض خواہ ہماری بے توجہی یا اتفاق زمانہ سے جبکہ عموماً ہمارے خیالات مسائل دینیہ سے متعلق محدود ہی رہتے ہیں۔ تو کسی فرد بشر کو خواہ عربی یا اردو میں علوم دینیہ کی دس پانچ کتابیں پڑھنے یا دیکھ لینے کے بعد یہ ہرگز جائز نہیں کہ وہ اپنے تمام دینی امور میں اپنے ان مختصر معلومات کو کافی وافی جانکر علمائے کرام اور مشائخین ملت کی طرف رجوع نہ کرے اور خود آرائی اختیار کر کے غلطی میں خود بھی پڑے۔ اور دوسروں کو بھی ڈالے۔ دیکھو اللہ تعالےٰ نے اپنے کلام پاک میں ارشاد فرمایا ہے۔ فَاسْئَلُوْٓا اَھْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ اگر تمہیں کسی بات کا علم نہ ہو۔ تو اُس اہل علم سے پوچھ لو۔ اس آیت شریف سے صاف ظاہر ہے۔ کہ ہر مسلمان کا فرض ہے۔ کہ وہ مسائل دینیہ کے متعلق اپنی ہر ایک لا علمی میں

علمائے کرام کی طرف رجوع کرے۔ اسی کو اصطلاح فقہ میں تقلید سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اور یہی تقلید شرعی ہے۔ اور یہ وہ سلسلہ ہے۔ جو کہ جناب رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین تک جاکر منتہی ہوتا ہے۔ اور سلف صالحین سے اب تک اُمت مرحومہ کا یہی دستور رہا ہے۔ اور اس میں ایک رمز ہے۔ جو کہ نہایت ہی حکمت و دانش سے مملو ہے۔ اور جو کہ تفریق خود آرائی کی بیخکنی کر کے ہمیں اتفاق و اتحاد کا سبق دیتا ہے۔ اور قومی شیرازے کو مضبوط باندھتا ہے +

دوسری جگہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَّلَا تَفَرَّقُوا وَاذْكُرُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖۤ اِخْوَانًا۔ سب ملکر اللہ کے دین کی رسّی مضبوط پکڑے رہو۔ اور اس سے جُدا نہ ہو۔ اور خدا کی نعمت کو یاد کرو۔ کہ اس نے تمہارے دلوں میں اُلفت ڈال دی۔ اور تم سب آپس میں بھائی بھائی ہو گئے +

تیسری جگہ فرمایا ہے وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ۔ اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ۔ جو کہ باوجود اپنے پاس خدا کے احکام آجانے کے مختلف ہو کر فریق فریق بن گئے +

چوتھی جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوۤا اَطِيعُوا اللّٰهَ وَاَطِيعُوا الرَّسُولَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُولِ ذٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَاَحْسَنُ تَاْوِيلًا۔ مسلمانو! اللہ کی اور اللہ کے رسول اور جو لوگ تم میں سے حاکم ہوں۔ اُن کی بھی اطاعت کرو۔ اور جب تمہارے درمیان کسی بات میں جھگڑا پڑ جائے تو تم اُس کو اللہ اور اُس کے رسول کی طرف رجوع کرو۔ اگر تمہیں اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان ہے یہی تمہارے حق میں بہتر اور عمدہ بات ہے +

پانچویں جگہ فرمایا ہے لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيرًا۔ بیشک تمہارے لئے طریقۂ رسول اللہ میں بہتر اقتدار ہے۔ خصوصاً اُس شخص کیلئے جو کہ لقائے الٰہی اور ثواب آخرت کا اُمیدوار ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کو بہت یاد کرتا رہتا ہے +

چھٹی جگہ فرمایا ہے۔ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُولُهٗ

اَمْرًا اَنْ یَّکُوْنَ لَھُمُ الْخِیَرَۃُ مِنْ اَمْرِھِمْ وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِیْنًا - یعنی کسی مسلمان مرد یا مسلمان عورت کو جائز نہیں۔ کہ جب اللہ اور اُس کا رسول کسی بات کا فیصلہ کردے۔ تو پھر انہیں اپنے امر میں کچھ اختیار باقی رہے۔ اور جو شخص کہ اللہ کی اور اُس کے رسول کی نافرمانی کرے۔ وہ صریح گمراہ ہو گیا +

اسی طرح جو شخص کہ محض نفس و خواہش کا پیرو ہو کر آیاتِ قرآنیہ اور احادیث نبویہ کی صریح مخالفت کرے تو ایسے شخص کے حق میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَنْ یُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَہُ الْھُدٰی وَیَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ نُوَلِّہٖ مَا تَوَلّٰی وَنُصْلِہٖ جَھَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِیْرًا ۔ یعنی جو شخص کہ رسول کی مخالفت کرے بعد اس کے کہ ہدایت اُس پر واضح ہو چکی ہو۔ اور غیر طریقہ مومنین کی وہ پیروی کرے۔ تو اُس کا منہ ہم اس طرف موڑینگے جس طرف کہ اُس نے اپنا منہ موڑا تھا۔ اور اُسے ہم دوزخ میں داخل کرینگے۔ اور دوزخ بُرا ٹھکانا ہے +

اب مَیں اِس آیتِ کریمہ پر اس مضمون کو ختم کر کے اللہ جلشانہٗ کی بارگاہ میں دعا کرتا ہوں۔ کہ وہ سب کو نیک کاموں کی توفیق دے۔ اور ہمارے آئندہ آنیوالے دنوں کو ہمارے حق میں بہتر کرے۔ اور ہمیں تفریق و اختلافات۔ کجروی خود آرائی مخالفتِ حق اور اتباعِ نفس و خواہش سے بچائے۔ اور اتباعِ شریعت نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پر ہمیں ثابت قدم رکھے۔ اور ہم سب کا خاتمہ بالخیر کرے۔ اور قیامت کے دن نیکوں کے زُمرے میں ہمارا حشر کرے آمین یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ

عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ سَیِّدِ الْاَوَّلِیْنَ

وَالْاٰخِرِیْنَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ

اَجْمَعِیْنَ ۝ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ

الرّٰحِمِیْنَ

خاکسار محمد عبد الستار عفی عنہ لاہور

تاریخ طبع اوّل کتاب لاجواب اُردو ترجمہ حیاتِ جاودانی در حالاتِ قطب الاقطاب محبوب سبحانی حضرت شیخ سیّد سُلطان غوث اعظم عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ

از مولوی ضیاء الدّین صاحب مرحوم امین آبادی

اے مریدان پیر با ارشاد	وے ہمہ طالبان نیک نہاد
در مناقب جناب محی الدّین	طبع شد این کتاب با اسناد
چوں بمقصد رسید ام الحق	ہاتف از غیب این ندا در داد
مخزن فیض معدن اسرار	مظہر نور حق در بغداد

۱۳ ھ ۲۲

ایضاً۔ از محبوب عالم مرحوم امین آبادی

ہے حیاتِ جاودانی نام اس والا کتاب	منکریں یہ دیکھ کر سب ہو گئے ہیں لاجواب
عاشقان و طالبان غوث اعظم کیلئے	ہے یہی تحفہ عجیبہ اور غریبہ یہ کتاب
دیکھ لیں اس کو جنہیں کچھ اشتباہ ہوئے عزیز	ہر ولی پر قدم اُنکا جو نہ مانیں شیخ و شاب
پہلے تھی عربی زبان میں اب یہ اردو بنگئی	ہے کراماتِ جنابِ غوث بیں تا در کتاب
فضل دین قومی نے اُردو ترجمہ چھپوا دیا	ہی یہ ارزاں نقد جاں سے لو خرید اسکو شتاب
سال چھپنے کا جو ڈھونڈا تب یہ ہاتف نے کہا	الحمد دیا غوث اعظم خدیدی بہر وہاب

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا	عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

طبع پنجم

الحمد للہ کہ یہ صحیفہ عربی کتاب قلائد الجواہر فی مناقب حضرت شیخ عبد القادر جیلانی موسوم بہ حیاتِ جاودانی جس کو اب پانچویں بار بہ نظرِ ثانی بعد از تصحیح و نوٹ مفیدہ بصرفِ زرِ کثیر بشہر رمضان المبارک ۱۳۴۳ھ اللہ والے کی قومی دکان ملک چنن الدین صاحب کشمیری بازار لاہور نے طبع کرایا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَ الْمُرْسَلِیْنَ

پکار نصیر الحق بدرگاہ قطبِ ربانی غوثِ صمدانی حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہٗ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ
لَکُمْ جِھَادٌ وَ فَیْضٌ وَ اَنْتَ عَظِیْمُ الشَّان
اَتٰی اَلْفَقِیْرُ بِبَابِکَ وَ اَنْتَ ذُوالسُّلْطَان

مرا اُمید چو عہ نداری شہا تو درحرمان
بگو کہ کیست بجز تو کہ گیرمش دامان
جگت سبھی موں عرب عجم روم و ایران
تمام شرق غرب کے شہے جہانگیران
تیری جناب کے سگ ہیں ملوک اور میران
غریب نپٹ در پڑا ہوں یا میران
میری پکار دکھی کی سنوں شہِ جیلاں
نہیں پناہ ہمن کو بناں تیرے داماں
گلشن پریم کے بھیتر پڑا ہوں رات حیران
ذوال نہ کچھ گن ہے نہ حسن کا ساماں
ز دستِ دردِ فراق الغیاث یا غوثا
کنی بحالِ نزارم نگاہ یا مولےٰ

دوہڑا

بیتی اپنے حال کی کرت نصیر ادھن
اپنے مندر پیر سوں جیسے جل بن من
سہنس لاکھ کے مقصد و ابیک فقار
نہ ہے قبول خدا کے رسول ہیں مختار
یقین ہے ابر اکرامت کرم اتا فک یار
کبھو تو خشک لبوں پر کرو مہر سوں قطار
غریب بیکس مسکین پڑا ترے دربار
خراب بے سروسامان کروپ او گنہار
جگر پریم کی آتش سو جل بھیا انگار
کروں تو کس کنے تجھ بن شہا میں روئے پکار
فغانِ نالہ و افسوس گریہ ہائے دراز
ترا ز ظاہر رمے نمے کنی از ناز

دوہڑا

پاؤں سے جلتی سر گئی اور سر سوں گئی ٹکٹکی
ساجے نہ پیتم بچھڑے اب کیا جیون کی آس
ہمیں تھے بے غم فاتحہ زہیر فضلِ اللہ
نہ دل میں فکر تھا غم کا نہ تھا یہ حال تباہ
گیا ہوں ورد نے جانب ڈھکی کی طرف جو آ
اندھار پڑ گیا غم سوں نکل تو ہو موسےٰ
پڑی ہوں پریم کی سار جیسے نہ انت نہ تھاہ
پھروں تو ٹھور نہیں اور کہیں یہ بار پناہ
اے بدھت میں بھیتر پڑی ہوں دکھ کے شاہ
کبھی تو کرو مجھے دکھ پر کرم سوں آ نگاہ
فتادہ بیکس مسکین بموج موج خراب
شکست کشتئے شاہا شتاب حال بیاب

دوھڑا

چھوٹی بیری دَیہ چلی اور چھوٹی ہوجا مال
اب مُدّت پہنچے پیر جی تم بن کوئی نان
یہ بھاہ غم کی سون بھانبڑ مچا میں سکین زار
گھیرا ہوں چار طرف سی ہوا اب بہت نیلہ
بہت ہوں پیچ کیمی کسیف پوچھ نکال
یہ دیکھ حال ہمارا جگت کو آوے عار
ہیسی میں کوٹ اندھاری پڑی ہوں کیہ بھال
جو کیا سو اوگن کیا نہ گن کیا نل بھار
کہ چیل اگ تمہاری پڑی ہے بے اعتبار
بناں نگاہ شہنشہ پاڈں ہیں کت بڑھو بال
رسید بدرت اینک سگت برمے سیاہ
مرا کنوں زجناب کہ نیست جز تو پناہ

دوھڑا

بینتی اور اڈھنتی رونا ہم کا راج
ہاتھ نہ چھوڑو پیر جی بانھ پکڑی کی لاج
پڑا ہے روگ بدن میں کبھوں دیکھیا آ
پڑا ہے تلخے کندن موں جیو جسم میرا
کسی نہ داسوں بناں تم میرا یہ روگ نہ جا
نہ چھوڑی ہے جوت میرے بیچ درد دکھ نے نڈا
چہان پیا کے ہمنکو کول ڈار وجا
کبھی تو دکھی کو پکڑ کر دیا سوں لئے اٹھا

جگت موں ہاتھ ہمن کا کبھو تو ہوئے سہا
سبھی ہیں اپنی غرض کے یکھی ہیں ٹھوک بجا
حزے ضعیف، فتادہ ز پشت ریش بریش
تو آبگاہ دہی و نہی در اشت ریس

دوھڑا

ہم ہیں رخت بیکار کا کب کو کرت بہاج
کو کر جنگی دوار کا انت اُنہی کو لاج
چڑھی ہے فوج سولونکی نہ یوں مارن ہاں
ہوا ہوں ڈھو کی مانند ڈر کے گر دو بھاں
نہ کوئی ٹوہ ہے ذرا نہ کوئی آس نہ یار
مجیب بھاگ کے آیا تری تیری سرکار
فغاں ہے سینہ جیلی لیؤ ہمنکی سار
پڑا ہوں بیپٹ کٹھن موں جسے انت نہ پار
قدم قدم میں پانی سولوں ہی ناگمٹ ڈنگن ہار
بناں تمکن کی نہیں کو کس سیں کروں نیں پکار
نہ قوت کہ نہم پا باہیں دہ خو نخوار
نہ صبر تاب باشد مے سکون قرار

دوھڑا

تم ہو مُشکل جہان کے پار بنا ہُن ہار
کر پا کر یو پیر جی اب ہمرے سر بھار

عرب عجم ہوں تیری دہانگ سن اے ماہ منیر
تمنکا دیکھ تجمل شاہاں عالم گیر
کیا ہے دعوے غلامی کا آئے ہو کے فقیر
تمہاری عظمت آگی جو ہیں گدا چہ امیر
نہیبت تمنکی سوں ٹھگوں ہیں تھر تھری یا پیر
تمن نگاہ سی کھُلتے ہیں لاکھ قفل و زنجیر
تیرا جگت موں نہیں کوشا مثال نظیر
تیرے قدم کے تلے ہیں ولی صغیر و کبیر
سگے کہ بر درت آمد ہزبر شیر ژیان
برند سجدہ پیشش چو پیش شیر سگاں

دوھڑا

جن کی ایماں بنی جیو کرت ہیں آپ دیال
ان نکی ایماں کیا کرے ہمسوں تھوڑ مال
لکن برستے ہیں سولوں ہوا اندھاری این
تمام عمر میں اک دن کبھو نہ دیکھا چین
ہیں دین دو کے گذاری ہے روز کرتا ہوں بین
کچھ اُس تم سوں ہیں رکھتا ہوں اے مہ عیدین
تم ہو نور نبی کے علیؑ کے ہو دو نین
زہے ثبوت حسن کے جگر بتول حسینؑ
تمن ظفر کے نشانہ بجنگ بدر حنین
امن خلیل کہ تم ہو ایوب کے گلچین
چہ سر کنم بمدیحت کہ نیست جز تو عیاں
پس از نبی صحابش بمنزل ہمدان

دوھڑا

صورت سُندر سرج کے یہ بچہ پڑ دھگوان
ساغر بوند سمایکے ہوئے غوث جہان
اگرچہ لیکھ کا بد ہوں میں بخت کا ہوں سیاہ
تم لکھاؤ گے منظور ہو قبول نگاہ
یہ التماس ہماری کہو گے مجھ کو جاہ
پڑا ہے بڑا اندھاری کہ جس میں گم ہو راہ
ککن ہی بھور چرن کی جینوں ہی غوث پناہ
پلک میں پاک ولی ہو مٹا کے کفر گناہ
نبی دوار سے آدر ہوئے قریب اللہ
یہ کوہ دھن دھن سید بولے دھن دھن شاہ
نہ ہے نجابت حضرت کہ لشتہ ہمیں نسیب
نماند ذرہ محبوب ماند ماند حبیب

دوھڑا

نور نبی دا برکھنا واہ واہ ہمری بھاگ
پیا اجالا جگت موں جاگ نصیبا جاگ

مگن مست ازل کی شراب وحدت نور ہو
کوئی ہا ہے بیچ وساکین کامران و مہر در
کوئی کلید ہیں مخزن کوئی ہنر ہیں فخور
کوئی ادھر ہیں نازاں کوئی ادھر مشہور
کسی کو زہد و ریاضت کسی کو قرب حضور
ہمن کو نام میراں سو ہزار ناز غرور
سہنس سُرگ بھی ہیں سہنس حور و قصور
پڑے جے سیس ہمن پر چرن میراں جی کی دھور
کسے بطاعت نازاں کسے بقرب اللہ
مرا بس است کہ شاہا کنی بلطف نگاہ

دوھڑا

جب کرپا ہو وے تہی ادر پایو سانچا پیر
بھور انند سکھ اب جیہ چنتا گئی نصیر
پڑی ہوں ساغر غم میں جاہاں نہ آتی ہاتھ
تم ہو موج کرم کی کرم پڑتی ہے ٹھاٹھ

اندھ گھیر گھمر سوں بکار ڈار دو ہاتھ
خدا کے واسطے مجھ کی سنو شہا یہ کاتھ
جگت میں فاضل شاہ کا جو نام لیکر ساتھ
پڑا ہے دوار میراں کی غریب بنت اناتھ
تیرا ہی دامن شاہا ہمن کی ہے اب ہاتھ
اسی بساطہ کوں لیکر ملونگی جار گناتھ
نہ ذکر فکر نہ طاعت نہ استقامت دین
غلام فاضل شاہم سگم ز محی الدین

دوھڑا

نہچا کر یو سُندھ منی اسپنتا من سے دھو
میراں میراں بولیہ اب ہونی ہو سو ہو

تمت
بالخیر

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

ہر قسم کی سستی کتابیں ملنے کا پورا پتہ:-

اللہ والے کی قومی دکان کشمیری بازار لاہور

تاریخ خرید: مورخہ ۲۳ فروری ۱۹۸۲ء مطابق ۲۸ ربیع الثانی ۱۴۰۲ھ

تذکرۂ غوثیہ یعنی شجرۂ معرفت

نو ترمیم — اصلی

مع ضمیمہ جدید باضافہ ترجمہ اردو کلام عربی و فارسی فرہنگ مشکل الفاظ

تازہ خواہی داشتن گر داغہائے سینہ را
گاہے گاہے باز خواں ایں دفتر پارینہ را

واقف اسرار شریعت شناور بحر طریقت مولانا و مرشدنا حضرت پیر غوث علی شاہ صاحب قلندر پانی پتی کے اسم گرامی و نام نامی سے ہند و پاکستان کا کونسا ایسا فرد ہے۔ جو واقف نہ ہو گا۔ یہ کتاب مستطاب آپ کے عشق ماسوائے اللہ کے تذکرہ سے بھرپور۔ مختلف صوفیاء علماء کے اقوال و اعمال کا مجموعہ ہے۔ جو آپ کے زبان فیض ترجمان سے وقتاً فوقتاً صادر ہوتے رہے۔ یہ کتاب ایسے بہترین اقوال کا مجموعہ ہے جس کا ایک ایک لفظ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ اس کتاب کے ایک دفعہ مطالعہ سے کبھی طبیعت سیر نہیں ہوتی۔ بار بار پڑھنے کو دل چاہتا ہے۔ مصنف کتاب حضرت مولانا مولوی گل حسن صاحب قادری نے جنہیں حضرت قلندر صاحب مرحوم و مغفور پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کی اکثر صحبت نصیب رہی ہے۔ اسے ایسے انداز میں تحریر کیا ہے کہ کتاب کو ایک دفعہ شروع کر کے جب تک ختم نہ ہو چھوڑنے کو دل نہیں چاہتا اس کتاب میں ہر قسم کے مسائل شریعت طریقت حقیقت و معرفت کے مسائل پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ کتاب طباعت و کتابت کے لحاظ سے دیدہ زیب ہے۔ کاغذ عمدہ ولایتی ٹائیٹل رنگین حجم کتاب ۴۷۶ صفحات ان گوناگوں خوبیوں کے باوجود قیمت صرف آٹھ روپے مجلد نو روپے آٹھ آنے علاوہ محصولڈاک

دوسرا ایڈیشن چھپ کر تیار ہو گیا ہے۔

ملنے کا پتہ

اللہ والے کی قومی دکان رجسٹرڈ کشمیری بازار لاہور

